استفتاءات (اردو)

فتاویٰ از نظر

ولیٔ فقیہ، رہبر انقلاب اسلامی

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی الخامنہ ای دام ظلہ العالی

ناشر

معراج کمپنی لاہور

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود و سلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو اُن کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا خدا کی رحمت شامل حال ہو ان علمائے حق کے جنہوں نے ائمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال کو مدنظر رکھتے ہوئے دین کو ہم جیسے طالب علموں کے لئے واضح طور پر بیان فرمایا۔

ولیٔ فقیہ، رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی نے ایران میں بزرگ علما کی موجودگی میں وہاں کی عوام کو ان علمائے کرام سے مربوط ہونے کا حکم دینے کے ساتھ ایران سے باہر پوری دنیا کے مومنین سے اپنے اچھے روابط کی بنا پر ایران سے بیرونی دنیا کے مومنین کے لئے اپنی تقلید کی اجازت دی اور مختلف زبانوں میں ان کے استفتاءات کی کتاب شائع ہوئی پاکستان کے مومنین کے لئے یہ کتاب اردو زبان میں شائع ہوئی اور بعد میں اسے انٹرنیٹ پر بھی جاری کر دیا گیا۔ ہم نے اس کتاب کو آقائی رہبر معظم کی توضیح المسائل شائع ہو جانے کے بعد بھی شائع کرنا اس لئے مناسب سمجھا کہ بعض دفعہ سوال و جواب کی صورت میں بات سمجھنا آسان ہوتا ہے لہٰذا ہم نے اس میں آقائی محترم سے پوچھے جدید سوالات کو بھی شامل کر دیا ہے تاکہ جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے استفادہ ہو سکے۔

ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی نہ رہنے اس کے لئے پائے بار بار پروف ریڈنگ کی گئی ہے اس کے باوجود اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو خداوند قدوس معاف کرنے والا ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے اگر ان کو کوئی غلطی دکھائی دے تو فوراً ادارے کو فوراً اطلاع دیں تاکہ اس کی تصحیح

کر دی جائے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اور تمام مومنین کرام کو ہر قسم کی خطا ولغزش سے بچائے رکھے کہ اگر اس کی توفیق شامل حال نہ ہو تو کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا اور اگر اس کی مرضی نہ ہو تو کوئی اس دنیا میں ایک سانس بھی نہیں لے سکتا۔ وہی ہے کہ جس کے بھروسے پر ہم قدم اٹھاتے ہیں اور وہی ہمارے قدموں کو سنبھالے رکھتا ہے۔

درود وسلام ہو محمد وآلِ محمد علیہم السلام پر کہ جن کے دامن سے منسلک ہو کر قرب خدا حاصل کیا جاتا ہے اور جن کے نقش قدم پر چل کر دنیا وآخرت کی بھلائیاں حاصل کی جاتی ہیں۔

ادارہ

معراج کمپنی پاکستان

احتیاط، اجتہاد اور تقلید

س ۱: کیا تقلید صرف عقلی مسئلہ ہے یا اس کے ثبوت پر شرعی ادلہ بھی ہیں؟
ج: تقلید کے ثبوت پر شرعی ادلہ ہیں اور عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ جو شخص خود احکام دین سے آگاہ نہیں ہے وہ مجتہد جامع الشرائط کی طرف رجوع کرے۔
س ۲: آپ کے نزدیک احتیاط پر عمل کرنا بہتر ہے یا تقلید پر؟
ج: چونکہ احتیاط پر عمل کرنا اس کے موارد اور کیفیت احتیاط کو جاننے پر موقوف ہے اور اس پر زیادہ وقت خرچ ہوتا ہے لہٰذا انسان کیلئے احکام دین میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا بہتر ہے۔
س ۳: احکام شرعیہ میں فقہا کے فتاویٰ کے لحاظ سے دائرہ احتیاط کی حدود کہاں تک ہیں؟ اور کیا سابق فقہاء کے فتاویٰ کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے؟
ج: موارد احتیاط میں احتیاط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام فقہی احتمالات کی اس طریقے سے رعایت کی جائے کہ انسان کو اپنے بری الذمہ ہونے کا اطمینان ہو جائے۔
س ۴: جلد ہی میری بیٹی بالغ ہونے والی ہے اور اس وقت اسے مرجع تقلید کا انتخاب کرنا ہوگا لیکن مسئلہ تقلید کا ادراک اس کیلئے مشکل ہے آپ فرمایئے اس سلسلہ میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟
ج: اگر اس سلسلے میں وہ خود اپنی شرعی ذمہ داری کو نہیں سمجھ سکتی تو آپ کیلئے اس کی راہنمائی کرنا ضروری ہے۔
س ۵: فقہا کے درمیان مشہور یہ ہے کہ موضوعات احکام کی تشخیص مکلف کی ذمہ داری ہے مجتہد کی ذمہ داری صرف حکم کو بیان کرنا ہے لیکن اس کے باوجود مجتہدین بہت سے موارد میں موضوعات احکام کو بھی بیان کرتے ہیں تو کیا موضوع کے سلسلے میں بھی مجتہد کی پیروی کرنا ضروری ہے؟

ج: موضوع کی تشخیص مکلّف کا کام ہے لہٰذا اس سلسلے میں مجتہد کی تشخیص کی پیروی کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ اس تشخیص سے انسان کو اطمینان ہو جائے یا موضوع ایسے موضوعات میں سے ہو کہ جس کی تشخیص کیلئے اجتہاد اور استنباط کی ضرورت ہے۔

س۶: کیا اپنی ضرورت والے شرعی مسائل کے سیکھنے میں کوتاہی کرنے والا گناہگار ہے؟

ج: اگر شرعی مسائل کا نہ سیکھنا کسی واجب کے چھوٹ جانے یا فعل حرام کے ارتکاب کا سبب بنے تو گناہگار ہے۔

س۷: دینی مسائل سے کم واقفیت رکھنے والے افراد سے بعض اوقات جب ان کی تقلید کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم نہیں جانتے یا کہتے ہیں ہم فلاں مجتہد کی تقلید کرتے ہیں جبکہ عملاً وہ لوگ اپنے آپ کو اس مجتہد کی توضیح المسائل کے پڑھنے اور اسکے فتاویٰ پر عمل کرنے کا پابند نہیں سمجھتے ایسے لوگوں کے اعمال کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر ان کے اعمال احتیاط، واقع یا اس مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق ہوں جس کی تقلید ان پر واجب تھی تو صحیح ہیں

س۸: اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جن مسائل میں اعلم مجتہد احتیاطِ واجب کا قائل ہے ان میں اس کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اگر اس کے بعد والا اعلم بھی اس مسئلہ میں احتیاطِ واجب کا قائل ہو تو کیا ہم اس مسئلے میں ان دونوں سے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟ اور اگر تیسرا بھی اس بات کا قائل ہو تو کیا ہم ان سے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور اسی طرح۔۔۔اس مسئلہ کی وضاحت فرمایئے؟

ج: جس مسئلہ میں اعلم مجتہد کا فتویٰ نہیں ہے اس میں اس مجتہد کی طرف رجوع کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جس کا واضح فتویٰ موجود ہو اور وہ احتیاط کا قائل نہ ہو البتہ رجوع کرنے میں العالم فالعالم کی ترتیب کا خیال کرنا ضروری ہے (یعنی پہلے اپنے مرجع کے بعد والے اعلم کی طرف رجوع کرے پھر اس کے بعد والے اعلم کی طرف اور پھر اس کے بعد والے اعلم کی طرف اور اسی طرح۔۔۔)

تقلید کی شرائط

س۹: کیا ایسے مجتہد کی تقلید جائز ہے جس نے مرجعیت کے منصب کو نہ سنبھالا ہو اور نہ ہی اس کی توضیح المسائل موجود ہو؟

ج: مجتہد جامع الشرائط کی تقلید کی صحت کیلئے یہ شرط نہیں ہے کہ اس نے منصب مرجعیت کو سنبھال رکھا ہو اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ اس کی توضیح المسائل موجود ہو لہٰذا جو مکلف اس کی تقلید کرنا چاہتا ہے، اگر اس کے لیے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جامع الشرائط مجتہد ہے تو اس کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۰: کیا مکلف اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جو فقہ کے کسی ایک باب مثلاً نماز یا روزہ میں درجہ اجتہاد پر فائز ہے؟

ج: ایسے مجتہد (مجتہد متجزی) کا فتویٰ خود اس کے لئے حجت ہے لیکن دوسروں کے لئے اس کی تقلید کرنا محل اشکال ہے اگر چہ اس کا جائز ہونا بعید نہیں ہے۔

س۱۱: کیا دوسرے ملکوں کے ان فقہاء کی تقلید جائز ہے؟ جن تک رسائی ممکن نہیں ہے۔

ج: شرعی مسائل میں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید میں یہ شرط نہیں ہے کہ مجتہد مقلد کا ہم وطن ہو یا اس کے شہر کا رہنے والا ہو۔

س۱۲: مجتہد اور مرجع تقلید میں جو عدالت لازم ہے کیا وہ کم یا زیادہ ہونے کے اعتبار سے اس عدالت سے مختلف ہے جو امام جماعت کے لئے ضروری ہے؟

ج: فتویٰ دینے میں منصب مرجعیت کی اہمیت اور حساسیت کے پیش نظر مرجع تقلید میں احتیاط واجب کی بنا پر عدالت کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنے سرکش نفس پر مسلط ہو اور دنیا کا حریص نہ ہو۔

س۱۳: یہ جو کہا جاتا ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے جو عادل ہو تو اس عادل سے مراد کون شخص ہے؟

ج: عادل سے مراد وہ شخص ہے جو اس حد تک پرہیز گار ہو کہ جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرتا ہو۔

س۱۴: کیا زمان و مکان کے حالات سے واقف ہونا اجتہاد کی شرائط میں سے ہے؟

ج: ممکن ہے بعض مسائل میں اس شرط کا دخل ہو۔

س۱۵: امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کے مطابق مرجع تقلید کے لئے واجب ہے کہ وہ احکام عبادات و معاملات کا علم رکھنے کے علاوہ سیاسی، اقتصادی، فوجی، سماجی اور قیادت و رہبری کے امور سے بھی آگاہ ہو پہلے ہم امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اور ان کی رحلت کے بعد بعض علماء کی راہنمائی اور خود اپنی تشخیص کی بناء پر آپ کی تقلید کا فیصلہ کیا تا کہ یوں قیادت اور مرجعیت کو جمع کر پائیں اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: مرجع تقلید کی صلاحیت کی شرائط تحریر الوسیلہ اور مسائل کی دیگر کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہیں اور قابل تقلید شخص کی تشخیص خود مقلد کا کام ہے۔

س۱۶: کیا مرجع تقلید کا اعلم ہونا شرط ہے یا نہیں؟ نیز اعلمیت کا معیار کیا ہے؟

ج: جن مسائل میں مجتہد اعلم کے فتاویٰ دیگر مجتہدین کے فتاویٰ سے مختلف ہوں ان میں احتیاط یہ ہے کہ اعلم کی تقلید کی جائے اور اعلمیت کا معیار یہ ہے کہ وہ دوسرے مجتہدین کی نسبت احکام خدا کے سمجھنے اور الٰہی فرائض کو ان کی دلیلوں سے استنباط کرنے میں زیادہ مہارت رکھتا ہو۔ نیز احکام شرعی کے موضوعات کی تشخیص میں جس حد تک زمانے کے

حالات کا دخل ہے اور جس حد تک یہ فقہی نظر قائم کرنے میں مؤثر ہیں ان سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہو۔

س ۱۷: اگر اعلم مجتہد میں تقلید کے لئے لازمی شرائط کے موجود نہ ہونے کا احتمال ہو چنانچہ کوئی شخص غیر اعلم کی تقلید کر لے تو کیا اس شخص کی تقلید باطل ہے؟

ج: صرف اس احتمال کی وجہ سے کہ اعلم میں ضروری شرائط موجود نہیں ہیں، بنا بر احتیاط واجب اختلافی مسئلہ میں غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے۔

س ۱۸: اگر ثابت ہو جائے کہ بعض فقہاء مختلف مسائل میں اعلم ہیں یعنی ان میں سے ہر ایک خاص مسائل میں اعلم ہو تو کیا مختلف احکام میں ان مختلف فقہاء کی تقلید کی جا سکتی ہے؟

ج: مختلف مسائل میں متعدد مراجع کی تقلید کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ مجتہد اِن خاص مسائل میں اعلم ہے اور وہ مجتہد دوسرے خاص مسائل میں اعلم ہے اور ان مسائل میں ان کے فتاویٰ دیگر مجتہدین کے فتاویٰ سے مختلف ہوں تو بنا بر احتیاط مختلف مسائل میں متعدد فقہا کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

س ۱۹: کیا اعلم کے ہوتے ہوئے غیر اعلم کی تقلید جائز ہے؟

ج: جن مسائل میں غیر اعلم کے فتاویٰ اعلم کے فتاویٰ سے مختلف نہ ہوں ان میں غیر اعلم کی طرف رجوع کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

س ۲۰: مرجع تقلید میں اعلمیت کی شرط کے سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ نیز اس کی دلیل کیا ہے؟

ج: اگر جامع الشرائط فقہاء متعدد ہوں اور ان کے فتاویٰ مختلف ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اعلم کی تقلید کی جائے مگر جب علم ہو کہ اعلم کا فتویٰ احتیاط کے مخالف اور غیر اعلم کا فتویٰ احتیاط کے موافق ہے۔ اور تقلیدِ اعلم کے ضروری ہونے کی دلیل سیرہ عقلاء اور حکم عقل ہے کیونکہ مقلد کو اعلم کے فتاویٰ کے قابل اعتبار ہونے کا یقین ہے جبکہ غیر اعلم کے فتاویٰ کے سلسلے میں صرف احتمال ہے۔

س ۲۱: کس مجتہد کی تقلید کرنا ضروری ہے؟

ج: ایسے مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے کہ جس میں فتویٰ دینے اور مرجعیت کی شرائط موجود ہوں اور بنا بر احتیاط اعلم ہو۔

س ۲۲: کیا ابتدا سے میت کی تقلید کی جا سکتی ہے؟

ج: احتیاطاً ضروری ہے کہ ابتدا میں زندہ اور اعلم مجتہد کی تقلید کی جائے۔

س ۲۳: کیا مردہ مجتہد کی ابتدائی تقلید زندہ مجتہد کی تقلید پر موقوف ہے؟

ج: مردہ مجتہد کی ابتدائی تقلید یا اس کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے ضروری ہے کہ زندہ اور اعلم مجتہد کی تقلید کی جائے۔

اجتہاد اور اعلمیت کے اثبات نیز فتاویٰ حاصل کرنے کے طریقے

س ۲۴: دو عادل افراد کی گواہی کے ذریعے کسی مجتہد کی صلاحیت مرجعیت ثابت ہوجانے کے بعد آیا اس سلسلے میں دیگر افراد سے تحقیق کرنا بھی ضروری ہے؟

ج: تقلید کے جواز کیلئے ایسے دو افراد کی گواہی کافی ہے جو عادل اور صلاحیت مرجعیت کے سلسلے میں باخبر ہوں اور کسی دوسرے سے مزید تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۲۵: مرجع کے انتخاب اور اسکے فتاویٰ حاصل کرنے کے طریقے کیا ہیں؟

ج: مرجع تقلید کے اجتہاد اور اس کی اعلمیت کو مندرجہ ذیل طریقوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

خود اس کے اجتہاد و اعلمیت کا امتحان یا اس کے بارے میں یقین پیدا کرلے اگر چہ یہ یقین ایسی شہرت کے ذریعہ حاصل ہو جو مفید علم اور اطمینان ہو یا دو باخبر اور عادل افراد کی گواہی کے ذریعے اس کی اعلمیت اور اجتہاد کا یقین پیدا ہوجائے

مجتہد کے فتاویٰ کو مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱) خود مجتہد سے سنے

۲) دو یا ایک عادل شخص سے سنے

۳) ایک قابل اطمینان شخص سے سنے

۴) مجتہد کی مسائل والی کتاب میں دیکھ لے بشرطیکہ اشتباہ سے محفوظ ہو

س ۲۶: کیا مرجع کے انتخاب کیلئے کسی کو وکیل بنایا جاسکتا ہے جیسے بیٹا باپ کو یا شاگرد استاد کو وکیل بنادے؟

ج: اگر وکالت سے مراد جامع الشرائط مجتہد کے بارے میں تحقیق اور جستجو کو باپ، استاد یا مربی وغیرہ کے سپرد کرنا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ان کے قول سے یقین یا اطمینان حاصل ہوجائے یا اس میں گواہی دینے کے شرائط موجود ہوں تو شرعی لحاظ سے ان کا قول قابل اعتبار ہے۔

س ۲۷: بعض علماء جو خود مجتہد ہیں ان سے اعلم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا فلاں شخص کی طرف رجوع کرنے سے انسان بری الذمہ ہوجاتا ہے تو کیا میں ان کی بات پر اعتماد کرسکتا ہوں جبکہ خود مجھے اس شخص کی اعلمیت کے بارے میں معلوم نہیں ہے یا مجھے اس بارے میں شک ہے یا اس کے اعلم نہ ہونے کا اطمینان ہے کیونکہ ایسے دیگر افراد

بھی موجود ہیں جن کی اعلمیت کے بارے میں ایسی ہی شہادت موجود ہے۔

ج: اگر کسی جامع الشرائط مجتہد کی اعلمیت پر شرعی شہادت قائم ہوجائے تو وہ اس وقت تک قابل اعتبار ہے جب تک اس کے مخالف کوئی دوسری شرعی شہادت نہ آجائے اگر چہ اس سے یقین یا اطمینان حاصل نہ بھی ہو اور اس شرعی شہادت کے مخالف کسی اور شرعی شہادت کے بارے میں جستجو اور اس کے عدم وجود کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۲۸: جس شخص کے پاس فتاویٰ بیان کرنے کیلئے مجتہد کی اجازت نہیں ہے اور بعض مقامات پر احکام کے بیان کرنے اور فتاویٰ کے نقل کرنے میں غلطی کا بھی مرتکب ہوا ہو کیا ایسا شخص فتاویٰ اور احکام شرعی کے بیان کرنے کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہے؟ نیز اگر یہ شخص توضیح المسائل سے احکام کو بیان کرے تو ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: مجتہد کا فتویٰ نقل کرنے اور شرعی احکام بیان کرنے کے لئے اجازت شرط نہیں ہے لیکن جو شخص خطا کا مرتکب ہوتا ہے وہ مسائل کو بیان کرنے کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا اور اگر کسی مسئلہ کے بیان کرنے میں اس سے غلطی ہوجائے اور بعد میں اسے پتا چل جائے تو اس پر واجب ہے کہ سننے والے کو اس غلطی سے آگاہ کردے، بہر حال سننے والے کے لیے، مسئلہ بیان کرنے والے کی بات پر اس وقت تک عمل کرنا جائز نہیں ہے جب تک اسے اس کے قول کی صحت کا اطمینان حاصل نہ ہوجائے۔

تقلید بدلنا

س ۲۹: ہم نے میت کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اب تک غیر اعلم سے اجازت پر عمل کیا تھا، پس اگر اس سلسلہ میں اعلم کی اجازت شرط ہے تو کیا اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنا اور مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اس سے اجازت لینا واجب ہے؟

ج: اگر اس مسئلہ میں غیر اعلم کا فتویٰ، اعلم کے فتوے کے موافق ہو تو غیر اعلم کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس صورت میں اعلم کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۳۰: کیا امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی فتویٰ سے عدول کرنے کے بعد اس مجتہد کے فتویٰ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے کہ جس سے میں نے مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کیلئے اجازت لے رکھی تھی یا دیگر مجتہدین کے فتاویٰ پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ اسی مجتہد کے فتاویٰ کی طرف رجوع کیا جائے مگر یہ کہ کوئی دوسرا زندہ مجتہد اس سے اعلم ہو اور جس

مسئلے میں یہ عدول کر رہا ہے اس میں اس کا فتویٰ پہلے مجتہد کے فتویٰ کے مخالف ہوتو اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اعلم مجتہد کی طرف رجوع کیا جائے۔

س ۳۱: کیا مرجع تقلید کو بدلنا جائز ہے؟

ج: احتیاط واجب کی بنا پر ایک زندہ مجتہد کی تقلید سے دوسرے زندہ مجتہد کی تقلید کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اعلم ہو یا اس کی اعلمیت کا احتمال ہو۔

س ۳۲: میں شرعی احکام کا پابند جوان ہوں اور ماضی میں سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد تھا لیکن یہ تقلید کسی شرعی شہادت کی بنیاد پر نہیں تھی بلکہ اس بنیاد پر تھی کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید بری الذمہ ہونے کا سبب ہے۔ کچھ مدت کے بعد میں نے ایک اور مرجع کی تقلید کر لی جبکہ یہ عدول بھی صحیح نہیں تھا اور اس مرجع کے فوت ہوجانے کے بعد میں نے آپ کی طرف رجوع کرلیا برائے کرم بتایئے میری اس مرجع کی تقلید اور اس دوران میں نے جو اعمال انجام دیئے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ اور میری حالیہ ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جو اعمال آپ نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کے مطابق انجام دیئے ہیں وہ تو صحیح ہیں چاہے وہ ان کی زندگی میں انجام پائے ہوں یا ان کی وفات کے بعد ان کی تقلید پر باقی رہتے ہوئے انجام پائے ہوں۔ رہے وہ اعمال جو آپ نے شرعی معیار سے ہٹ کر کسی اور مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق انجام دیئے ہیں اگر وہ اس مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق ہوں جس کی اِس وقت آپ کیلئے تقلید کرنا ضروری ہے تو وہ بھی صحیح اور بری الذمہ ہونے کا موجب ہیں ورنہ ان کی قضا آپ پر واجب ہے۔ اور اس وقت آپ کو اختیار ہے چاہیں تو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید پر باقی رہیں اور چاہیں تو اس کی تقلید کرلیں جسے آپ شرعی معیار کے مطابق لائقِ تقلید سمجھتے ہیں۔

میت کی تقلید پر باقی رہنا

س ۳۳: ایک شخص نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کسی مجتہد کی تقلید کی اور اب وہ دوبارہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرنا چاہتا ہے، کیا ایسا کرسکتا ہے؟

ج: زندہ جامع الشرائط مجتہد کی تقلید سے مردہ مجتہد کی تقلید کی طرف رجوع کرنا بنا بر احتیاط واجب، جائز نہیں ہے، ہاں اگر عدول کے وقت وہ زندہ مجتہد، جامع الشرائط نہیں تھا تو اس کی طرف عدول شروع سے ہی باطل تھا لہٰذا اب اسے اختیار ہے کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید پر باقی رہے یا ایسے زندہ مجتہد کی طرف عدول کرلے جس کی تقلید جائز ہے۔

س ۳۴: میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں ہی بالغ ہوگیا تھا اور بعض احکام میں ان کی تقلید کرتا تھا، لیکن مسئلہ تقلید میرے لئے زیادہ واضح نہیں تھا، اب میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر آپ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اپنے عبادی اور غیر عبادی اعمال میں ان کے فتاویٰ کے مطابق عمل کرتے رہے ہیں اور عملاً انہیں کے مقلد تھے اگر چہ بعض احکام میں ہی تو آپ کے لئے تمام مسائل میں ان کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

س ۳۵: اگر مردہ مجتہد اعلم ہو تو اس کی تقلید پر باقی رہنے کا حکم کیا ہے؟

ج: مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنا ہر حال میں جائز ہے لیکن سزاوار یہ ہے کہ میت کے اعلم ہونے کی صورت میں احتیاطاً اسی کی تقلید پر باقی رہا جائے۔

س ۳۶: کیا مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے اعلم سے اجازت لینا ضروری ہے یا کسی بھی مجتہد سے اجازت لی جا سکتی ہے؟

ج: اگر تقلید میت پر باقی رہنے کے جواز کے سلسلے میں سب فقہاء کا اتفاق ہو تو اعلم سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

س ۳۷: ایک شخص نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی تھی اور ان کی وفات کے بعد اس نے بعض مسائل میں ایک دوسرے مجتہد کی تقلید کر لی، پھر اس مجتہد کا انتقال ہو گیا، اب اس شخص کا فریضہ کیا ہے؟

ج: جن مسائل میں اس نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید سے عدول نہیں کیا تھا ان میں امام رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے اور جن مسائل میں اس نے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کر لیا تھا، ان میں اسے اختیار ہے کہ اسی کی تقلید پر باقی رہے یا زندہ مجتہد کی طرف رجوع کر لے۔

س ۳۸: امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد میرا خیال یہ تھا کہ ان کے فتویٰ کے مطابق میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز نہیں ہے لہٰذا میں نے زندہ مجتہد کی تقلید کر لی، کیا اب دوبارہ میرے لئے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی طرف رجوع کرنا جائز ہے؟

ج: جن مسائل میں آپ زندہ مجتہد کی طرف عدول کر چکے ہیں ان میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ زندہ مجتہد کا فتویٰ یہ ہو کہ مردہ مجتہد اعلم ہو تو اس کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اور آپ کے نزدیک امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ زندہ مجتہد کی بانسبت اعلم ہوں تو ایسی صورت میں آپ کے لئے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے۔

س ۳۹: کیا میرے لئے کسی مسئلہ میں کبھی مجتہدِ میت اور کبھی زندہ اعلم مجتہد کی طرف رجوع کرنا جائز ہے، جبکہ اس مسئلہ

میں دونوں کا فتویٰ مختلف ہو؟

ج: جب تک زندہ مجتہد کی طرف عدول نہ کیا ہو میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے، لیکن میت سے زندہ مجتہد کی طرف عدول کر لینے کے بعد دوبارہ میت کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۰: کیا امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین اور ان لوگوں کے لئے جو ان کی تقلید پر باقی رہنا چاہتے ہیں، زندہ مراجع میں سے کسی ایک سے اجازت لینا ضروری ہے یا اس مسئلے میں اکثر مراجع عظام وعلمائے اعلام کا تقلید میت پر باقی رہنے کے جواز پر اتفاق ہی کافی ہے؟

ج: اگر مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے جواز پر عصر حاضر کے علماء کا اتفاق ہو تو اس کی بنا پر امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے اور اس سلسلہ میں کسی خاص مجتہد کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۴۱: جس مسئلہ پر مقلد نے مردہ مجتہد کی حیات میں عمل کیا تھا یا نہیں کیا تھا اس میں میت کی تقلید پر باقی رہنے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: تمام مسائل میں میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز اور کافی ہے چاہے مرجع کی حیات میں ان پر عمل کیا ہو یا نہ۔

س ۴۲: اس بنا پر کہ میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے کیا وہ لوگ بھی میت کی تقلید پر باقی رہ سکتے ہیں جو مجتہد کی حیات میں بالغ نہیں ہوئے تھے مگر اس کے کے فتوؤں پر عمل کرتے تھے؟

ج: اگر نابالغ نے جامع الشرائط مجتہد کی صحیح طریقے سے تقلید کی ہو تو اس مجتہد کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے۔

س ۴۳: ہم امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی تقلید پر باقی ہیں لیکن اب جبکہ ملت مسلمہ کو عالمی استکبار کا سامنا ہے ہمیں نئے نئے شرعی مسائل در پیش ہوتے ہیں ایسے میں آپ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، لہٰذا ہم آپ کی طرف عدول کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کی تقلید کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیا ایسا کر سکتے ہیں؟

ج: آپ کے لئے امام خمینی (طاب ثراہ) کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے فی الحال ان کی تقلید سے عدول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر بعض نئے مسائل میں حکم شرعی معلوم کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہمارے دفتر سے خط و کتابت کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔

س ۴۴: اس مقلد کا فریضہ کیا ہے جو ایک مجتہد کی تقلید میں ہو اور اس کے لئے دوسرے مرجع کی اعلمیت ثابت ہو جائے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ جن مسائل میں اس کے مرجع کے فتاویٰ اعلم مرجع کے فتاویٰ سے مختلف ہیں ان میں اعلم کی طرف رجوع کرے۔

س ۴۵: ۱۔ کس صورت میں مقلد اپنے مرجع سے عدول کر سکتا ہے؟

۲۔ اگر اعلم کے فتاویٰ زمانہ کے مطابق نہ ہوں یا ان پر عمل بہت دشوار ہو تو کیا غیر اعلم کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے؟

ج: ۱۔ بنا بر احوط زندہ مرجع تقلید سے دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر دوسرا مرجع اس پہلے مرجع سے اعلم ہو اور کسی مسئلہ میں اس کا فتویٰ پہلے مرجع کے فتویٰ کے مخالف ہو تو اس صورت میں عدول کر سکتا ہے۔

۲۔ صرف اس گمان کی وجہ سے کہ اس کے مرجع تقلید کے فتاویٰ زمانہ اور اس کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں یا فقط اس وجہ سے کہ اس کے فتاویٰ پر عمل دشوار ہے، اعلم سے کسی دوسرے مجتہد کی طرف عدول کرنا جائز نہیں ہے۔

تقلید کے متفرقہ مسائل

س ۴۶: جاہل مقصر سے مراد کون شخص ہے؟

ج: جاہل مقصر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی جہالت کی طرف متوجہ ہو اور اس کو دور کرنے کے ممکنہ طریقے بھی جانتا ہو، لیکن احکام شرعیہ کے سیکھنے میں کوتاہی کرے۔

س ۴۷: جاہل قاصر سے مراد کون شخص ہے؟

ج: جاہل قاصر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی جہالت سے بالکل آگاہ نہ ہو یا اپنے جہل کو دور کرنے کا اسکے پاس کوئی طریقہ اور ذریعہ نہ ہو۔

س ۴۸: احتیاط واجب کا کیا مطلب ہے؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی عمل کے انجام یا ترک کا وجوب احتیاط کی بنا پر ہے۔

س ۴۹: کیا بعض فتاویٰ میں موجود یہ عبارت "اس میں اشکال ہے" کام کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے؟

ج: موقع و محل کی مناسبت سے اس کے معنی مختلف ہیں اگر کسی کام کے جواز میں اشکال ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے انجام دینا حرام ہے۔

س ۵۰: مندرجہ ذیل تعبیرات فتاویٰ ہیں یا احتیاط؟

اس میں اشکال ہے۔ یہ مشکل ہے۔ یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

ج: آخری تعبیر کے علاوہ کہ جو فتوی ہے، باقی سب احتیاط ہیں۔

س ۵۱: عدم جواز اور حرام میں کیا فرق ہے؟

ج: مقامِ عمل میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مرجعیت اور ولایت ورہبری

س ۵۲: اگر سماجی، سیاسی اور ثقافتی مسائل میں ولی فقیہ اور دوسرے مرجع تقلید کے فتاویٰ مختلف ہوں تو ایسے کاموں میں مسلمانوں کا شرعی فریضہ کیا ہے؟ اور کیا یہاں پر کوئی ایسا معیار ہے جو ولی فقیہ کی طرف سے جاری ہونے والے احکام اور مراجع تقلید کے صادر کردہ احکام میں امتیاز پیدا کر سکے؟ مثلاً اگر موسیقی کے مسئلہ میں مرجع تقلید اور ولی فقیہ کا فتوی مختلف ہو تو کس کی پیروی واجب اور کافی ہے بطور کلی حکومتی احکام جن میں ولی فقیہ کی رائے مرجع تقلید کے فتوی پر ترجیح رکھتی ہے کون سے ہیں؟

ج: اسلامی ملک کے نظم ونسق کے چلانے اور مسلمانوں کے عمومی مسائل کے بارے میں ولی فقیہ کی رائے کی اطاعت ضروری ہے اور خالصۃً انفرادی مسائل میں ہر شخص اپنے مرجع تقلید کی پیروی کرے۔

س ۵۳: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے علم اصول فقہ میں "اجتہاد متجزی" کے عنوان سے ایک مسئلہ کے بارے میں بحث کی جاتی ہے، کیا امام خمینی کا مرجعیت کو قیادت سے جدا کرنا اجتہاد متجزی کی جانب ایک قدم ہے؟

ج: ولی فقیہ کی قیادت اور مرجعیت تقلید کے الگ الگ ہو جانے کا، اجتہاد میں تجزی کے مسئلہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔

س ۵۴: اگر ولی فقیہ ظالم کفار سے جنگ یا جہاد کا اعلان کرے اور میرا مرجع تقلید مجھے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہ دے تو کیا میں اپنے مرجع کی رائے پر عمل کرنے کا پابند ہوں یا نہیں؟

ج: اسلامی معاشرے کے عمومی اور اجتماعی مسائل کہ جن میں اسلام اور مسلمانوں کا دفاع اور حملہ آور کفار اور طاغوتوں کے خلاف اسلام اور مسلمانوں کا دفاع بھی شامل ہے۔ میں ولی فقیہ کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔

س ۵۵: ولی فقیہ کا حکم یا فتویٰ کس حد تک قابل عمل ہے؟ اور اگر یہ حکم یا فتوی مرجع اعلم کی رائے کے خلاف ہو تو ان دونوں میں سے کس پر عمل کیا جائے اور کس کو ترجیح دی جائے؟

ج: ولی فقیہ کے حکم کا اتباع تمام لوگوں پر واجب ہے اور مرجع تقلید کا فتویٰ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ولایت فقیہ اور حکم حاکم

س۵۶: مفہوم ومصداق کے اعتبار سے ولایت فقیہ کا اعتقاد کیا عقلی امر ہے یا شرعی؟
ج: ولایت فقیہ کہ جس کا مطلب، دین سے آگاہ اور عادل فقیہ کی حکومت ہے حکم شرعی تعبدی ہے کہ جس کی تائید، عقل بھی کرتی ہے اور اس کے مصداق کی تعیین کے لئے عقلائی طریقہ موجود ہے کہ جس کو جمہوری اسلامی کے بنیادی آئین میں بیان کیا گیا ہے۔

س۵۷: اگر ولی فقیہ، اسلام اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کے پیش نظر، شریعت کے کسی حکم کے خلاف حکم دے تو کیا احکام شرعیہ کو تبدیل کیا جا سکتا ہے یا ان پر عمل کرنے سے روکا جا سکتا ہے؟
ج: اس مسئلہ کے موارد مختلف ہیں۔

س۵۸: اسلامی نظام حکومت میں ذرائع ابلاغ کا کس کے زیر نظر ہونا ضروری ہے ولی فقیہ کے، حوزہ علمیہ کے یا کسی اور ادارے کے؟
ج: واجب ہے کہ ذرائع ابلاغ، ولی امر مسلمین کے زیر فرمان اور ان کی سرپرستی میں ہوں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت، گرانقدر الٰہی معارف کی نشر واشاعت، اسلامی معاشرے کی عام مشکلات کے حل، مسلمانوں کی فکری ترقی، ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے اور ان کے درمیان اخوت و برادری کی روح کو فروغ دینے اور اس طرح کے دیگر امور کی انجام دہی کیلئے استفادہ کیا جانا چاہئے۔

س۵۹: کیا اس شخص کو حقیقی مسلمان سمجھا جائے گا جو فقیہ کی ولایت مطلقہ پر اعتقاد نہ رکھتا ہو؟
ج: غیبت امام زمان (عج) کے دور میں اجتہاد یا تقلید کی بنا پر فقیہ کی ولایت مطلقہ پر اعتقاد نہ رکھنا، ارتداد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے۔

س۶۰: کیا ولی فقیہ کو ایسی ولایت حاصل ہے کہ جس کی بنیاد پر مفاد عامہ یا کسی بھی وجہ سے دینی احکام کو منسوخ کر سکے؟
ج: رسول اعظم (صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ) کی وفات کے بعد شریعت اسلامیہ کے احکام کی منسوخی کا کوئی امکان نہیں ہے اور موضوع کا بدل جانا، کسی ضرورت یا مجبوری کا پیش آجانا یا کسی حکم شرعی کے نفاذ میں کسی وقتی رکاوٹ کا وجود میں آجانا نسخ کے زمرے میں نہیں آتا۔

س۶۱: ان لوگوں کے متعلق ہماری ذمہ داری کیا ہے جو عادل فقیہ کی ولایت کو صرف امور حسبیہ تک محدود سمجھتے ہیں اور

ان کے بعض نمائندے، اس نظریہ کی ترویج بھی کرتے ہیں؟

ج: ہر عصر و زمانہ میں اسلامی معاشرے کی قیادت اور اس کے سماجی امور کو چلانے کے لئے ولایت فقیہ، مذہب حقہ اثنا عشری کا ایک رکن رہی ہے اور اس کی جڑیں خود امامت سے ملتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص برہان و استدلال کی بنیاد پر نظریہ ولایت فقیہ کا قائل نہ ہو تو وہ معذور ہے، لیکن اس کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پھیلانا جائز نہیں ہے۔

س ۶۲: کیا ولی فقیہ کے اوامر پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یا صرف اس کے مقلدین کا فریضہ ہے؟ نیز کیا اس مرجع کے مقلدین پر جو ولایت مطلقہ کا معتقد نہ ہو، ولی فقیہ کی اطاعت واجب ہے یا نہیں؟

ج: مذہب شیعہ کی بنیاد پر ولی فقیہ کے حکومتی اوامر کی اطاعت اور اس کے امر و نہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا تمام مسلمانوں، یہاں تک کہ دیگر فقہائے عظام پر بھی واجب ہے چہ جائیکہ ان کے مقلدین پر! اور ہم سمجھتے ہیں ولایت فقیہ پر اعتقاد کو اسلام اور ائمہ معصومین کی ولایت پر اعتقاد سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

س ۶۳: لفظ "ولایت مطلقہ" رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس معنی میں استعمال ہوتا تھا کہ آنحضرت کسی شخص کو کسی بھی چیز کا حکم دیں اس کا بجالانا اس پر واجب تھا خواہ وہ کتنا ہی دشوار کام ہو، مثلاً اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو خودکشی کا حکم دیں تو اس پر خودکشی کرنا واجب ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی ولایت مطلقہ سے یہی مراد ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے اور اس زمانہ میں کوئی ولی معصوم نہیں ہے؟

ج: جامع الشرائط فقیہ کی ولایت مطلقہ سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام جو آسمانی مذاہب میں سے آخری اور قیامت کے دن تک باقی رہنے والا دین ہے، وہ حکومت کرنے والا اور معاشرے کے امور کی دیکھ بھال کرنے والا دین ہے، پس اسلامی معاشرے کے تمام طبقات کے لئے ایک ولی امر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے جو اسلام اور مسلمانوں کو دشمنوں کے شر سے بچائے، اسلامی نظام کا محافظ ہو، معاشرے میں عدل قائم کرے، طاقتور کو کمزور پر ظلم کرنے سے باز رکھے اور معاشرے کے ثقافتی، سیاسی اور سماجی امور کی ترقی کے لئے وسائل فراہم کرے۔ یہ کام اجرائی مرحلے میں بعض اشخاص کی خواہشات، ان کے مفادات اور آزادی سے ٹکرا سکتا ہے لہٰذا حاکم مسلمین پر واجب ہے کہ شرعی معیار کے مطابق راہبری والی عظیم ذمہ داری سنبھالنے کے بعد ہر ضروری موقع پر اسلامی فقہ کی بنیاد پر موقف اختیار کرے اور ضروری احکام صادر کرے اور اسلام و مسلمین کے مفاد عامہ سے متعلق امور میں ولی فقیہ کے اختیارات اور تصمیمات معاشرے کے دیگر افراد کے اختیارات اور تصمیمات پر مقدم ہیں یہ ولایت مطلقہ کی مختصر سی وضاحت ہے۔

س ۶۴: جس طرح مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کیلئے فقہا کے فتوے کے مطابق زندہ مجتہد کی اجازت کی ضرورت

ہے، کیا اسی طرح مرحوم ولی فقیہ کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی شرعی احکام اور اوامر پر عمل کے سلسلے میں بھی زندہ رہبر کی اجازت درکار ہے یا وہ خود بخود باقی ہیں؟

ج: ولی فقیہ کی طرف سے صادر ہونے والے حکومتی احکام اور (اشخاص کی) تقرریاں اگر معینہ مدت کے لئے نہ ہوں تو خود بخود باقی رہیں گی، مگر یہ کہ نیا ولی فقیہ مصلحت کی بنا پر انہیں منسوخ کر دے۔

س ۶۵: کیا اسلامی جمہوریہ ایران میں زندگی گزارنے والے اس فقیہ پر کہ جو ولی فقیہ کی ولایت مطلقہ کا قائل نہیں ہے ولی فقیہ کے احکام کی اطاعت کرنا واجب ہے؟ اور اگر وہ ولی فقیہ کے حکم کی مخالفت کرے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا؟ اور جو مجتہد فقیہ کی ولایت مطلقہ کا اعتقاد تو رکھتا ہو، لیکن اس منصب کے لئے اپنی ذات کو زیادہ مناسب سمجھتا ہو اگر وہ ولی فقیہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو کیا اسے فاسق سمجھا جائے گا؟

ج: ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ ولی فقیہ کے حکومتی احکامات کی اطاعت کرے، چاہے وہ فقیہ ہی کیوں نہ ہو اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خود کو اس منصب کا زیادہ حقدار سمجھتے ہوئے ولی فقیہ کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب موجودہ ولی فقیہ نے ولایت کے منصب کو اس کے مروجہ قانونی طریقہ کے مطابق حاصل کیا ہو ورنہ مسئلہ بالکل مختلف ہو جائیگا۔

س ۶۶: کیا جامع الشرائط مجتہد کو زمانہ غیبت میں حدود جاری کرنے کا اختیار اور ولایت حاصل ہے؟

ج: غیبت کے زمانے میں بھی حدود کا جاری کرنا واجب ہے اور اس کی ولایت اور اختیار صرف ولی فقیہ سے مخصوص ہے۔

س ۶۷: ولایت فقیہ کا مسئلہ تقلیدی ہے یا اعتقادی؟ اور اس شخص کا حکم کیا ہے جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا؟

ج: ولایت فقیہ کا سرچشمہ، امامت و ولایت ہے جو اصول مذہب میں سے ہے البتہ ولایت فقیہ سے مربوط احکام کا استنباط بھی دیگر فقہی احکام کی طرح، شرعی دلیلوں سے کیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص استدلال و برہان کے ذریعہ، ولایت فقیہ کو قبول نہ کرنے کے نظریہ تک پہنچ جائے تو وہ معذور ہے۔

س ۶۸: نمائندہ ولی فقیہ اپنی نمائندگی والے اختیارات کی حدود میں جو احکام صادر کرتا ہے، کیا ان کی اطاعت واجب ہے؟

ج: اگر اس کے احکام ان اختیارات کی حدود میں صادر ہوئے ہوں جو اسے ولی فقیہ کی طرف سے تفویض کئے گئے ہیں، تو ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

پانی کے احکام

س ۷۰: بغیر کسی پریشر کے نیچے کی طرف بہنے والے قلیل پانی کا نچلا حصہ، اگر نجاست سے مل جائے تو کیا اس پانی کا اوپر والا حصہ، پاک رہے گا؟

ج: ایسے پانی کا اوپر والا حصہ پاک ہے بشرطیکہ اس پر اوپر سے نیچے کی جانب بہنا صادق آئے۔

س ۷۱: کیا نجس کپڑے کو جاری یا کر پانی سے دھونے کی صورت میں نچوڑنا واجب ہے یا نہیں بلکہ نجاست کے دور ہوجانے کے بعد جب اس کے تمام حصوں تک پانی پہنچ جائے تو وہ پاک ہوجائے گا؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ اسے نچوڑا یا جھٹکا جائے۔

س ۷۲: نجس کپڑے کو کر یا جاری پانی سے پاک کرنے کیلئے کیا پانی سے باہر نکال کر نچوڑنا ضروری ہے یا پانی کے اندر ہی نچوڑ لینا کافی ہے۔

ج: پانی کے اندر ہی نچوڑ لینا یا جھٹک لینا کافی ہے۔

س ۷۳: اگر نجس قالین یا بڑی دری کو اس ٹونٹی کے پانی سے دھویا جائے جو شہر کی بڑی ٹینکی سے متصل ہے تو کیا صرف نجس جگہ تک پانی کے پہنچ جانے سے وہ پاک ہوجائیں گے یا ان سے دھوون (غسالہ) کا جدا کرنا بھی ضروری ہے؟

ج: اس پانی کے ساتھ پاک کرنے کی صورت میں دھوون کا جدا کرنا شرط نہیں ہے بلکہ جب پانی نجس مقام تک پہنچ جائے تو نجاست کے دور ہوجانے اور پانی کے قالین کے ساتھ اتصال کے وقت قالین پر ہاتھ پھیر کر پانی کو حرکت دینے کے بعد قالین پاک ہوجائے گا۔

س ۷۴: جو پانی بذات خود گاڑھا ہے اس سے وضو اور غسل کرنے کا حکم کیا ہے؟ جیسے سمندر کا پانی جو نمکیات کی فراوانی کی وجہ سے گاڑھا ہو چکا ہے یا ارومیہ کی جھیل کا پانی یا اس سے بھی زیادہ گاڑھا پانی؟

ج: پانی کا صرف نمکیات کی وجہ سے گاڑھا ہونا، اسے خالص پانی کے دائرے سے خارج نہیں کرتا اور خالص پانی کے شرعی احکام کے مرتب ہونے کا معیار یہ ہے کہ اسے عرف عام میں خالص پانی کہا جائے۔

س ۷۵: کیا پانی پر کر کا حکم اس وقت لگے گا جب اس کے کر ہونے کا علم ہو یا صرف کر پر بنا رکھ لینا ہی کافی ہے؟ (جیسے ٹرین وغیرہ کی ٹینکیوں میں موجود پانی)۔

ج: اگر یہ ثابت ہوجائے کہ پہلے وہ کر تھا، تو اس کے کر ہونے پر بنا رکھنا جائز ہے۔

س ۷۶: امام خمینی کی توضیح المسائل (مسئلہ نمبر ۱۴۷) میں آیا ہے "نجاست وطہارت کے بارے میں ممیز بچے کی بات پر اس وقت تک اعتبار نہیں کیا جائیگا جب تک وہ بالغ نہ ہوجائے" اس فتویٰ کی پابندی بڑی مشقت کا باعث ہے مثلاً اس کا لازمہ یہ ہے کہ جب تک بچہ ۱۵ سال کا نہیں ہوجاتا والدین کے لئے ضروری ہے کہ اس کے رفع حاجت کے بعد خود اس کی طہارت کرائیں ایسے میں ہماری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جو بچہ سن بلوغ کے قریب ہے اس کی بات قابل اعتبار ہے۔

س ۷۷: بعض اوقات پانی میں ایسا مواد ملاتے ہیں جس سے پانی کا رنگ دودھ جیسا ہوجاتا ہے کیا یہ پانی مضاف ہوجائے گا؟ اور اس سے وضو اور طہارت کرنے کا حکم کیا ہے؟

ج: اس پانی پر مضاف پانی کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۷۸: پاک کرنے کے لحاظ سے کر اور جاری پانی میں کیا فرق ہے؟

ج: دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۷۹: اگر نمکین پانی کو ابالا جائے تو کیا اس کی بھاپ سے حاصل ہونے والے پانی سے وضو کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر اس پر خالص پانی کا نام صدق کرے تو اس پر آب مطلق کے احکام جاری ہوں گے۔

س ۸۰: پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک کرنے کے لئے پندرہ قدم چلنا شرط ہے، تو کیا عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد اتنا چلنا ضروری ہے یا عین نجاست کے ہوتے ہوئے بھی پندرہ قدم چلنا کافی ہے؟ اور اگر پندرہ قدم چلنے سے عین نجاست زائل ہوجائے تو کیا پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک ہوجائے گا؟۔

ج: جس شخص کے پاؤں یا جوتے کا تلوا زمین پر چلنے کی وجہ سے نجس ہوا ہو، اگر وہ پاک اور خشک زمین پر تقریباً دس قدم چلے تو اس کے پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک ہوجائیگا بشرطیکہ ان پر لگی عین نجاست دور ہوجائے۔

س ۸۱: کیا تارکول یا اسفالٹ سے بنی ہوئی سڑک پر چلنے سے پاؤں یا جوتے کا تلوا پاک ہوجاتا ہے۔

ج: وہ زمین جس پر تارکول یا اسفالٹ بچھایا گیا ہو پاؤں یا جوتے کے تلوے کو پاک نہیں کرتی۔

س ۸۲: کیا سورج مطہرات میں سے ہے؟ اور اگر یہ مطہرات میں سے ہے تو اس کے پاک کرنے کے شرائط کیا ہیں؟

ج: سورج زمین کو اور ہر غیر منقول چیز کو پاک کرتا ہے جیسے مکان اور اس میں استعمال شدہ چیزیں جیسے لکڑی، دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ یہ چیزیں عین نجاست کے دور ہونے کے بعد، سورج کی شعاعیں پڑنے سے پاک ہوجاتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ان کی عین نجاست زائل ہوچکی ہو اور سورج کی شعاعوں کے پڑنے کے وقت یہ گیلی ہوں

اور سورج کے ذریعے خشک ہوں۔

س ۸۳: ان نجس کپڑوں کو کس طرح پاک کیا جائے گا جن کا رنگ پاک کرنے کے دوران پانی کو رنگین کردے؟

ج: اگر کپڑوں کا رنگ اترنے سے پانی مضاف نہ ہوجائے تو ان پر پانی ڈالنے سے وہ پاک ہوجائیں گے۔

س ۸۴: ایک شخص غسل جنابت کرنے کے لئے ٹب یا اس جیسے کسی اور برتن میں پانی جمع کرتا ہے اور غسل کے دوران پانی کے قطرے اس برتن میں بھی گرتے ہیں تو کیا اس برتن میں موجود پانی نجس ہوجائے گا؟ اور کیا اس پانی سے غسل مکمل نہیں کیا جاسکتا؟

ج: اگر پانی بدن کے پاک حصے سے ٹب وغیرہ میں گرا ہو تو پاک ہے اور اس پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۸۵: کیا نجس پانی کے ذریعہ گندھی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے تنور کا پاک کرنا ممکن ہے؟

ج: تنور کا ظاہری حصہ دھو کر پاک کیا جاسکتا ہے اور روٹیاں پکانے کے لئے تنور کے اسی ظاہری حصے کا پاک ہونا کافی ہے کہ جس پر روٹیاں لگائی جاتی ہیں۔

س ۸۶: اگر نجس گھی میں ایسا کیمیاوی عمل انجام دیا جائے کہ اب یہ مادہ نئے خواص کا حامل بن جائے تو کیا پھر بھی یہ نجس رہے گا یا یہ کہ اس پر استحالہ کا حکم جاری ہوگا؟

ج: نجس چیزوں کو پاک کرنے کیلئے ان میں صرف ایسا کیمیاوی عمل انجام دینا کافی نہیں ہے جو ان میں نئی خاصیات پیدا کردے۔

س ۸۷: ہمارے دیہات میں ایسا حمام ہے جس کی چھت مسطح اور ہموار ہے حمام کا پانی بخارات بن کر چھت کے نچلے حصے پر جمع ہوتا ہے اور پھر وہاں سے پانی کے قطرے نہانے والوں کے سروں پر گرتے ہیں کیا یہ قطرے پاک ہیں؟ اور کیا ان قطروں کے گرنے کے بعد بھی غسل صحیح ہے؟

ج: حمام کے پانی سے بننے والی بھاپ پاک ہے، اسی طرح پاک چھت سے گرنے والے قطرے بھی پاک ہیں اور ان قطروں کے بدن پر گرنے سے غسل کے صحیح ہونے پر اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی غسل کرنے والے کا بدن نجس ہوتا ہے۔

س ۸۸: علمی تحقیقات کے نتائج بتاتے ہیں کہ گٹروں اور نالیوں کے گندے پانی کا وزن معدنی مواد اور جراثیم کی ملاوٹ کی وجہ سے پانی کے طبعی وزن سے دس فیصد زیادہ ہوجاتا ہے۔ پانی صاف کرنے والی مشین، اس سے ان مواد اور جراثیم کو فزیکل، کیمیکل اور بیالوجیکل عمل کے ذریعہ جدا کردیتی ہے چنانچہ مکمل طور پر صاف ہوجانے کے بعد یہ پانی فیزیکلی (رنگ، بو اور مزہ) کیمیکلی (مخلوط معدنی مواد) اور طبی اعتبار سے (مضر جراثیم سے) بہت سی نہروں اور جھیلوں

کے پانی سے کئی گنا زیادہ صاف وشفاف اور بہتر ہوجاتا ہے، خاص طور پر اس پانی سے، جو آبیاری کے لئے استعمال ہوتا ہے اور چونکہ یہ پانی صاف ہونے سے پہلے نجس تھا تو کیا مذکورہ بالا عمل کے ذریعے پاک ہوجائے گا اور اس پر استحالہ کا حکم لاگو ہوگا یا صاف ہونے کے بعد بھی نجس ہی رہے گا؟

ج: صرف معدنی مواد اور جراثیم وغیرہ کو جدا کردینے سے استحالہ حاصل نہیں ہوتا، مگر یہ کہ تصفیہ والے عمل کے ذریعے پانی کو بخارات میں بدل دیا جائے اور پھر بخارات کو پانی کی صورت میں بدلا جائے۔

بیت الخلاء کے احکام

س۸۹: خانہ بدوشوں کے پاس خاص کر نقل مکانی کے دوران اتنا پانی نہیں ہوتا جس سے وہ پیشاب کے مقام کو پاک کرسکیں تو کیا لکڑی اور پتھر طہارت کے لئے کافی ہیں؟ کیا وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: پیشاب کا مقام پانی کے بغیر پاک نہیں ہوتا، لیکن جو شخص اپنے بدن کو پانی سے پاک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اس کی نماز صحیح ہے۔

س۹۰: پیشاب اور پاخانہ کے مقام کو آب قلیل سے پاک کرنے کا حکم کیا ہے؟

ج: پیشاب کے مقام کو قلیل پانی سے پاک کرنے کے لئے احتیاطاً دو مرتبہ دھونا ضروری ہے اور پاخانہ کے مقام کو اتنا دھونا چاہیئے جس سے عین نجاست اور اس کے آثار زائل ہوجائیں۔

س۹۱: پیشاب کرنے کے بعد حسب عادت نمازی کو استبراء کرنا چاہیئے، جبکہ میری شرم گاہ میں ایک ایسا زخم ہے جس سے استبراء کے دوران دباؤ کے نتیجے میں خون نکل آتا ہے جو طہارت کے لئے استعمال کئے جانے والے پانی میں مل کر میرے بدن اور لباس کو نجس کردیتا ہے اور اگر میں استبراء نہ کروں تو زخم جلدی ٹھیک ہوجانے کا امکان ہے جبکہ استبراء کرنے کی صورت میں دباؤ پڑنے کی وجہ سے زخم باقی رہے گا اور اسکے ٹھیک ہونے میں تین ماہ لگ جائیں گے۔ آپ فرمایئے کہ میں استبراء کروں یا نہیں؟

ج: استبراء واجب نہیں ہے بلکہ اگر وہ ضرر کا موجب بنے تو جائز بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر پیشاب کے بعد استبراء نہ کرے اور مشتبہ رطوبت نکلے تو وہ پیشاب کے حکم میں ہے۔

س۹۲: پیشاب اور استبراء کے بعد بھی پیشاب کے مقام سے بلا اختیار ایسی رطوبت نکلتی ہے جو پیشاب سے مشابہ

ہوتی ہے، کیا یہ رطوبت نجس ہے یا پاک؟ اور اگر انسان کچھ مدت کے بعد اس کی طرف اتفاقاً متوجہ ہو تو اس سے پہلے پڑھی گئی نمازوں کا حکم کیا ہے؟ کیا اس پر واجب ہے کہ آئندہ اس بے اختیار نکلنے والی رطوبت کے بارے میں تحقیق کرے؟

ج: استبراء کے بعد نکلنے والی رطوبت کے بارے میں اگر شک ہو کہ وہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ پیشاب کے حکم میں نہیں ہے اور پاک ہے، اور اس سلسلے میں تحقیق و جستجو واجب نہیں ہے۔

س ۹۳: برائے مہربانی اگر ہو سکے تو انسان سے نکلنے والی رطوبت کی اقسام کی وضاحت فرمائیے؟

ج: منی نکلنے کے بعد بعض اوقات جو رطوبت خارج ہوتی ہے اس کا نام "وذی" ہے اور جو پیشاب کے بعد بعض اوقات خارج ہوتی ہے وہ "ودی" کہلاتی ہے۔ اور میاں بیوی کی باہمی خوش فعلی کے بعد نکلنے والی رطوبت کا نام "مذی" ہے۔ اور یہ سب پاک ہیں ان سے طہارت ختم نہیں ہوتی۔

س ۹۴: لیٹرین کی سیٹ اس سے بالکل مخالف سمت میں لگائی گئی ہے جس طرف قبلہ ہونے کا یقین ہے اور کچھ عرصہ بعد معلوم ہوا کہ سیٹ کا انحراف قبلہ سے صرف ۲۰ سے ۲۲ درجے ہے برائے مہربانی بتائیں کہ سیٹ کی سمت بدلنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر انحراف اس حد تک ہو کہ اس پر سمت قبلہ سے انحراف صادق آجائے تو یہ کافی ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۵: میری پیشاب کی نالیوں میں مرض کی وجہ سے پیشاب اور استبراء کے بعد بھی پیشاب نہیں رکتا اور رطوبت دکھائی دیتی ہے۔ علاج کی غرض سے میں نے ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا اور جو کچھ اس نے کہا اس پر عمل بھی کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، اب میرا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: استبراء کے بعد پیشاب نکلنے کے بارے میں شک کی پروا نہیں کرنی چاہیے اور اگر آپ کو یقین ہو کہ قطرات کی شکل میں پیشاب ٹپکتا ہے تو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ علمیہ میں مذکور مسلوس (جس کا برابر پیشاب ٹپکتا ہو) کے فریضہ پر عمل کریں، اس کے علاوہ آپ پر کوئی اور چیز واجب نہیں ہے۔

س ۹۶: پائخانہ کے مقام کو پاک کرنے سے پہلے استبراء کا طریقہ کیا ہے؟

ج: پاخانہ کے مقام کو پاک کرنے سے پہلے اور پاک کرنے کے بعد استبراء کے طریقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۹۷: بعض کمپنیوں اور اداروں میں کام کرنے کیلئے طبی معائنہ ضروری ہوتا ہے اور اس سلسلہ میں کبھی ڈاکٹر کو شرمگاہ بھی دکھانا پڑتی ہے تو کیا ضرورت کے پیش نظر، ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: دوسرے کے سامنے اپنی شرمگاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ملازمت کے حصول کے لئے ہی ہو مگر یہ کہ متعلقہ

ملازمت کا ترک کرنا اس کے لئے مشقت کا باعث بنے اور وہ یہ کام کرنے پر مجبور ہو۔

س۹۸: پیشاب کے بعد مقام پیشاب کتنی مرتبہ دھونے سے پاک ہوتا ہے؟

ج: بنابر احتیاط واجب، مقام پیشاب آب قلیل کے ساتھ دو مرتبہ دھونے سے پاک ہوتا ہے۔

س۹۹: مقام پاخانہ کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج: مقام پاخانہ کو دو طریقوں سے پاک کیا جا سکتا ہے۔

۱) یہ کہ پانی سے اتنا دھوئے کہ نجاست زائل ہو جائے اس کے بعد پانی ڈالنا ضروری نہیں ہے۔

۲) یہ کہ تین پاک پتھروں یا کپڑے وغیرہ کے ٹکڑوں سے نجاست کو پاک کرے اور اگر تین سے نجاست برطرف نہ ہو تو دیگر پتھروں یا کپڑے وغیرہ کے ٹکڑوں سے اسے مکمل طور پر صاف کرے۔ تین پتھروں یا کپڑے کے تین ٹکڑوں کی بجائے، ایک پتھر یا ایک کپڑے وغیرہ کے تین حصوں سے بھی استفادہ کر سکتا ہے۔

وضو کے احکام

س۱۰۰: میں نے نماز مغرب ادا کرنے کی نیت سے وضو کیا ہے تو کیا میں اسی وضو سے قرآن کریم (کے حروف) کو چھو سکتا ہوں اور نماز عشاء پڑھ سکتا ہوں؟

ج: صحیح وضو کر لینے کے بعد جب تک وہ باطل نہیں ہو جاتا اس سے ہر وہ عمل انجام دے سکتا ہے جس میں طہارت شرط ہے۔

س۱۰۱: جس شخص نے اپنے سر کے اگلے حصے پر مصنوعی بال لگا رکھے ہیں اور ان کا نہ لگانا اس کیلئے مشکل کا باعث ہے تو کیا اس کے لئے مصنوعی بالوں پر مسح جائز ہے؟

ج: اگر مصنوعی بالوں کو اس نے ٹوپی کی طرح سر پر پہن رکھا ہے تو مسح کیلئے ان کا اتارنا ضروری ہے لیکن اگر اس کے سر پر یوں چسپاں ہوں کہ ان کے اتارنے میں اتنی مشقت ہے جو عام طور پر قابل برداشت نہیں ہے تو پھر انہیں پر مسح کر لینا کافی ہے۔

س۱۰۲: ایک شخص نے مجھ سے کہا ہے کہ وضو کے دوران چہرے پر صرف دو چلو پانی ڈالا جائے اور تیسرا چلو پانی ڈالنے سے وضو باطل ہو جاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج: وضو میں اعضاء کا پہلی مرتبہ دھونا واجب، دوسری مرتبہ جائز اور تیسری مرتبہ جائز نہیں ہے لیکن ہر مرتبہ کی تعیین کا معیار خود انسان کا ارادہ اور قصد ہے پس اگر پہلی مرتبہ کے قصد سے چند دفعہ پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰۳: کیا ارتماسی وضو میں چہرے اور ہاتھوں کو صرف دو مرتبہ پانی میں ڈبونا جائز ہے یا اس سے زیادہ بھی ڈبویا جا سکتا ہے؟

ج: صرف دو مرتبہ ڈبویا جا سکتا ہے پہلی مرتبہ ڈبونا واجب ہے اور دوسری مرتبہ جائز ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے لیکن ارتماسی وضو میں ہاتھوں کے وضو کیلئے دھونے کی نیت اس وقت کرے جب انہیں پانی سے نکال رہا ہوتا کہ مسح آبِ وضو کے ساتھ انجام دے سکے۔

س ۱۰۴: جو چکنائی طبیعی طور پر بالوں یا جلد کے اوپر نکل آتی ہے کیا وہ وضو سے مانع ہے؟

ج: مانع نہیں ہے مگر جب اس قدر زیادہ ہو کہ بالوں یا جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو۔

س ۱۰۵: کچھ عرصہ تک میں نے پاؤں کا مسح، انگلیوں کے سرے سے نہیں کیا، بلکہ انگلیوں کے کچھ حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر مسح کرتا رہا ہوں، کیا ایسا مسح صحیح ہے؟ اور اگر صحیح نہیں ہے تو جو نمازیں پڑھ چکا ہوں، کیا ان کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر مسح پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے نہ ہوا ہو تو وضو باطل ہے اور نمازوں کی قضا واجب ہے لیکن اگر شک ہو کہ کیا پاؤں کا مسح، انگلیوں کے سرے سے کیا کرتا تھا یا نہیں؟ تو اگر مسئلہ کو جانتا تھا اور انگلیوں کے سرے سے مسح کا احتمال دے تو اس صورت میں وضو اور ادا کی گئی نمازیں صحیح ہیں۔

س ۱۰۶: پاؤں کے اوپر اس ابھری ہوئی جگہ سے کیا مراد ہے کہ جہاں تک پاؤں کا مسح کرنا ضروری ہے؟

ج: پاؤں کا مسح ٹخنوں تک کرنا ضروری ہے۔

س ۱۰۷: اسلامی ممالک میں حکومت کی طرف سے بنائی گئی مساجد، مراکز اور سرکاری دفاتر میں وضو کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جائز ہے اور اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

س ۱۰۸: اگر کسی شخص کی زمین میں چشمہ پھوٹے اور ہم پائپ کے ذریعہ اس کا پانی کئی کلومیٹر دور لے جانا چاہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پائپ کو اس شخص کی زمین اور دوسرے اشخاص کی زمینوں سے گزارنا پڑے گا، پس اگر وہ افراد راضی نہ ہوں تو کیا اس چشمے کے پانی کو وضو، غسل اور دیگر چیزوں کی طہارت کیلئے استعمال کرنا جائز ہے؟

ج: اگر چشمہ اس کی ملکیت سے باہر اور قریب ہی خود بخود پھوٹے اور قبل اس کے کہ زمین پر جاری ہو اس کا پانی پائپ

کے ذریعے مطلوبہ جگہ کی طرف موڑ دیا جائے تو اگر اس پانی کا استعمال عرف عام میں غیر کی ملکیت میں تصرف شمار نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۰۹: واٹر سپلائی کے محکمے نے واٹر پمپ (ایسا پمپ جو سرکاری پانی کو پریشر کے ساتھ کھینچ لیتا ہے) لگانا ممنوع قرار دے رکھا ہے لیکن بعض علاقوں میں پانی کا پریشر کم ہے اور ان کے رہائشی مجبور ہیں کہ بالائی منزلوں میں پانی لانے کیلئے واٹر پمپ لگائیں اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل دو سوالوں کے جواب دیجئے گا۔

۱) کیا زیادہ پانی سے استفادہ کرنے کیلئے ایسا واٹر پمپ لگانا شرعاً جائز ہے؟

۲) جائز نہ ہونے کی صورت میں جو پانی واٹر پمپ کے ذریعے کھینچا جاتا ہے اس کے ساتھ وضو اور غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں واٹر پمپ لگانا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس پانی کے ساتھ وضو اور غسل کرنے میں بھی اشکال ہے جو اس پمپ کے ذریعے کھینچا جاتا ہے۔

س۱۱۰: نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنے کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اور آپ نے کسی استفتاء کے جواب میں فرمایا ہے اگر نماز کے اول وقت کے قریب وضو کیا جائے تو اس سے نماز پڑھنا صحیح ہے تو "نماز کے اول وقت کے قریب" سے کتنی مقدار مراد ہے؟

ج: اس کا معیار، عرف ہے، اگر اس وقت میں نماز کے لئے وضو کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۱۱: کیا وضو کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ پیروں کا مسح انگلیوں کے نچلے حصے یعنی اس جگہ سے کرے جو چلتے وقت زمین سے مس ہوتی ہے؟

ج: مسح کرنے کی جگہ، انگلیوں کے سرے سے لیکر ٹخنوں تک پاؤں کا اوپر والا حصہ ہے اور انگلیوں کے نچلے حصے کے مسح کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے۔

س۱۱۲: وضو کرنے والا اگر وضو کرنے کے قصد سے ہاتھوں اور چہرے کو دھوتے وقت نل کو کھولے اور بند کرے تو نل کے اس چھونے کا حکم کیا ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے وضو کے صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن بایاں ہاتھ دھونے سے فارغ ہونے کے بعد اور اس ہاتھ کے ساتھ مسح کرنے سے پہلے اگر پانی سے گیلے نل کو چھوئے اور ہاتھ کا وضو والا پانی اس دوسرے پانی کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو ایسی مخلوط تری کے ساتھ مسح کرنا محل اشکال ہے۔

س۱۱۳: کیا مسح کیلئے وضو والے پانی کے علاوہ کسی اور پانی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ نیز کیا سر کا مسح دائیں ہاتھ کے

ساتھ اور اوپر سے نیچے کی طرف کرنا ضروری ہے؟

ج: سر اور پاؤں کا مسح صرف وضو والے پانی کی اس رطوبت کے ساتھ کیا جا سکتا ہے جو ہاتھوں پر لگی ہوئی ہے اور اگر ہاتھوں پر رطوبت باقی نہ ہو تو داڑھی یا ابرو سے رطوبت لیکر اس سے مسح کرے۔ اور احتیاط یہ ہے کہ سر کا مسح داہنے ہاتھ کے ساتھ کیا جائے لیکن مسح میں ضروری نہیں ہے کہ اوپر سے نیچے کی طرف کیا جائے۔

س ۱۱۴: بعض عورتیں کہتی ہیں ناخن پالش، وضو سے رکاوٹ نہیں بنتی۔ نیز باریک جوراب پر مسح کرنا بھی جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: اگر اس پالش کی اپنی تہ ہو تو وہ پانی کے ناخن تک پہنچنے سے رکاوٹ ہے اور وضو باطل ہے اور جوراب پر مسح صحیح نہیں ہے چاہے وہ کتنا ہی باریک کیوں نہ ہو۔

س ۱۱۵: کیا وہ جنگی زخمی جو ریڑھ کی ہڈی کا حرام مغز ٹوٹ جانے کی وجہ سے پیشاب روکنے کی قدرت نہیں رکھتے ایسا کر سکتے ہیں کہ نماز جمعہ میں شرکت کریں اور خطبہ سننے کے بعد مسلوس (جسے مسلسل پیشاب ٹپکنے کی بیماری ہو) کے فریضے پر عمل کرتے ہوئے نماز جمعہ وعصر پڑھیں۔

ج: نماز جمعہ میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن چونکہ ان زخمیوں پر واجب ہے کہ وضو کر لینے کے بعد فوراً نماز پڑھیں اسلئے خطبہ جمعہ سے پہلے والا وضو نماز جمعہ کیلئے اس وقت کافی ہے جب وضو کے بعد کوئی حدث سرزد نہ ہو۔

س ۱۱۶: جو شخص وضو پر قادر نہیں ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے کو وضو کیلئے نائب بنائے اور خود وضو کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسح کرے اور اگر مسح پر قادر نہ ہو تو نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسح کرائے اور اگر اس کام سے بھی عاجز ہو تو نائب اس کے ہاتھ کی تری لے کر اس سے اس کا مسح کرے اب اگر اس شخصکے ہاتھ بھی نہ ہوں تو اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر اس کی ہتھیلیاں نہ ہوں تو تری اس کی کہنیوں تک کے باقی حصے سے لی جائے گی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اس کے چہرے سے تری لے کر اس کے سر اور پاؤں کا مسح کیا جائیگا۔

س ۱۱۷: جمعہ گاہ سے قریب وضو کرنے کی جگہ ہے جو جامع مسجد سے متعلق ہے لیکن اس کے اخراجات مسجد کے بجٹ سے ادا نہیں کئے جاتے کیا نماز جمعہ میں شرکت کرنے والوں کیلئے اس پانی سے استفادہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر یہ پانی سب نمازگزاروں کے وضو کیلئے قرار دیا گیا ہو تو اس سے استفادہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۱۸: جو وضو نماز ظہر وعصر سے پہلے کیا گیا ہے کیا نماز مغرب وعشاء کیلئے کافی ہے جبکہ اس مدت میں کوئی مبطل وضو بھی سرزد نہ ہوا ہو یا نہیں؟ بلکہ ہر نماز کیلئے خاص نیت اور وضو کی ضرورت ہے۔

ج: ہر نماز کیلئے الگ وضو ضروری نہیں ہے بلکہ ایک وضو کے ساتھ جب تک وہ باطل نہ ہو جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

س۱۱۹: کیا واجب نماز کی نیت سے اس کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا جائز ہے؟

ج: اگر واجب نماز کا وقت قریب ہو تو اس کی نیت سے وضو کرنے میں اشکال نہیں ہے۔

س ۱۲۰: میرے دونوں پاؤں مفلوج ہو چکے ہیں اور میں طبی جوتوں اور بیساکھیوں کے ساتھ چلتا ہوں۔ وضو کرتے وقت کسی بھی صورت میں میرے لئے جوتوں کا اتارنا ممکن نہیں ہے لہٰذا بتایئے پاؤں کے مسح کے سلسلے میں میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر پیروں پر مسح کرنے کیلئے جوتوں کا اتارنا آپ کیلئے سخت دشوار ہے تو جوتے پر ہی مسح کر لینا کافی ہے۔

س۱۲۱: اگر کسی جگہ پر چند فرسخ تک پانی تلاش کرنے سے گندا اور آلودہ پانی مل جائے تو کیا اس حالت میں ہمارے اوپر تیمم واجب ہے یا اسی پانی کے ساتھ وضو کریں؟

ج: اگر وہ پانی پاک اور مطلق ہو اور اس کا استعمال مضر نہ ہو اور وہاں پر نقصان کا خطرہ بھی نہ ہو تو وضو واجب ہے اور تیمم کی نوبت نہیں آئے گی۔

س ۱۲۲: کیا وضو بذات خود مستحب ہے؟ اور اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے قصد قربت کے ساتھ وضو کر لیا جائے تو کیا اس کے ساتھ نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

ج: شرعی نقطہ نظر سے طہارت و پاکیزگی کیلئے وضو کرنا مستحب ہے اور مستحبی وضو کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

س ۱۲۳: جو شخص ہمیشہ اپنے وضو میں شک کرتا ہے وہ کیسے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت کر سکتا ہے اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے مرقد کی زیارت کر سکتا ہے؟

ج: وضو کر لینے کے بعد طہارت کی بقا میں شک قابل اعتناء نہیں ہے اور جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو جائے اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور تلاوت و زیارت کر سکتا ہے۔

س ۱۲۴: کیا وضو کی صحت کیلئے شرط ہے کہ پانی ہاتھ کے تمام حصوں پر جاری ہو جائے یا اس پر تر ہاتھ پھیر لینا ہی کافی ہے؟

ج: کسی عضو کا دھونا تب ہوگا جب اس کے تمام حصوں تک پانی پہنچ جائے اگر چہ پانی ہاتھ کے پھیرنے سے ہی پہنچے لیکن صرف تر ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے۔

س ۱۲۵: کیا سر کے مسح میں بالوں کا تر ہو جانا کافی ہے یا تری کا سر کی جلد تک پہنچانا ضروری ہے؟

ج: سر کی جلد کا مسح واجب نہیں ہے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کافی ہے۔

س ۱۲۶: جس شخص نے سر پر مصنوعی بال لگا رکھے ہیں وہ سر کا مسح کیسے کرے؟ نیز غسل کے بارے میں اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر بال اس طریقے سے چپکے ہوئے ہیں کہ ان کا اتارنا ممکن نہیں ہے یا ان کے اتارنے میں نقصان اور تکلیف ہے اور بالوں کے ہوتے ہوئے سر کی جلد پر تری کا پہنچانا ممکن نہیں ہے تو انہیں بالوں پر مسح کر لینا کافی ہے اور غسل کا بھی یہی حکم ہے۔

س ۱۲۷: وضو یا غسل میں اعضاء کے دھونے کے درمیان فاصلہ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: غسل میں اعضا کو وقفے وقفے سے دھونا (عدم موالات) اشکال نہیں رکھتا لیکن وضو میں اگر اتنا فاصلہ کرے کہ پہلے والے اعضاء خشک ہو جائیں تو وضو باطل ہے۔

س ۱۲۸: جس شخص کی مسلسل تھوڑی تھوڑی ریح خارج ہوتی رہتی ہے اس کے وضو اور نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر نماز کے آخر تک اپنے وضو کو برقرار نہ رکھ سکتا ہو اور نماز کے دوران میں تجدید وضو کرنے میں بھی بہت دشواری ہو تو ہر وضو کے ساتھ ایک نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ہر نماز کیلئے ایک وضو پر اکتفا کرے اگرچہ وہ نماز کے دوران باطل بھی ہو جائے۔

س ۱۲۹: فلیٹوں میں رہنے والے بعض لوگ ٹھنڈے اور گرم پانی، ایئر کنڈیشننگ اور نگہبانی جیسی سہولیات سے استفادہ کرتے ہیں لیکن ان کا معاوضہ ادا نہیں کرتے اور ان کا بوجھ پڑوسیوں کی رضامندی کے بغیر ان کی گردن پر ڈال دیتے ہیں کیا ان کی نماز، روزہ اور دیگر عبادات باطل ہیں؟

ج: ان میں سے ہر شخص ان مشترکہ سہولیات سے جتنا استفادہ کرتا ہے اس کی نسبت ان کے معاوضے کا مقروض ہے اور اگر پانی کا بل ادا نہ کرے تو اس کے وضو اور غسل میں اشکال ہے بلکہ یہ باطل ہیں۔

س ۱۳۰: ایک شخص غسل جنابت کے تین چار گھنٹے بعد نماز پڑھنا چاہتا ہے لیکن نہیں جانتا کہ اس کا غسل باطل ہوا ہے یا نہیں تو کیا اس کے احتیاطاً وضو کرنے میں اشکال ہے یا نہیں؟

ج: مفروضہ صورت میں وضو واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۱: کیا نابالغ بچہ حدث اصغر کے سرزد ہونے سے محدث ہو جاتا ہے؟ کیا قرآن کریم کو اس کی دسترس میں قرار دیا جا سکتا ہے تا کہ وہ اسے چھو سکے؟

ج: جی ہاں وضو کو باطل کرنے والی کسی چیز کے عارض ہونے سے نابالغ بچہ بھی محدث ہو جاتا ہے لیکن اس کیلئے قرآن

کے حروف کو چھونا حرام نہیں ہے اور دوسروں پر بھی اسے قرآن کے حروف کو چھونے سے روکنا واجب نہیں ہے۔

س ۱۳۲: اگر اعضاء وضو میں سے کوئی عضو دھوئے جانے کے بعد اور وضو کے مکمل ہونے سے پہلے نجس ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے وضو کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا لیکن نماز کیلئے اسے پاک کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۳: اگر مسح کے وقت پاؤں کے اوپر پانی کے چند قطرے ہوں تو کیا وضو میں کوئی حرج ہے؟

ج: مسح کی جگہ کا ان قطروں سے خشک کرنا واجب ہے تا کہ مسح کے وقت ہاتھ کی تری پاؤں پر اثر کرے نہ کہ برعکس۔

س ۱۳۴: جس کا دایاں ہاتھ کہنی کے اوپر سے کٹا ہوا ہے کیا اس سے دائیں پاؤں کا مسح ساقط ہو جائے گا؟

ج: دائیں پاؤں کا مسح ساقط نہیں ہوگا بلکہ بائیں ہاتھ سے اس کا مسح کرنا ضروری ہے۔

س ۱۳۵: جس شخص کے اعضاء وضو میں سے کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہو یا اس پر زخم ہو تو اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جو عضو ٹوٹا ہوا ہے یا اس پر زخم ہے اگر وہ اوپر سے کھلا ہوا ہو اور اس کیلئے پانی نقصان دہ نہ ہو تو اسے دھونا ضروری ہے اور اگر اسے دھونا نقصان دہ ہو تو اس کی اطراف کو دھوئے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ پھیرنے میں نقصان نہ ہو تو اس پر تر ہاتھ پھیرے۔

س ۱۳۶: جس شخص کی مسح والی جگہ پر زخم ہے اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اس پر تر ہاتھ نہیں پھیر سکتا تو ضروری ہے کہ تیمم کرے لیکن اگر اس زخم پر کپڑا ڈال کر کپڑے کے اوپر تر ہاتھ پھیر سکتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ تیمم کے ساتھ ساتھ ایسے مسح کے ساتھ وضو بھی کرے۔

س ۱۳۷: جس شخص کو اپنے وضو کے باطل ہونے کا علم نہیں ہے اور وضو مکمل ہونے کے بعد اسے اس کا علم ہو تو اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جن کاموں میں طہارت شرط ہے ان کیلئے وضو کا اعادہ کرنا ضروری ہے اور اگر باطل وضو کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو تو نماز کا اعادہ کرنا بھی واجب ہے۔

س ۱۳۸: جس کے اعضائے وضو میں سے کسی عضو میں ایسا زخم ہے کہ پٹی (جبیرہ) باندھنے کے باوجود اس سے ہمیشہ خون بہتا رہتا ہے وہ وضو کس طرح کرے؟

ج: اس پر واجب ہے کہ زخم پر نائلون وغیرہ کی ایسی پٹی (جبیرہ) باندھے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے۔

س ۱۳۹: کیا وضو کے بعد رطوبت کا خشک کرنا مکروہ ہے؟ اور اس کے مقابلے میں کیا خشک نہ کرنا مستحب ہے؟

ج: اگر اس کام کیلئے مخصوص رومال یا تولیہ قرار دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۴۰: مصنوعی رنگ جسے عورتیں سر اور ابرو کے بالوں کو رنگنے کیلئے استعمال کرتی ہیں کیا وضو اور غسل سے مانع ہے؟

ج: اگر صرف رنگ ہو اور اس کی اپنی کوئی تہ نہ ہو کہ یہ پانی کے بالوں تک پہنچنے سے رکاوٹ ہو تو وضو اور غسل صحیح ہے۔

س ۱۴۱: کیا روشنائی ایسا مانع ہے جو اگر ہاتھ پر لگی ہو تو وضو باطل ہو؟

ج: اگر روشنائی کی اپنی تہ ہو کہ جس کی وجہ سے یہ پانی کے جلد تک پہنچنے سے مانع ہو تو وضو باطل ہے اور اس چیز کی تشخیص خود وضو کرنے والے کے ذمے ہے۔

س ۱۴۲: اگر سر کے مسح کی رطوبت اور چہرے کی رطوبت مل جائے تو کیا وضو باطل ہے؟

ج: چونکہ ضروری ہے کہ پاؤں کا مسح وضو کی اس رطوبت سے کیا جائے جو ہتھیلیوں پر لگی ہوئی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ سر کا مسح کرتے وقت ہاتھ پیشانی کے اوپر والے حصے تک نہ پہنچے اور چہرے کی رطوبت کو نہ لگے تا کہ ہاتھ کی وہ رطوبت کہ جس کی پاؤں کا مسح کرتے وقت ضرورت ہے چہرے کی رطوبت کے ساتھ مخلوط نہ ہو جائے۔

س ۱۴۳: جو شخص عام لوگوں کی نسبت وضو پر زیادہ وقت صرف کرتا ہے وہ کیا کرے کہ اسے اعضاء وضو کے دھوئے جانے کا یقین ہو جائے؟

ج: اس کے لئے ضروری ہے کہ وسوسہ سے اجتناب کرے اور شیطان کو ناامید کرنے کیلئے وسواس کی پروانہ کرے اور کوشش کرے کہ عام لوگوں کی طرح صرف واجبِ شرعی کے بجالانے پر اکتفا کرے۔

س ۱۴۴: میرے بدن کے بعض حصوں پر گودنے کے ذریعے نقش (خالکوبی) کیا گیا ہے کہتے ہیں میرا غسل اور وضو باطل ہے اور میری نمازیں قبول نہیں ہیں امید ہے میری راہنمائی فرمائیں گے۔

ج: اگر یہ صرف رنگ ہو یا جلد کے نیچے ہو اور جلد کے اوپر کوئی ایسی چیز نہ ہو جو جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو تو وضو، غسل اور نماز صحیح ہے۔

س ۱۴۵: اگر پیشاب اور استبراء کے بعد وضو کرے پھر ایسی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہے کہ یہ پیشاب ہے یا منی تو اس کا حکم کیا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں طہارت کا یقین حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور غسل بھی۔

س ۱۴۶: عورت اور مرد کے وضو کے درمیان کیا فرق ہے؟

ج: کیفیت اور افعال کے لحاظ سے مرد اور عورت کے وضو میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں کو کہنیوں سے دھوتے وقت مستحب ہے کہ مرد ان کی بیرونی طرف سے دھونا شروع کرے اور عورت اندرونی طرف سے شروع کرے۔

اسمائے باری تعالیٰ اور آیات الٰہی کو مس کرنا

س ۱۴۷: ان ضمیروں کو چھونے کا کیا حکم ہے جو ذات باری تعالیٰ کے نام کی جگہ استعمال ہوتی ہیں جیسے جملہ" باسمہ تعالیٰ" کی ضمیر۔

ج: ضمیر کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ" اللہ" کا ہے۔

س ۱۴۸: لفظ" اللہ" کی جگہ یہ علامت" ا۔۔" لکھنا رائج ہو گیا ہے اس علامت کو بغیر وضو کے مس کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: الف اور ان نقطوں کا وہ حکم نہیں ہے جو لفظ" اللہ" کا ہے اور انہیں بغیر وضو کے چھونا جائز ہے۔

س ۱۴۹: جہاں میں ملازمت کرتا ہوں وہاں خط و کتابت میں لفظ" اللہ' کو اس صورت" ا۔۔" میں لکھا جاتا ہے کیا لفظ" اللہ" کی جگہ الف اور تین نقطوں کا لکھنا شرعاً صحیح ہے؟

ج: شریعت کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۵۰: کیا صرف اس احتمال کی بنا پر کہ لوگ اسے بغیر وضو کے چھوئیں گے لفظ" اللہ" لکھنے سے پرہیز کرنا یا اسے اس صورت" ا۔۔" میں لکھنا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۵۱: نابینا افراد کے پڑھنے لکھنے کیلئے ایک ابھرے ہوئے رسم الخط سے استفادہ کیا جاتا ہے جو" بریل رسم الخط" کے نام سے مشہور ہے یہ رسم الخط انگلیوں سے مس کر کے پڑھا جاتا ہے کیا نابینا افراد کیلئے قرآن کریم کے ان حروف اور اسمائے طاہرہ کو مس کرنے کیلئے باوضو ہونا واجب ہے کہ جو بریل رسم الخط میں لکھے ہوئے ہیں یا نہیں؟

ج: اگر ابھرے ہوئے نقطے اصلی حروف کی علامات ہیں تو ان پر اصلی حروف والا حکم جاری نہیں ہوگا لیکن اگر آگاہ عرف کی نظر میں اسے خط شمار کیا جائے تو اسے چھونے کے سلسلے میں احتیاط کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

س ۱۵۲: "عبداللہ" اور" حبیب اللہ" جیسے اسماء کو بغیر وضو کے چھونے کا کیا حکم ہے؟

ج: لفظ" اللہ" کو بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں ہے اگر چہ یہ کسی مرکب نام کا جز ہی ہو۔

س ۱۵۳: کیا حیض والی عورت کیلئے ایسا گلو بند پہننا جائز ہے جس پر پیغمبر اکرم کا اسم مبارک نقش ہو۔

ج: ایسا گلوبند پہننے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احتیاطاً واجب ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کو اپنے بدن سے مس نہ ہونے دے۔

س ۱۵۴: قرآن کریم کی تحریر کو بغیر وضو کے جو چھونا حرام ہے تو کیا یہ صرف اس تحریر کے ساتھ مختص ہے جو قرآن کریم میں ہو یا اس قرآنی تحریر کو بھی چھونا حرام ہے جو کسی دوسری کتاب، اخبار، رسالے، سائن بورڈ اور دیوار وغیرہ پر ہو۔

ج: قرآن کریم کے حروف اور آیات کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے خواہ یہ قرآن کریم میں ہوں یا کسی دوسری کتاب، اخبار، رسالے اور سائن بورڈ وغیرہ پر۔

س ۱۵۵: ایک گھرانہ خیر و برکت کے قصد سے چاول کھانے کیلئے ایسے برتن کو استعمال کرتا ہے جس میں آیۃ الکرسی اور دیگر آیات قرآن لکھی ہوئی ہیں کیا اس کام میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر باوضو ہوں یا اس برتن سے چمچے کے ذریعے کھانا نکالیں تو اشکال نہیں ہے۔

س ۱۵۶: جو لوگ ذات باری تعالیٰ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ یا آیات قرآن کو کسی مشین کے ذریعے لکھتے ہیں کیا ان کیلئے لکھتے وقت باوضو ہونا ضروری ہے؟

ج: اس کام کیلئے طہارت شرط نہیں ہے لیکن وضو کے بغیر اس نوشتے کو مس کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۵۷: کیا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے؟

ج: اگر عرف عام میں اسے لفظ "اللہ" سمجھا اور پڑھا جاتا ہے تو بغیر طہارت کے اسے چھونا حرام ہے ورنہ کوئی اشکال نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اسے بغیر طہارت کے مس کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

س ۱۵۸: اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کو دفتری استعمال کے کاغذات پر چھپوانے اور خط و کتابت وغیرہ میں اس سے استفادہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: لفظ "اللہ" یا اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام کے لکھنے اور چھپوانے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احوط یہ ہے کہ لفظ "اللہ" جو اسلامی جمہوریہ ایران کے مونوگرام میں ہے اس کے شرعی احکام کی بھی رعایت کی جائے۔

س ۱۵۹: ان ڈاک ٹکٹوں سے استفادہ کرنے کا کیا حکم ہے جن پر آیات قرآنی چھپی ہوئی ہوتی ہیں اور ہر روز چھپنے والے اخبار و جرائد میں لفظ "اللہ"، دیگر اسمائے الٰہی، آیات قرآنی یا کسی ادارے کے ایسے مونوگرام کے چھاپنے کا کیا حکم ہے جو قرآن کریم کی آیات پر مشتمل ہے۔

ج: قرآن کریم کی آیات اور اسمائے الٰہی وغیرہ کے چھاپنے اور شائع کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن یہ جس کے ہاتھوں میں پہنچیں اس پر واجب ہے کہ ان کے شرعی احکام کی رعایت کرے، ان کی بے احترامی نہ کرے، انہیں نجس

نہ کرے اور بغیر وضو کے انہیں مس نہ کرے۔

س ۱۶۰: بعض اخباروں میں لفظ "اللہ" یا قرآن کریم کی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں کیا ان میں کھانے کی چیزیں لپیٹنا، ان پر بیٹھنا، ان سے بطور دستر خوان استفادہ کرنا اور انہیں کوڑے میں پھینکنا جائز ہے؟ اور یہ چیز بھی مدنظر رہے کہ ان کاموں کیلئے دیگر راہوں سے استفادہ کرنا مشکل ہے۔

ج: جن موارد میں ان اخباروں سے استفادہ کرنے کو عرف عام میں بے احترامی شمار کیا جائے ان میں جائز نہیں ہے اور جہاں بے احترامی شمار نہ کیا جائے وہاں جائز ہے۔

س ۱۶۱: کیا انگوٹھی پر نقش کئے گئے الفاظ کو چھونا جائز ہے؟

ج: اگر یہ ایسے کلمات ہوں کہ جنہیں مس کرنے کیلئے طہارت شرط ہے تو بغیر طہارت کے انہیں مس کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۶۲: جن چیزوں پر ذات باری تعالیٰ کے نام لکھے ہوتے ہیں انہیں ندیوں اور نالوں میں پھینکنے کا کیا حکم ہے؟ کیا اسے بے احترامی شمار نہیں کیا جائیگا؟

ج: اگر عرف عام میں اسے بے حرمتی شمار نہ کیا جائے تو اشکال نہیں ہے۔

س ۱۶۳: تصحیح شدہ امتحانی پرچوں کو کوڑے میں پھینکنے یا انہیں جلانے کیلئے کیا یہ اطمینان کر لینا ضروری ہے کہ ان میں اسمائے باری تعالیٰ یا ائمہ معصومین کے نام لکھے ہوئے نہیں ہیں؟ نیز کیا ان کاغذوں کو پھینک دینا جن کی ایک طرف خالی ہے اور ان میں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے اسراف ہے یا نہیں؟

ج: تحقیق اور جستجو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور جب تک پرچے پر اللہ تعالیٰ کے ناموں کے لکھے ہونے کا علم نہ ہو اسے کوڑے میں پھینکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ جن کاغذوں سے کارٹون سازی میں استفادہ کیا جا سکتا ہے یا ان کی ایک طرف میں لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف خالی ہے اور اس سے لکھنے میں استفادہ کیا جا سکتا ہے انہیں جلانا یا کوڑے میں پھینکنا اشکال سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس میں اسراف کا شبہ ہے۔

س ۱۶۴: وہ کون سے اسمائے مبارکہ ہیں جن کا احترام واجب ہے اور انہیں بغیر وضو کے مس کرنا حرام ہے؟

ج: ذات باری تعالیٰ کے مخصوص اسماء اور صفات کو وضو کے بغیر مس کرنا حرام ہے اور احوط یہ ہے کہ انبیائے کرام وائمہ معصومین علیہم السلام کے ناموں کے سلسلے میں بھی یہی حکم جاری کیا جائے۔

س ۱۶۵: ضرورت کے وقت اسماء مبارکہ اور آیات قرآنی کے محو کرنے کے شرعی طریقے کونسے ہیں؟ نیز اسرار کو محفوظ رکھنے کیلئے ان اوراق کے جلانے کا کیا حکم ہے جن پر لفظ "اللہ" اور قرآنی آیات لکھی ہوں۔

ج: انہیں خاک میں دفن کرنے یا پانی میں بہا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن انہیں جلانے کا جائز ہونا مشکل ہے اور

اگر اسے بے حرمتی شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جب جلانے پر مجبور ہو اور قرآنی آیات اور اسمائے مبارکہ کا جدا کرنا بھی ممکن نہ ہو۔

س ۱۶۶: اگر اسمائے مبارکہ اور قرآنی آیات کو اس طرح ریزہ ریزہ کر دیا جائے کہ ان کے دو حرف بھی اکٹھے نہ رہیں اور پڑھنے کے قابل نہ رہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا اسمائے مبارکہ اور قرآنی آیات کے محو کرنے اور ان کے حکم کے ساقط ہو جانے کیلئے ان کے حروف میں کمی بیشی کر کے ان کی تحریری صورت کو تبدیل کر دینا کافی ہے؟

ج: مذکورہ طریقے سے ریزہ ریزہ کرنا اگر بے حرمتی شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے اور اگر بے حرمتی شمار نہ کیا جائے تو بھی جب تک لفظ "اللہ" اور قرآنی آیات محو نہ ہو جائیں کافی نہیں ہے نیز جن حروف کو لفظ "اللہ" لکھنے کے ارادے سے لکھا گیا ہے ان میں بعض حروف کی کمی بیشی کر کے ان کی تحریری صورت کو تبدیل کر دینا ان کے شرعی حکم کے زائل ہو جانے کیلئے کافی نہیں ہے ہاں اگر حروف کو یوں تبدیل کیا جائے کہ وہ محو جیسے ہو جائیں تو حکم کا زائل ہو جانا بعید نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ انہیں بھی بغیر وضو کے مس کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

غسل جنابت کے احکام

س ۱۶۷: کیا وقت کے تنگ ہونے کی صورت میں مجنب شخص تیمم کر کے نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں بلکہ ضروری ہے کہ بدن اور لباس کو پاک کرے اور غسل کرے اور پھر نماز کی قضا بجالائے؟

ج: اگر وقت اس قدر تنگ ہو کہ اپنے بدن اور لباس کو پاک نہیں کر سکتا یا لباس کو تبدیل نہیں کر سکتا اور سردی وغیرہ کی وجہ سے برہنہ بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو ضروری ہے کہ غسل جنابت کے بدلے میں تیمم کر کے اسی نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور یہ نماز کافی ہے اور بعد میں اس کی قضا واجب نہیں ہوگی۔

س ۱۶۸: اگر دخول کے بغیر منی رحم میں پہنچ جائے تو کیا اس سے عورت مجنب ہو جاتی ہے؟

ج: اس صورت میں جنابت صادق نہیں آتی۔

س ۱۶۹: کیا طبی آلات کے ذریعے اندرونی معائنہ کے بعد عورت پر غسل جنابت واجب ہے؟

ج: جب تک منی خارج نہ ہو غسل جنابت واجب نہیں ہے۔

س ۱۷۰: اگر حشفہ (ختنہ گاہ) کی مقدار تک دخول ہو لیکن منی خارج نہ ہو اور عورت بھی لذت کے آخری مرحلے تک نہ

پہنچے تو کیا غسل جنابت صرف عورت پر واجب ہوگا یا صرف مرد پر یا دونوں پر؟

ج: دخول کی صورت میں دونوں پر غسل واجب ہوجاتا ہے اگرچہ دخول حشفہ کی مقدار میں ہی ہو۔

س ۱۷۱: کس صورت میں عورتوں پر احتلام کی وجہ سے غسل جنابت واجب ہوتا ہے؟ اپنے شوہر کے ساتھ خوش فعلی کے وقت جو رطوبت عورت سے خارج ہوتی ہے کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟ کیا بغیر اسکے کہ عورت کا بدن سست ہو اور وہ لذت کے انتہائی مرحلے تک پہنچے اس پر غسل واجب ہوجاتا ہے؟ بطور کلی مباشرت کے بغیر عورت کیسے مجنب ہوتی ہے؟

ج: اگر عورت لذت کے آخری مرحلے تک پہنچ جائے اور اسی حالت میں اس سے کوئی رطوبت خارج ہوجائے تو وہ مجنب ہوجائے گی اور اس پر غسل واجب ہوگا لیکن اگر اسے شک ہو کہ لذت کے آخری مرحلے تک پہنچی ہے یا نہیں یا شک ہو کہ کوئی رطوبت خارج ہوئی ہے یا نہیں تو غسل واجب نہیں ہے۔

س ۱۷۲: کیا شہوت انگیز ڈائجسٹ وغیرہ کا پڑھنا اور فلموں کا دیکھنا جائز ہے؟

ج: جائز نہیں ہے۔

س ۱۷۳: اگر شوہر کے ساتھ مباشرت کے فوراً بعد عورت غسل کرلے جبکہ ابھی تک منی اس کے رحم میں باقی ہو اور غسل کے بعد منی اس کے رحم سے خارج ہوجائے تو کیا اس کا غسل صحیح ہے؟ کیا یہ منی پاک ہے یا نجس؟ نیز کیا اس سے عورت دوبارہ مجنب ہوجائے گی یا نہیں؟

ج: اس کا غسل صحیح ہے اور غسل کے بعد جو رطوبت خارج ہوتی ہے اگر وہ منی ہو تو نجس ہے لیکن اگر مرد کی منی ہو تو عورت اس سے دوبارہ مجنب نہیں ہوگی۔

س ۱۷۴: کچھ عرصے سے میں غسل جنابت کے سلسلے میں شک میں مبتلا ہوں یہاں تک کہ اپنی بیوی سے مباشرت بھی نہیں کرتا اس کے باوجود غیر ارادی طور پر میرے اوپر ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ گمان کرتا ہوں مجھ پر غسل جنابت واجب ہوگیا ہے اور ہر دن میں دو تین دفعہ غسل کرتا ہوں اس شک نے مجھے پریشان کردیا ہے، میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر جنابت میں شک ہو تو جنابت کے احکام مرتب نہیں ہوتے مگر یہ کہ اس طرح رطوبت خارج ہو کہ اس میں منی خارج ہونے کی شرعی علامات پائی جائیں یا آپ کو منی خارج ہونے کا یقین ہوجائے۔

س ۱۷۵: کیا حیض کی حالت میں غسل جنابت صحیح ہے اور کیا اس سے عورت کی شرعی ذمہ داری ادا ہوجائے گی؟

ج: مذکورہ صورت میں غسل کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

س۱۷۶: اگر عورت حیض کی حالت میں مجنب یا جنابت کی حالت میں حائض ہوجائے تو کیا حیض سے پاک ہونے کے بعد اس پر دو غسل واجب ہوں گے یا نہیں بلکہ حیض کی حالت میں جنابت طاری ہونے سے غسل جنابت واجب نہیں ہوتا کیونکہ وہ جنابت کے وقت پاک ہی نہیں تھی؟

ج: دونوں صورتوں میں غسل حیض کے علاوہ غسل جنابت بھی واجب ہے لیکن مقام عمل میں صرف غسل جنابت پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن احوط یہ ہے کہ دونوں غسلوں کی نیت کرے۔

س۱۷۷: کس صورت میں مرد سے خارج ہونے والی رطوبت پر منی ہونے کا حکم لگایا جا سکتا ہے؟

ج: جب شہوت کے ساتھ نکلے، بدن میں سستی آجائے اور اچھل کر نکلے تو اس پر منی کا حکم لگے گا۔

س۱۷۸: بعض موقعوں پر غسل کے بعد ہاتھ یا پیر کے ناخن کے اطراف میں چونا یا صابن لگا ہوا دکھائی دیتا ہے جو غسل کے دوران حمام میں نظر نہیں آتا لیکن حمام سے نکلنے اور دقت کرنے کے بعد ان کی سفیدی نظر آتی ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ جبکہ بعض افراد بے خبری میں یا اس کی پرواکئے بغیر غسل و وضو کر لیتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ صابن کی اس سفیدی کے نیچے پانی پہنچنا یقینی نہیں ہے؟

ج: صرف صابن یا چونے کی سفیدی سے جو اعضاء کے خشک ہونے کے بعد دکھائی دے، وضو یا غسل باطل نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کی ایسی تہ ہو جو جلد تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ بنے۔

س۱۷۹: ایک برادر کا کہنا ہے کہ غسل سے پہلے بدن کا نجاست سے پاک ہونا واجب ہے اور اگر منی وغیرہ سے اس کی تطہیر غسل کے دوران میں ہو تو غسل کے باطل ہونے کا موجب ہے، پس اگر ان کی بات صحیح ہے تو کیا میری گزشتہ نمازیں باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟ واضح رہے کہ میں اس مسئلہ سے بے خبر تھا؟

ج: غسل جنابت سے پہلے پورے بدن کا پاک ہونا واجب نہیں ہے بلکہ ہر عضو کا اس کے غسل سے پہلے پاک ہونا کافی ہے اور اس صورت میں غسل اور اس سے پڑھی گئی نماز، دونوں صحیح ہیں اور اگر نجس عضو اس کے غسل سے پہلے پاک نہ ہوا اور ایک ہی دھونے کے ذریعے چاہے یہ عضو پاک بھی ہوجائے اور اس کا غسل بھی انجام پاجائے تو غسل باطل ہے اور اس غسل سے پڑھی گئی نماز بھی باطل ہے اور اس کی قضا واجب ہے۔

س۱۸۰: نیند کی حالت میں انسان سے جو رطوبت خارج ہوتی ہے، کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟ جبکہ اس میں تینوں علامتیں (اچھل کر نکلنا، شہوت کے ساتھ نکلنا اور بدن کا سست ہونا) موجود نہ ہوں اور انسان کو پتا بھی بیدار ہونے کے بعد چلے کہ اس کے لباس پر رطوبت موجود ہے؟

ج: اگر ان تین علامتوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو یا اس کے وجود میں شک ہو تو اس کا منی والا حکم نہیں ہے مگر یہ کہ کسی

اور طریقے سے اس کے منی ہونے کا یقین ہو جائے۔

س ۱۸۱: میں جوان ہوں اور ایک مفلس گھرانے میں زندگی بسر کرتا ہوں، مجھ سے کثرت سے منی خارج ہوتی ہے اور حمام جانے کے لئے والد سے پیسہ مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے، گھر میں بھی حمام نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں؟

ج: شرعی امور کی انجام دہی میں شرم نہیں کرنی چاہیے اور واجب کو ترک کرنے کے لئے شرم و حیا، شرعی عذر نہیں بن سکتے۔ بہرحال اگر آپ کے لئے غسل جنابت ممکن نہیں ہے تو نماز اور روزہ کے لئے آپ کا فریضہ یہ ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کریں۔

س ۱۸۲: میرے لئے ایک مشکل ہے اور وہ یہ کہ اگر میرے بدن پر پانی کا ایک قطرہ بھی پڑ جائے تو وہ نقصان دہ ہے، بلکہ مسح کرنے کا بھی یہی حال ہے اور بدن کے کسی بھی حصہ کے دھونے سے میرے دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے، اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں بھی شروع ہو جاتی ہیں تو کیا اس صورت میں میرے لئے اپنی بیوی سے مباشرت کرنا جائز ہے؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ چند ماہ تک میں غسل کے عوض تیمم کر کے نماز ادا کروں اور مسجد میں داخل ہوا کروں؟

ج: آپ پر بیوی سے مباشرت ترک کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مجنب ہونے کی صورت میں اگر آپ غسل سے معذور ہوں تو ان اعمال کے لئے، جن میں طہارت شرط ہے غسل کے بدلے تیمم کرنا، آپ کا شرعی فریضہ ہے اور تیمم کے ساتھ مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن کے حروف کو چھونے اور ان اعمال کے بجالانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جن میں جنابت سے پاک ہونا شرط ہے۔

س ۱۸۳: واجب یا مستحب غسل کے وقت قبلہ رخ ہونا واجب ہے یا نہیں؟

ج: غسل کے وقت قبلہ رخ ہونا واجب نہیں ہے۔

س ۱۸۴: کیا حدث اکبر کے غسالہ (دھوون) سے غسل صحیح ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ غسل، قلیل پانی سے کیا گیا تھا اور بدن غسل سے پہلے پاک تھا؟

ج: مذکورہ صورت میں اس سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۸۵: اگر غسل جنابت کے درمیان حدث اصغر صادر ہو جائے تو کیا اس پر از سر نو غسل واجب ہے یا غسل مکمل کرنے کے بعد وہ وضو کرے گا؟

ج: از سر نو غسل کرنا واجب نہیں ہے اور حدث اصغر کا غسل کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن یہ غسل اس کی نماز اور ان اعمال کے لئے وضو سے کافی نہیں ہے جن میں حدث اصغر سے طہارت شرط ہے۔

س۱۸۶: وہ گاڑھی رطوبت جو منی سے مشابہ ہوتی ہے اور پیشاب کے بعد شہوت و ارادہ کے بغیر خارج ہوتی ہے، کیا وہ منی کے حکم میں ہے؟

ج: منی کے حکم میں نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے منی ہونے کا یقین ہو جائے، یا نکلتے وقت اس میں منی ہونے کی شرعی علامات موجود ہوں۔

س۱۸۷: جس کے ذمے کئی مستحب یا واجب یا مختلف غسل ہوں تو کیا ایک ہی غسل بقیہ کے لئے کافی ہوگا؟

ج: اگر سب کی نیت سے ایک غسل بجالائے تو وہ سب کے لئے کافی ہے۔ اور اگر ان میں غسل جنابت بھی ہو اور اسی کا قصد کیا جائے تو وہ بقیہ غسلوں کیلئے کافی ہوگا، اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ ان سب کی نیت کرے۔

س۱۸۸: غسل جنابت کے علاوہ کیا کوئی اور غسل بھی ہے جس کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہوتی؟

ج: کوئی اور غسل کافی نہیں ہے۔

س۱۸۹: آپ کی نظر میں غسل جنابت میں کیا پانی کا بدن پر جاری ہونا شرط ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ اس پر غسل کے قصد سے بدن کا دھونا صادق آجائے، پانی کا جاری ہونا شرط نہیں ہے۔

س۱۹۰: اگر انسان جانتا ہو کہ اگر وہ اپنی زوجہ سے مباشرت کر کے خود کو مجنب کر دے تو اسے غسل کے لئے پانی نہیں ملے گا یا غسل اور نماز کے لئے وقت نہیں رہے گا، تو کیا اس کے لئے اپنی زوجہ سے مباشرت کرنا جائز ہے؟

ج: اگر غسل سے عاجز ہونے کی صورت میں تیمم کرنے پر قادر ہو تو اپنی بیوی سے مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۹۱: کیا غسل جنابت میں یہ ترتیب کافی ہے کہ پہلے سر دھوئیں اور اس کے بعد جسم کے باقی اعضاء کو، یا یہ کہ جسم کی دونوں اطراف میں بھی ترتیب ضروری ہے؟

ج: بدن کے دونوں اطراف کے درمیان بھی ترتیب ضروری ہے اور یہ کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ دھونا چاہیے پھر بایاں حصہ۔

س۱۹۲: غسل ترتیبی کرتے وقت اگر میں پہلے پیٹھ دھولوں اور اس کے بعد غسل ترتیبی کی نیت کر کے غسل بجالاؤں تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: غسل کی نیت اور غسل شروع کرنے سے پہلے پیٹھ یا اعضائے بدن میں سے کسی عضو کے دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غسل ترتیبی کی کیفیت یہ ہے کہ بدن کو پاک کرنے کے بعد غسل کی نیت کرے، پھر پہلے سر و گردن کو دھوئے، اس کے بعد کندھے سے پیر کے تلوے تک بدن کا دایاں حصہ اور پھر اسی طرح بایاں حصہ دھونا چاہیے۔

س ۱۹۳: کیا عورت پر غسل میں تمام بالوں کا دھونا واجب ہے؟ اور اگر غسل میں تمام بالوں تک پانی نہ پہنچے تو کیا غسل باطل ہے؟ جبکہ یہ معلوم ہو کہ سر کی تمام جلد تک پانی پہنچ چکا ہے؟
ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ تمام بالوں کو دھوئے۔

باطل غسل کے احکام

س ۱۹۴: اس شخص کا کیا حکم ہے جو بالغ تو ہو چکا ہو لیکن غسل کے واجب ہونے نیز اس کے طریقے سے بے خبر ہو اور اسی طرح دس سال گزر گئے، تب کہیں اسے تقلید اور غسل کے واجب ہونے کا پتا چلا۔ اب نماز اور روزہ کی قضا کے بارے میں اس پر کیا حکم لاگو ہوگا؟
ج: اس شخص پر ان نمازوں کی قضا واجب ہے جو اس نے جنابت کی حالت میں پڑھی ہیں اسی طرح روزوں کی قضا بھی واجب ہے اگر اسے اپنے مجنب ہونے کا علم تھا لیکن روزے کیلئے مجنب پر غسل کے واجب ہونے سے جاہل تھا۔
س ۱۹۵: ایک جوان کم عقلی کی وجہ سے چودہ سال کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد استمناء کرتا تھا اور اس سے منی نکلتی تھی لیکن اسے یہ علم نہیں تھا کہ منی خارج ہونے سے انسان مجنب ہو جاتا ہے اور نماز اور روزے کیلئے غسل کرنا ضروری ہوتا ہے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟ کیا جس زمانے میں وہ استمناء کرتا تھا اور اس سے منی خارج ہوتی تھی، اس زمانے کا اس پر غسل واجب ہے؟ اور اس وقت سے اب تک اس نے جنابت کی حالت میں جو نمازیں پڑھیں اور روزے رکھے، کیا وہ باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے؟
ج: جتنی مرتبہ وہ مجنب ہوا ہے اگر اس نے اب تک غسل نہیں کیا تو ان سب کے لئے ایک غسل کافی ہے اور ان نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ حالت جنابت میں ادا کی گئی ہیں۔ ہاں ماہ مبارک رمضان کے گزشتہ ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہے اور انہیں صحیح قرار دیا جائے گا، جن کی راتوں میں اسے اپنے مجنب ہونے کا علم نہ ہوا ہو، لیکن اگر وہ یہ جانتا تھا کہ اس سے منی خارج ہوئی ہے اور وہ جنب ہو گیا ہے لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے اس پر غسل واجب ہے تو اس صورت میں اس پر ان تمام روزوں کی قضا واجب ہے جو اس نے حالت جنابت میں رکھے تھے۔
س ۱۹۶: جو شخص جنابت کے بعد غسل کرے لیکن اس کا غسل غلط اور باطل ہو اس کی ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو اس

نے اس غسل کے ساتھ پڑھی ہیں جبکہ وہ مسئلہ سے جاہل تھا۔
ج: باطل غسل کے ساتھ پڑھی گئی نماز باطل ہے اور اس کا اعادہ یا قضا واجب ہے۔
س۱۹۷: میں نے ایک واجب غسل کی بجا آوری کے ارادے سے غسل کیا، حمام سے نکلنے کے بعد مجھے شک ہوا، کہ آیا میں نے ترتیب کی رعایت کی یا نہیں؟ اور چونکہ میرا خیال یہ تھا کہ صرف ترتیب کی نیت ہی کافی ہے لہٰذا میں نے غسل کا اعادہ نہیں کیا اب میں اس مسئلہ میں پریشان ہوں، کیا مجھ پر تمام ادا کی گئی نمازوں کی قضا واجب ہے؟
ج: آپ جو غسل بجالائے ہیں اگر اس کے صحیح ہونے کا آپ کو احتمال ہے اور غسل کرتے وقت ان کاموں کی انجام دہی کی طرف متوجہ تھے جو اس کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہیں تو آپ کے ذمے کچھ نہیں لیکن اگر آپ کو غسل کے باطل ہونے کا یقین ہے تو آپ پر تمام نمازوں کی قضا واجب ہے۔
س۱۹۸: میں غسل جنابت اس طریقے سے کیا کرتا تھا کہ پہلے جسم کا داہنا حصہ، پھر سر اور اس کے بعد بایاں حصہ دھویا کرتا تھا اور میں نے صحیح طریقہ دریافت کرنے میں بھی کوتاہی کی ہے، اب میری نماز اور روزے کا حکم کیا ہے؟
ج: مذکورہ طریقے سے کیا گیا غسل باطل ہے اور وہ رفع حدث کا موجب نہیں ہے اس لئے ایسے غسل کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں باطل ہیں اور ان کی قضا کرنا واجب ہے، ہاں چونکہ آپ مذکورہ طریقہ کو صحیح غسل سمجھتے تھے اور جان بوجھ کر جنابت پر باقی نہیں رہے اسلئے آپ کے روزے صحیح ہیں۔
س۱۹۹: کیا مجنب پر ان سورتوں کا پڑھنا حرام ہے جن میں واجب سجدہ ہے؟
ج: مجنب کیلئے جو کام حرام ہیں ان میں سے ایک ان سورتوں کی سجدہ والی آیات کا پڑھنا ہے لیکن ان سورتوں کی دیگر آیات پڑھنے میں اشکال نہیں ہے۔

تیمّم کے احکام

س۲۰۰: وہ چیزیں جن پر تیمم صحیح ہے، جیسے مٹی، چونا اور پتھر وغیرہ، اگر یہ دیوار پر چپکے ہوں تو کیا ان پر تیمم صحیح ہے؟ یا ان کا سطح زمین پر ہونا ضروری ہے؟
ج: تیمم کے صحیح ہونے میں ان کا سطح زمین پر ہونا شرط نہیں ہے۔
س۲۰۱: اگر میں مجنب ہو جاؤں اور میرے لئے حمام جانا ممکن نہ ہو اور جنابت کی یہ حالت چند روز تک باقی رہے، اور

میں غسل کے بدلے میں تیمم کر کے نماز پڑھ لوں اس کے بعد مجھ سے حدث اصغر سرزد ہو جائے تو کیا بعد والی نماز کیلئے دوبارہ غسل کے بدلے تیمم کروں یا نہیں بلکہ جنابت کی جہت سے وہی پہلا تیمم کافی ہے اور بعد والی نمازوں کیلئے حدث اصغر کی خاطر وضو یا تیمم واجب ہے؟

ج: جب مجنب شخص غسل جنابت کے بدلے صحیح تیمم کر لے اور اس تیمم کے بعد اگر اس سے حدث اصغر صادر ہو جائے تو جب تک تیمم کو جائز قرار دینے والا شرعی عذر باقی ہے بنابر احتیاط واجب جن اعمال میں طہارت شرط ہے ان کیلئے غسل کے بدلے تیمم کرے اور پھر وضو بھی کرے اور اگر وضو بھی نہ کر سکتا ہو تو ایک دوسرا تیمم وضو کے بدلے کرے۔

س ۲۰۲: غسل کے بدلے کئے جانے والے تیمم کے بعد کیا وہ سب امور انجام پا سکتے ہیں جو غسل کے بعد انجام دیے جا سکتے ہیں یعنی کیا تیمم کر کے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے؟

ج: غسل کے بعد جتنے شرعی امور انجام دئے جا سکتے ہیں وہ اس کے عوض کئے جانے والے تیمم کے بعد بھی جائز ہیں، مگر یہ کہ غسل کے بدلے میں تیمم تنگی وقت کی وجہ سے کیا جائے۔

س ۲۰۳: وہ جنگی مجروح جس کا کمر سے نیچے کا حصہ مفلوج ہو چکا ہے اور اسکی وجہ سے پیشاب کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا کیا وہ مستحب اعمال مثلاً غسل جمعہ و غسل زیارت وغیرہ کے بجالانے کے عوض تیمم کر سکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے حمام جانے میں کچھ مشقت ہے؟

ج: جن اعمال میں طہارت شرط نہیں ہے ان کیلئے غسل کے بدلے تیمم کرنا محل اشکال ہے، لیکن عسر و حرج کے موقع پر مستحب غسلوں کے بدلے رجاء مطلوبیت کی نیت سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۰۴: جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا اس کے لئے پانی کا استعمال مضر ہو اور وہ غسل جنابت کے بدلے تیمم کرلے تو کیا وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز جماعت میں شریک ہو سکتا ہے؟ اور اس کے قرآن کریم پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

ج: جب تک تیمم کو جائز کرنے والا عذر باقی ہے اور اس کا تیمم باطل نہیں ہوا اس وقت تک وہ ان تمام اعمال کو انجام دے سکتا ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۰۵: نیند کی حالت میں انسان سے رطوبت خارج ہوتی ہے اور بیدار ہونے کے بعد اسے کچھ یاد نہیں آتا، لیکن اس کے لباس پر رطوبت ہے اور اس کے پاس سوچنے کا وقت بھی نہیں ہے، کیونکہ اس کی صبح کی نماز قضا ہو رہی ہے، اس حالت میں وہ کیا کرے؟ اور وہ کیسے غسل کے بدلے تیمم کی نیت کرے؟ اس کیلئے اصلی حکم کیا ہے؟

ج: اگر اسے احتلام کا علم ہے تو وہ مجنب ہے اور اس پر غسل واجب ہے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں اپنے بدن کو پاک کرنے کے بعد تیمم کرے پھر نماز کے بعد وسیع وقت میں غسل کرے، لیکن اگر احتلام اور جنابت میں شک ہو تو اس

پر جنابت کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س۲۰۶: ایک شخص پے در پے کئی راتوں تک مجنب ہوتا رہا، اس کا فریضہ کیا ہے؟ جبکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر روز پے در پے حمام جانے سے انسان ضعیف و کمزور ہو جاتا ہے؟

ج: اس پر غسل واجب ہے مگر یہ کہ پانی کا استعمال اس کے لئے مضر ہو تو ایسی صورت میں اس کا فریضہ تیمم ہے۔

س۲۰۷: میں ایسا مریض ہوں کہ بلا ارادہ کئی کئی مرتبہ مجھ سے منی خارج ہو جاتی ہے اور اس کے نکلنے سے کوئی لذت بھی محسوس نہیں ہوتی، پس نماز کے سلسلہ میں میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر ہر نماز کے لئے غسل کرنے میں آپ کیلئے ضرر یا شدید تکلیف ہو تو اپنا بدن نجاست سے پاک کرنے کے بعد تیمم کے ساتھ نماز پڑھیں۔

س۲۰۸: اس شخص کا کیا حکم ہے جو نماز صبح کے لئے یہ سوچ کر غسل جنابت ترک کر کے تیمم کرتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو بیمار ہو جائے گا؟

ج: اگر وہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے غسل مضر ہے تو تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس تیمم کے ساتھ نماز صحیح ہے۔

س۲۰۹: تیمم کا طریقہ کیا ہے؟ آیا غسل اور وضو کے بدلے تیمم میں کوئی فرق ہے؟

ج: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم صحیح ہے پھر دونوں ہاتھوں کو پوری پیشانی پر بالوں کے اگنے کی جگہ سے ابرو اور ناک کے اوپر والے حصے تک اور پیشانی کی دو اطراف پر پھیرے پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پوری پشت پر اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پوری پشت پر پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ ہاتھوں کو زمین پر مارے اور پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی پشت پر اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیرے خواہ تیمم وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے۔

س۲۱۰: پکے ہوئے چونے پکی ہوئی آہک، ان کے پتھروں اور اینٹ پر تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر وہ چیز جسے زمین سے شمار کیا جائے جیسے چونے اور آہک کے پتھر ان پر تیمم کرنا صحیح ہے اور بعید نہیں ہے کہ پکے ہوئے چونے پکی ہوئی آہک اور اینٹ پر بھی تیمم صحیح ہو۔

س۲۱۱: آپ نے فرمایا ہے جس چیز پر تیمم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے کیا اعضاء تیمم (پیشانی اور ہاتھوں کی پشت) کا پاک ہونا بھی ضروری ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ ممکنہ صورت میں پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پاک ہو اور اگر انہیں پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بغیر ہی تیمم کر لے اگر چہ بعید نہیں ہے کہ ہر صورت میں طہارت شرط نہ ہو۔

س ۲۱۲: اگر انسان کیلئے نہ وضو ممکن ہو اور نہ تیمم تو اس کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: بنابر احتیاط وقت کے اندر بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھے اور پھر بعد میں وضو یا تیمم کے ساتھ اس کی قضا کرے۔

س ۲۱۳: میں جلد کی ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ جب بھی نہاتا ہوں تو میری کھال خشک ہونے لگتی ہے بلکہ اگر صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھوتا ہوں تو بھی ایسا ہوتا ہے، اس لئے اپنی جلد پر تیل ملنے پر مجبور ہوں، لہٰذا مجھے وضو کرنے میں بہت زحمت ہوتی ہے اور صبح کی نماز کے لئے وضو کرنا میرے لئے بہت دشوار ہے تو کیا میں صبح کی نماز کے لئے وضو کے بدلے تیمم کر سکتا ہوں؟

ج: اگر آپ کے لئے پانی کا استعمال مضر ہے تو وضو سے اجتناب کریں اور اس کے بدلے تیمم کریں اور اگر مضر نہیں ہے اور یہ تیل پانی کے اعضاء وضو تک پہنچنے سے مانع نہ ہو تو وضو ضروری ہے اور اگر مانع ہو لیکن یہ ممکن ہو کہ تیل صاف کر کے وضو کر لیا جائے اور پھر تیل مل لیا جائے تو بھی تیمم نہیں کر سکتا۔

س ۲۱۴: ایک شخص وقت کم ہونے کی بنا پر تیمم سے نماز پڑھ لیتا ہے اور فارغ ہونے کے بعد اس پر یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ وضو کرنے کا وقت تھا، اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ۲۱۵: ہم ایسے سرد علاقہ میں رہتے ہیں جہاں حمام نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ ہے جہاں غسل کر سکیں اور رمضان کے مہینے میں اذان سے پہلے حالت جنابت میں بیدار ہوں تو چونکہ جوانوں کا نصف شب میں لوگوں کے سامنے مشک یا ٹینکی کے پانی سے غسل کرنا معیوب ہے، اس کے علاوہ اس وقت پانی بھی ٹھنڈا ہوتا ہے، اس حالت میں اگلے دن کے روزہ کا کیا حکم ہے؟ کیا تیمم جائز ہے اور غسل نہ کرنے کی صورت میں روزہ توڑنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مشقت یا لوگوں کی نظروں میں کسی کام کا معیوب ہونا شرعی طور پر عذر نہیں بن سکتا، بلکہ جب تک انسان کے لئے ضرر یا حرج نہ ہو اس وقت تک جس طرح بھی ممکن ہو اس پر غسل کرنا واجب ہے اور ان دونوں (حرج یا ضرر) میں سے کسی ایک کی صورت میں تیمم کرنا واجب ہے، پس اگر وہ فجر سے پہلے تیمم کر لیتا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر تیمم ترک کر دے تو اس کا روزہ باطل ہے، لیکن اس پر واجب ہے کہ تمام دن کھانے پینے سے اجتناب کرے۔

عورتوں کے احکام

س۲۱۶: اگر میری والدہ خاندان نبوت سے ہوتو کیا میں بھی سیدانی ہوں؟ پس کیا میں بھی اپنی ماہانہ عادت کو ساٹھ سال تک حیض قرار دوں اور ان ایام کے دوران روزہ اور نماز سے پرہیز کروں؟

ج: جس عورت کا باپ ہاشمی نہیں ہے، اگر چہ اس کی ماں سیدانی ہو، اگر وہ پچاس سال کے بعد خون دیکھے تو وہ استحاضہ کے حکم میں ہے۔

س۲۱۷: جس عورت نے کسی معین دن کے روزے کی نذر کی ہو پھر اس دن اسے معین روزہ کی حالت میں حیض آ جائے، اس کا فریضہ کیا ہے؟

ج: حیض آنے سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا چاہے وہ دن کے کسی بھی حصہ میں آئے اور پاک ہونے کے بعد اس پر روزہ کی قضا واجب ہے؟

س۲۱۸: اس رنگ یا دھبے کا کیا حکم ہے جو عورت اپنی پاکی کے اطمینان کے بعد دیکھتی ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ نہ اس میں خون کی علامات ہیں اور نہ ہی پانی ملے خون کی؟

ج: اگر وہ خون نہیں ہے تو اس پر حیض کا حکم نہیں لگے گا لیکن اگر خون ہے اور اس نے دس دن سے تجاوز نہیں کیا تو وہ حیض کا حکم رکھتا ہے اگر چہ وہ زرد رنگ کے داغ کی صورت میں ہی ہو اور موضوع کو تشخیص دینا عورت کا کام ہے۔

س۲۱۹: روزے رکھنے کے لئے دوا کے ذریعہ ماہانہ عادت کو بند کرنے کا کیا حکم ہے۔

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۲۲۰: اگر حمل کے دوران عورت کو تھوڑا سا خون آ جائے لیکن اس کا حمل ساقط نہ ہو تو کیا اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟ اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اثناء حمل میں عورت جو خون دیکھتی ہے اگر اس میں حیض کی صفات اور شرائط ہیں یا وہ حیض کی عادت کے زمانے میں آئے اور تین دن تک مسلسل رہے اگر چہ اندر ہی رہے تو وہ حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

س۲۲۱: ایک عورت کی ماہانہ عادت معین تھی جیسے ایک ہفتہ لیکن پھر اسے مانع حمل چھلہ (loop) رکھوانے کے سبب ہر ماہ ۲۱ روز خون آنے لگا تو کیا یہ سات روز سے زیادہ آنے والا خون حیض ہوگا یا استحاضہ؟

ج: اگر دس دن تک خون بند نہ ہو تو اس کی عادت کے ایام حیض شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ۔

س ۲۲۲: کیا حیض یا نفاس والی عورت، ائمہ (علیہم السلام) کی اولاد کے مقبروں میں داخل ہو سکتی ہے؟

ج: ہو سکتی ہے۔

س ۲۲۳: جو عورت حمل ضائع کراتی ہے کیا وہ نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں؟

ج: بچہ ساقط ہونے کے بعد، خواہ وہ لوتھڑا ہی ہو، اگر عورت خون دیکھتی ہے تو اس پر نفاس کا حکم جاری ہوگا۔

س ۲۲۴: اس خون کا کیا حکم ہے جسے عورت یائسہ ہونے کے بعد دیکھتی ہے؟ اور اس کا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: استحاضہ کے حکم میں ہے۔

س ۲۲۵: ناخواستہ بچوں کی ولادت سے اجتناب کے لئے مانع حمل طریقوں میں سے ایک طریقہ، دواؤں کا استعمال ہے، اور جو عورتیں ان دواؤں کو استعمال کرتی ہیں وہ ماہانہ عادت کے ایام اور ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں بھی خون کے داغ دھبے دیکھتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان داغ دھبوں میں شریعت میں بیان کردہ حیض کی شرطیں نہیں پائی جاتیں تو وہ حیض کے حکم میں نہیں ہیں، بلکہ ان پر استحاضہ کا حکم لگایا جائے گا۔

میت کے احکام

س ۲۲۶: کیا میت کے غسل، کفن اور دفن میں مماثلت اور ہم جنس ہونا شرط ہے یا نہیں بلکہ زن و مرد میں سے ہر ایک دوسرے کی میت کے یہ کام انجام دے سکتا ہے؟

ج: میت کے غسل دینے میں مماثلت شرط ہے اور اگر میت کو اس کا ہم جنس (عورت کو عورت اور مرد کو مرد) غسل دے سکتا ہو تو غیر مماثل کا غسل دینا صحیح نہیں ہے اور میت کا یہ غسل باطل ہے، لیکن تکفین و تدفین میں مماثلت شرط نہیں ہے۔

س ۲۲۷: اب دیہاتوں میں رواج ہے کہ میت کو رہائشی مکانوں میں غسل دیا جاتا ہے اور بعض موقعوں پر میت کا کوئی وصی نہیں ہوتا اور اس کے بچے چھوٹے ہوتے ہیں، ایسی صورت میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: میت کی تجہیز یعنی غسل، کفن اور دفن کے سلسلے میں متعارف حد تک جن تصرفات کی ضرورت ہے وہ کمسن ولی کی اجازت پر موقوف نہیں ہیں اور اس سلسلے میں ورثاء کے درمیان چھوٹے بچوں کی موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

س ۲۲۸: ایک شخص حادثہ میں یا کسی بلندی سے گر کر مر گیا اگر مرنے والے کے بدن سے خون بہہ رہا ہو تو کیا خون کا اپنے آپ یا طبی وسائل کے ذریعہ بند ہونے تک انتظار کرنا واجب ہے یا لوگ خون بہنے کے باوجود اسے اسی حالت میں دفن کر دیں؟

ج: اگر ممکن ہو تو غسل سے پہلے میت کے بدن کو پاک کرنا واجب ہے اور اگر خون بند ہونے تک یا اسے روکنے کیلئے انتظار کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔

س ۲۲۹: وہ میت جو ۴۰ یا ۵۰ سال قبل دفن کی گئی تھی اور اس وقت اس کی قبر کا نشان مٹ چکا ہے اور وہ عام زمین بن چکی ہے اب اس جگہ نہر کھودی گئی تو اس میں سے اس مردے کی ہڈیاں نکل آئیں، کیا انہیں دیکھنے کے لئے ان ہڈیوں کو چھونے میں کوئی اشکال ہے؟ اور کیا وہ ہڈیاں نجس ہیں یا نہیں؟

ج: مسلمان کی اس میت کی ہڈی جس کو غسل دیا جا چکا ہو نجس نہیں ہے، لیکن اسے دوبارہ مٹی میں دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۳۰: کیا انسان اپنے والد، والدہ یا اپنے کسی عزیز کو ایسا کفن دے سکتا ہے جو اس نے اپنے لئے خریدا تھا؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۳۱: ڈاکٹروں کی ٹیم کو طبی تحقیقات اور معائنے کے لئے میت کے دل اور اس کے جسم کے بعض حصوں کو اس کے جسم سے جدا کرنے کی ضرورت ہے اور تجربہ و معائنہ کرنے کے ایک دن بعد انہیں دفن کر دیتے ہیں، اس سلسلے میں درج ذیل سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ کیا ہمارے لئے ایسا کام انجام دینا جائز ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ لاشیں، جن پر یہ کام انجام دیئے جا رہے ہیں مسلمانوں کی ہیں۔

۲۔ کیا دل اور میت کے بعض حصوں کو اس کے بدن سے جدا دفن کرنا جائز ہے؟

۳۔ کیا ان اعضاء کو کسی دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے؟ جبکہ قلب اور ان حصوں کو علیحدہ دفن کرنے میں ہمارے لئے مشکلات ہیں؟

ج: اگر کسی (نفس محترمہ) کی جان بچانا یا پھر ان طبی علوم کا انکشاف کرنا جن کی معاشرے کو احتیاج ہے یا اس مرض کا سراغ لگانا جس سے لوگوں کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے اس پر موقوف ہو تو میت کے بدن کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے، لیکن لازم ہے کہ جب تک اس کام کیلئے غیر مسلم کی میت مل سکتی ہو تو مسلمان کی میت سے استفادہ نہ کیا جائے اور جو اعضاء مسلمان کے بدن سے جدا کئے گئے ہوں ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ انہیں بدن کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر بدن کے ساتھ دفن کرنا ممکن نہ ہو تو علیحدہ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۳۲: اگر انسان اپنے لئے کفن خریدے اور واجب یا مستحب نمازوں یا تلاوت قرآن مجید کے وقت ہمیشہ اس سے فرش و مصلیٰ کا کام لے اور موت کے بعد اسی کو اپنا کفن قرار دے تو کیا یہ جائز ہے؟ اور اسلامی نقطۂ نظر سے کیا یہ جائز ہے کہ انسان اپنے لئے کفن خرید کر اس پر قرآن کی آیتیں لکھے اور اسے صرف کفن کے کام میں لائے؟

ج: مذکورہ کاموں میں کوئی حرج نہیں۔

س ۲۳۳: ایک پرانی قبر سے ایک عورت کا جنازہ ملا ہے جس کی تاریخ تقریباً سات سو سال پرانی ہے۔ یہ ایک عظیم الجثہ پیکر ہے جو صحیح و سالم ہے اور اس کی کھوپڑی پر کچھ بال بھی موجود ہیں، آثار قدیمہ کے ماہرین۔ جنہوں نے اس کا انکشاف کیا ہے۔ کہتے ہیں یہ ایک مسلمان عورت کا جسد ہے، پس کیا جائز ہے کہ میوزیم آف نیچرل سائنسز (ایسی چیزوں کا عجائب گھر) کی طرف سے اس واضح و مشخص عظیم الجثہ پیکر کو (قبر کی تعمیر نو اور پھر اسی میں رکھ کر) میوزیم کا مشاہدہ کرنے والوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا جائے یا دیکھنے والوں کی نصیحت اور موعظہ کے لئے مناسب آیات و احادیث لکھ کر وہاں لگا دی جائیں۔

ج: اگر اس عظیم الجثہ پیکر کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مسلمان کی میت ہے تو اس کا فوراً دوبارہ دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۳۴: کسی دیہات میں ایک قبرستان ہے جو نہ کسی خاص شخص کی ملکیت ہے اور نہ وقف ہے تو کیا اس گاؤں کے رہنے والوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شہروں یا گاؤں کی میتوں کو یا اس شخص کی میت کو جس نے اس قبرستان میں دفن ہونے کی وصیت کی ہے، دفن نہ ہونے دیں؟

ج: اگر مذکورہ عمومی قبرستان کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو اور نہ ہی خاص طور پر اس دیہات والوں کیلئے وقف ہو تو اہل قریہ دوسروں کی میتوں کو اس میں دفن ہونے سے منع نہیں کر سکتے اور اگر کوئی شخص خود کو اس قبرستان میں دفن کرنے کی وصیت کرے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا واجب ہے۔

س ۲۳۵: کچھ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبروں پر پانی چھڑکنا مستحب ہے، جیسا کہ کتاب "لئالی الاخبار" میں ہے۔ کیا یہ استحباب صرف دفن کے دن کے ساتھ مختص ہے یا نہیں بلکہ ہر وقت پانی چھڑکنا مستحب ہے جیسا کہ صاحب لئالی کا یہی نظریہ ہے؟ آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: دفن کے دن پانی چھڑکنا مستحب ہے اور اس کے بعد بھی رجاء مطلوبیت کی نیت سے چھڑکنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲۳۶: میت، رات کو کیوں دفن نہیں کی جاتی؟ کیا شب میں میت دفن کرنا حرام ہے؟

ج: میت کو رات میں دفن کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲۳۷: ایک شخص کار کے حادثہ میں فوت ہو گیا، لوگوں نے اسے غسل دیا، کفن پہنایا اور قبرستان میں لے آئے، جب اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ تابوت اور کفن دونوں اس سے نکلنے والے خون سے آلودہ ہیں تو کیا ایسی حالت میں کفن بدلنا واجب ہے؟

ج: اگر کفن کے اس حصے کو جس پر خون لگا ہوا ہے، دھونا یا کاٹنا یا کفن کو تبدیل کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا واجب ہے، ورنہ اسی حالت میں دفن کر دینا جائز ہے۔

س ۲۳۸: اگر اس میت کے دفن کو۔ جسے خون آلود کفن میں دفن کر دیا گیا ہے۔ تین ماہ گزر چکے ہوں تو کیا اس صورت میں قبر کو کھودا جا سکتا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۳۹: برائے کرم درج ذیل تین سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

۱۔ اگر حاملہ عورت وضع حمل کے دوران (بچہ پیدا ہوتے وقت) مر جائے تو اس کے شکم میں موجود بچے کا مندرجہ ذیل تین صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الف) اگر اس میں تازہ روح داخل ہوئی ہو (تین ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو) جب یہ احتمال قوی ہوتا ہے کہ اگر اسے ماں کے پیٹ سے نکالا جائے گا تو مر جائے گا۔

ب) جب بچہ سات ماہ یا اس سے زائد کا ہو۔

ج) بچہ ماں کے پیٹ میں مر چکا ہو۔

۲۔ اگر وضع حمل کے دوران حاملہ کا انتقال ہو جائے تو کیا دوسروں پر بچے کی موت یا اس کی حیات کی مکمل تحقیق کرنا واجب ہے؟

۳۔ اگر ولادت کے وقت ماں کا انتقال ہو جائے اور شکم میں بچہ زندہ ہو اور ایک شخص۔ متعارف طریقے کے خلاف۔ ماں کو زندہ بچے کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دے تو اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: اگر حاملہ کے مرنے سے بچہ بھی مر جائے یا جب حاملہ فوت ہوئی ہے اس وقت بچے میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کا نکالنا واجب نہیں ہے، بلکہ جائز ہی نہیں ہے، لیکن اگر اس میں روح داخل ہو چکی ہو اور وہ شکم مادر میں زندہ ہو اور نکالنے تک اس کے زندہ رہنے کا احتمال بھی ہو تو اسے فوری طور پر نکال لینا واجب ہے، اور جب تک مردہ ماں کے شکم میں موجود بچے کی موت ثابت نہ ہو جائے ماں کو بچے سمیت دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اگر زندہ بچہ ماں کے ساتھ دفن کر

دیا گیا ہو اور دفن کے بعد بھی بچے کے زندہ ہونے کا احتمال ہو تب بھی قبر کھودنے اور ماں کے شکم سے بچے کو نکالنے میں جلدی کرنا واجب ہے، اسی طرح اگر مردہ ماں کے پیٹ میں بچے کی زندگی کی حفاظت ماں کو دفن نہ کرنے پر موقوف ہو تو بظاہر بچے کی زندگی کی حفاظت کے لئے ماں کے دفن میں تاخیر واجب ہے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حاملہ عورت کو اس کے زندہ بچے کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے اور دوسرے لوگ یہ گمان کرتے ہوئے کہ کہنے والے کی بات صحیح ہے، حاملہ عورت کو دفن کر دیں، جس سے قبر میں بچے کی موت واقع ہو جائے، تو دفن کرنے والے شخص پر بچے کی دیت واجب ہے، مگر یہ کہ موت کا باعث اس کہنے والے کی بات ہو تو اس صورت میں اس قائل پر دیت واجب ہوگی۔

س ۲۴۰: بلدیہ نے زمین سے بھر پور فائدہ اٹھانے کی غرض سے قبروں کو دومنزلہ بنانا مقرر کیا ہے، برائے مہربانی آپ اس سلسلے میں شرعی حکم بیان فرمائیں؟

ج: مسلمانوں کی کئی منزلوں والی قبریں بنانا جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ یہ عمل قبر کھودنے اور مسلمان میت کی بے حرمتی کا باعث نہ ہو۔

س ۲۴۱: ایک بچہ کنویں میں گر کر مر گیا ہے اور کنویں میں اتنا پانی ہے کہ اس میں سے اس کی میت کو نکالا نہیں جا سکتا، اس کا کیا حکم ہے؟

ج: میت کو اسی میں رہنے دیں اور وہ کنواں ہی اس کی قبر ہوگا اور اگر کنواں کسی کی ذاتی ملکیت نہ ہو یا اس کا مالک بند کرنے پر راضی ہو جائے تو کنویں کو بند کر دینا واجب ہے۔

س ۲۴۲: ہمارے علاقے میں رواج ہے کہ صرف ائمہ اطہار (ع)، شہداء اور اہم دینی شخصیتوں کے غم میں روایتی انداز میں سینہ زنی ہوتی ہے۔ کیا یہی سینہ زنی بعض فوجی مجاہدین کیلئے اور ان لوگوں کی وفات پر کرنا جائز ہے جنہوں نے اس اسلامی حکومت اور اس اسلامی معاشرے کی کسی نہ کسی طریقہ سے خدمت کی ہے۔

ج: اس کام میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۲۴۳: رات میں قبرستان جانا مکروہ ہے لیکن اس شخص کا کیا حکم ہے جو شب میں قبرستان جانے کو اپنی اسلامی تربیت کے لئے مؤثر عامل سمجھتا ہے۔

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۴: کیا عورتوں کیلئے جنازے کے ساتھ چلنا اور اسے اٹھانا جائز ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۲۴۵: بعض قبائلیوں کے یہاں مرسوم ہے کہ جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو مرنے والے کے سوگ میں

شریک ہونے والے تمام لوگوں کو کھانا کھلانے کے لئے قرض لے کر بہت سی بھیڑ بکریاں خریدتے ہیں جوان کے لئے بڑے نقصان کا باعث ہوتا ہے، کیا اس قسم کے رسم و رواج کو باقی رکھنے کے لئے اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا برداشت کرنا جائز ہے؟

ج: اگر بالغ وارثوں کے اموال سے اوران کی مرضی سے کھانا کھلایا جائے تو جائز ہے، لیکن اگر وہ میت کے اموال سے خرچ کرنا چاہتے ہوں تو اس کا تعلق مرنے والے کی وصیت کی کیفیت پر ہے اور کلی طور پر ایسے امور میں اسراف اور افراط سے پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ نعمات الٰہی کے ضائع ہونے کا موجب ہیں۔

س ۲۴۶: آج کل اگر کوئی شخص بارودی سرنگ کے پھٹنے سے مرجائے تو کیا اس پر شہید کے احکام مترتب ہوں گے؟

ج: غسل وکفن نہ دینے کا حکم صرف اس شہید سے مخصوص ہے جو معرکہ جنگ میں مارا جائے۔

س ۲۴۷: سپاہ پاسداران انقلاب اسلامی بعض شہری مراکز میں گشت کرتے ہیں اور دشمنان انقلاب اسلامی کبھی کبھار ان پر کمین گاہوں سے حملہ کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں کبھی کبھی یہ شہید ہوجاتے ہیں، کیا ایسے شہیدوں کو غسل دینا یا تیمم کرانا واجب ہے یا پھر اس علاقہ کو میدان جنگ سمجھا جائے گا؟

ج: اگر اس علاقہ میں فرقہ حقہ اور باطل پرست باغی گروہ کے درمیان جنگ ہو تو فرقہ حقہ میں سے قتل ہونے والا شہید کے حکم میں ہے۔

س ۲۴۸: جو شخص امامتِ جماعت کی شرائط نہیں رکھتا کیا مؤمن کی نماز جنازہ کی امامت کراسکتا ہے؟

ج: بعید نہیں کہ جو شرائط بقیہ نمازوں کی جماعت اور امام جماعت میں ضروری ہیں وہ نماز میت میں معتبر نہ ہوں، اگرچہ احوط یہ ہے کہ نماز میت میں بھی ان کی رعایت کی جائے۔

س ۲۴۹: اگر دنیا کے کسی گوشے میں کوئی مؤمن احکام اسلام کے نفاذ، فقہ جعفری کے اجراء یا مظاہروں میں قتل کردیا جائے تو کیا وہ شہید سمجھا جائے گا؟

ج: اسے شہید کا اجروثواب ملے گا، لیکن شہید کی میت کی تجہیز کے احکام اس شخص سے مخصوص ہیں جو میدان جنگ میں جنگ کرتے ہوئے شہادت پائے۔

س ۲۵۰: اگر عدالت کی طرف سے کسی مسلمان شخص کے خلاف منشیات کا کاروبار کرنے کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا جائے اوراسے موت کی سزا دی جائے تو:۔

۱۔ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

۲۔ اس کے مراسم عزائ، قرآن خوانی اوراس کے لئے منعقد ہونے والی مجالس اہل بیت میں شرکت کا کیا حکم

ہے؟

ج: جس مسلمان کو سزائے موت دی گئی ہو، اس کا حکم وہی ہے جو دیگر مسلمانوں کا ہے اور اس کے لئے وہ تمام اسلامی آداب بجالائے جائیں گے جو عام مرنے والوں کے لئے بجالائے جاتے ہیں۔

س ۲۵۱: کیا اس گوشت والی ہڈی کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہوجائے گا جو زندہ شخص کے بدن سے جدا ہوئی ہو؟

ج: زندہ شخص کے بدن سے جدا ہونے والے حصے کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوتا۔

س ۲۵۲: کیا مردہ انسان کے بدن سے جدا ہونے والے عضو کو چھونے سے غسل مس میت واجب ہوجاتا ہے؟

ج: مردہ انسان کے بدن سے جدا ہونے والے حصے کو اس کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اور غسل دیئے جانے سے پہلے چھونا خود میت کے بدن کو چھونے والا حکم رکھتا ہے۔

س ۲۵۳: کیا مسلمان شخص کو اس کی جان کنی کی حالت میں قبلہ رخ لٹانا ضروری ہے؟

ج: بہتر ہے کہ مسلمان شخص کو حالت نزع کے وقت اس طرح قبلہ رخ اور چت لٹایا جائے کہ اس کے پیروں کے تلوے قبلہ کی جانب ہوں بہت سارے فقہا نے اس کام کو خود اس مسلمان پر اگر اس کی قدرت رکھتا ہو اور دوسروں پر واجب قرار دیا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے۔

س ۲۵۴: دانت نکلواتے وقت اس کے ساتھ مسوڑھے کے کچھ ریشے نکل آتے ہیں، کیا انہیں مس کرنے سے غسل مس میت واجب ہوجاتا ہے؟

ج: اس سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

س ۲۵۵: جس مسلمان شہید کو اس کے کپڑوں سمیت دفن کیا گیا ہو، کیا اس کو چھونے سے مس میت کے احکام جاری ہوں گے؟

ج: جس شہید کو غسل و کفن نہیں دیا جاتا اسے چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوگا۔

س ۲۵۶: میں میڈیکل کا طالب علم ہوں بعض اوقات پوسٹ مارٹم کے دوران مجبوراً مردوں کو چھونا پڑتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ یہ لاشیں مسلمانوں کی ہیں یا نہیں، لیکن ان امور کے ذمہ دار حضرات کہتے ہیں ان لاشوں کو غسل دیا جاچکا ہے، مذکورہ باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے برائے مہربانی ان مردہ جسموں کے مس کرنے کے بعد ہماری نماز وغیرہ کا حکم بیان فرمائیے۔ اور کیا مذکورہ صورت میں ہم پر غسل واجب ہے؟

ج: اگر میت کا غسل دیا جانا ثابت نہ ہو اور آپ کو اس سلسلہ میں شک ہو تو جسد یا اس کے اجزاء کو چھونے سے غسل مس

میت واجب ہو جائے گا۔ اور غسل مس میت کے بغیر نماز صحیح نہ ہو گی، لیکن اگر اس کا غسل ثابت ہو جائے تو اس کے بدن یا بعض اجزاء کو چھونے سے غسل مس میت واجب نہیں ہوگا اگر چہ اس کے غسل کے صحیح ہونے میں شک ہی ہو۔

س ۲۵۷: ایک گمنام شہید چند بچوں کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہے اور ایک ماہ کے بعد قرائن سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ شہید اس شہر کا نہیں تھا جس میں دفن کیا گیا ہے کیا اسے اپنے شہر منتقل کرنے کیلئے قبر کھودنا جائز ہے۔

ج: اگر اسے شرعی احکام اور قوانین کے مطابق دفن کیا گیا ہو تو اس کی قبر کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۵۸: اگر قبر کھودے یا مٹی ہٹائے بغیر قبر کے اندر کے حالات معلوم کرنا اور اندر کی ویڈیو بنانا ممکن ہو تو اس عمل پر قبر کھودنے کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

ج: قبر کھودنے اور جنازہ کے آشکار کرنے کے بغیر مدفون میت کے بدن کی تصویر لینے پر قبر کھودنے کا عنوان صادق نہیں آتا۔

س ۲۵۹: بلدیہ، سڑکوں کی توسیع کے لئے قبرستان کے اطراف میں بنے ہوئے مقبروں کو منہدم کرنا چاہتی ہے۔ کیا یہ عمل جائز ہے؟ نیز کیا ان مردوں کی ہڈیوں کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے؟

ج: مؤمنین کی قبروں کو کھودنا اور انہیں منہدم کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ یہ سڑکوں کی توسیع کیلئے ہی ہو اور اگر مسلمان میت کا بدن ظاہر ہو جائے یا مسلمان میت کی غیر بوسیدہ ہڈیاں مل جائیں تو انہیں نئے سرے سے دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۶۰: اگر ایک شخص شرعی قوانین کی رعایت کئے بغیر مسلمانوں کے قبرستان کو منہدم کرے تو اس شخص کے مقابلہ میں باقی مسلمانوں کا فریضہ کیا ہے؟

ج: باقی مسلمانوں پر واجب ہے کہ شرائط و مراتب کی رعایت کے ساتھ اسے نہی عن المنکر کریں اور اگر انہدام کے نتیجے میں مسلمان میت کی ہڈی ظاہر ہو جائے تو اسے دوبارہ دفن کرنا واجب ہے۔

س ۲۶۱: میرے والد ۶۳ سال قبل ایک قبرستان میں دفن کئے گئے تھے اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ وقف بورڈ سے اجازت لے کر اس قبر سے اپنے لئے استفادہ کروں، لیکن چونکہ یہ قبرستان وقف ہے اسلئے کیا میرے لئے اپنے بھائیوں سے بھی اجازت لینا ضروری ہے؟

ج: جو شخص ایسی زمین میں دفن ہے جس کو مردوں کی تدفین کے لئے وقف عام کیا گیا ہے اس کی قبر کی نسبت اس کے دیگر ورثاء سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے لیکن جب تک میت کی ہڈیاں مٹی نہ بن جائیں اس قبر کو دوسری میت کے دفن کرنے کے لئے کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۶۲: مسلمانوں کے قبرستان کو منہدم کرنے اور اسے کسی اور مرکز میں تبدیل کرنے کی کوئی راہ ہو تو اس کی وضاحت

فرمائیں۔

ج: جو قبرستان مسلمان میتوں کو دفن کرنے کے لئے وقف ہے اسے تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۲۶۳: کیا دینی مرجع سے اجازت لینے کے بعد قبروں کا کھودنا اور اس قبرستان کو جو اموات کے دفن کے لئے وقف ہے، تبدیل کر کے کسی دوسرے کام میں لانا جائز ہے؟

ج: جن حالات میں قبر کھودنا اور میتوں کے دفن کیلئے وقف شدہ قبرستاں کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے، ان میں مرجع کی اجازت کا کوئی اثر نہیں ہے اور اگر کوئی استثنائی مورد ہو تو اشکال نہیں ہے۔

س ۲۶۴: تقریباً بیس سال قبل ایک شخص کا انتقال ہوا تھا اور ابھی چند روز پہلے ہی اسی گاؤں میں ایک عورت کا انتقال ہوا ہے، لوگوں نے غلطی سے اس شخص کی قبر کھود کر عورت کو بھی اسی میں دفن کر دیا ہے، اس چیز کے پیش نظر کہ قبر میں اس مرد کے بدن کے کوئی آثار نہیں ہیں اس وقت ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: مفروضہ سؤال کی روشنی میں اب دوسروں پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور صرف ایک میت کا دوسری میت کی قبر میں دفن کرنا اس بات کا جواز فراہم نہیں کرتا کہ قبر کھود کر جسد کو دوسری قبر میں منتقل کیا جائے۔

س ۲۶۵: کسی راستے کے درمیان چار قبریں بنی ہوئی ہیں جو سڑک بنانے کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور دوسری طرف، قبروں کو کھودنے میں بھی شرعی اشکال ہے، گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرمائیں تاکہ بلدیہ شرع کے مخالف کام نہ کرے؟

ج: اگر سڑک بنانا قبور کے کھودنے پر موقوف نہ ہو، اور قبروں کے اوپر سے سڑک بنانا ممکن ہو یا قبروں کے کھودنے پر موقوف ہو لیکن سڑک بنانا ضروری ہو تو سڑک بنانے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نجاسات کے احکام

س ۲۶۶: کیا خون پاک ہے؟

ج: جن جانداروں کا خون اچھل کر نکلتا ہو ان کا خون نجس ہے۔

س ۲۶۷: وہ خون جو امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں انسان کے اپنے سر کو دیوار سے ٹکرانے کے بعد جاری ہوتا ہے اور اس بہنے والے خون کی چھینٹیں مجلس عزا میں شرکت کرنے والوں کے سروں اور چہروں پر پڑتی ہیں تو کیا وہ خون پاک

ہے یا نہیں؟

ج: انسان کا خون ہر حال میں نجس ہے۔

س ۲٦۸: کیا دھلنے کے بعد کپڑے پر موجود خون کا ہلکے رنگ کا دھبہ نجس ہے؟

ج: اگر خود خون زائل ہوجائے اور فقط رنگ باقی رہ جائے جو دھونے سے زائل نہ ہوتو وہ پاک ہے۔

س ۲٦۹: اگر انڈے میں خون کا ایک نقطہ ہوتو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: پاک ہے، لیکن اس کا کھانا حرام ہے۔

س ۲۷۰: فعل حرام کے ذریعہ مجنب ہونے والے شخص اور نجاست خور حیوان کے پسینے کا کیا حکم ہے؟

ج: نجاست خور اونٹ کا پسینہ نجس ہے، لیکن اس کے علاوہ دوسرے نجاست خور حیوانات اور اسی طرح فعل حرام سے مجنب ہونے والے شخص کے پسینہ کے بارے میں اقویٰ یہ ہے کہ وہ پاک ہے، لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ فعل حرام سے مجنب ہونے پر جو پسینہ آئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔

س ۲۷۱: میت کو آب سدر اور آب کافور سے غسل دینے کے بعد اور خالص پانی سے غسل دینے سے پہلے جو قطرے میت کے بدن سے ٹپکتے ہیں کیا وہ پاک ہیں یا نجس؟

ج: میت کا بدن اس وقت تک نجس ہے جب تک تیسرا غسل کامل نہ ہوجائے۔

س ۲۷۲: ہاتھوں، ہونٹوں یا پیروں سے بعض اوقات جو کھال جدا ہوتی ہے، کیا وہ پاک ہے یا نجس؟

ج: ہاتھوں، ہونٹوں یا بدن کے دیگر اعضاء سے کھال کے جو باریک چھلکے خود بخود جدا ہوجاتے ہیں، وہ پاک ہیں۔

س ۲۷۳: جنگی محاذ پر ایک شخص کو ایسی حالت پیش آئی کہ وہ سؤر کو مارنے اور اسے کھانے پر مجبور ہوا، کیا اس کے بدن کی رطوبت اور لعاب دہن نجس ہیں؟

ج: حرام و نجس گوشت کھانے والے انسان کے بدن کی رطوبت اور لعاب دہن نجس نہیں ہیں لیکن رطوبت والی جو چیز بھی سور کے گوشت سے مس ہوگی وہ نجس ہوجائے گی۔

س ۲۷۴: پینٹنگ اور تصویریں بنانے میں بالوں والے برش سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ ان کی بہترین قسم سور کے بالوں سے بنی ہوئی ہوتی ہے اور غیر اسلامی ملکوں سے منگوائی جاتی ہے ایسے برش ہر جگہ خاص طور سے ایڈورٹائزنگ کے لئے اور ثقافتی مراکز میں استعمال کئے جاتے ہیں پس اس قسم کے برش کے استعمال کے سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟

ج: سور کے بال نجس ہیں اور ان سے ایسے امور میں استفادہ کرنا جائز نہیں ہے جن میں شرعاً طہارت شرط ہے، لیکن ان امور میں ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جن میں طہارت شرط نہیں ہے۔ اور اگر ان کے بارے میں یہ معلوم نہ

ہو کہ وہ سور کے بالوں سے بنے ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا استعمال ان امور میں بھی بلا اشکال ہے جن میں طہارت شرط ہے۔

س ۲۷۵: کیا غیر اسلامی ممالک سے وارد ہونے والا گوشت حلال ہے؟ نیز طہارت ونجاست کے لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جب تک اس کا ذبح شرعی ثابت نہ ہو جائے وہ حرام ہے لیکن جب تک اس کے ذبح شرعی نہ ہونے کا یقین نہ ہو وہ پاک ہے۔

س ۲۷۶: چمڑے اور دیگر حیوانی اجزاء کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے جو غیر اسلامی ممالک سے آتے ہیں۔

ج: اگر جانور کے ذبح شرعی ہونے کا احتمال ہو تو پاک ہیں لیکن اگر یقین ہو کہ شرعی طریقے سے ذبح نہیں ہوا تو نجس ہیں۔

س ۲۷۷: اگر مجنب کا لباس منی سے نجس ہو جائے تو اول: یہ کہ اگر ہاتھ یا اس کپڑے میں سے کوئی ایک گیلا ہو تو ہاتھ سے اس لباس کو چھونے کا کیا حکم ہے؟ اور دوسرے: کیا مجنب کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی اور شخص کو وہ لباس پاک کرنے کے لئے دے؟ نیز کیا مجنب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دھونے والے شخص کو بتائے کہ یہ نجس ہے؟

ج: منی نجس ہے اور جب اس کی سرایت کرنے والی رطوبت کے ہوتے ہوئے اسے کوئی چیز لگے تو وہ بھی نجس ہو جائے گی، اور لباس دھونے والے کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ وہ نجس ہے لیکن صاحب لباس کو جب تک اس کی طہارت کا یقین نہ ہو اس پر طہارت کے آثار جاری نہیں کر سکتا۔

س ۲۷۸: پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرتا ہوں، لیکن اس کے ہمراہ ایک بہنے والی رطوبت نکلتی ہے جس سے منی کی بو آتی ہے کیا وہ نجس ہے؟ نیز اس سلسلے میں نماز کے لئے میرا حکم بیان فرمائیں؟

ج: اگر اس کے منی ہونے کا یقین نہ ہو اور اس میں منی نکلنے کے سلسلے میں جو شرعی علامتیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی نہ پائی جائیں تو وہ پاک ہے اور اس پر منی کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۲۷۹: کیا حرام گوشت پرندوں جیسے عقاب، طوطا، کوا اور جنگلی کوے کا پاخانہ نجس ہے؟

ج: حرام گوشت پرندوں کا پاخانہ نجس نہیں ہے۔

س ۲۸۰: (مراجع عظام کی) توضیح المسائل میں لکھا ہے کہ ان حیوانات اور پرندوں کا پاخانہ نجس ہے جن کا گوشت حرام ہے تو جن حیوانات کا گوشت حلال ہے جیسے گائے، بکری یا مرغی کیا ان کا پاخانہ نجس ہے یا نہیں؟

ج: حلال گوشت جانوروں خواہ وہ پرندے ہوں یا دوسرے جانور ان کا پاخانہ پاک ہے اور حرام گوشت پرندوں کا

پاخانہ بھی پاک ہے۔

س۲۸۱: اگر بیت الخلاء کی سیٹ کے اطراف یا اس کے اندر نجاست لگی ہو اور اس کو کر بھر پانی یا قلیل پانی سے دھویا جائے لیکن عین نجاست باقی رہ جائے تو کیا وہ جگہ جہاں عین نجاست نہ لگی ہو بلکہ صرف دھونے والا پانی اس تک پہنچا ہو، نجس ہے یا پاک؟

ج: جس جگہ تک نجس پانی نہیں پہنچا، وہ پاک ہے۔

س۲۸۲: اگر مہمان، میزبان کے گھر کی کسی چیز کو نجس کر دے تو کیا اس پر اس کے بارے میں میزبان کو مطلع کرنا واجب ہے؟

ج: کھانے پینے والی چیزوں اور کھانے کے برتنوں کے علاوہ دوسری چیزوں کے سلسلے میں مطلع کرنا ضروری نہیں ہے۔

س۲۸۳: کیا پاک چیز متنجس سے ملنے کے بعد نجس ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر نجس ہو جاتی ہے تو یہ حکم کتنے واسطوں تک جاری ہوگا؟

ج: عین نجاست سے لگنے والی چیز نجس ہو جاتی ہے اگر پھر پاک چیز سے مل جائے اور ان میں سے ایک مرطوب ہو تو وہ پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر پھر یہ پاک چیز جو متنجس سے ملاقات کے بعد نجس ہو گئی ہے اگر پاک چیز کے ساتھ مل جائے تو بنا بر احتیاط اس سے لگنے والی تیسری چیز بھی نجس ہو جاتی ہے، لیکن یہ تیسری متنجس چیز کسی اور چیز کو نجس نہیں کرے گی۔

س۲۸۴: کیا جس جانور کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا اس کی کھال کے جوتے استعمال کرنے کی صورت میں وضو سے قبل ہمیشہ پیروں کا دھونا واجب ہے؟ بعض کہتے ہیں اگر جوتے کے اندر پیروں کو پسینہ آ جائے تو واجب ہے، اور میں نے دیکھا ہے کہ ہر قسم کے جوتوں میں پیروں سے تھوڑا بہت پسینہ ضرور نکلتا ہے، اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر یقین ہو کہ جوتا ایسے جانور کی کھال کا بنا ہوا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا تھا اور یقین ہو کہ مذکورہ جوتے میں پیر سے پسینہ نکلا ہے تو نماز کے لئے پیروں کا دھونا واجب ہے لیکن اگر شک ہو کہ پسینہ نکلا ہے یا نہیں یا شک ہو کہ جس جانور کی کھال سے اسے بنایا گیا ہے اسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا تھا یا نہیں تو پاک ہے۔

س۲۸۵: اس بچے کے گیلے ہاتھ، اس کی ناک کے پانی اور اس کی جوٹھی غذا کا کیا حکم ہے، جو ہمیشہ خود کو نجس کرتا رہتا ہے اور ان بچوں کا کیا حکم ہے جو اپنے گیلے ہاتھوں سے اپنے پیر چھوتے ہیں؟

ج: جب تک ان کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہ ہو اس وقت تک یہ پاک ہیں۔

س۲۸۶: میں مسوڑھوں کے مرض میں مبتلا ہوں اور ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق ان کی مالش کرنا ضروری ہے، اس عمل سے مسوڑھوں کے بعض حصے سیاہ ہوجاتے ہیں گویا ان کے اندر خون جمع ہوا اور جب ان پر ٹشو پیپر رکھتا ہوں تو اس کا رنگ سرخ ہوجاتا ہے، اس لئے میں اپنا منہ آب کر سے پاک کرتا ہوں، اس کے باوجود وہ جما ہوا خون کافی دیر تک باقی رہتا ہے اور دھونے سے ختم نہیں ہوتا پس آب کر سے ہٹنے کے بعد جو پانی میرے منہ کے اندر داخل ہوا ہے اور ان حصوں پر لگا ہے اور پھر منہ سے خارج ہوتا ہے کیا وہ نجس ہے یا اسے لعاب دہن کا جزء شمار کیا جائے گا اور وہ پاک ہوگا؟

ج: پاک ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

س۲۸۷: یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں جو کھانا کھاتا ہوں اور وہ مسوڑھوں میں جمع شدہ خون کے اجزاء سے مس ہوتا ہے کیا وہ نجس ہے یا پاک؟ اور اگر نجس ہے تو کیا اس کھانے کو نگلنے کے بعد منہ کا اندرونی حصہ نجس رہتا ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں کھانا نجس نہیں ہے اور اس کے نگلنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور منہ کے اندر کی فضا بھی پاک ہے۔

س۲۸۸: مدت سے مشہور ہے کہ میک اپ کا سامان بچے کی اس ناف سے تیار کیا جاتا ہے جسے اس کی پیدائش کے بعد اس سے جدا کرتے ہیں یا خود جنین کی میت سے تیار کیا جاتا ہے، ہم کبھی کبھی میک اپ کی چیزیں استعمال کرتے ہیں، بلکہ بعض اوقات تو لپ اسٹک حلق کے نیچے بھی اتر جاتی ہے تو کیا یہ نجس ہے؟

ج: میک اپ کی چیزوں کے نجس ہونے کی افواہیں کوئی شرعی دلیل نہیں ہیں اور جب تک شریعت کے معتبر طریقوں سے ان کی نجاست ثابت نہیں ہوتی اس وقت تک ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۲۸۹: ہر لباس یا کپڑے کو دھوتے وقت اس سے بہت ہی باریک روئیں گرتی رہتی ہیں اور جب ہم کپڑے دھونے والے ٹب کے پانی کو دیکھتے ہیں تو اس میں یہ باریک روئیں نظر آتی ہیں، پس اگر ٹب پانی سے بھرا ہوا ہو اور اس کا اتصال نل کے پانی سے ہو تو جب میں ٹب میں لباس کو غوطہ دیتا ہوں اور ٹب سے پانی باہر گرنے لگتا ہے تو ٹب سے گرنے والے پانی میں ان رووٴں کی موجودگی کی وجہ سے میں احتیاطاً ہر جگہ کو پاک کرتا ہوں یا جب میں بچوں کے نجس کپڑے اتارتا ہوں تو اس جگہ کو بھی پاک کرتا ہوں جہاں لباس اتارا گیا تھا، خواہ وہ جگہ خشک ہی ہو اس لئے کہ میں کہتا ہوں وہ روئیں اس جگہ گری ہیں پس کیا یہ احتیاط ضروری ہے؟

ج: جو لباس دھونے کیلئے ٹب میں رکھا جاتا ہے اور پھر اس پر نل سے پانی ڈالا جاتا ہے جو اسے پوری طرح گھیر لیتا ہے تو یہ لباس، ٹب، پانی اور وہ روئیں جو لباس سے جدا یا اس کے اندر جا بجا ہوتی ہیں اور پانی پر نظر آتی ہیں اور پانی کے ہمراہ ٹب سے باہر گرتی ہیں سب پاک ہیں اور وہ روئیں یا غبار جو نجس لباس سے جدا ہوتے ہیں وہ بھی پاک ہیں مگر جب یقین ہو کہ یہ نجس حصے سے جدا ہوئے ہیں اور جب شک ہو کہ یہ نجس لباس سے جدا ہوئے ہیں یا نہیں یا شک ہو کہ ان کی

جگہ نجس ہے یا نہیں تو احتیاط کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۲۹۰: اس رطوبت کی مقدار کیا ہے جو ایک چیز سے دوسری چیز میں سرایت کرتی ہے؟

ج: سرایت کرنے والی رطوبت کا معیار یہ ہے کہ کوئی گیلی چیز جب دوسری چیز کو لگے تو اس کی رطوبت اس دوسری چیز کی طرف سرایت کر جائے۔

س ۲۹۱: ان کپڑوں کے پاک ہونے کا کیا حکم ہے جو ڈرائی کلیننگ پر دیئے جاتے ہیں؟ اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ دینی اقلیتیں (مثلاً یہودی اور عیسائی وغیرہ) بھی اپنے کپڑے دھونے اور استری کرنے کے لئے انہیں جگہوں پر دیتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ ڈرائی کلین کرنے والے، کپڑے دھونے میں کیمیکل مواد استعمال کرتے ہیں۔

ج: جو کپڑے ڈرائی کلیننگ میں دیئے جاتے ہیں، اگر وہ پہلے سے نجس نہ ہوں تو پاک ہیں اور (اہل کتاب) دینی اقلیتوں کے کپڑوں کے ساتھ لگنا ان کے نجس ہونے کا باعث نہیں بنتا۔

س ۲۹۲: جو کپڑے گھر کی آٹو میٹک کپڑے دھونے والی مشین میں دھوئے جاتے ہیں، کیا وہ پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ مذکورہ مشین اس طرح کام کرتی ہے کہ پہلے مرحلے میں مشین کپڑوں کو کپڑے دھونے والے پاؤڈر سے دھوتی ہے جس کی وجہ سے کچھ پانی اور کپڑوں کا جھاگ مشین کے دروازے کے شیشے اور اس کے اطراف میں لگے ہوئے ربڑ کے خول پر پھیل جاتا ہے دوسرے مرحلے میں دھوون (غسالہ) کو نکال دیا جاتا ہے لیکن جھاگ اس کے دروازے اور ربڑ کے خول کو پوری طرح گھیر لیتا ہے اور اگلے مراحل میں مشین کپڑوں کو تین مرتبہ آب قلیل سے دھوتی ہے پھر اس کے بعد دھوون کو باہر نکالتی ہے، تو کیا اس طرح دھوئے جانے والے کپڑے پاک ہوتے ہیں یا نہیں؟

ج: عین نجاست زائل ہو جانے کے بعد جب پائپ کے ساتھ متصل پانی مشین میں داخل ہو کر کپڑوں اور مشین کے اندر اسکے تمام اطراف تک پہنچ جائے اور پھر اس سے جدا ہو کر نکل جائے تو ان کپڑوں پر طہارت کا حکم جاری ہوگا۔

س ۲۹۳: اگر ایسی زمین پر یا حوض یا حمام میں کہ جس میں کپڑے دھوئے جاتے ہیں، پانی بہایا جائے اور اس پانی کے چھینٹے لباس پر پڑ جائیں تو کیا وہ نجس ہو جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر پانی پاک جگہ یا پاک زمین پر بہایا جائے تو اس سے پڑنے والے چھینٹے بھی پاک ہیں اور گر شک ہو کہ وہ جگہ پاک ہے یا نجس تو بھی اس سے پڑنے والے چھینٹے پاک ہیں۔

س ۲۹۴: بلدیہ کی کوڑا ڈھونے والی گاڑیوں سے جو پانی سڑکوں پر بہتا جاتا ہے اور بعض اوقات تند ہوا کی وجہ سے لوگوں کے اوپر بھی پڑ جاتا ہے، کیا وہ پانی پاک ہے یا نجس؟

ج: پاک ہے مگر یہ کہ نجاست سے لگنے کی وجہ سے اس پانی کے نجس ہونے کا کسی شخص کو یقین ہو جائے۔

س ۲۹۵: سڑکوں پر موجود گڑھوں میں جمع ہو جانے والا پانی، پاک ہے یا نجس؟

ج: پاک ہے۔

س ۲۹۶: ان لوگوں کے ساتھ گھریلو رفت و آمد رکھنے کا کیا حکم ہے جو کھانے پینے وغیرہ میں طہارت و نجاست کے مسائل کا خیال نہیں کرتے؟

ج: طہارت و نجاست کے بارے میں کلی طور پر شریعت اسلامی کا حکم یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو پاک ہے۔

س ۲۹۷: برائے مہربانی مندرجہ ذیل صورتوں میں قے کی طہارت اور نجاست کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمائیں۔

الف۔ شیر خوار بچے کی قے۔

ب۔ اس بچے کی قے جو دودھ پیتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے۔

ج۔ بالغ انسان کی قے۔

ج: تمام صورتوں میں پاک ہے۔

س ۲۹۸: شبہ محصورہ (چند ایسی چیزیں جن میں سے ایک نجس ہے) سے لگنے والی چیز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان میں سے بعض چیزوں سے لگے تو نجس نہیں ہے۔

س ۲۹۹: ایک شخص کھانا بیچتا ہے اور سرایت کرنے والی تری کے ساتھ کھانے کو اپنے جسم سے چھوتا ہے، لیکن اس کے دین کا پتہ نہیں ہے اور وہ کسی دوسرے ملک سے اسلامی ملک میں کام کرنے کیلئے آیا ہے کیا اس سے اس کے دین کے بارے میں سوال کرنا واجب ہے؟ یا اس پر اصالت طہارت کا حکم جاری ہوگا؟

ج: اس سے اس کا دین پوچھنا واجب نہیں ہے اور اس شخص کے بارے میں اور رطوبت کے ساتھ اس کے جسم سے لگنے والی چیز کے بارے میں اصالت طہارت جاری کریں گے۔

س ۳۰۰: اگر گھر کا کوئی فرد یا ایسا شخص جس کی گھر میں رفت و آمد ہے طہارت و نجاست کا خیال نہ رکھتا ہو جس سے گھر اور اس میں موجود چیزیں وسیع پیمانہ پر نجس ہو جائیں کہ جن کا دھونا اور پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں گھر والوں کا فریضہ کیا ہے؟ ایسی صورت میں انسان کیسے پاک رہ سکتا ہے خصوصاً نماز میں کہ جس کے صحیح ہونے میں طہارت شرط ہے؟ اور اس سلسلہ میں حکم کیا ہے؟

ج: تمام گھر کو پاک کرنا ضروری نہیں ہے اور نماز صحیح ہونے کے لئے نماز گزار کا لباس اور سجدہ گاہ کے مقام کا پاک ہونا کافی ہے۔ گھر اور اس کے سامان کی نجاست کی وجہ سے، نماز اور کھانے پینے میں طہارت کا لحاظ رکھنے کے علاوہ انسان پر کوئی مزید ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

نشہ آور چیزیں

س ۳۰۱: کیا ایسے مشروبات جن میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے نجس ہیں؟

ج: مست کر دینے والے مشروبات بنا بر احتیاط نجس ہیں۔

س ۳۰۲: انگور کے اس پانی کا کیا حکم ہے جس کو آگ پر ابالا گیا ہو اور اس کا دو تہائی حصہ ختم نہ ہوا ہو، لیکن وہ نشہ آور بھی نہ ہو؟

ج: اس کا پینا حرام ہے، لیکن وہ نجس نہیں ہے۔

س ۳۰۳: کہا جاتا ہے کہ اگر کچے انگور کی کچھ مقدار کو اس کا عرق نکالنے کے لئے ابالا جائے اور اس کے ہمراہ انگور کے کچھ دانے بھی ہوں تو ابال آجانے کے بعد جو باقی رہ جاتا ہے وہ حرام ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج: اگر انگور کے دانوں کا پانی بہت ہی کم ہو اور وہ کچے انگور کے عرق میں اس طرح مل کر ختم ہو گیا ہو کہ اسے انگور کا عرق نہ کہا جاتا ہو تو وہ حلال ہے، لیکن اگر خود انگور کے دانوں کو آگ پر ابالا جائے تو وہ حرام ہے۔

س ۳۰۴: دور حاضر میں بہت سی دواؤں میں الکحل۔ جو در حقیقت نشہ آور ہے۔ خاص طور سے پینے والی دواؤں اور عطریات بالخصوص وہ خوشبوئیں جنہیں باہر سے منگوایا جاتا ہے میں استعمال ہوتا ہے تو کیا مسئلہ سے واقف یا ناواقف آدمی کے لئے ان مذکورہ چیزوں کا خریدنا، بیچنا، فراہم کرنا، استعمال کرنا اور دوسرے تمام فوائد حاصل کرنا جائز ہے؟

ج: جس الکحل کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور سیال ہے تو وہ پاک ہے، اور ان چیزوں کی خرید و فروخت اور استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں یہ الکحل ہو۔

س ۳۰۵: کیا ہاتھ اور طبی آلات جیسے تھرمامیٹر وغیرہ کو طبی امور میں استعمال کرنے کے لئے جراثیم سے پاک کرنے کی غرض سے نیز ڈاکٹر یا میڈیکل بورڈ کے ذریعہ علاج کی غرض سے سفید الکحل کا استعمال جائز ہے؟ سفید الکحل جو طبی الکحل ہے اور پینے کے قابل بھی ہے۔ کیا جس کپڑے پر اس الکحل کا ایک قطرہ یا اس سے زیادہ گر جائے، اس کپڑے

میں نماز جائز ہے؟

ج: وہ الکحل جو دراصل سیال نہ ہو، پاک ہے، اگر چہ نشہ آور ہی ہو اور جس لباس پر یہ لگا ہو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اس لباس کو پاک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر الکحل ایسا ہے جو بذات خود سیال اور ماہرین کی تشخیص کے مطابق مست کرنے والا ہے تو وہ نجس ہے اور اگر یہ بدن یا لباس پر لگ جائے تو نماز کیلئے انہیں پاک کرنا ضروری ہے لیکن طبی آلات وغیرہ کو جراثیم سے پاک کرنے کیلئے اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۰۶: کفیر ایک ایسا مادہ ہے جو غذاؤں اور دواؤں کے بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اس کا خمیر بنانے کے دوران اس حاصل شدہ مادہ میں ۵ فیصد یا ۸ فیصد الکحل حاصل ہو جاتا ہے۔ الکحل کی یہ قلیل مقدار استعمال کرنے والے کیلئے کسی قسم کے نشہ کا سبب نہیں بنتی۔ کیا شریعت کی رو سے اس کے استعمال میں کوئی مانع ہے یا نہیں؟

ج: اس حاصل شدہ مادہ میں موجود الکحل اگر بذات خود نشہ آور ہو تو بنا بر احتیاط وہ نجس اور حرام ہے، چاہے وہ قلیل مقدار میں ہونے اور حاصل شدہ مادہ کے ساتھ مخلوط ہونے کے سبب نشہ آور نہ بھی ہو، لیکن اگر اس میں شک و تردد ہو کہ وہ بذات خود نشہ آور ہے یا شک ہو کہ وہ اصل میں سیال ہے یا نہیں تو حکم مختلف ہوگا۔

س ۳۰۷: ۱۔ ایتھائل الکحل نجس ہے یا نہیں؟ (بظاہر یہ الکحل منشیات میں موجود ہوتا ہے اور نشہ آور ہوتا ہے)۔

۲۔ الکحل کی نجاست کا معیار کیا ہے؟

۳۔ وہ کونسا طریقہ ہے جس سے ہم ثابت کر سکیں کہ فلاں مشروب نشہ آور ہے؟

ج: ۱۔ الکحل کی وہ تمام قسمیں جو نشہ آور ہوں اور دراصل سیال ہوں نجس ہیں۔

۲۔ نشہ آور ہو اور اصل میں سیال ہو۔

۳۔ اگر خود انسان کو یقین نہ ہو تو اس کے لئے موثق ماہرین کی گواہی کافی ہے۔

س ۳۰۸: بازار میں موجود ان مشروبات کے پینے کا کیا حکم ہے؟ کہ جن میں سے بعض جیسے کوکا کولا اور پیپسی کولا وغیرہ ملک کے اندر بنتے ہیں اور کہا جاتا ہے ان کا اصل مواد باہر سے منگوایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس میں مادہ الکحل پایا جاتا ہو

ج: پاک اور جائز ہیں، مگر یہ کہ خود مکلف کو یہ یقین ہو کہ ان میں ایسا نشہ آور الکحل ملایا گیا ہے جو بذات خود سیال ہے۔

س ۳۰۹: کیا غذائی مواد خریدتے وقت اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ اس کے بیچنے یا بنانے والے غیر مسلم نے اسے ہاتھ سے چھوا ہے یا نہیں یا اس کے بنانے میں الکحل استعمال کیا گیا ہے یا نہیں؟

ج: پوچھنا اور تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۳۱۰: میں "اٹروپین سلفیٹ اسپرے" بناتا ہوں کہ جس کے فارمولے میں الکحل بنیادی حیثیت رکھتا ہے یعنی اگر ہم اس میں الکحل کا اضافہ نہ کریں تو اسپرے نہیں بن سکتا ہے۔ سائنسی لحاظ سے مذکورہ اسپرے ایک ایسا دفاعی اسلحہ ہے جس سے لشکر اسلام جنگ میں اعصاب پر اثر انداز ہونے والی کیمیاوی گیسوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ کیا آپ کی رائے میں شرعی طور پر الکحل کا یوں دوا بنانے کے لئے استعمال جائز ہے؟

ج: اگر الکحل مست کرنے والا اور اصل میں سیال ہو تو وہ نجس اور حرام ہے، لیکن اس کو دواء کے طور پر کسی بھی حال میں استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

وسوسہ اور اس کا علاج

س ۳۱۱: چند سالوں سے میں وسواس کے شر میں مبتلا ہوں، یہ چیز میرے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اور وسواس کی حالت دن بدن بڑھتی ہی جارہی ہے، یہاں تک کہ میں ہر چیز میں شک کرنے لگا ہوں۔ میری پوری زندگی شک پر قائم ہوگئی ہے۔ مجھے زیادہ تر شک کھانے پینے کی اور تر چیزوں میں ہوتا ہے۔ لہٰذا میں عام لوگوں کی طرح معمول کی زندگی نہیں گزار سکتا چنانچہ جب میں کسی گھر میں داخل ہوتا ہوں تو فوراً اپنی جورابیں اتار لیتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میری جورابیں پسینہ سے تر ہیں اور نجس چیز کے ساتھ لگنے سے نجس ہو جائیں گی یہاں تک کہ میں جائے نماز پر بھی نہیں بیٹھ سکتا اور جب بیٹھ جاتا ہوں تو میرا نفس مجھے ہر وقت اٹھنے پر مجبور کرتا ہے کہ جائے نماز کی روئیں میرے لباس پر نہ لگ جائیں اور پھر میں انہیں پانی سے دھونے پر مجبور ہو جاؤں گا پہلے میری یہ حالت نہیں تھی، لیکن اب تو مجھے اپنے ان اعمال سے شرم آتی ہے، ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ کسی کو خواب میں دیکھوں اور اس سے سوال کروں، یا کوئی معجزہ واقع ہو جس سے میری زندگی بدل جائے اور میں پہلے جیسا ہو جاؤں، امید ہے کہ میری ہدایت فرمائیں گے؟

ج: طہارت و نجاست کے احکام وہی ہیں جن کو تفصیل کے ساتھ احکام کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اور شریعت کی رو سے ہر چیز پاک ہے سوائے اس کے جس کو شارع نے نجس قرار دیا ہو اور انسان کو اس کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا ہو۔ اور اس حالت میں وسواس سے نجات کے لئے خواب یا معجزہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مکلف پر واجب ہے کہ وہ اپنے ذاتی ذوق کو ایک طرف رکھ دے اور شریعت مقدسہ کی تعلیمات کے سامنے سراپا تسلیم ہو جائے، ان پر ایمان لے آئے۔ اور اس چیز کو نجس نہ سمجھے جس کے نجس ہونے کا اسے یقین نہ ہو آپ کو یہ یقین کہاں سے حاصل ہوا کہ

دروازہ، دیوار، جائے نماز اور آپ کے استعمال کی تمام چیزیں نجس ہیں؟ آپ نے کیسے یہ یقین کر لیا کہ جائے نماز کی روئیں جن پر آپ چلتے یا بیٹھتے ہیں نجس ہیں اور اس کی نجاست آپ کی جورابوں، لباس اور بدن تک سرایت کر جائے گی؟! بہرصورت اس حالت میں آپ کے لئے اس وسواس کی اعتناء کرنا جائز نہیں ہے۔ پس کسی حد تک نجاست کے وسواس کی پروا نہ کرنا اور عدم اعتناء کی تمرین کرنا اس بات کا سبب بنیں گے۔ اللہ کی توفیق کے ساتھ کہ آپ اپنے نفس کو وسواس کے چنگل سے نجات دے سکیں (انشاء اللہ)۔

س ۳۱۲: میں ایک عورت ہوں میرے چند بچے ہیں میں اعلی تعلیم یافتہ ہوں، میرے لئے مسئلہ طہارت مشکل بنا ہوا ہے چونکہ میں نے ایک دیندار گھرانے میں پرورش پائی ہے اور میں تمام اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتی ہوں، لیکن چونکہ میرے چھوٹے بچے ہیں، لہٰذا ہمیشہ ان کے پیشاب و پاخانہ کے مسائل میں مشغول رہتی ہوں اور ان کا پیشاب پاک کرتے وقت سَیفَن کے پانی کے چھینٹے اڑ کر میرے ہاتھوں، پیروں یہاں تک کہ سر پر بھی پڑ جاتے ہیں اور میں ہر مرتبہ ان اعضاء کو پاک کرنے کی مشکل سے دوچار ہو جاتی ہوں، اس سے میری زندگی میں بہت سی مشکلیں پیدا ہو گئی ہیں۔ دوسری طرف ان امور کی رعایت کو میں ترک نہیں کر سکتی، کیونکہ اس کا تعلق میرے دین اور عقیدہ سے ہے، میں نے ماہر نفسیات سے رجوع کیا ہے، لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔ اس کے علاوہ دیگر امور بھی میری پریشانی کا سبب بنے ہوئے ہیں جیسے نجس چیز کا غبار، بچے کے نجس ہاتھوں کی دیکھ بھال کرنا کہ جن کا یا تو پاک کرنا مجھ پر واجب ہے یا پھر اسے دوسری چیزوں کے چھونے سے باز رکھنا۔ میرے لئے نجس چیز کا پاک کرنا بہت مشکل کام ہے، لیکن ان برتنوں اور کپڑوں کا دھونا میرے لئے آسان ہے جو میلے یا گندے ہوں، امید ہے کہ آپ کی راہنمائی سے میری زندگی آسان ہو جائے گی۔

ج: ۱۔ شریعت کی نظر میں باب طہارت و نجاست میں اصل طہارت ہے، یعنی جہاں بھی آپ کو نجاست کے حصول میں معمولی سا شک ہو وہاں آپ پر واجب ہے کہ عدم نجاست کا حکم لگائیں۔

۲۔ نجاست کے سلسلہ میں جو لوگ بہت حساس ہیں (اسلامی فقہ کی اصطلاح میں انہیں وسواسی یا شکی کہا جاتا ہے) اگر انہیں بعض جگہوں پر نجاست کا یقین بھی ہو جائے تب بھی ان پر واجب ہے کہ وہاں پر نجس نہ ہونے کا حکم لگائیں سوائے ان موارد کے جنہیں انہوں نے اپنی آنکھوں سے نجس ہوتے دیکھا ہو اس طرح کہ اگر کوئی دوسرا شخص ان کو دیکھتا تو اسے بھی ان کی نجاست کے سرایت کرنے کا یقین ہو جاتا ایسی جگہوں پر فقط واجب ہے کہ وہ بھی نجاست کا حکم لگائیں اور یہ حکم اس وقت تک ان لوگوں پر جاری رہے گا جب تک مذکورہ حساسیت بالکل ختم نہ ہو جائے۔

۳۔ ہر وہ چیز یا عضو جو نجس ہو جائے اس کی طہارت کے لئے، عین نجاست زائل ہونے کے بعد اسے ایک مرتبہ

شہر کی بڑی ٹینکی سے متصل پانی سے دھونا کافی ہے اور دوبارہ دھونا یا پانی کے نیچے رکھنا واجب نہیں ہے اور اگر وہ نجس ہونے والی چیز کپڑے وغیرہ جیسی ہوتو اسے بقدر معمول نچوڑیں تا کہ اس سے پانی نکل جائے۔

۴۔ چونکہ آپ نجاست کے سلسلہ میں بے حد حساس ہو چکی ہیں، پس جان لیجئے کہ نجس غبار آپ کے لئے کسی صورت میں بھی نجس نہیں ہے اور بچے کے پاک یا نجس ہاتھ کی دیکھ بھال کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں دقت کرنا ضروری ہے کہ بدن سے خون زائل ہوا ہے یا نہیں اور آپ کے لئے یہ حکم اس وقت تک باقی ہے جب تک مکمل طور پر آپ کی حساسیت ختم نہیں ہو جاتی۔

۵۔ دین اسلام کے احکام سہل و آسان اور فطرت انسانی کے موافق ہیں انہیں اپنے لئے مشکل نہ بنایئے اور اپنے بدن اور روح کو تکلیف وضرر میں مبتلا نہ کیجئے، کیونکہ ان موارد میں پریشانی اور اضطراب آپ کی زندگی کو تلخ بنا دیں گے بے شک خدائے متعال اس بات سے خوش نہیں ہے کہ آپ اور آپ کے متعلقین عذاب میں مبتلا ہوں۔ آسان دین کی نعمت پر شکر ادا کیجئے اور اس نعمت پر شکر ادا کرنا یہ ہے کہ خدا کے دین کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے۔

۶۔ آپ کی موجودہ کیفیت وقتی اور قابل علاج ہے، اس میں مبتلا ہونے کے بعد بہت سے لوگوں نے مذکورہ تمرین کے مطابق عمل کر کے اس سے نجات حاصل کی ہے، خداوند متعال پر بھروسہ کیجئے اور اپنے اندر عزم و ہمت پیدا کیجئے انشاءاللہ خدا تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے گا۔

کافر کے احکام

س ۳۱۳: بعض فقہا اہل کتاب کو نجس اور بعض انہیں پاک قرار دیتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اہل کتاب کی ذاتی نجاست ثابت نہیں ہے، بلکہ ہم انہیں ذاتاً پاک سمجھتے ہیں۔

س ۳۱۴: وہ اہل کتاب جو فکری لحاظ سے حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن وہ اپنے آباء واجداد کی سیرت اور ان کی روش کے مطابق عمل پیرا ہیں، کیا وہ طہارت کے مسئلے میں کافر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟

ج: صرف پیغمبر خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد رکھنا، اسلام کے تحت آنے کے لئے کافی نہیں ہے، لیکن اگر ان کا شمار اہل کتاب میں سے ہوتا ہو تو وہ پاک ہیں۔

س ۳۱۵: میں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک گھر کرایہ پر لیا، ہمیں معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک نماز نہیں

پڑھتا، اس سے وضاحت طلب کرنے پر اس نے جواب دیا کہ وہ دل سے تو خداوند متعال پر ایمان رکھتا ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتا۔ اس بات کے پیش نظر کہ ہم اس کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ گھلے ملے ہوئے ہیں، کیا وہ نجس ہے یا پاک؟

ج: صرف نماز و روزہ اور دوسرے شرعی واجبات کا ترک کرنا، مسلمان کے مرتد، کافر اور نجس ہونے کا موجب نہیں بنتا، بلکہ جب تک اس کا مرتد ہونا ثابت نہ ہو جائے، اس کا حکم باقی مسلمانوں جیسا ہے۔

س ۳۱۶: وہ کون سے ادیان ہیں جن کے ماننے والے اہل کتاب ہیں؟ اور وہ معیار کیا ہے جو ان کے ساتھ رہن سہن کے حدود کو معین کرتا ہے؟

ج: اہل کتاب سے مراد ایسے تمام افراد ہیں جن کا تعلق کسی الٰہی دین سے ہو اور وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے کسی نبی کے پیروکار سمجھتے ہوں اور ان کے پاس انبیاء پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہو، جیسے یہودی، عیسائی، زرتشتی اور اسی طرح صابئی۔ جو ہماری تحقیق کی رو سے۔ اہل کتاب ہیں۔ پس ان سب کا حکم اہل کتاب کا حکم ہے اور اسلامی قوانین و اخلاق کی رعایت کرتے ہوئے ان سب کے ساتھ معاشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۱۷: ایک فرقہ ہے جو اپنے کو "علی اللٰہی" کہتا ہے۔ وہ لوگ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ دعا اور طلب حاجت، نماز اور روزے کا بدل ہیں، کیا یہ لوگ نجس ہیں؟

ج: اگر وہ امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کو اللہ مانتے ہیں "تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً" تو ان کا حکم اہل کتاب کے سوا دوسرے غیر مسلموں جیسا ہے یعنی کافر اور نجس ہیں۔

س ۳۱۸: ایک فرقہ ہے جس کا نام "علی اللٰہی" ہے اس کے ماننے والے کہتے ہیں علی علیہ السلام خدا تو نہیں ہیں، لیکن خدا سے کم بھی نہیں ہیں، ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ (حضرت علی علیہ السلام) کو خدائے واحد منان و متعال کا شریک قرار نہیں دیتے تو وہ مشرک کے حکم میں نہیں ہیں۔

س ۳۱۹: شیعہ اثنا عشری نے امام حسین علیہ السلام یا اصحاب کساء (پنجتن پاک ؑ) کے لئے جس چیز کی نذر کی ہے کیا اس نذر کو ایسے مراکز میں دینا صحیح ہے، جہاں فرقہ "علی اللٰہی" کے ماننے والوں کا اجتماع ہوتا ہے اس طرح کہ یہ نذر ان کے مراکز کی تقویت کا باعث بنے؟

ج: مولائے موحدین (حضرت علی علیہ السلام) کو خدا ماننے کا عقیدہ باطل ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ ایسے فاسد عقیدے کی ترویج میں مدد کرنا حرام ہے، مزید یہ کہ اگر مال کو کسی خاص مورد کے لئے نذر کیا گیا ہو تو

اسے دوسری جگہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۳۲۰: ہمارے علاقے اور بعض دوسرے علاقوں میں ایک فرقہ پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو "اسماعیلیہ" کہتا ہے وہ لوگ چھ اماموں (پہلے امام سے چھٹے امام تک) پر اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن دینی واجبات میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے، اسی طرح وہ ولایت فقیہ کو بھی نہیں مانتے، لہٰذا بیان فرمائیں کہ اس فرقے کی پیروی کرنے والے نجس ہیں یا پاک؟

ج: صرف چھ باقی ائمہ معصومین علیہم السلام یا احکام شرعیہ میں سے کسی حکم پر اعتقاد نہ رکھنا، اگر اصل شریعت سے انکار کی طرف بازگشت نہ کرے اور نہ ہی خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کا باعث ہو تو وہ کفر و نجاست کا موجب نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ لوگ ائمہ علیہم السلام میں سے کسی امام کو برا بھلا کہیں اور اس کی اہانت کریں۔

س ۳۲۱: ہمارے علاقے کی بہت بڑی اکثریتی آبادی بدھ مذہب کے ماننے والے کافروں کی ہے، پس اگر یونیورسٹی کا کوئی طالب علم کرایہ پر مکان لے تو اس مکان کی طہارت و نجاست کا کیا حکم ہے؟ کیا اس مکان کو دھونا اور اسے پاک کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب ہے کہ یہاں اکثر مکان لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور ان کا دھونا ممکن نہیں ہے، نیز ہوٹلوں، سامان اور ان میں موجود دیگر چیزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: جس چیز کو آپ استعمال کرنا چاہتے ہیں جب تک آپ کو اس کے غیر کتابی کافر کے ہاتھ اور بدن کے ساتھ مس ہونے کا یقین نہ ہو، اس پر نجاست کا حکم نہیں لگے گا اور نجاست کا یقین ہونے کی صورت میں ہوٹلوں اور مکانوں کے دروازوں اور دیواروں کا پاک کرنا واجب نہیں ہے اور نہ ہی سامان اور ان چیزوں کا پاک کرنا واجب ہے جو ان میں موجود ہیں، بلکہ کھانے پینے اور نماز کے لئے استعمال کی جانے والی چیزیں اگر نجس ہوں تو ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

س ۳۲۲: صوبہ خوزستان (ایران کا ایک شہر) میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو "صابئہ" کہتے ہیں وہ کہتے ہیں: ہم جناب یحیی کے ماننے والے ہیں اور ان کی کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ادیان شناس علما کے نزدیک بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ وہی صابئین ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ کیا یہ لوگ اہل کتاب میں سے ہیں یا نہیں؟

ج: مذکورہ گروہ اہل کتاب کے حکم میں ہے۔

س ۳۲۳: یہ جو کہا جاتا ہے کہ کافر کے ہاتھ کا بنا ہوا گھر نجس ہے اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیا صحیح ہے؟

ج: ایسے گھر میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

س ۳۲۴: یہود و نصاریٰ اور کفار کے دیگر فرقوں کے یہاں کام کرنے اور ان سے اجرت لینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اس میں بذات خود کوئی مانع نہیں ہے بشرطیکہ وہ کام حرام نہ ہو اور نہ ہی اسلام و مسلمین کے مفادات عامہ کے خلاف

ہو۔

س ۳۲۵: جس جگہ ہم فوج کی ڈیوٹی کرر ہے ہیں وہاں بعض ایسے قبیلے ہیں جن کا تعلق "اہل حق" نامی فرقہ سے ہے کیا ان کے ہاں موجود دودھ، دہی اور مکھن سے استفادہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر وہ اصول اسلام کے معتقد ہوں تو وہ طہارت ونجاست کے مسئلے میں باقی مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔

س ۳۲۶: جس گاؤں میں ہم پڑھاتے ہیں وہاں کے لوگ نماز نہیں پڑھتے ، کیونکہ وہ فرقہ "اہل حق" سے ہیں اور ہم ان سے روٹی لینے اور ان کے یہاں کھانا کھانے پر مجبور ہیں، کیونکہ ہم رات دن اسی گاؤں میں رہتے ہیں، تو کیا ہماری نمازوں میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر وہ توحید، نبوت اور ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہ ہوں اور نہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت میں کسی نقص کے معتقد ہوں تو ان پر نہ کفر کا حکم لگے گا اور نہ ہی نجاست کا، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ان کا کھانا کھانے اور انہیں چھونے کی صورت میں طہارت ونجاست کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

س ۳۲۷: ہمارے رشتہ داروں میں سے ایک صاحب کمیونسٹ تھے، انہوں نے بچپن میں ہمیں بہت ساری چیزیں اور مال دیا تھا، پس اگر وہ مال اور چیزیں بنفسہ موجود ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس کا کفر اور ارتداد ثابت ہو جائے اور اس نے سن بلوغ میں اظہار اسلام سے پہلے کفر اختیار کیا ہو تو اس کے اموال کا حکم وہی ہے جو دوسرے کافروں کے اموال کا ہے۔

س ۳۲۸: مندرجہ ذیل سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ پرائمری، مڈل اور اس سے بالاتر کلاسوں کے مسلمان طلباء کا "بہائی" فرقے کے طلباء کے ساتھ ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے اور ان سے ہاتھ ملانے کا حکم کیا ہے، خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، مکلف ہوں یا غیر مکلف، اسکول کے اندر ہوں یا اس سے باہر؟

۲۔ جو طلباء اپنے آپ کو "بہائی" کہتے ہیں یا فرضاً جن کے "بہائی" ہونے کا یقین ہو جائے ان کے ساتھ اساتذہ اور مربی حضرات کس طرح کا رویہ رکھیں؟

۳۔ جن چیزوں کو سارے طلباء استعمال کرتے ہوں ان سے استفادہ کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، جیسے پانی پینے کا نل یا بیت الخلاء کا نل، لوٹا اور صابن وغیرہ کہ جب ہاتھ اور بدن کے مرطوب ہونے کا علم ہو؟

ج: گمراہ فرقہ "بہائیہ" کے تمام افراد نجس ہیں، اور ان کے کسی چیز کو چھونے کی صورت میں جن امور میں طہارت شرط ہے، ان میں طہارت کا لحاظ رکھنا واجب ہے، لیکن پرنسپل، اساتذہ اور مربیوں پر لازم ہے کہ ان کا رویہ "بہائی"

طلباء کے ساتھ قانونی احکامات اور اسلامی اخلاق کے مطابق ہو۔

س ۳۲۹: اسلامی معاشرے میں "بہائی" فرقہ کے پیروکاروں کی موجودگی کے جو اثرات ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مومنین اور مومنات کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: تمام مؤمنین گمراہ "بہائی" فرقہ کی فتنہ پردازی اور ان کے مکر و حیلے کا مقابلہ کریں اور دوسروں کو اس گمراہ فرقہ کے ساتھ مل جانے اور ان کے ذریعہ منحرف ہونے سے بچائیں۔

س ۳۳۰: بعض اوقات گمراہ "بہائی" فرقہ کے پیروکار کھانے کی چیزیں یا دوسری اشیاء ہمارے پاس لاتے ہیں، تو کیا ان کا استعمال کرنا ہمارے لئے جائز ہے؟

ج: اس ضال ومضل فرقے کے ساتھ ہر قسم کے لین دین سے اجتناب کریں۔

س ۳۳۱: ہمارے پڑوس میں بہت سے "بہائی" رہتے ہیں اور ہمارے گھر ان کا اکثر آنا جانا رہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ "بہائی" نجس ہیں اور بعض کہتے ہیں پاک ہیں، اور یہ "بہائی" بہت اچھے اخلاق کا اظہار کرتے ہیں، پس کیا وہ نجس ہیں یا پاک ہیں؟

ج: وہ نجس ہیں اور تمہارے دین اور ایمان کے دشمن ہیں، پس اے میرے عزیز بیٹے! تم ان سے سنجیدگی کے ساتھ پرہیز کرو۔

س ۳۳۲: بسوں اور ریل گاڑیوں کی ان سیٹوں کا کیا حکم ہے جن کو مسلمان اور کافر دونوں استعمال کرتے ہیں حالانکہ بعض علاقوں میں کافروں کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے، کیا یہ سیٹیں پاک ہیں؟ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے پسینہ نکلتا ہے بلکہ وہ پسینہ ان میں سرایت کر جاتا ہے۔

ج: اہل کتاب کفار تو پاک ہیں بہرحال جن چیزوں کو مسلمان اور کافر دونوں استعمال کرتے ہیں جب تک ان کی نجاست کا علم نہ ہو وہ پاک ہیں۔

س ۳۳۳: دوسرے ممالک میں پڑھنے کا لازمہ یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ رہن سہن اور تعلقات رکھے جائیں ایسے موقع پر ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانے کا کیا حکم ہے بشرطیکہ حرام چیزوں کے نہ ہونے کی رعایت کی جائے جیسے غیر مذکی گوشت لیکن اس میں ان کے گیلے ہاتھ کے لگنے کا احتمال ہو؟

ج: کھانے پر کافر کے تر ہاتھ لگنے کا صرف احتمال، وجوب اجتناب کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ جب تک کافر کے تر ہاتھ سے مس ہونے کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک وہ چیز پاک رہے گی اور کافر اگر اہل کتاب میں سے ہو تو اس کی نجاست ذاتی نہیں ہے، لہٰذا اس کے تر ہاتھ کا مس ہونا نجاست کا باعث نہیں بنتا۔

س ۳۳۴: اسلامی حکومت میں زندگی بسر کرنے والے مسلمان شخص کے تمام مصارف اگر اس غیر مسلم کیلئے کام کرنے سے پورے ہوتے ہوں کہ جس کے ساتھ اس کے گہرے تعلقات ہیں تو کیا ایسے مسلمان سے مضبوط اور گھریلو تعلقات قائم کرنا اور کبھی کبھار اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے؟

ج: مسلمانوں کے لئے مذکورہ مسلمان سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اگر غیر مسلم کہ جس کے پاس مذکورہ مسلمان کام کرتا ہے کی دوستی سے اس مسلمان کے عقیدہ میں انحراف کا خوف ہو تو اس پر اس کام سے کنارہ کش ہونا واجب ہے اور ایسی صورت میں دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کو اس برائی سے باز رکھیں۔

س ۳۳۵: افسوس کہ میرا برادر نسبتی مختلف اسباب کی بنا پر فاسد اور مرتد ہو گیا تھا یہاں تک کہ وہ دینی مقدسات کی اہانت کا بھی مرتکب ہوتا تھا۔ اسلام سے مرتد ہونے کے کئی سال گزر جانے کے بعد اب اس نے ایک خط میں اظہار کیا ہے کہ وہ دوبارہ اسلام پر ایمان لے آیا ہے، لیکن اس وقت بھی وہ بالکل نہ نماز پڑھتا ہے اور نہ ہی روزہ رکھتا ہے، ایسی صورت میں اس سے اس کے والدین اور باقی رشتہ داروں کے کیسے تعلقات ہونے چاہئیں اور کیا اس کو کافر قرار دیتے ہوئے نجس سمجھنا چاہیے؟

ج: اگر سابق میں اس کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے تو اگر وہ اس سے توبہ کر لے تو وہ پاک ہوگا اور اس کے والدین اور رشتہ داروں کیلئے اس سے تعلقات رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۳۶: جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا۔ جیسے روزہ وغیرہ کا منکر ہو جائے تو کیا اس پر کافر کا حکم لگے گا یا نہیں؟

ج: اگر ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار، نبوت کے انکار یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا شریعت کی تنقیص کی طرف بازگشت کرے تو یہ کفر وارتداد ہے۔

س ۳۳۷: مرتد اور کفار حربی کے لئے جو سزائیں معین کی گئی ہیں، کیا وہ سیاسی نوعیت کی ہیں اور قیادت کے فرائض میں شامل ہیں یا ایسی سزائیں ہیں جو قیامت تک کے لئے ثابت ہیں؟

ج: یہ الٰہی اور شرعی احکام ہیں۔

اہمیت اور شرائط نماز

س ۳۳۸: جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے یا اسے سبک شمار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز پنجگانہ شریعت اسلامیہ کے اہم واجبات میں سے ہیں، بلکہ یہ دین کا ستون ہیں اور ان کا ترک کرنا یا سبک سمجھنا شرعاً حرام اور عذاب کا موجب ہے۔

س۳۳۹: اگر کسی کو وضو اور غسل کے لئے پانی اور تیمم کے لئے خاک میسر نہ ہو تو کیا اس پر نماز واجب ہے؟

ج: بنابر احتیاط وقت پر نماز پڑھے اور وقت کے بعد وضو یا تیمم کے ساتھ قضا کرے۔

س۳۴۰: آپ کی نظر میں واجب نماز میں کن موقعوں پر عدول کیا جا سکتا ہے؟

ج: مندرجہ ذیل موارد میں عدول کرنا واجب ہے۔

۱۔ عصر کی نماز سے ظہر کی طرف، اگر نماز کے درمیان متوجہ ہو کہ اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۲۔ عشاء کی نماز سے مغرب کی نماز کی طرف، بشرطیکہ اس نے محل عدول سے تجاوز نہ کیا ہو اور اسی اثناء میں متوجہ ہو گیا ہو کہ مغرب کی نماز نہیں پڑھی ہے۔

۳۔ اگر ترتیب کے ساتھ پڑھی جانے والی دو قضا نمازوں میں بھول کر بعد والی نماز کو پہلے شروع کر دیا ہو۔

اور مندرجہ ذیل موقعوں پر عدول کرنا مستحب ہے۔

۱۔ ادا نماز سے قضا کی طرف، بشرطیکہ ادا نماز کی فضیلت کا وقت فوت نہ ہو جائے۔

۲۔ جماعت میں شرکت کی غرض سے واجب نماز سے مستحبی نماز کی طرف۔

۳۔ جمعہ کے دن نماز ظہر میں سورہ جمعہ کے بجائے بھول کر دوسرا سورہ شروع کر دیا ہو اور نصف یا اس سے کچھ زائد پڑھ چکا ہو تو مستحب ہے کہ واجبی نماز سے مستحبی نماز کی طرف عدول کر لے تا کہ نماز فریضہ کو سورہ جمعہ کے ساتھ ادا کر سکے۔

س۳۴۱: جمعہ کے دن جو نمازی جمعہ اور ظہر دونوں نمازیں پڑھنا چاہتا ہے، کیا وہ دونوں نمازوں میں صرف قربۃً الی اللہ کی نیت کرے گا یا ایک میں واجب قربۃً الی اللہ اور دوسری میں فقط قربۃً الی اللہ کی نیت کرے گا یا دونوں میں واجب قربۃً الی اللہ کی نیت کرے؟

ج: دونوں میں قربت کی نیت کرنا کافی ہے اور کسی میں وجوب کی نیت ضروری نہیں ہے۔

س۳۴۲: اگر نماز کے اول وقت سے لے کر تقریباً آخر وقت تک منہ یا ناک سے خون جاری رہے تو ایسے میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر بدن کے پاک کرنے پر قادر نہ ہو اور وقت نماز کے ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔

س۳۴۳: نماز میں مستحبی ذکر پڑھتے وقت کیا بدن کو پوری طرح ساکن رکھنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: خواہ ذکر واجب ہو یا مستحب، اثنائے نماز میں دونوں کی قرائت کے وقت جسم کا مکمل سکون واطمینان کی حالت میں ہونا واجب ہے۔ ہاں مطلق ذکر کے قصد سے حرکت کی حالت میں ذکر پڑھنے میں اشکال نہیں ہے۔

س ۳۴۴: ہسپتالوں میں مریض کو پیشاب کے لئے نلکی لگا دی جاتی ہے جس سے غیر اختیاری طور سے سوتے جاگتے یہاں تک کہ نماز کے دوران بھی مریض کا پیشاب نکلتا رہتا ہے، پس یہ فرمائیں کہ کیا اس پر دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے یا اسی حالت میں پڑھی جانے والی نماز کافی ہے؟

ج: اگر اس نے اس حال میں اپنی نماز اس وقت کے شرعی فریضہ کے مطابق پڑھی ہو تو صحیح ہے اور اس پر نہ تو اعادہ واجب ہے اور نہ قضا۔

اوقات نماز

س ۳۴۵: مذہب شیعہ پنجگانہ نماز کے وقت کے بارے میں کس دلیل پر اعتماد کرتا ہے؟ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اہل سنت وقت عشاء کے داخل ہونے کو نماز مغرب کے قضا ہونے کی دلیل قرار دیتے ہیں، ظہر وعصر کی نماز کے بارے میں بھی ان کا یہی نظریہ ہے۔ اسی لئے وہ معتقد ہیں کہ جب وقت عشاء داخل ہو جاتا ہے اور پیش نماز، نماز عشاء پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جائے تو ماموم اس کے ساتھ مغرب کی نماز نہیں پڑھ سکتا، کہ اسطرح وہ مغرب اور عشاء کو ایک ہی وقت میں پڑھ لے؟

ج: شیعہ کی دلیل، آیات قرآن اور سنت نبویہ کا اطلاق ہے، اس کے علاوہ بہت سی روایات موجود ہیں جو خاص طور سے دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اہل سنت کے یہاں بھی ایسی احادیث موجود ہیں جو دو نمازوں کو کسی ایک نماز کے وقت میں جمع کر کے ادا کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔

س ۳۴۶: اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ نماز عصر کا آخری وقت مغرب ہے اور نماز ظہر کا آخری وقت مغرب سے اتنا پہلے تک ہے کہ جتنی دیر میں صرف نماز عصر پڑھی جا سکے۔ یہاں میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ مغرب سے کیا مراد ہے؟ کیا غروب آفتاب مراد ہے یا اس شہر کے افق کے اعتبار سے اذان مغرب کا شروع ہونا ہے؟

ج: نماز عصر کا وقت غروب آفتاب تک ہے۔

س ۳۴۷: غروب آفتاب اور اذان مغرب میں کتنے منٹ کا فاصلہ ہوتا ہے؟

ج: بظاہر یہ فاصلہ موسموں کے اختلاف کے ساتھ ساتھ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

س ۳۴۸: میں تقریباً گیارہ بجے رات ڈیوٹی سے گھر پلٹتا ہوں اور کام کی خاطر رجوع کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ڈیوٹی کے دوران نماز مغربین نہیں پڑھ سکتا، تو کیا گیارہ بجے رات کے بعد نماز مغربین کا پڑھنا صحیح ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ نصف شب نہ گزرنے پائے لیکن کوشش کیجئے گیارہ بجے رات سے زیادہ تاخیر نہ ہو بلکہ جہاں تک ممکن ہو نماز کو اول وقت میں پڑھئے۔

س ۳۴۹: نماز کی کتنی مقدار اگر وقت ادا میں بجالائی جائے تو نیت ادا صحیح ہے؟ اور اگر شک ہو کہ اتنی مقدار وقت میں پڑھی گئی ہے یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز کی ایک رکعت کا آخر وقت کے اندر انجام پانا نماز کے ادا شمار ہونے کے لئے کافی ہے، اور اگر شک ہو کہ کم از کم ایک رکعت کے لئے وقت کافی ہے یا نہیں، تو پھر مافی الذمہ کی نیت سے نماز پڑھے اور ادا یا قضا کی نیت نہ کرے۔

س ۳۵۰: مختلف ممالک میں اسلامی جمہوریہ ایران کے سفارت خانوں اور قونصل خانوں کی طرف سے بڑے شہروں اور مراکز کے لئے نماز کے شرعی اوقات کے نقشے شائع ہوتے ہیں، سوال یہ ہے کہ ان نقشوں پر کس حد تک اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ انسان کو اطمینان حاصل ہو جائے اور اگر اسے ان نقشوں کے واقع کے مطابق ہونے کا اطمینان نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ احتیاط کرے، اور اس وقت تک انتظار کرے جب اسے وقت شرعی کے داخل ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

س ۳۵۱: صبح صادق اور صبح کاذب کے مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور اس سلسلہ میں نمازی کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: نماز اور روزے کے وقت کا شرعی معیار، صبح صادق ہے اور اس کی تشخیص خود مکلف کی ذمہ داری ہے۔

س ۳۵۲: ایک اسکول جس میں پورے دن کلاسیں ہوتی ہیں۔ اس کے ذمہ دار حضرات ظہرین کی جماعت کو دو بجے ظہر کے بعد اور عصر کی کلاسیں شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے منعقد کراتے ہیں۔ تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ صبح کی کلاسوں کے دروس اذان ظہر سے تقریباً پون گھنٹہ پہلے ختم ہو جاتے ہیں اور ظہر شرعی تک طلباء کو ٹھہرانا مشکل ہے، لہٰذا اول وقت میں نماز ادا کرنے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر نماز کے اول وقت میں طلاب حاضر نہیں ہیں تو نماز گزاروں کی خاطر نماز جماعت کی تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۵۳: کیا اذان ظہر کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا اور وقت نماز عصر کے شروع ہونے کے بعد نماز عصر کا پڑھنا واجب ہے؟ اور اسی طرح کیا نماز مغرب وعشاء کو بھی اپنے اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہے؟

ج: دو نمازوں کے وقت کے داخل ہونے کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ وہ دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھے یا ہر ایک کو اس کی فضیلت کے وقت میں پڑھے۔

س ۳۵۴: کیا چاندنی راتوں میں نماز صبح کے لئے ۱۵ منٹ سے ۲۰ منٹ تک کا انتظار کرنا واجب ہے؟ جبکہ آجکل گھڑیوں کی فراوانی کی وجہ سے طلوع فجر کا یقین حاصل کرنا ممکن ہے؟

ج: طلوع فجر جو نماز صبح اور روزہ شروع ہونے کا وقت ہے کے سلسلے میں چاندنی راتوں یا اندھیری راتوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اگرچہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۳۵۵: صوبوں کے درمیان افق کے اختلاف کی وجہ سے اوقات شرعیہ کی مقدار میں جو اختلاف پیدا ہوتا ہے کیا وہ یومیہ واجب نمازوں کے تین اوقات میں ایک جیسا ہے؟ مثال کے طور پر اگر دو صوبوں میں ظہر کے وقت میں ۲۵ منٹ کا اختلاف ہو تو کیا دوسرے اوقات میں بھی اتنا ہی اور اسی مقدار میں اختلاف ہوگا یا صبح اور عشاء میں یہ مختلف ہو گا؟

ج: فقط طلوع فجر، زوال آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت کے فرق کی مقدار کے ایک جیسا ہونے کا لازمی نتیجہ یہ نہیں ہے کہ باقی اوقات میں بھی اتنا ہی فرق اور فاصلہ ہو، بلکہ مختلف شہروں میں غالباً تینوں اوقات کا اختلاف متفاوت ہوتا ہے۔

س ۳۵۶: اہل سنت نماز مغرب کو مغرب شرعی سے پہلے پڑھتے ہیں، کیا ہمارے لئے ایام حج وغیرہ میں ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور اسی نماز پر اکتفا کر لینا جائز ہے؟

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ ان کی نماز وقت سے پہلے ہوتی ہے، اور ان کی جماعت میں شرکت کرنے اور ان کی اقتدا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ نماز کافی ہے، لیکن وقت نماز کا درک کرنا ضروری ہے، مگر یہ کہ وقت بھی تقیہ کے موارد میں سے ہو۔

س ۳۵۷: ڈنمارک اور ناروے میں صبح کے سات بجے سورج نکلتا ہے اور آسمان پر عصر تک تقریبا بارہ گھنٹے تک چمکتا رہتا ہے جبکہ دوسرے ممالک میں اس وقت رات ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں میری نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز پنجگانہ اور روزے کے اوقات کے لحاظ سے انسان کے لئے اسی جگہ کے افق کا خیال رکھنا واجب ہے جہاں وہ رہائش پذیر ہے اور اگر دن کے طولانی ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا غیر مقدور یا شاق ہو تو اس وقت ادائے روزہ ساقط

ہے اور بعد میں اس کی قضا واجب ہے۔

س ۳۵۸: سورج کی شعاعیں تقریباً سات منٹ میں زمین تک پہنچتی ہیں تو کیا نماز صبح کے وقت کے ختم ہونے کا معیار طلوع آفتاب ہے یا اس کی شعاعوں کا زمین تک پہنچنا؟

ج: معیار، طلوع آفتاب اور اس کا نماز گزار کے افق میں دیکھا جانا ہے۔

س ۳۵۹: ذرائع ابلاغ ہر روز، آنے والے دن کے شرعی اوقات کا اعلان کرتے ہیں، کیا ان پر اعتماد کرنا جائز ہے اور ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ نشر ہونے والی اذان کو وقت کے داخل ہوجانے کا معیار بنایا جاسکتا ہے؟

ج: اگر اس سے مکلف کو وقت کے داخل ہوجانے کا اطمینان حاصل ہوجائے تو اعتماد کرسکتا ہے۔

س ۳۶۰: کیا اذان کے شروع ہوتے ہی نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے یا اذان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا واجب ہے اور اس کے بعد نماز کو شروع کرنا چاہیے؟ اور اسی طرح کیا اذان کے شروع ہوتے ہی روزہ دار کیلئے افطار کرنا جائز ہے یا یہ کہ اس پر اذان کے ختم ہونے تک انتظار کرنا واجب ہے؟

ج: اگر اس بات کا یقین ہو کہ وقت داخل ہوجانے کے بعد اذان شروع ہوئی ہے تو آخر اذان تک انتظار کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۳۶۱: کیا اس شخص کی نماز صحیح ہے جس نے دوسری نماز کو پہلی نماز پر مقدم کردیا ہو، جیسے عشاء کو مغرب پر مقدم کیا ہو۔

ج: اگر غلطی یا غفلت کی وجہ سے نماز کو مقدم کیا ہو اور پوری نماز پڑھ چکا ہو تو اس کے صحیح ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن اگر اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو تو وہ نماز باطل ہے۔

س ۳۶۲: نماز عصر کا وقت اذان مغرب تک ہے یا غروب آفتاب تک؟ نیز نماز عشاء اور منیٰ میں رات بسر کرنے (بیتوتہ) کیلئے شرعی طور پر آدھی رات کونسا وقت ہے؟

ج: نماز عصر کا آخری وقت غروب آفتاب تک ہے اور احتیاط یہ ہے کہ نماز مغرب وعشاء وغیرہ کیلئے اول غروب سے اذان صبح تک رات شمار کریں لہٰذا ظہر شرعی کے تقریباً سوا گیارہ گھنٹے بعد نماز مغرب وعشاء کا آخری وقت ہے لیکن منیٰ میں رات گزارنے کیلئے غروب سے طلوع آفتاب تک رات شمار کریں۔

س ۳۶۳: جو شخص نماز عصر کے اثناء میں متوجہ ہے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو اس کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اس خیال سے نماز عصر میں مشغول ہو کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے اور پھر نماز کے دوران متوجہ ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی اور ہو بھی ظہر وعصر کے مشترکہ وقت میں تو فوراً اپنی نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹالے اور نماز کو مکمل کرے

اوراس کے بعد نماز عصر پڑھے لیکن اگر یہ نماز ظہر کے مخصوص وقت [1] میں ہوتو احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنی نیت کو نماز ظہر کی طرف پلٹالے اور نماز کو مکمل کرے اوراس کے بعد ظہر وعصر کی دونوں نمازوں کو ترتیب کے ساتھ انجام دے اور نماز مغرب وعشاء کے بارے میں بھی ایسا ہی حکم ہے۔

قبلہ کے احکام

س ۳۶۴: درج ذیل سوالوں کے جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔بعض فقہی کتابوں میں ذکر ہے کہ خرداد کی چوتھی اور تیر کی چھبیسویں تاریخ بمطابق ۲۵ مئی اور ۱۷ جولائی کو سورج عمودی طور پر خانہ کعبہ کے اوپر ہوتا ہے،تو کیا اس صورت میں جس وقت مکہ میں اذان ہوتی ہے اس وقت شاخص نصب کر کے جہت قبلہ کو معین کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر مسجدوں کے محراب کے قبلہ کی جہت،شاخص کے سایہ سے مختلف ہو تو کس کو صحیح سمجھا جائے گا؟

۲۔کیا قطب نما پر اعتماد کرنا صحیح ہے؟

ج: شاخص اور قطب نما کے ذریعہ اگر مکلف کو جہت قبلہ کا اطمینان حاصل ہو جائے تو اس پر اعتماد کرنا صحیح ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے، ورنہ تو جہت قبلہ کے تعین کیلئے مسجدوں کے محراب اور مسلمانوں کی قبروں پر اعتماد کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۶۵: جب جنگ میں شدید لڑائی جہت قبلہ کی تعیین میں مانع ہو تو کیا کسی بھی طرف رخ کر کے نماز کا پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اگر کسی طرف کا گمان نہ ہو اور وقت بھی ہو تو چاروں طرف نماز پڑھی جائے، ورنہ جتنا وقت ہو اس کے مطابق جس سمت میں قبلہ کا احتمال ہے اس کی طرف نماز پڑھے۔

س۳۶۶: اگر کرہ زمین کی دوسری سمت میں خانہ کعبہ کا بالکل مقابل والا نقطہ دریافت ہو جائے، اسطرح کہ اگر ایک خط مستقیم زمین کعبہ کے وسط سے کرہ ارض کو چیرتا ہوا مرکز زمین سے گزرے تو دوسری طرف اس نقطہ سے نکل جائے تو

---

[1] ظہر کا مخصوص وقت اول ظہر سے لے کر اتنا وقت ہے کہ جس میں نماز پڑھی جا سکے یعنی جس میں غیر مسافر چار رکعتیں اور مسافر دو رکعتیں پڑھ سکے۔

اس نقطہ پر قبلہ رخ کیسے کھڑے ہوں گے؟

ج: قبلہ رخ ہونے کا معیار یہ ہے کہ کرۂ زمین کی سطح سے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرے، اس طرح کہ جو شخص روئے زمین پر ہے، وہ اس کعبہ کی طرف رخ کرے جو مکہ مکرمہ میں سطح زمین پر بنا ہوا ہے اس بنا پر اگر وہ زمین کے کسی ایسے نقطے پر کھڑا ہو جہاں سے چاروں سمتوں میں کھینچے جانے والے خطوط مساوی مسافت کے ساتھ کعبہ تک پہنچتے ہوں تو اسے اختیار ہے کہ جس طرف چاہے رخ کر کے نماز پڑھے، لیکن اگر کسی سمت کے خط کی مسافت اتنی تھوڑی ہو کہ اس کی بنا پر عرفی لحاظ سے قبلہ رخ ہونا مختلف ہو جائے تو انسان پر واجب ہے کہ تھوڑے فاصلے والی سمت کا انتخاب کرے۔

س ۳۶۷: جس جگہ ہم جہت قبلہ کو نہ جانتے ہوں اور کسی جہت کا گمان بھی نہ ہو تو ایسی جگہ پر ہمیں کیا کرنا چاہیے یعنی کس سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں؟

ج: بنابر احتیاط چاروں طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور اگر چار نمازوں کا وقت نہیں ہو تو جتنی نمازوں کا وقت ہے اتنی ہی پڑھے۔

س ۳۶۸: قطب شمالی اور قطب جنوبی میں قبلہ کی سمت کو کس طرح معین کیا جائے گا؟ اور کس طرح نماز پڑھی جائے گی؟

ج: قطب شمالی و جنوبی میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا معیار نماز گزار کی جگہ سے کعبہ تک کا سب سے چھوٹا خط ہے اور اس خط کے معین ہو جانے کے بعد اسی رخ پر نماز پڑھی جائے گی۔

نماز گزار کے مکان کے احکام

س ۳۶۹: وہ مقامات جن کو ظالم حکومتوں نے غصب کر لیا ہے، کیا وہاں بیٹھنا، نماز پڑھنا اور گزرنا جائز ہے؟

ج: اگر غصبی ہونے کا علم ہو تو ان مقامات کا حکم، غصبی چیزوں جیسا ہے۔

س ۳۷۰: اس زمین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جو پہلے وقف تھی اور پھر حکومت نے اس پر تصرف کر کے اس میں اسکول بنا دیا ہو؟

ج: اگر اس بات کا قابل اعتنا احتمال ہو کہ اس میں تصرف کرنا شرعی لحاظ سے جائز تھا تو اس جگہ نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۳۷۱: اگر کوئی شخص ایک مدت تک غیر مخمس جانماز یا لباس میں نماز پڑھے تو اس کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر وہ نہ جانتا تھا کہ ان چیزوں میں خمس ہے یا ان پر تصرف کے حکم سے ناواقف رہا ہو تو جو نمازیں اس نے ان میں پڑھی ہیں، صحیح ہیں۔

س ۳۷۲: کیا یہ بات صحیح ہے کہ نماز میں مردوں کا عورتوں سے آگے ہونا واجب ہے؟
ج: اگر عورت اور مرد کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو تو عورت کے مرد سے آگے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۷۳: مسجدوں میں امام خمینی اور شہدائے انقلاب کی تصویریں لگانے کا کیا حکم ہے، جبکہ امام خمینی مساجد میں اپنی تصویروں کے لگانے پر راضی نہ تھے، اسی طرح اس سلسلہ میں کراہت پر دلالت کرنے والے اقوال بھی موجود ہیں؟
ج: کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر یہ تصویریں مسجد کے حال کے اندر ہوں تو بہتر ہے کہ نماز کے وقت انہیں کسی طریقے سے ڈھانپ دیا جائے۔

س ۳۷۴: ایک شخص سرکاری مکان میں رہتا ہے، اب اس میں اس کے رہنے کی مدت ختم ہو گئی ہے اور مکان خالی کرنے کیلئے اس کے پاس نوٹس بھیجا گیا ہے، لہٰذا خالی کرنے کی مقررہ تاریخ کے بعد اس مکان میں اس کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر مقررہ تاریخ کے بعد متعلقہ حکام کی طرف سے اس مکان میں رہنے کی اجازت نہ ہو تو اس کے لئے اس میں تصرف کرنا غصب کرنے کے حکم میں ہے۔

س ۳۷۵: جس جائے نماز پر تصویریں اور سجدہ گاہ پر نقش ونگار بنے ہوئے ہوں، کیا ان پر نماز پڑھنا مکروہ ہے؟
ج: بذات خود اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس سے شیعوں پر تہمت لگانے والوں کے لئے بہانہ فراہم ہوتا ہو تو ایسی چیزیں بنانا اور ان پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر اس سے توجہ ہٹ جائے یا نماز میں حضور قلب نہ رہے تو مکروہ ہے۔

س ۳۷۶: اگر نماز پڑھنے کی جگہ پاک نہ ہو، لیکن سجدہ کی جگہ پاک ہو تو کیا نماز صحیح ہے؟
ج: اگر اس جگہ کی نجاست لباس یا بدن میں سرایت نہ کرے اور سجدہ کی جگہ پاک ہو تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۷۷: ہمارے دفتر کی موجودہ عمارت پرانے قبرستان پر بنائی گئی ہے۔ تقریباً چالیس سال سے اس میں مردے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا تھا اور تیس سال پہلے اس عمارت کی بنیاد پڑی ہے۔ اب پوری زمین پر دفتر کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور اس وقت قبرستان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ کیا ایسے دفتر میں اس کے کارکنوں کی نمازیں شرعی اعتبار سے صحیح

ہیں یا نہیں؟

ج: اس میں تصرف کرنے اور نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ شرعی طریقے سے ثابت ہو جائے کہ یہ جگہ جہاں مذکورہ عمارت بنائی گئی ہے، میت دفن کرنے کے لئے وقف کی گئی تھی اور اس میں غیر شرعی طریقے سے تصرف کر کے عمارت بنائی گئی ہے۔

س ۳۷۸: مؤمن نوجوانوں نے امر بالمعروف کی خاطر ہفتے میں ایک یا دو دن سیر گاہوں میں نماز قائم کرنے کا پروگرام بنایا ہے، لیکن بعض افراد نے اعتراض کیا ہے کہ سیر گاہوں کی ملکیت واضح نہیں ہے، لہٰذا ان جگہوں پر نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: موجودہ سیر گاہوں وغیرہ کو نماز قائم کرنے کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور غصب کے فقط احتمال کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔

س ۳۷۹: ہمارے شہر میں دو ملی ہوئی مسجدیں تھیں جن کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا، کچھ دنوں پہلے بعض مؤمنین نے دونوں مسجدوں کو ایک دوسرے سے ملانے کے لئے درمیانی دیوار کے اچھے خاصے حصے کو گرا دیا ہے، اب یہ اقدام بعض لوگوں کے لئے شک وشبہ کا سبب بنا ہوا ہے اور وہ ان مسجدوں میں نماز نہیں پڑھ رہے ہیں اور اب تک وہ اس بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ فرمائیں اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟

ج: دونوں مسجدوں کے درمیان کی دیوار کو گرانے سے ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

س ۳۸۰: شاہراہوں پر ہوٹلوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی بھی جگہ ہوتی ہے، پس اگر کوئی شخص اس ہوٹل میں کھانا نہ کھائے تو کیا اس کیلئے وہاں نماز پڑھنا جائز ہے یا اجازت لینا واجب ہے؟

ج: اگر اس بات کا احتمال ہو کہ نماز کی جگہ ہوٹل والے کی ملکیت ہے اور یہ صرف ان لوگوں کے نماز پڑھنے کیلئے ہے جو اس ہوٹل میں کھانا کھائیں، تو اجازت لینا واجب ہے۔

س ۳۸۱: جو شخص غصبی زمین میں نماز پڑھے، لیکن اس کی نماز، جائے نماز یا تختے پر ہو تو کیا اس کی نماز باطل ہے یا صحیح؟

ج: غصبی زمین پر پڑھی جانے والی نماز باطل ہے خواہ وہ جائے نماز یا تخت پر ہی کیوں نہ پڑھی جائے۔

س ۳۸۲: موجودہ حکومت کے زیر تصرف اداروں اور کمپنیوں میں بعض افراد ایسے ہیں جو یہاں پر قائم ہونے والی نماز جماعت میں شرکت نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عمارتیں ان کے مالکوں سے شرعی عدالت کے فیصلہ پر ضبط کی گئی ہیں۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں آپ اپنے فتوے سے مطلع فرمائیں؟

ج: اگر یہ احتمال ہو کہ ضبط کرنے کا حکم ایسے قاضی نے دیا تھا جس کو قانونی حیثیت حاصل تھی اور اس نے شرعی اور قانونی

تقاضوں کے مطابق ضبط کرنے کا حکم دیا تھا تو شرعاً اس کا عمل صحیح تھا، لہٰذا ایسی صورت میں اس مکان میں تصرف کرنا جائز ہے اور اس پر غصب کا حکم نافذ نہیں ہوگا۔

س ۳۸۳: اگر امام بارگاہ کے پڑوس میں مسجد ہو تو کیا امام بارگاہ میں نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے؟ اور کیا دونوں جگہوں کا ثواب مساوی ہے؟

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت دوسری جگہوں پر نماز پڑھنے سے زیادہ ہے لیکن امام بارگاہ یا دوسری جگہوں پر نماز جماعت قائم کرنے میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۳۸۴: جس جگہ حرام موسیقی بج رہی ہو کیا وہاں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اگر وہاں نماز پڑھنا حرام موسیقی سننے کا سبب بنے تو اس جگہ ٹھہرنا جائز نہیں ہے، لیکن نماز صحیح ہے اور اگر موسیقی کی آواز نماز سے توجہ ہٹانے کا سبب بنے تو اس جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

س ۳۸۵: ان لوگوں کی نماز کا کیا حکم ہے جن کو کشتی کے ذریعہ خاص ڈیوٹی پر بھیجا جاتا ہے اور سفر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور اگر وہ اسی وقت نماز نہ پڑھیں تو پھر وہ وقت کے اندر نماز نہیں پڑھ سکیں گے؟

ج: مذکورہ صورت میں ان پر واجب ہے جس طرح ممکن ہو نماز پڑھیں اگر چہ کشتی میں ہی پڑھنی پڑے۔

مسجد کے احکام

س ۳۸۶: اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا مستحب ہے، کیا اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے شہر کی جامع مسجد جانے میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر اپنے محلہ کی مسجد چھوڑنا دوسری مسجد میں نماز جماعت میں شرکت کے لئے ہو خصوصاً شہر کی جامع مسجد میں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۸۷: اس مسجد میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جس کے بانی یہ کہتے ہیں کہ یہ مسجد ہم نے اپنے لئے اور اپنے قبیلہ والوں کے لئے بنائی ہے؟

ج: مسجد جب مسجد کے عنوان سے تعمیر کی جائے تو قوم، قبیلہ اور اشخاص سے مخصوص نہیں رہتی بلکہ اس سے تمام مسلمان استفادہ کر سکتے ہیں۔

س ۳۸۸: عورتوں کے لئے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟

ج: مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت مردوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔

س ۳۸۹: دور حاضر میں مسجد الحرام اور صفا و مروہ کی جائے سعی کے درمیان تقریباً آدھا میٹر اونچی اور ایک میٹر چوڑی دیوار ہے یہ مسجد اور جائے سعی کے درمیان مشترک دیوار ہے، کیا وہ عورتیں اس دیوار پر بیٹھ سکتی ہیں جن کے لئے ایام عادت کے دوران مسجد الحرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں، مگر جب یقین ہو جائے کہ وہ مسجد کا جز ہے۔

س ۳۹۰: کیا محلہ کی مسجد میں ورزش کرنا اور سونا جائز ہے؟ اور اس سلسلہ میں دوسری مساجد کا کیا حکم ہے؟

ج: مسجد ورزش گاہ نہیں ہے اور جو کام مسجد کے شایان شان نہیں ہیں انہیں مسجد میں انجام دینے سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور مسجد میں سونا مکروہ ہے۔

س ۳۹۱: کیا مسجد کے ہال میں جوانوں کی فکری، ثقافتی اور عسکری (عسکری تعلیم کے ذریعے) ارتقاء کیلئے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ اور اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ان کاموں کے مراکز کم ہیں انہیں مسجد کے ایوان میں انجام دینے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ج: یہ چیزیں مسجد کے صحن و ایوان کے وقف کی کیفیت سے مربوط ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مسجد کے امام جماعت اور انتظامیہ کی رائے حاصل کرنا واجب ہے البتہ امام جماعت اور انتظامیہ کے تحت نظر جوانوں کو مساجد میں جمع کرنا اور دینی کلاسیں لگانا مستحسن اور مطلوب فعل ہے۔

س ۳۹۲: بعض علاقوں، خصوصاً دیہاتوں میں لوگ مساجد میں شادی کا جشن منعقد کرتے ہیں یعنی وہ رقص اور گانا تو گھروں میں کرتے ہیں لیکن صبح یا شام کا کھانا مسجد میں کھلاتے ہیں۔ شریعت کے لحاظ یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مہمانوں کو مسجد میں کھانا کھلانے میں فی نفسہ کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۳۹۳: قومی کوآپریٹیو کمپنیاں رہائش کے لئے فلیٹ اور کالونیاں بناتی ہیں۔ شروع میں اس بات پر اتفاق ہوتا ہے کہ ان فلیٹوں میں عمومی مقامات جیسے مسجد وغیرہ ہوں گے لیکن اب جب گھر حصص والوں کو دے دیئے گئے ہیں کیا ان میں سے بعض کے لئے جائز ہے کہ وہ قرارداد کو توڑ دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم مسجد کی تعمیر کے لئے راضی نہیں ہیں؟

ج: اگر کمپنی اپنے تمام ممبران کی موافقت سے مسجد کی تعمیر کا اقدام کرے اور مسجد تیار ہو جانے کے بعد وقف ہو جائے تو اپنی پہلی رائے سے بعض ممبران کے پھر جانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر مسجد کے شرعی طور پر وقف ہونے سے قبل بعض ممبران اپنی سابقہ موافقت سے پھر جائیں تو ان کے اموال کے ساتھ تمام اعضاء کی مشترکہ ممبران

زمین میں ان کی رضامندی کے بغیر مسجد تعمیر کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کمپنی کے تمام ممبران سے عقد لازم کے ضمن میں یہ شرط کر لی گئی ہو کہ مشترک زمین کا ایک حصہ مسجد کی تعمیر کے لئے مخصوص کیا جائے گا اور تمام ممبران نے اس شرط کو قبول کیا ہو اس صورت میں انہیں اپنی رائے سے پھرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ ان کے پھرنے سے کوئی اثر پڑ سکتا ہے۔

س ۳۹۴: غیر اسلامی تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم نے مسجد میں ابتدائی اور مڈل کلاسوں کے تیس لڑکوں کو گروہ فکری کی شکل میں جمع کیا ہے اس گروہ کے افراد کو عمر و فکری استعداد کے مطابق قرآن کریم، احکام اور اسلامی اخلاق کا درس دیا جاتا ہے۔ اس کام کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ لوگ آلہ موسیقی جسے "ارگن" کہا جاتا ہے، استعمال کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور شرعی قوانین کی رعایت کرتے ہوئے مسجد میں اس کی مشق کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مسجد میں قرآن کریم، احکام اور اسلامی اخلاق کی تعلیم دینے اور مذہبی و انقلابی ترانوں کی تمرین کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن بہر حال مسجد کے شان و مقام اور تقدس کی رعایت کرنا واجب ہے اور نمازیوں کیلئے مزاحمت پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔ تہذیبی اور ثقافتی یلغار کا مقابلہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا، موسیقی کے آلات سے استفادہ پر موقوف نہیں ہے خصوصاً مسجد میں۔

س ۳۹۵: کیا مسجد میں ان لوگوں کو جو قرآن کی تعلیم کے لئے شرکت کرتے ہیں، ایسی فلمیں دکھانے میں کوئی حرج ہے جن کو ایران کی وزارت ثقافت نے جاری کیا ہو؟

ج: مسجد کو فلم دکھانے کی جگہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت اور مسجد کے پیش نماز کی نگرانی میں مفید محتویٰ والی مذہبی اور انقلابی فلمیں دکھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۳۹۶: کیا ائمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت کے موقع پر مسجد سے فرح بخش موسیقی کے نشر کرنے میں کوئی شرعی اشکال ہے؟

ج: واضح رہے کہ مسجد ایک خاص شرعی مقام رکھتی ہے، پس اس میں موسیقی نشر کرنا اگر اس کی عظمت کے منافی ہو تو حرام ہے، اگرچہ موسیقی مطرب نہ بھی ہو۔

س ۳۹۷: مساجد کے لاؤڈ اسپیکر، جس کی آواز مسجد کے باہر سنی جاتی ہے، کا استعمال کب جائز ہے؟ اور اذان سے قبل اس پر تلاوت اور انقلابی ترانے نشر کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جن اوقات میں محلہ والوں اور ہمسایوں کے لئے تکلیف و آزار کا سبب نہ ہو ان میں اذان سے قبل چند منٹ تلاوت قرآن نشر کرنے میں اشکال نہیں ہے۔

س ۳۹۸: جامع مسجد کی تعریف کیا ہے؟

ج: وہ مسجد جو شہر میں تمام اہل شہر کے اجتماع کے لئے بنائی جاتی ہے اور کسی خاص گروہ سے مخصوص نہیں ہوتی ہے۔

س ۳۹۹: تین سال سے ایک مسجد کا چھت والا حصہ ویران پڑا تھا اس میں نماز نہیں ہوتی تھی اور وہ کھنڈر بن چکا تھا، اس کا ایک حصہ سٹور کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے رضا کاروں نے کہ جو تقریباً پندرہ سال سے اس چھت والے حصے میں مستقر ہیں اس میں کچھ تعمیراتی کام کیا ہے کیونکہ اس کی حالت بہت ہی غیر مناسب تھی اور اس کی چھت گرنے کے قریب تھی اور چونکہ یہ لوگ مسجد کے شرعی احکام سے ناواقف تھے اور جو لوگ جانتے تھے انہوں نے بھی ان کی راہنمائی نہیں کی۔ لہٰذا انہوں نے چھت والے حصے میں چند کمرے تعمیر کرائے کہ جن پر خطیر رقم خرچ ہوئی اب تعمیر کا کام اختتام پر ہے۔ برائے مہربانی درج ذیل موارد میں حکم شرعی سے مطلع فرمائیں:

۱۔ فرض کیجئے اس کام کے بانی اور اس پر نگران کمیٹی کے اراکین مسئلہ سے ناواقف تھے تو کیا یہ لوگ بیت المال سے خرچ کئے جانے والی رقم کے ضامن ہیں؟ اور وہ گناہگار ہیں یا نہیں؟

۲۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ رقم بیت المال سے خرچ ہوئی ہے۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ جب تک مسجد کو اس حصہ کی ضرورت نہیں ہے اور اس میں نماز قائم نہیں ہوتی ان کمروں سے مسجد کے شرعی احکام وحدود کی رعایت کرتے ہوئے قرآن واحکام شریعت کی تعلیم اور مسجد کے دیگر امور کے لئے استفادہ کیا جائے یا ان کمروں کو فوراً گرا دینا واجب ہے؟

ج: مسجد کے چھت والے حصہ میں بنے ہوئے کمروں کو منہدم کر کے اس کو سابقہ حالت پر لوٹانا واجب ہے اور خرچ شدہ رقم کے بارے میں اگر افراط وتفریط نہ ہوئی ہو یا جان بوجھ کر ایسا نہ کیا گیا ہو تو معلوم نہیں ہے کہ اس کا کوئی ضامن ہو اور مسجد کے چھت والے حصہ میں قرائت قرآن، احکام شرعی، اسلامی معارف کی تعلیم اور دوسرے دینی و مذہبی پروگرام منعقد کرنے میں اگر نماز گزاروں کے لئے زحمت نہ ہو اور امام جماعت کی نگرانی میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور امام جماعت، رضا کاروں اور مسجد کے دوسرے ذمہ دار حضرات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا واجب ہے تا کہ مسجد میں رضا کاروں کا وجود بھی مستمر رہے اور مسجد کے عبادی فرائض جیسے نماز وغیرہ میں بھی خلل واقع نہ ہو۔

س ۴۰۰: ایک سڑک کی توسیع کے منصوبے میں متعدد مساجد آتی ہیں۔ منصوبہ کے اعتبار سے بعض مسجدیں پوری منہدم ہوتی ہیں اور بعض کا کچھ حصہ گرایا جائے گا تا کہ ٹریفک کی آمد ورفت میں آسانی ہو برائے مہربانی اس سلسلے میں اپنی رائے بیان فرمائیں؟

ج: مسجد یا اس کے کسی حصہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے مگر ایسی مصلحت کی بناء پر کہ جس سے چشم پوشی ممکن نہ ہو۔

س ۴۰۱: کیا مساجد کے وضو کے لئے مخصوص پانی کو مختصر مقدار میں اپنے ذاتی استعمال میں لانا جائز ہے مثلاً دوکاندار

پینے، چائے بنانے یا موٹر گاڑی میں ڈالنے کے لئے اس سے استفادہ کریں واضح رہے اس مسجد کا واقف کوئی ایک شخص نہیں ہے جو اس سے منع کرے؟

ج: اگر معلوم نہ ہو کہ یہ پانی صرف نماز گزاروں کے وضو کے لئے وقف ہے اور اس محلہ کے عرف میں یہ رائج ہو کہ اس کے ہمسایہ اور راہ گیر اس کے پانی سے استفادہ کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر چہ اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۴۰۲: قبرستان کے پاس ایک مسجد ہے اور جب بعض مؤمنین قبور کی زیارت کے لئے آتے ہیں تو وہ اپنے کسی عزیز کی قبر پر پانی چھڑکنے کے لئے اس مسجد سے پانی لیتے ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ پانی مسجد کے لئے وقف ہے یا عمومی استفادہ کیلئے ہے اور بالفرض اگر یہ مسجد کے لئے وقف نہ ہو تو معلوم نہیں ہے کہ یہ وضو اور طہارت کے ساتھ مخصوص ہے یا نہیں۔ تو کیا اسے قبر پر چھڑکنا جائز ہے؟

ج: ان قبور پر پانی چھڑکنے کیلئے مسجد کے پانی سے استفادہ کرنا کہ جو اس سے باہر ہیں اگر لوگوں میں رائج ہو اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرے اور اس بات پر کوئی دلیل نہ ہو کہ پانی صرف وضو اور طہارت کے لئے وقف ہے تو اس استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۳: اگر مسجد میں تعمیراتی کام کی ضرورت ہو تو کیا حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ضروری ہے؟

ج: اگر مسجد کی تعمیر خیرات دینے والے افراد کے مال سے کرنا ہو تو اس میں حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۴۰۴: کیا میں یہ وصیت کر سکتا ہوں کہ مرنے کے بعد مجھے محلہ کی اس مسجد میں دفن کیا جائے: جس کے لئے میں نے بہت کوششیں کی تھیں کیونکہ میں چاہتا ہوں مجھے اس مسجد کے اندر یا اس کے صحن میں دفن کیا جائے؟

ج: اگر صیغہ وقف جاری کرتے وقت مسجد میں میت دفن کرنے کو مستثنیٰ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دفن کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی وصیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ۴۰۵: ایک مسجد تقریباً بیس سال پہلے بنائی گئی ہے اور اسے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام مبارک سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ معلوم نہیں ہے کہ مسجد کا نام صیغہ وقف میں ذکر کیا گیا ہے یا نہیں تو مسجد کا نام مسجد صاحب زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بجائے بدل کر جامع مسجد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف مسجد کا نام بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۶: جن مساجد میں مومنین کے عطیوں اور مساجد کی خاص نذور سے بجلی اور ائر کنڈیشنر کے سسٹم کا انتظام کیا جاتا ہے جب محلہ والوں میں سے کوئی مر جاتا ہے تو ان میں اس کے فاتحہ کی مجلس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور مجلس میں مسجد کی بجلی

اورائر کنڈیشنر وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن مجلس کرنے والے اس کا پیسہ ادا نہیں کرتے شرعی نقطہ نظر سے یہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: مسجد کے وسائل سے فاتحہ کی مجلس وغیرہ میں استفادہ کرنا وقف ونذر کی کیفیت پر موقوف ہے۔

س ۴۰۷: گاؤں میں ایک نئی مسجد ہے جو پرانی مسجد کی جگہ بنائی گئی ہے موجودہ مسجد کے ایک کنارے پر کہ جس کی زمین پرانی مسجد کا جزء ہے، مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر چائے وغیرہ بنانے کے لئے ایک کمرہ تعمیر کیا گیا ہے اور اسی طرح مسجد کی نیم چھت جو کہ مسجد کے ہال کے اندر ہے پر ایک لائبریری بنائی گئی ہے، برائے مہربانی اس سلسلہ میں اپنی رائے بیان فرمائیں؟

ج: سابق مسجد کی جگہ پر چائے خانہ بنانا صحیح نہیں ہے اور اس جگہ کو دوبارہ مسجد کی حالت میں بدلنا واجب ہے مسجد کے ہال کے اندر کی نیم چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے اور اس پر مسجد کے تمام شرعی احکام وآثار مترتب ہوں گے لیکن اس میں کتابوں کی الماریاں رکھنے اور مطالعہ کے لئے وہاں جمع ہونے میں، اگر نمازگزاروں کے لئے مزاحمت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۰۸: اس مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد گرنے والی ہے لیکن فی الحال اسے منہدم کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ وہ راستہ میں رکاوٹ نہیں ہے کیا مکمل طور پر اس مسجد کو منہدم کرنا جائز ہے؟ اس مسجد کا کچھ اثاثہ اور پیسہ بھی ہے یہ چیزیں کس کو دی جائیں؟

ج: مسجد کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے اور کلی طور پر مسجد کا خرابہ بھی مسجد کے حکم میں ہی ہوتا ہے، اور مسجد کے اثاثہ ومال کو اگر اس کی خود اس مسجد کو ضرورت نہیں ہے تو استفادہ کے لئے دوسری مسجدوں میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

س ۴۰۹: کیا مسجد کے صحن کے ایک گوشہ میں مسجد کی عمارت میں کسی تصرف کے بغیر، میوزیم بنانے میں کوئی شرعی حرج ہے جیسا کہ آج کل مسجد کے اندر لائبریری بنادی جاتی ہے؟

ج: اگر صحنِ مسجد کے گوشہ میں لائبریری یا میوزیم بنانا مسجد کے ہال اور صحن کے وقف کی کیفیت کے مخالف یا مسجد کی عمارت میں تغیر کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔ مذکورہ غرض کے لئے بہتر ہے کہ مسجد سے متصل کسی جگہ کا انتظام کیا جائے۔

س ۴۱۰: ایک موقوفہ جگہ میں مسجد، دینی مدرسہ اور عام لائبریری بنائی گئی ہے اور سب کام کر رہے ہیں لیکن اس وقت یہ سب بلدیہ کے توسیع والے نقشہ میں آرہے ہیں جن کا انہدام بلدیہ کے لئے ضروری ہے، ان کے انہدام کے لئے بلدیہ سے کیسے تعاون کیا جائے اور کیسے ان کا معاوضہ لیا جائے تا کہ اس کے عوض نئی اور اچھی عمارت بنائی جا سکے؟

ج: اگر بلدیہ اس کو منہدم کرنے اور معاوضہ دینے کے لئے اقدام کرے اور معاوضہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے

لیکن کسی ایسی اہم مصلحت کے بغیر کہ جس سے چشم پوشی ممکن نہیں ہے موقوفہ مسجد و مدرسہ کو منہدم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۱۱: مسجد کی توسیع کے لئے اس کے صحن سے چند درختوں کو اکھاڑ نا ضروری ہے۔ کیا ان کو اکھاڑ نا جائز ہے، جبکہ مسجد کا صحن کافی بڑا ہے اور اس میں اور بھی بہت سے درخت ہیں؟

ج: اگر درخت کاٹنے کو وقف میں تغیر و تبدیلی شمار نہ کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۲: اس زمین کا کیا حکم ہے جو مسجد کے چھت والے حصے کا جزء تھی، بعد میں بلدیہ کے توسیعی دائرے میں آنے کی وجہ سے مسجد کے اس حصہ کو مجبوراً منہدم کر کے سڑک میں تبدیل کر دیا گیا؟

ج: اگر اس کے پہلی حالت کی طرف پلٹنے کا احتمال بعید ہو تو معلوم نہیں ہے اس پر مسجد کے آثار مرتّب ہوں۔

س ۴۱۳: ایک مسجد منہدم ہو چکی ہے اور اس کے مسجد والے آثار محو ہو چکے ہیں یا اس کی جگہ کوئی اور عمارت بنا دی گئی ہے اور اس کی تعمیر نو کی کوئی امید نہیں ہے مثلاً وہاں کی آبادی ویران ہو گئی ہے اور اس نے وہاں سے نقل مکانی کر لی ہے کیا اس (مسجد والی) جگہ کو نجس کرنا حرام ہے؟ اور اسے پاک کرنا واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں معلوم نہیں ہے کہ اس کا نجس کرنا حرام ہو اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ اسے نجس نہ کیا جائے۔

س ۴۱۴: میں عرصہ سے ایک مسجد میں نماز جماعت پڑھاتا ہوں، اور مسجد کے وقف کی کیفیت کی مجھے اطلاع نہیں ہے، دوسری طرف مسجد کے اخراجات کے سلسلے میں بھی مشکلات درپیش ہیں کیا مسجد کے سرداب کو مسجد کے شایان شان کسی کام کے لئے کرایہ پر دیا جا سکتا ہے؟

ج: اگر سرداب پر مسجد کا عنوان صادق نہیں آتا ہے اور وہ اس کا ایسا جزء بھی نہیں ہے جس کی مسجد کو ضرورت ہو اور اس کا وقف بھی وقف انتفاع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۵: مسجد کے پاس کوئی املاک نہیں ہے جس سے اس کے اخراجات پورے کئے جا سکیں اور مسجد کے ٹرسٹ نے اس کے چھت والے حصے کے نیچے مسجد کے اخراجات پورا کرنے کے لئے ایک تہ خانہ کھود کر اس میں کارگاہ یا دوسرے عمومی مراکز بنانے کا فیصلہ کیا ہے کیا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ج: کارگاہ وغیرہ کی تاسیس کے لئے مسجد کی زمین کو کھودنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۱۶: کیا مسلمانوں کی مساجد میں کفّار کا داخل ہونا مطلقاً جائز ہے خواہ وہ تاریخی آثار کو دیکھنے کیلئے ہی ہو؟

ج: مسجد حرام میں داخل ہونا شرعاً ممنوع ہے اور دیگر مساجد میں داخل ہونا اگر مسجد کی ہتک اور بے حرمتی شمار کی جائے تو جائز نہیں ہے بلکہ دیگر مساجد میں بھی وہ کسی صورت میں داخل نہ ہوں۔

س ۴۱۷: کیا اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے جو کفّار کے ذریعے بنائی گئی ہو؟

ج: کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۸: اگر ایک کافر اپنی خوشی سے مسجد کی تعمیر کے لئے پیسہ دے یا کسی اور طریقہ سے مدد کرے تو کیا اسے قبول کرنا جائز ہے۔

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۱۹: اگر ایک شخص رات میں مسجد میں آ کر سو جائے اور اسے احتلام ہو جائے لیکن جب بیدار ہو تو مسجد سے نکلنے پر قادر نہ ہو تو اس کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اگر وہ مسجد سے نکلنے اور دوسری جگہ جانے پر قادر نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ فوراً تیمّم کرے تا کہ اس کے لئے مسجد میں باقی رہنے کا جواز پیدا ہو جائے۔

دیگر مذہبی مقامات کے احکام

س ۴۲۰: کیا شرعی نقطہ نظر سے امام بارگاہ کو چند معین اشخاص کے نام رجسٹرڈ کرنا جائز ہے؟

ج: دینی مجالس برپا کرنے کے لئے موقوفہ، امام بارگاہ کو کسی کی ملکیت کے طور پر رجسٹرڈ کرنا جائز نہیں ہے اور معین اشخاص کے نام وقف کے طور پر رجسٹرڈ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال بعض معین افراد کے نام کرنے کیلئے بہتر ہے کہ ان تمام افراد کی اجازت لی جائے جنہوں نے اس عمارت کے بنانے میں شرکت کی ہے۔

س ۴۲۱: مسائل کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ مجنب شخص اور حائضہ عورت دونوں کے لئے ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا صرف قبہ کے نیچے کی جگہ حرم ہے یا اس سے ملحق ساری عمارت حرم ہے؟

ج: حرم سے مراد وہ جگہ ہے جو قبہ مبارکہ کے نیچے ہے اور عرف عام میں جس کو حرم اور زیارت گاہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ملحقہ عمارت اور ہال حرم کے حکم میں نہیں ہیں۔ ان میں مجنب و حائضہ کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر یہ کہ ان میں سے کسی کو مسجد بنا دیا گیا ہو۔

س ۴۲۲: قدیم مسجد سے ملحق ایک امام بارگاہ بنائی گئی ہے اور آج کل مسجد میں نماز گزاروں کیلئے گنجائش نہیں ہے، کیا مذکورہ امام بارگاہ کو مسجد میں شامل کر کے اس سے مسجد کے عنوان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟

ج: امام بارگاہ میں نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر امام بارگاہ کو شرعاً صحیح طریقہ سے امام بارگاہ کے عنوان سے وقف کیا گیا ہے تو اسے مسجد میں تبدیل کرنا اور اسے برابر والی مسجد میں مسجد کے عنوان سے ضم کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۴۲۳: کیا اولاد ائمہ میں سے کسی کے مرقد کے لئے نذر میں آئے ہوئے سامان اور فرش کو محلہ کی جامع مسجد میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

ج: اگر یہ چیزیں فرزند امام کے مرقد اور اس کے زائرین کی ضرورت سے زیادہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۲۴: جو عزاخانے حضرت ابوالفضل العباس اور دیگر شخصیات کے نام پر بنائے جاتے ہیں کیا وہ مسجد کے حکم میں ہیں؟ امید ہے کہ ان کے احکام بیان فرمائیں گے۔

ج: امام بارگاہیں اور عزاخانے مسجد کے حکم میں نہیں ہیں۔

نماز گزار کا لباس

س ۴۲۵: جس لباس کی نجاست کے بارے میں شک ہے کیا اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

ج: جس لباس کے نجس ہونے میں شک ہو وہ پاک ہے اور اس میں نماز صحیح ہے۔

س ۴۲۶: میں نے جرمنی میں چمڑے کی ایک بیلٹ خریدی تھی کیا اس کو باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی شرعی اشکال ہے؟ اگر مجھے یہ شک ہو کہ یہ طبیعی کھال کی ہے یا مصنوعی کی اور یہ کہ یہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال کی ہے یا نہیں تو میری ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو میں نے اس میں پڑھی ہیں؟

ج: اگر یہ شک ہو کہ یہ طبیعی کھال کی ہے یا نہیں تو اسے باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر طبیعی کھال ثابت ہونے کے بعد یہ شک ہو کہ وہ تزکیہ شدہ حیوان کی کھال ہے یا نہیں؟ تو وہ نجس نہیں ہے لیکن اس میں نماز صحیح نہیں ہے اور گذشتہ نمازیں جو اس حکم سے ناواقفیت کی بنا پر پڑھی ہیں ان کی قضا نہیں ہے۔

س ۴۲۷: اگر نماز گزار کو یہ یقین ہو کہ اس کے لباس و بدن پر نجاست نہیں ہے اور وہ نماز بجالائے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟

ج: اگر اسے اپنے بدن یا لباس کے نجس ہونے کا بالکل علم نہ ہو اور نماز کے بعد متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر اعادہ یا قضاء واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اثنائے نماز میں اس کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ نجاست کو بغیر ایسا فعل

انجام دینے کے جو نماز کے منافی ہے، دور کر سکتا ہو یا نجس لباس کو اتار سکتا ہو تو اس پر یہی واجب ہے کہ وہ نجاست دور کرے یا نجس لباس اتار دے اور اپنی نماز تمام کرے لیکن اگر نماز کی حالت کو باقی رکھتے ہوئے نجاست دور نہیں کر سکتا اور وقت میں بھی گنجائش ہے تو نماز توڑنا اور پاک لباس اور بدن کے ساتھ نماز بجالانا واجب ہے۔

س ۴۲۸: ایک شخص کچھ مدت تک ایسے حیوان کی کھال میں نماز ادا کرتا رہا ہے جس کا پاک ہونا مشکوک اور جس میں نماز ادا کرنا صحیح نہیں ہے اور کلی طور پر ایسے حیوان کے بارے میں کیا حکم ہے جس کے تذکیہ اور پاک ہونے میں شک ہو

ج: جس حیوان کا ذبح مشکوک ہو اس کا گوشت کھانا حرام اور اس کی کھال میں نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو مردار کا حکم ہے لیکن نجس نہیں ہے اور گذشتہ نمازیں اگر اس حکم سے ناواقفیت کی بنا پر پڑھی ہوں تو صحیح ہیں۔

س ۴۲۹: ایک عورت نماز کے درمیان اپنے بعض بالوں کو کھلا ہوا محسوس کرتی ہے اور فوراً چھپا لیتی ہے اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: جب تک جان بوجھ کر بالوں کو ظاہر نہ کیا ہو اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۴۳۰: ایک شخص پیشاب کے مقام کو مجبوراً کنکری، لکڑی یا کسی اور چیز سے پاک کرتا ہے اور جب گھر لوٹتا ہے تو اسے پانی سے پاک کر لیتا ہے تو کیا نماز کے لئے اندرونی لباس (انڈرویئر) کا بدلنا یا پاک کرنا بھی واجب ہے؟

ج: اگر لباس پیشاب کی رطوبت سے نجس نہ ہوا ہو تو اس کا پاک کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۴۳۱: بیرون ملک سے جو بعض صنعتی آلات منگوائے جاتے ہیں وہ ان غیر ملکی ماہرین کے ذریعہ فٹ کئے جاتے ہیں جو اسلامی فقہ کے اعتبار سے کافر اور نجس ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ان آلات کی فٹنگ گریس اور دوسرے ایسے مواد کے ذریعے انجام پاتی ہے کہ جسے ہاتھ کے ذریعے ڈالا جاتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہ آلات پاک نہیں رہ سکتے اور کام کے دوران ان آلات سے کاریگروں کا لباس اور بدن مس ہوتا ہے اور نماز کے وقت مکمل طور سے لباس و بدن کو پاک نہیں کر سکتے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا فریضہ کیا ہے؟

ج: اس احتمال کے پیش نظر کہ آلات کو فٹ کرنے والا کافر اہل کتاب میں سے ہو جو کہ پاک ہیں یا کام کے وقت وہ دستانہ پہنے ہوئے ہو۔ صرف اس بناء پر کہ آلات کو کافر نے نصب کیا ہے ان کے نجس ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر آلات کی نجاست اور کام کے دوران میں کاریگر کے بدن یا لباس کے سرایت کرنے والی رطوبت کے ساتھ ان آلات کے ساتھ مس ہونے کا یقین ہو جائے تو نماز کے لئے بدن کا پاک کرنا اور لباس کا پاک کرنا یا بدلنا واجب ہے۔

س ۴۳۲: اگر نماز گزار خون سے نجس رومال یا اس جیسی کوئی نجس چیز اٹھائے ہوئے ہو یا اسے جیب میں رکھے ہوئے

ہوتو اس کی نماز صحیح ہے یا باطل؟

ج: اگر رومال اتنا چھوٹا ہو جس سے شرم گاہ نہ چھپائی جاسکے تو اس کے نماز کے دوران ہمراہ ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۳: کیا اس کپڑے میں نماز صحیح ہے جو آج کل کے ایسے عطر سے معطّر کیا گیا ہو جس میں الکحل پایا جاتا ہے؟

ج: جب تک مذکورہ عطر کی نجاست کا علم نہ ہو اس سے معطر کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۳۴: حالت نماز میں عورت پر بدن کی کتنی مقدار کا چھپانا واجب ہے؟ کیا چھوٹی آستین والے لباس پہننے اور جوراب نہ پہننے میں کوئی حرج ہے؟

ج: معیار یہ ہے کہ چہرے کی اتنی مقدار جس کا وضو میں دھونا واجب ہے اور کلائی تک دونوں ہاتھوں اور ٹخنوں تک دونوں پیروں کو چھوڑ کر پورے بدن کو چھپائے چاہے یہ چھپانا ایرانی چادر سے ہی ہو۔

س ۴۳۵: کیا حالت نماز میں عورتوں پر پاؤں کے اوپر والے حصے کو چھپانا بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر نامحرم نہ ہو تو ٹخنوں تک پاؤں کا چھپانا واجب نہیں ہے۔

س ۴۳۶: کیا حجاب پہنتے وقت اور نماز میں ٹھوڑی کو مکمل طور پر چھپانا واجب ہے یا نچلے حصے ہی کو چھپانا کافی ہے اور کیا ٹھوڑی کا اس لئے چھپانا واجب ہے کہ وہ چہرے کی اس مقدار کے چھپانے کا مقدمہ ہے جو شرعاً واجب ہے؟

ج: ٹھوڑی کا نچلا حصہ چھپانا واجب ہے نہ کہ ٹھوڑی کا چھپانا کیونکہ وہ چہرے کا جزء ہے۔

س ۴۳۷: کیا ایسی نجس چیز جو شرمگاہ کو چھپانے کیلئے کافی نہیں ہے کے ساتھ نماز کے صحیح ہونے کا حکم صرف اس حالت سے مخصوص ہے جب انسان اس کے حکم یا موضوع کے سلسلے میں نسیان یا ناواقفیت کی بنا پر اس میں نماز پڑھ لے یا پھر یہ شبہہ موضوعیہ اور شبہہ حکمیہ دونوں کو شامل ہے؟

ج: یہ حکم نسیان یا جہل سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ایسی نجس چیز کہ جو شرمگاہ کو چھپانے کیلئے کافی نہیں ہے، میں علم کی صورت میں بھی نماز صحیح ہے۔

س ۴۳۸: کیا نماز گزار کے لباس پر بلّی کے بال یا اس کے لعاب دہن کا وجود نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے؟

ج: جی ہاں نماز کے باطل ہونے کا سبب ہے۔

سونے، چاندی کا استعمال

س۴۳۹: مردوں کے بارے میں سونے کی انگوٹھی خصوصاً نماز میں پہننے کا کیا حکم ہے؟
ج: کسی حالت میں مرد کیلئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس میں اس کی نماز بھی باطل ہے۔
س۴۴۰: مردوں کے لئے سفید سونے کی انگوٹھی پہننے کا کیا حکم ہے؟
ج: جسے سفید سونا کہا جاتا ہے اگر یہ وہی زرد سونا ہو کہ جس میں کوئی مواد ملا کر اسکے رنگ کو تبدیل کر دیا گیا ہو تو حرام ہے لیکن اگر اس میں سونے کی مقدار اتنی کم ہو کہ عرف عام میں اسے سونا نہ کہا جائے تو اشکال نہیں ہے اور پلاٹینم کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔
س۴۴۱: کیا اس وقت بھی سونا پہننے میں کوئی شرعی اشکال ہے جب وہ زینت کے لئے نہ ہو اور دوسروں کو نظر نہ آئے؟
ج: مردوں کے لئے ہر صورت میں سونا پہننا حرام ہے چاہے اسے زینت کے قصد سے نہ پہنا جائے یا دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا جائے۔
س۴۴۲: مردوں کا تھوڑے سے وقت کے لئے سونا پہننا کیا حکم رکھتا ہے؟ کیونکہ ہم بعض لوگوں کو یہ دعوی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ کم مدت کے لیے جیسے عقد کے وقت سونا پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے؟
ج: مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے، اور تھوڑے یا زیادہ وقت میں کوئی فرق نہیں ہے
س۴۴۳: نماز گزار کے لباس کے احکام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور اس حکم کے پیش نظر کہ مردوں کے لئے سونے سے مزین ہونا حرام ہے، درج ذیل دو سوالوں کے جواب بیان فرمائیں؟

۱۔ کیا سونے سے زینت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کے لئے مطلق طور پر سونے کا استعمال حرام ہے خواہ وہ ہڈی کے آپریشن اور دانت بنوانے کے لئے ہی کیوں نہ ہو؟

۲۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہمارے شہر میں رواج ہے کہ نئے شادی شدہ جوان زرد سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور عام لوگوں کی نظر میں یہ چیز ان کی زینت میں سے شمار نہیں ہوتی، بلکہ یہ اس شخص کے لئے ازدواجی زندگی کے آغاز کی علامت سمجھی جاتی ہے، تو اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: ۱۔ مردوں کے سونا پہننے کے حرام ہونے کا معیار زینت کا صادق آنا نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی طرح اور کسی بھی قصد سے سونا پہننا حرام ہے، چاہے وہ سونے کی انگوٹھی ہو یا ہار یا زنجیر وغیرہ ہو، لیکن زخم میں بھرنے اور دانت بنوانے میں مردوں کے لئے سونے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ منگنی والی زرد سونے کی انگوٹھی پہننا مردوں کے لئے ہر صورت میں حرام ہے۔

س ۴۴۴: سونے کے ان زیورات کو بیچنے اور انہیں بنانے کا کیا حکم ہے جو مردوں سے مخصوص ہیں اور جنہیں عورتیں نہیں پہنتیں؟

ج: سونے کے زیورات بنانا اگر صرف مردوں کے استعمال کے لئے ہو تو حرام ہے اور اسی طرح انہیں اس مقصد کے لئے خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں ہے۔

س ۴۴۵: ہم بعض دعوتوں میں دیکھتے ہیں کہ مٹھائی چاندی کے ظروف میں پیش کی جاتی ہے، کیا اس عمل کو چاندی کے ظروف میں کھانے سے تعبیر کیا جائے گا؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

ج: کھانے کے قصد سے چاندی کے برتن میں سے کھانے وغیرہ کی چیز کا اٹھانا اگر کھانے پینے میں چاندی کے برتنوں کا استعمال شمار کیا جائے تو حرام ہے۔

س ۴۴۶: کیا دانت پر سونے کا خول چڑھوانے میں کوئی اشکال ہے؟ اور دانت پر پلاٹینم کا خول چڑھوانے کا کیا حکم ہے؟

ج: دانت پر سونے یا پلاٹینم کا خول چڑھوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر زینت کی غرض سے سامنے کے دانتوں پر سونے کا خول چڑھوائے تو یہ اشکال سے خالی نہیں ہے۔

اذان و اقامت

س ۴۴۷: ماہ رمضان المبارک میں ہمارے گاؤں کا مؤذن ہمیشہ صبح کی اذان، وقت سے چند منٹ پہلے ہی دے دیتا ہے تا کہ لوگ اذان کے درمیان یا اسکے ختم ہونے تک کھانے پینے سے فارغ ہولیں، کیا یہ عمل صحیح ہے؟

ج: اگر اذان دینا لوگوں کو شبہ میں مبتلا نہ کرے اور وہ طلوع فجر کے اعلان کے عنوان سے بھی نہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۴۸: بعض اشخاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کے لئے اجتماعی صورت میں عام راستوں میں اذان دیتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ اس اقدام سے علاقے میں کھلم کھلا فسق وفساد روکنے میں بڑا اثر ہوا ہے اور عام لوگ خصوصاً جوان حضرات اول وقت میں نماز پڑھنے لگے ہیں؟

لیکن ایک صاحب کہتے ہیں: یہ عمل شریعت اسلامی میں وارد نہیں ہوا اور بدعت ہے، ہمیں اس بات سے شبہ پیدا ہو گیا ہے، آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: یومیہ واجب نمازوں کے اول اوقات میں اذان دینا، سامعین کی طرف سے اسے دہرانا اور اذان دیتے وقت آواز کو بلند کرنا ان مستحبات میں سے ہے کہ جن کی شریعت نے تاکید کی ہے اور سڑکوں کے کناروں پر اجتماعی صورت میں اذان دینا، اگر راستہ روکنے اور دوسروں کے آزار کا سبب نہ بنے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۴۹: چونکہ اذان دینا عبادی، سیاسی عمل ہے اور اس میں عظیم ثواب ہے لہذا بعض مؤمنین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر، واجب نماز کے وقت خصوصاً نماز صبح کے لئے اپنے اپنے گھروں کی چھت سے اذان دیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اس عمل پر بعض ہمسائے اعتراض کریں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: متعارف طریقے سے چھت پر اذان دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۵۰: ماہ رمضان المبارک میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے سحری کے مخصوص پروگرام نشر کرنے کا کیا حکم ہے تا کہ سب لوگ سن لیں؟

ج: جہاں پر اکثر لوگ، رمضان المبارک کی راتوں میں تلاوت قرآن مجید، دعائیں پڑھنے اور دینی و مذہبی پروگراموں میں شرکت کے لئے بیدار رہتے ہیں، وہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر یہ مسجد کے ہمسایوں کی تکلیف کا موجب ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۴۵۱: کیا مساجد اور دیگر مراکز سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اتنی بلند آواز میں کہ جو کئی کلومیٹر تک پہنچے، اذان صبح سے قبل قرآنی آیات اور اس کے بعد دعاؤں کا نشر کرنا صحیح ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ سلسلہ کبھی کبھار آدھے گھنٹہ سے زیادہ دیر تک جاری رہتا ہے؟

ج: رائج طریقہ کے مطابق نماز صبح کے وقت کے داخل ہو جانے کے اعلان کیلئے لاؤڈ اسپیکر سے اذان نشر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجد سے آیات قرآنی اور دعاؤں وغیرہ کا نشر کرنا اگر ہمسایوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو تو اس کے لئے شرعاً کوئی جواز نہیں ہے بلکہ اس میں اشکال ہے۔

س ۴۵۲: کیا نماز میں مرد عورت کی اذان پر اکتفا کر سکتا ہے؟

ج: مرد کیلئے عورت کی اذان پر اکتفا کرنا محل اشکال ہے۔

س ۴۵۳: واجب نماز کی اذان اور اقامت میں شہادت ثالثہ یعنی سید الاوصیاء (حضرت علی علیہ السلام) کے امیر و ولی ہونے کی گواہی دینے کے سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: "اشھد ان علیاً ولی اللہ" شرعی لحاظ سے اذان واقامت کا جزء نہیں ہے، لیکن اسے مذہب تشیع کے شعار کے عنوان سے کہا جائے تو بہت اچھا ہے اور ضروری ہے کہ اسے مطلق قصد قربت کے ساتھ کہا جائے۔

س ۴۵۴: ایک مدت سے کمر درد کی تکلیف میں مبتلا ہوں اور بعض اوقات تو اتنا شدید ہوجاتا ہے کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اس چیز کے پیش نظر اگر اول وقت میں پڑھوں تو حتماً بیٹھ کر پڑھوں گا لیکن اگر صبر کروں تو ہوسکتا ہے آخری وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکوں اس صورتحال میں میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر آخر وقت میں کھڑے ہو کر پڑھ سکنے کا احتمال ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اس وقت تک صبر کیجئے لیکن اگر اول وقت میں کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ لی اور آخر وقت تک وہ عذر برطرف نہ ہوا تو جو نماز پڑھی ہے وہی صحیح ہے اور اس کے اعادے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اول وقت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت نہ تھی اور آپ کو یقین تھا کہ آخر وقت تک یہ ناتوانی برقرار رہے گی پھر آخر وقت سے پہلے وہ عذر زائل ہوجائے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہو جائے تو دوبارہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے۔

قرأت اور اس کے احکام

س ۴۵۵: اس نماز کا کیا حکم ہے جس میں قرأت جہری (بلند آواز سے) نہ ہو؟

ج: مردوں پر واجب ہے کہ وہ صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھیں لیکن اگر بھولے سے یا جہالت کی وجہ سے آہستہ پڑھ لیں تو نماز صحیح ہے اور اگر جان بوجھ کر آہستہ پڑھیں تو نماز باطل ہے۔

س ۴۵۶: اگر ہم صبح کی قضا نماز پڑھنا چاہیں تو کیا اسے بلند آواز سے پڑھیں گے یا آہستہ؟

ج: صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں چاہے وہ ادا ہوں یا قضا، حمد وسورہ کو ہر صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے چاہے ان کی قضا دن میں ہی پڑھی جائے اور اگر جان بوجھ کر بلند آواز سے نہ پڑھی جائیں تو نماز باطل ہے۔

س ۴۵۷: ہم جانتے ہیں کہ نماز کی ایک رکعت نیت، تکبیرۃ الاحرام، حمد وسورہ اور رکوع وسجود پر مشتمل ہوتی ہے، دوسری طرف مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر وعصر وعشاء کی آخری دو رکعتوں کو آہستہ پڑھنا واجب ہے، لیکن ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے جو نماز جماعت براہ راست نشر کی جاتی ہے اس کی تیسری رکعت میں امام جماعت رکوع وسجود کے ذکر کو بلند آواز سے پڑھتا ہے جبکہ رکوع وسجود دونوں ہی اس رکعت کے جزء ہیں جس کو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں حکم کیا ہے؟

ج: مغرب وعشاء اور صبح کی نماز میں بلند آواز سے اور ظہر وعصر کی نماز میں آہستہ آواز سے پڑھنے کا واجب ہونا صرف حمد وسورہ سے مخصوص ہے، جیسا کہ مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں کے علاوہ باقی رکعتوں میں آہستہ آواز سے پڑھنے کا واجب ہونا صرف سورہ حمد یا تسبیحات (اربعہ) سے مخصوص ہے، لیکن رکوع وسجود کے ذکر نیز تشہد وسلام اور اسی طرح نماز پنجگانہ کے دیگر واجب اذکار میں مکلف کو اختیار ہے کہ وہ انہیں بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ آواز سے۔

س ۴۵۸: اگر کوئی شخص، روزانہ کی سترہ رکعت نمازوں کے علاوہ، احتیاطاً سترہ رکعت قضا نماز پڑھنا چاہتا ہے تو کیا اس پر صبح اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے یا آہستہ آواز سے بھی پڑھ سکتا ہے؟

ج: نماز پنجگانہ کے اخفات وجہر کے واجب ہونے میں ادا اور قضا نماز کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے، خواہ وہ قضا نماز احتیاطی ہی کیوں نہ ہو۔

س ۴۵۹: ہم جانتے ہیں کہ لفظ "صلوۃ" کے آخر میں ''ت'' ہے لیکن اذان میں "حی علی الصلاۃ"، "ھا" کے ساتھ کہتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

ج: لفظ "صلوۃ" کو وقف کی صورت میں "ھا" کے ساتھ ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہی متعین ہے۔

س ۴۶۰: تفسیر سورہ حمد میں امام خمینی کے نظریہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ آپ نے سورہ حمد کی تفسیر میں لفظ "مَلِکِ" کو "مالکِ" پر ترجیح دی ہے تو کیا واجب وغیر واجب نمازوں میں اس سورہ مبارکہ کو احتیاطاً دونوں طریقوں سے پڑھنا صحیح ہے؟

ج: اس مقام میں احتیاط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۶۱: کیا نماز گزار کے لئے صحیح ہے کہ وہ "غیر المغضوب علیھم" پڑھنے کے بعد فوری عطف کے بغیر وقف کرے اور پھر "ولا الضآلین" پڑھے اور کیا تشہد میں لفظ "محمد" پر ٹھہرنا صحیح ہے جیسا کہ ہم (صلوات پڑھتے وقت) کہتے ہیں "اللھم صل علی محمد" پھر تھوڑے وقفہ کے بعد "و آل محمد"؟

ج: اس حد تک وقف اور فاصلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وحدت جملہ میں خلل پیدا نہ ہو۔

س ۴۶۲: امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ سے درج ذیل استفتاء کیا گیا ہے:

تجوید میں حرف "ضاد" کے تلفظ کے سلسلہ میں متعدد اقوال ہیں، آپ کس قول پر عمل کرتے ہیں؟ اس کا جواب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا: علماء تجوید کے قول کے مطابق حروف کے مخارج کی شناخت واجب نہیں ہے بلکہ ہر حرف کا تلفظ اس طرح ہونا واجب ہے کہ عرب کے عرف کے نزدیک اس حرف کا ادا ہونا صادق آجائے۔ اب یہ سوال یہ ہے؟

اولاً۔ اس عبارت کے معنی کیا ہیں "عرب کے عرف میں اس حرف کا ادا ہونا صادق آجائے"۔

ثانیاً۔ کیا علم تجوید کے قواعد، عرف عرب اور ان کی لغت سے نہیں بنائے گئے ہیں جیسا کہ صرف ونحو کے قواعد بھی انہی سے بنائے گئے ہیں؟ پس کس طرح ان دو کے درمیان جدائی کا قائل ہونا ممکن ہے؟

ثالثاً۔ اگر کسی کو معتبر طریقے سے یقین ہوجائے کہ وہ قرأت کے وقت حروف کو صحیح مخارج سے ادا نہیں کرتا یا بطور کلی حروف وکلمات کو صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتا اور اسے سیکھنے کیلئے ہر لحاظ سے موقع فراہم ہے مثلا اسے سیکھنے کیلئے اچھی استعداد یا مناسب فرصت رکھتا ہے تو کیا استعداد کی حد تک صحیح قرأت کو سیکھنے کیلئے کوشش کرنا واجب ہے؟

ج: قرأت کے صحیح ہونے میں معیار یہ ہے کہ وہ اہل زبان کہ جن سے تجوید کے قواعد وضوابط لئے گئے ہیں، ان کی قرأت کی کیفیت کے موافق ہو۔ اس بنا پر حروف میں سے کسی حرف کے تلفظ کی کیفیت میں علمائے تجوید کے اقوال میں جو اختلاف ہے اگر یہ اختلاف اہل زبان کے تلفظ کی کیفیت کو سمجھنے میں ہو تو اس کا مرجع خود اہل لغت کا عرف ہے، لیکن اگر اقوال کے اختلاف کا سبب خود ان کا تلفظ کی کیفیت میں اختلاف ہو تو مکلف کو اختیار ہے کہ ان اقوال میں سے جس قول کو چاہے اختیار کرے اور جو شخص اپنی قرأت کو صحیح نہیں سمجھتا اس کیلئے امکان کی صورت میں صحیح قرأت کو سیکھنے کیلئے اقدام کرنا ضروری ہے۔

س ۴۶۳: جو شخص ابتداء سے یا اپنی عادت کے مطابق (نماز میں) حمد اور سورہ اخلاص پڑھنے کا قصد رکھتا تھا، اگر وہ "بسم اللہ" پڑھے لیکن بھول کر سورۃ کو معین نہ کرے تو کیا اس پر واجب ہے کہ پہلے سورہ معین کرے اس کے بعد دوبارہ بسم اللہ پڑھے؟

ج: اس پر بسم اللہ کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے، بلکہ وہ اسی بسم اللہ پر اکتفا کرتے ہوئے حمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھ سکتا ہے۔

س ۴۶۴: کیا واجب نمازوں میں عربی الفاظ کو کامل طور پر ادا کرنا واجب ہے؟ اور کیا اس صورت میں بھی نماز صحیح ہوگی جب کلمات کا تلفظ مکمل طور پر صحیح عربی میں نہ کیا جائے؟

ج: نماز کے تمام واجب اذکار جیسے حمد وسورہ کی قرأت وغیرہ کا صحیح طریقہ سے ادا کرنا واجب ہے اور اگر نماز گزار عربی

الفاظ کو صحیح طور پر ادا کرنے کی کیفیت کو نہیں جانتا تو اس پر سیکھنا واجب ہے اور اگر وہ سیکھنے سے عاجز ہو تو معذور ہوگا۔

س ۴۶۵: نماز میں قلبی قرأت یعنی حروف کو تلفظ کئے بغیر دل میں دہرانے پر قرأت صادق آتی ہے یا نہیں؟

ج: اس پر قرات کا عنوان صادق نہیں آتا اور نماز میں واجب ہے کہ کلمات کو اس طریقے سے ادا کیا جائے کہ اس پر قرأت صادق آئے۔

س ۴۶۶: بعض مفسرین کی رائے کے مطابق قرآن مجید کے چند سورے جیسے سورہ فیل و قریش اور انشراح و ضحیٰ کامل سورے نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جو شخص ان سوروں میں سے کوئی ایک سورہ مثلا سورہ فیل پڑھے تو اس پر اس کے بعد سورہ قریش پڑھنا واجب ہے، اسی طرح سورہ انشراح و ضحیٰ کو بھی ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ پس اگر کوئی شخص مسئلہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے نماز میں سورہ فیل یا فقط سورہ ضحیٰ پڑھے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر اس نے مسئلہ سیکھنے میں کوتاہی نہ کی ہو تو گذشتہ نمازیں صحیح ہیں۔

س ۴۶۷: اگر اثنائے نماز میں ایک شخص غافل ہو جائے اور ظہر کی تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد و سورہ پڑھ لے اور نماز تمام ہونے کے بعد اسے یاد آئے تو کیا اس پر اعادہ واجب ہے؟ اور اگر یاد نہ آئے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر اثنائے نماز میں ایک شخص غافل ہو جائے اور ظہر کی تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد و سورہ پڑھ لے اور نماز تمام ہونے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۴۶۸: کیا عورتیں صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں حمد اور سورہ کو بلند آواز سے پڑھ سکتی ہیں؟

ج: بلند بھی پڑھ سکتی ہیں اور آہستہ بھی لیکن اگر نامحرم ان کی آواز سن رہا ہو تو آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔

س ۴۶۹: امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریئے کے مطابق نماز ظہر و عصر میں اخفات (آہستہ پڑھنے) کا معیار و ملاک عدم جہر ہے اور اس امر کے پیش نظر کہ عربی کے دس حروف کے علاوہ باقی تمام حروف جہری ہیں اگر ہم نماز کو اخفات کے ساتھ اور آہستہ پڑھیں تو جہر کے ۱۸ حروف کا کیا ہوگا؟ مہربانی فرما کر اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں۔؟

ج: اخفات میں آواز اور صدا کے جوہر کو ترک کرنا ملاک و معیار نہیں ہے بلکہ جوہر صدا کا عدم اظہار ملاک ہے اور جہر کا معیار آواز کے جوہر کا اظہار کرنا ہے۔[1]

س ۴۷۰: غیر عرب افراد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں جو اسلام قبول کر لیتے ہیں لیکن عربی زبان سے واقف نہیں ہوتے تو

[1] نوٹ: " جہر کے دو معنی ہیں یہاں پر قرات میں جہر مراد ہے جبکہ علم فونٹک کی اصطلاح کے مطابق حروف میں جہر آواز (Voice) کے مساوی اور برابر ہے یعنی وہ آواز جو صوتی تاروں کے ارتعاش سے پیدا ہوتی ہے اور جو بعض صدا والے اور بغیر صدا والے حروف پر صدق کرتی ہے"

وہ اپنے دینی واجبات یعنی نماز وغیرہ کو کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟ اور بنیادی طور پر کیا اس سلسلہ میں عربی زبان سیکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج: نماز میں تکبیر، حمد و سورہ، تشہد، سلام اور ہر وہ چیز جس کا عربی ہونا شرط ہے اس کا سیکھنا واجب ہے۔

س ۴۷۱: کیا اس بات پر کوئی دلیل ہے کہ جہری نمازوں کے نوافل کو بلند آواز سے پڑھا جائے اور اسی طرح اخفاتی نمازوں کے نوافل کو آہستہ آواز سے پڑھا جائے، اور اگر جواب مثبت ہو تو کیا جہری نماز کے نوافل کو آہستہ آواز میں اور اخفاتی نماز کے نوافل کو بلند آواز سے پڑھنا کافی ہے؟

ج: جہری نمازوں کے نوافل میں قرائت کو بلند آواز سے پڑھنا اور آہستہ پڑھی جانے والی نمازوں کے نوافل کو آہستہ پڑھنا مستحب ہے اور اگر اس کے خلاف اور برعکس عمل کرے تو بھی جائز ہے۔

س ۴۷۲: کیا نماز میں سورہ حمد کے بعد ایک کامل سورہ کی تلاوت کرنا واجب ہے یا قرآن کی تھوڑی سی مقدار کا پڑھنا بھی کافی ہے؟ اور پہلی صورت میں کیا سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کی چند آیتیں پڑھنا جائز ہے؟

ج: روزمرہ کی واجب نمازوں میں ایک کامل سورہ کے بجائے قرآن کی چند آیات پڑھنا کافی نہیں ہے، لیکن مکمل سورہ پڑھنے کے بعد قرآن کے عنوان سے بعض آیات کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۷۳: اگر سستی کی وجہ سے یا اس لہجہ کے سبب جس میں انسان گفتگو کرتا ہے حمد و سورہ کے پڑھنے یا نماز میں اعراب اور حرکات کلمات کی ادائیگی میں غلطی ہو جائے جیسے لفظ "یولَد" کے بجائے "یولِد" لام کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ جان بوجھ کر ہو یا جاہل مقصر ہو، جو سیکھنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے ورنہ صحیح ہے البتہ جو گذشتہ نمازیں اسی طریقے سے پڑھ چکا ہے اس نظریئے کے ساتھ کہ یہ صحیح ہے ان کی قضا کسی صورت میں بھی واجب نہیں ہے۔

س ۴۷۴: ایک شخص کی عمر ۵۳ یا ۴۰ سال ہے، بچپنے میں اس کے والدین نے اسے نماز نہیں سکھائی تھی، یہ شخص ان پڑھ ہے اس نے صحیح طریقہ سے نماز سیکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن وہ نماز کے اذکار اور کلمات کو صحیح طرح ادا کرنے پر قادر نہیں ہے بلکہ بعض کلمات کو تو وہ ادا ہی نہیں کر پاتا ہے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح ہے بشرطیکہ جس قدر کلمات کا ادا کرنا اس کے بس میں ہے، انہیں ادا کرے۔

س ۴۷۵: میں نماز کے کلمات کا ویسے ہی تلفظ کرتا تھا جیسا کہ میں نے انہیں اپنے والدین سے سیکھا تھا اور جیسا کہ ہمیں مڈل اسکول میں سکھایا گیا تھا، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میں ان کلمات کو غلط طریقہ سے پڑھتا تھا، کیا مجھ پر۔امام

خمینی طاب ثراہ کے فتوے کے مطابق۔ نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے؟ یا وہ تمام نمازیں جو میں نے اس طریقہ سے پڑھی ہیں صحیح ہیں؟

ج: مفروضہ صورت میں گزشتہ تمام نمازیں صحیح ہیں نہ ان میں اعادہ ہے اور نہ ہی قضا۔

س۴۷۶: کیا اس شخص کی نماز اشارے سے صحیح ہے جس کو گونگے پن کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور وہ بولنے پر قادر نہیں ہے، لیکن اس کے حواس سالم ہیں؟

ج: مذکورہ فرض کے مطابق اس کی نماز صحیح اور کافی ہے۔

ذکر نماز

س۴۷۷: کیا جان بوجھ کر رکوع و سجود کے اذکار کو ایک دوسرے کی جگہ تبدیل کرنے میں کوئی حرج ہے؟

ج: اگر انہیں محض اللہ تعالیٰ کے ذکر کے عنوان سے بجالائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور رکوع و سجود اور پوری نماز صحیح ہے۔

س۴۷۸: اگر کوئی شخص بھولے سے سجود میں رکوع کا ذکر پڑھے یا اس کے برعکس، رکوع میں سجود کا ذکر پڑھے اور اسی وقت اس کو یاد آجائے اور وہ اس کی اصلاح کر لے تو کیا اس کی نماز باطل ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

س۴۷۹: اگر نماز گزار کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد یا اثنائے نماز میں یاد آجائے کہ اس نے رکوع یا سجود کا ذکر غلط پڑھا تھا تو حکم کیا ہے؟

ج: اگر رکوع و سجود کے بعد متوجہ ہو تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔

س۴۸۰: کیا نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا کافی ہے؟

ج: کافی ہے، اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ تین مرتبہ پڑھے۔

س۴۸۱: نماز میں تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص بھولے سے چار مرتبہ پڑھ لے تو کیا خدا کے نزدیک اس کی نماز قبول ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۴۸۲: اس شخص کا کیا حکم ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات اربعہ تین مرتبہ

پڑھی ہیں یا کم یا زیادہ؟

ج: ایک مرتبہ پڑھنا بھی کافی ہے اور وہ بری الذمہ ہے اور جب تک رکوع میں نہیں گیا کم پر بنا رکھتے ہوئے تسبیحات کا تکرار کرسکتا ہے تاکہ اسے تین مرتبہ پڑھنے کا یقین ہوجائے۔

س ۴۸۳: کیا نماز میں حرکت کی حالت میں "بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد" کہنا جائز ہے نیز کیا یہ قیام کی حالت میں صحیح ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور مذکورہ ذکر کی اصل صورت یہ ہے کہ اسے نماز کی اگلی رکعت کے لئے قیام کی حالت میں انجام پانا چاہیے۔

س ۴۸۴: ذکر سے کیا مراد ہے؟ کیا اس میں نبی کریم اور آپ کی آل پر صلوات بھی شامل ہے؟

ج: جو عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل ہو وہ ذکر ہے اور محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا بہترین اذکار میں سے ہے۔

س ۴۸۵: جب ہم نماز وتر میں کہ جو ایک ہی رکعت ہے، قنوت کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں اور خداوند متعال سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں تو کیا فارسی میں اپنی حاجات طلب کرنے میں کوئی اشکال ہے؟

ج: قنوت میں فارسی میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ قنوت میں ہر دعا کو ہر زبان میں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سجدہ اور اس کے احکام

س ۴۸۶: سیمنٹ اور اینٹ پر سجدہ اور تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ان دونوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ ان پر تیمم نہ کیا جائے۔

س ۴۸۷: کیا حالت نماز میں اس ٹائل پر ہاتھ رکھنے میں کوئی اشکال ہے جس میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوں؟

ج: کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۸۸: کیا مٹی کی اس سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال ہے جو چکنے میل سے کالی ہوگئی ہو اس طرح کہ (اصل) خاک اس میل کی وجہ سے چھپ گئی ہو اور وہ پیشانی اور خاک کے درمیان حائل ہو؟

ج: اگر سجدہ گاہ پر اس قدر چکنا میل ہو جو پیشانی اور سجدہ گاہ (کی خاک) کے درمیان حائل ہو تو اس پر سجدہ باطل ہے اور نماز بھی باطل ہے۔

س ۴۸۹: ایک عورت سجدہ گاہ پر سجدہ کرتی تھی اور اس کی پیشانی خاص کر سجدہ کی جگہ، حجاب سے چھپی ہوئی ہوتی تھی تو کیا اس پر ان نمازوں کا اعادہ کرنا واجب ہے؟

ج: اگر وہ سجدہ کے وقت اس حائل کی طرف متوجہ نہ تھی تو نمازوں کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۴۹۰: ایک عورت سجدہ گاہ پر اپنا سر رکھتی ہے اور یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کی پیشانی مکمل طور پر سجدہ گاہ سے مس نہیں ہوئی ہے، گویا چادر یا دوپٹہ حائل ہے جو مکمل طور پر سجدہ گاہ سے مس نہیں ہونے دے رہا ہے، لہٰذا وہ اپنا سر اٹھاتی ہے اور حائل چیز کو ہٹا کر دوبارہ خاک پر اپنا سر رکھ دیتی ہے، اس مسئلہ کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس عمل کو مستقل سجدہ فرض کیا جائے تو اس کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر واجب ہے کہ پیشانی کو زمین سے اٹھائے بغیر اس طرح حرکت دے کہ وہ سجدہ گاہ کے ساتھ مس ہو جائے اور اگر سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کے لئے زمین سے پیشانی کا اٹھانا لاعلمی یا فراموشی کی وجہ سے ہو اور یہ کام وہ ایک رکعت کے دو سجدوں میں سے ایک میں انجام دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے، لیکن اگر سجدہ گاہ پر سجدہ کرنے کیلئے جان بوجھ کر سر اٹھائے یا ایک ہی رکعت کے دونوں سجدوں میں ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہے اور اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

س ۴۹۱: حالت سجدہ میں ساتوں اعضائے سجدہ کو زمین پر رکھنا واجب ہے لیکن یہ عمل ہمارے لئے مقدور نہیں ہے، کیونکہ ہم ان جنگی زخمیوں میں سے ہیں۔ جو وہیل چیئر سے استفادہ کرتے ہیں۔ لہٰذا نماز کے لئے ہم یا سجدہ گاہ کو پیشانی تک لاتے ہیں یا سجدہ گاہ کو کرسی کے دستہ پر رکھ کر اس پر سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہمارا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر آپ کرسی کے دستے، اسٹول اور تکیے وغیرہ پر سجدہ گاہ رکھ کر اس پر سجدہ کر سکتے ہیں تو ایسا ہی کریں اور آپ کی نماز صحیح ہے، ورنہ جو طریقہ بھی آپ کے لئے ممکن ہو خواہ اشارہ یا ایماء ہی سے رکوع و سجود کریں اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو مزید توفیق عنایت فرمائے۔

س ۴۹۲: مقامات مقدسہ میں زمین پر بچھائے گئے سنگ مرمر پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: سنگ مرمر پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۹۳: سجدہ کی حالت میں انگوٹھے کے علاوہ پیر کی بعض دیگر انگلیوں کے زمین پر رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۴۹۴: حال ہی میں نماز کے لئے ایک سجدہ گاہ بنائی گئی ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ نماز گزار کی رکعتوں اور سجدوں کو شمار کرتی ہے اور کسی حد تک شک کو دور کرتی ہے واضح رہے کہ جب اس پر پیشانی رکھی جائے تو وہ نیچے کی طرف حرکت کرتی ہے کیونکہ سجدہ گاہ کے نیچے لوہے کی اسپرنگ لگی ہوئی ہے، کیا ایسی صورت میں اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر پیشانی رکھنے کی جگہ ان چیزوں میں سے ہو کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور پیشانی رکھنے کے بعد وہ ایک جگہ ٹھہر جاتی ہو تو اس پر سجدہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۴۹۵: سجدوں کے بعد بیٹھتے وقت ہم کس پیر کو دوسرے پیر کے اوپر رکھیں؟

ج: مستحب ہے کہ بائیں پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کے ظاہری حصہ کو بائیں پیر کے باطنی حصہ پر رکھے۔

س ۴۹۶: رکوع وسجود میں واجب ذکر پڑھنے کے بعد کون سا ذکر افضل ہے؟

ج: اسی واجب ذکر کا تکرار اور بہتر یہ ہے کہ وہ طاق پر تمام ہو اور سجود میں اس کے علاوہ دنیوی واخروی حاجات طلب کرنا بھی مستحب ہے۔

س ۴۹۷: اگر ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی کے ذریعہ ایسی آیات نشر ہو رہی ہوں جن میں سجدہ واجب ہے تو ان کو سننے کے بعد شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: سجدہ کرنا واجب ہے۔

جواب سلام کے احکام

س ۵۰۷: جو تحیت (مثلاً آداب وغیرہ) سلام کے صیغہ کی صورت میں نہ ہو تو اس کا جواب دینے کے سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: اگر انسان نماز میں ہے تو اس کا جواب دینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر حالت نماز میں نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ اگر وہ ایسا کلام ہو جسے عرف میں تحیت شمار کیا جاتا ہو تو جواب دے۔

س ۵۰۸: کیا بچوں اور بچیوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

ج: لڑکے اور لڑکیوں میں سے ممیز بچوں کے سلام کا جواب دینا اسی طرح واجب ہے جیسے مردوں اور عورتوں کے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

س۵۰۹: اگر کسی شخص نے سلام سنا اور غفلت یا کسی دوسری وجہ سے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ تھوڑا فاصلہ ہو گیا تو کیا اس کے بعد سلام کا جواب واجب ہے؟

ج: اگر اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کو سلام کا جواب نہ کہا جائے تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

س۵۱۰: اگر ایک شخص چند لوگوں پر اس طرح سلام کرے: "السلام علیکم جمیعا" اور ان میں سے ایک نماز پڑھ رہا ہو تو کیا نماز پڑھنے والے پر سلام کا جواب دینا واجب ہے؟ اگرچہ حاضرین بھی سلام کا جواب دے دیں۔

ج: اگر کوئی دوسرا جواب دے دے تو نمازی جواب نہ دے۔

س۵۱۱: اگر ایک شخص ایک ہی وقت میں کئی بار سلام کرے یا متعدد اشخاص سلام کریں تو کیا سب کا ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے؟

ج: پہلی صورت میں ایک ہی مرتبہ جواب دینا کافی ہے اور دوسری صورت میں ایسے صیغہ کے ذریعہ جواب دینا جو سب کو شامل ہو اور سب کے سلام کا جواب دینے کی غرض سے ہو تو کافی ہے۔

س۵۱۲: ایک شخص "سلام علیکم" کے بجائے صرف "سلام" کہتا ہے۔ کیا اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

ج: اگر عرف میں اسے سلام وتحیت کہا جاتا ہو تو اس کا جواب دینا واجب ہے۔

مبطلات نماز

س۴۹۸: کیا تشہد میں "اشھد ان امیر المؤمنین علیاً ولی اللہ" کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

ج: نماز اور تشہد کو اسی طریقے سے پڑھیں جو مراجع عظام کی توضیح المسائل میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں کسی چیز کا اضافہ نہ کریں اگرچہ وہ بذات خود حق اور صحیح ہی ہو۔

س۴۹۹: ایک شخص اپنی عبادتوں میں ریا کاری میں مبتلا ہے اور اب وہ اپنے نفس سے جہاد کر رہا ہے تو کیا اسے بھی ریا کاری سے تعبیر کیا جائے گا؟ اور وہ ریاء سے کس طرح اجتناب کرے؟

ج: قربۃً الی اللہ کے قصد سے جو عبادات بجالائی جائیں اور انہیں میں ایک ریا کے مقابلے میں جہاد ہے وہ ریا نہیں ہے اور ریا سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اسے چاہئے کہ وہ عظمت وشان خداوندی اور دوسروں کے ضعف اور خدا کی طرف محتاج ہونے کو نظر میں رکھے نیز اپنی اور دیگر انسانوں کی اللہ تعالیٰ کے لئے عبودیت کے بارے میں غور

کرے۔

س ۵۰۰: برادران اہل سنت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت، امام جماعت کے سورہ حمد پڑھنے کے بعد اجتماعی صورت میں بلند آواز سے لفظ "آمین" کہا جاتا ہے۔اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر تقیہ "آمین" کہنے کا اقتضا کرے تو کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ جائز نہیں ہے۔

س ۵۰۱: اگر ہم واجب نماز کے اثناء میں بچے کو کوئی خطرناک کام کرتے ہوئے دیکھیں تو کیا سورہ حمد یا دوسرے سورہ یا بعض اذکار کے کچھ کلمات کو بلند آواز سے پڑھنا ہمارے لئے جائز ہے تاکہ بچہ متنبہ ہو جائے، یا اس بارے میں موجود کسی اور شخص کو متوجہ کریں تاکہ خطرہ دور ہو جائے؟ نیز اثنائے نماز میں ہاتھ کو حرکت دے کر یا بھنوؤں کے ذریعہ، کسی شخص کو کوئی کام سمجھانے یا اس کے کسی سوال کے جواب دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر آیات واذکار پڑھتے وقت، دوسروں کو خبردار کرنے کے لئے آواز بلند کرنا نماز کو اپنی ہیئت (حالت) سے خارج نہ کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے بشرطیکہ قرأت اور ذکر کو، قرأت و ذکر ہی کی نیت سے انجام دیا جائے۔ حالت نماز میں ہاتھ، آنکھ یا ابرو کو حرکت دینا اگر مختصر ہو اور سکون واطمینان یا نماز کی شکل کے منافی نہ ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

س ۵۰۲: اگر اثنائے نماز میں کوئی شخص کسی مضحکہ خیز بات کے یاد آنے یا کسی کے ہنسانے کی وجہ سے ہنس پڑے تو کیا اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟

ج: اگر ہنسی آواز کے ساتھ یعنی قہقہہ ہو تو نماز باطل ہے۔

س ۵۰۳: کیا قنوت کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟ اور اگر یہ باطل ہونے کا باعث ہے تو کیا اسے معصیت و گناہ بھی شمار کیا جائے گا؟

ج: مکروہ ہے لیکن نماز کے باطل ہونے کا باعث نہیں ہے۔

س ۵۰۴: کیا حالت نماز میں دونوں آنکھوں کا بند کرنا جائز ہے، کیونکہ آنکھیں کھلی رکھنے سے انسان کی فکر نماز سے ہٹ کر (دوسری چیزوں میں) مشغول ہو جاتی ہے؟

ج: حالت نماز میں دونوں آنکھوں کو بند کرنے میں شرعی ممانعت نہیں ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

س ۵۰۵: میں بعض اوقات اثنائے نماز میں ان ایمانی لمحات اور معنوی حالات کو یاد کرتا ہوں جو میں ایران وعراق جنگ کے دوران رکھتا تھا اس سے نماز میں میرے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے۔کیا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

ج: اس سے نماز کی صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

س ۵۰۶: اگر دو اشخاص کے درمیان تین دن تک دشمنی اور جدائی باقی رہے تو کیا اس سے ان کا نماز روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: دو اشخاص کے درمیان دشمنی اور جدائی پیدا ہونے سے نماز، روزہ باطل نہیں ہوتا اگر چہ یہ کام شرعاً مذموم ہے۔

شکیات نماز اوران کے احکام

س ۵۱۳: جو شخص نماز کی تیسری رکعت میں ہو اور اسے یہ شک ہو کہ قنوت پڑھا ہے یا نہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ اپنی نماز کو تمام کرے یا شک پیدا ہوتے ہی اسے توڑ دے؟

ج: مذکورہ شک کی پروا نہیں کی جائے گی اور نماز صحیح ہے اور اس سلسلہ میں مکلف کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

س ۵۱۴: کیا نافلہ نمازوں میں رکعات کے علاوہ کسی اور چیز میں شک کی پروا کی جائیگی؟ مثلاً یہ شک کرے کہ ایک سجدہ بجالایا ہے یا دو؟

ج: نافلہ کے اقوال وافعال میں شک کی پروا کرنے کا وہی حکم ہے جو واجب نمازوں کے اقوال وافعال میں شک کا ہے، یعنی اگر انسان محل شک سے نہ گزرا ہو تو شک کی اعتناء کرے اور محل شک کے گزر جانے کے بعد شک کی پروا نہ کرے۔

س ۵۱۵: کثیر الشک اپنے شک کی پروا نہیں کرے گا، لیکن اگر نماز میں وہ، شک کرے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اس کا فریضہ یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں شک ہو اس کے بجالانے پر بنا رکھے، مگر یہ کہ اس کا بجالانا نماز کے بطلان کا سبب ہو تو اس صورت میں اسے بجانہ لانے پر بنا رکھے اس سلسلہ میں رکعات، افعال اور اقوال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۵۱۶: اگر کوئی شخص چند سال کے بعد اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ اس کی عبادتیں باطل تھیں یا وہ ان میں شک کرے، تو اس کا کیا فریضہ ہے؟

ج: عمل کے بعد شک کی پروا نہیں کی جاتی اور باطل ہونے کے علم کی صورت میں قابل تدارک عبادتوں کی قضاء واجب ہے۔

س ۵۱۷: اگر بھول کر نماز کے بعض اجزاء کو دوسرے اجزاء کی جگہ بجالائے یا اثنائے نماز میں اس کی نظر کسی چیز پر پڑ

جائے یا بھولے سے کچھ کہہ دے تو کیا اس کی نماز باطل ہے یا نہیں؟ اور اس پر کیا واجب ہے؟

ج: نماز میں بھولے سے جو اعمال سرزد ہو جاتے ہیں وہ باطل ہونے کا سبب نہیں ہیں؟ ہاں بعض موقعوں پر سجدہ سہو کا موجب بنتے ہیں، لیکن اگر کسی رکن میں کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

س ۵۱۸: اگر کوئی شخص اپنی نماز کی ایک رکعت بھول جائے اور پھر آخری رکعت میں اسے یاد آ جائے مثلاً پہلی رکعت کو دوسری رکعت خیال کرے اور اس کے بعد تیسری اور چوتھی رکعت بجا لائے، لیکن آخری رکعت میں وہ اس بات کی طرف متوجہ ہو جائے کہ یہ تیسری رکعت ہے تو اس کا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: سلام سے قبل اس پر اپنی نماز کی چھوٹی ہوئی رکعت کو بجالانا واجب ہے، اس کے بعد سلام پھیرے، اور اس صورت میں چونکہ واجب تشہد کو اس کے مقام پر بجا نہیں لایا تو احتیاط یہ ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور اس کی خاطر دو سجدے سہو کے انجام دے۔

س ۵۱۹: کسی شخص کے لئے نماز احتیاط کی رکعات کی تعداد کا جاننا کیسے ممکن ہے کہ یہ ایک رکعت ہے یا دو رکعت؟

ج: نماز احتیاط کی رکعتوں کی مقدار اتنی ہی ہو گی جتنی احتمالی طور پر نماز میں چھوٹ گئی ہیں۔ پس اگر دو اور چار کے درمیان شک ہو تو دو رکعت نماز احتیاط واجب ہے اور اگر تین اور چار کے درمیان شک ہو تو ایک رکعت کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط واجب ہے۔

س ۵۲۰: اگر کوئی شخص بھولے سے یا غلطی سے اذکار نماز، آیات قرآن یا دعائے قنوت کا کوئی لفظ غلط پڑھے تو کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

قضا نماز

س ۵۲۱: میں سترہ سال کی عمر تک احتلام اور غسل وغیرہ کے بارے میں نہیں جانتا تھا اور ان امور کے متعلق کسی سے بھی کوئی بات نہیں سنی تھی، خود بھی جنابت اور غسل واجب ہونے کے معنی نہیں سمجھتا تھا، لہٰذا کیا اس عمر تک میرے روزے اور نمازوں میں اشکال ہے، آپ مجھے اس فریضہ سے مطلع فرمائیں جس کا انجام دینا میرے اوپر واجب ہے؟

ج: ان تمام نمازوں کی قضا واجب ہے جو آپ نے جنابت کی حالت میں پڑھی ہیں، لیکن اصل جنابت کا علم نہ ہونے

کی صورت میں آپ نے جو روزے جنابت کی حالت میں رکھے ہیں وہ صحیح اور کافی ہیں، ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

س ۵۲۲: افسوس کہ میں جہالت اور ضعیف الارادہ ہونے کی وجہ سے استمناء کیا کرتا تھا جس کے باعث بعض اوقات نماز نہیں پڑھتا تھا، لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ میں نے کتنی مدت تک نماز ترک کی ہے، میرا نماز نہ پڑھنا مسلسل نہیں تھا بلکہ ان ہی اوقات میں نماز نہیں پڑھتا تھا جن میں مجنب ہوتا تھا اور غسل نہیں کر پاتا تھا میرے خیال میں چھ ماہ کی نماز چھوٹی ہوگی اور میں نے اس مدت کی قضا نمازوں کو بجالانے کا ارادہ کرلیا ہے، کیا ان نمازوں کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

ج: جتنی پنجگانہ نمازوں کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ ادا نہیں کی ہیں یا حالت جنابت میں پڑھی ہیں، ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۲۳: جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں یا نہیں اگر بالفرض اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو کیا اس کی مستحب اور نافلہ کے طور پر پڑھی ہوئی نمازیں، قضا نمازیں شمار ہو جائیں گی؟

ج: نوافل اور مستحب نمازیں، قضا نمازیں شمار نہیں ہوں گے، اگر اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں تو ان کو قضا کی نیت سے پڑھنا واجب ہے۔

س ۵۲۴: میں تقریباً چھ ماہ قبل بالغ ہوا ہوں اور بالغ ہونے سے چند ہفتے پہلے تک میں یہ سمجھتا تھا کہ بلوغ کی علامت، صرف قمری حساب سے پندرہ سال کا مکمل ہونا ہے۔ مگر میں نے اب ایک کتاب کا مطالعہ کیا ہے جس میں لڑکوں کے بلوغ کی دیگر علامات بیان ہوئی ہیں، جو مجھ میں پائی جاتی تھیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ یہ علامتیں کب سے شروع ہوئی ہیں، کیا اب میرے ذمہ نماز و روزہ کی قضا ہے یا نہیں؟ واضح رہے کہ میں کبھی کبھی نماز پڑھتا تھا اور گزشتہ سال ماہ رمضان کے مکمل روزے میں نے رکھے ہیں لہٰذا میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: ان تمام روزوں اور نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے شرعی طور پر بالغ ہونے کے بعد، چھوٹ جانے کا یقین ہو۔

س ۵۲۵: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں تین غسل جنابت انجام دے، مثلاً ایک غسل بیس تاریخ کو، دوسرا پچیس تاریخ کو اور تیسرا ستائیس تاریخ کو انجام دے، اور اسے یہ یقین ہو جائے کہ ان میں سے ایک غسل باطل تھا، تو اس شخص کے نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: روزے صحیح ہیں، لیکن نماز کی قضا اس طرح واجب ہے کہ اسے بری الذمہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

س ۵۲۶: ایک شخص نے ایک عرصہ تک حکم شرعی سے لاعلمی کی بنا پر غسل جنابت میں ترتیب کی رعایت نہیں کی تو اس کی نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر غسل اس طرح انجام دیا ہو جو شرعاً باطل ہو تو جو نمازیں اس نے حدث اکبر کی حالت میں پڑھی ہیں ان کی قضا واجب ہے، لیکن اس کے روزے اگر وہ اس وقت اپنے غسل کو صحیح سمجھتا تھا تو صحیح ہیں۔

س ۵۲۷: جو شخص ایک سال کی قضا نمازیں پڑھنا چاہتا ہے اسے کس طرح قضا کرنی چاہیے؟

ج: وہ کسی ایک نماز کو شروع کرے اور پھر انہیں نماز پنجگانہ کی طرح پڑھتا رہے؟

س ۵۲۸: اگر کسی شخص پر کافی عرصے کی قضا نمازیں واجب ہوں تو کیا وہ درج ذیل ترتیب کے مطابق ان کی قضا کرسکتا ہے؟

۱) صبح کی مثلا بیس نمازیں پڑھے۔

۲) ظہر وعصر میں سے ہر ایک کی بیس بیس نمازیں پڑھے۔

۳) مغرب وعشاء میں سے ہر ایک کی بیس بیس نمازیں پڑھے اور سال بھر اسی طریقہ پر عمل پیرا رہے۔

ج: مذکورہ طریقہ سے قضا نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۵۲۹: ایک شخص کا سر زخمی ہو گیا ہے اور یہ زخم اس کے دماغ تک جا پہنچا ہے اس کے نتیجہ میں اس کا ہاتھ، بایاں پیر اور زبان شل ہو گئی ہے چنانچہ وہ نماز کا طریقہ بھول گیا ہے اور وہ اسے دوبارہ سیکھ بھی نہیں سکتا ہے، لیکن کتاب سے پڑھ کر یا کیسٹ سے سن کر نماز کے مختلف اجزاء کو سمجھ سکتا ہے، اس وقت نماز کے سلسلہ میں اس کے سامنے دو مشکلیں ہیں:

۱) وہ پیشاب کے بعد طہارت نہیں کرسکتا اور نہ ہی وضو کرسکتا ہے۔

۲) نماز میں قرأت اس کے لئے مشکل ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح تقریباً چھ ماہ سے اس کی جو نمازیں چھوٹ گئی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وضو یا تیمم کرسکتا ہو خواہ دوسروں کی مدد سے ہی تو واجب ہے کہ وہ جس طرح نماز پڑھ سکے، نماز پڑھے، چاہے کیسٹ سن کر یا کتاب دیکھ کر یا کسی اور طریقہ سے۔ اور گزشتہ فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا واجب ہے، مگر یہ کہ جس نماز کے پورے وقت میں وہ بے ہوش رہا ہو تو اس کی قضا واجب نہیں ہے اور اگر بدن کا پاک رکھنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے حتیٰ کہ کسی دوسرے کی مدد سے بھی تو اس کی نماز کے لئے بدن کے نجس ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۵۳۰: میں نے جوانی کے زمانہ میں مغرب وعشاء اور صبح کی نمازوں سے ظہر وعصر کی نمازیں زیادہ قضا کی ہیں، لیکن نہ میں ان کے تسلسل کو جانتا ہوں نہ ترتیب کو اور نہ ان کی تعداد کو، کیا اس موقع پر اسے نماز کو "دور" کے ساتھ پڑھنا ہوگا؟

اور نیز یہ کہ نماز میں "دور" کے کیا معنی ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج: قضا نمازوں میں ترتیب کی رعایت کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ایک دن سے متعلق ہوں تو ان میں ترتیب ضروری ہے اور جتنی نمازوں کے فوت ہونے کا آپ کو یقین ہوا نہی کی قضا بجالانا کافی ہے اور ترتیب کے حصول کے لئے آپ پر دور یعنی تکرار کی نماز واجب نہیں ہے۔

س ۵۳۱: شادی کے بعد کبھی کبھی مجھ سے ایک قسم کا بہنے والا مادہ نکلتا تھا، جسے میں نجس سمجھتا تھا۔ اس لئے غسل جنابت کی نیت سے غسل کرتا اور پھر وضو کے بغیر نماز پڑھتا تھا، توضیح المسائل میں اس بہنے والا مادہ کو "مذی" کا نام دیا گیا ہے، اب یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ جو نمازیں میں نے مجنب ہوئے بغیر غسل جنابت کر کے بغیر وضو کے پڑھی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ تمام نمازیں جو آپ نے بہنے والے مادہ کے نکلنے کے بعد غسل جنابت کر کے وضو کئے بغیر ادا کی ہیں، ان کی قضا واجب ہے۔

س ۵۳۲: کافر اگر (بالغ ہونے کے) کچھ عرصہ بعد اسلام لائے تو کیا اس پر ان نمازوں اور روزوں کی قضا واجب ہے؟ جو اس نے ادا نہیں کیے ہیں؟

ج: واجب نہیں ہے۔

س ۵۳۳: بعض اشخاص نے کمیونسٹوں کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کے زیر اثر کئی سال تک اپنی نماز اور دیگر واجبات ترک کر دیئے تھے، لیکن امام خمینی کی طرف سے سابق سوویت یونین کے حکمرانوں کے نام تاریخی پیغام کے آنے کے بعد انہوں نے خدا سے توبہ کر لی ہے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور اب وہ چھوٹ جانے والے تمام واجبات کی قضا نہیں کر سکتے، ان کا کیا حکم ہے؟

ج: جتنی مقدار میں بھی ممکن ہو ان پر چھوٹ جانے والے واجبات کی قضا کرنا واجب ہے اور جس مقدار پر قادر نہیں ہیں اس کی وصیت کرنا ضروری ہے۔

س ۵۳۴: ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ رمضان المبارک کے روزے اور قضا نمازیں ہیں اور اس کا کوئی بیٹا بھی نہیں ہے لیکن اس نے کچھ مال چھوڑا ہے، اب اگر اسے فقط ماہ مبارک رمضان کے روزوں کی قضا پر خرچ کیا جائے تو نمازوں کی قضا باقی رہے گی یا پھر اس سے نمازیں پڑھوائی جا سکتی ہیں اور روزے باقی رہ جاتے ہیں تو اس صورت میں کس کو مقدم کیا جائے؟

ج: نماز اور روزہ میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے، اور وارثوں پر واجب نہیں ہے کہ اس کے ترکہ کو اس کی نماز

اور روزوں کی قضا کے لئے خرچ کریں مگر یہ کہ اس نے اس کی وصیت کی ہو تو اس کے ایک تہائی ترکہ سے اس کی جتنی نمازوں اور روزوں کی قضا کیلئے کسی کو اجیر بنانا ممکن ہے اجیر بنائیں۔

س ۵۳۵: میں زیادہ تر نمازیں پڑھتا رہا ہوں اور جو چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا کی ہے۔ یہ چھوٹ جانے والی نمازیں وہ ہیں جن کے اوقات میں، میں سورہا تھا یا اسوقت میرا بدن ولباس نجس تھا کہ جن کا پاک کرنا دشوار تھا، لہٰذا نماز پنجگانہ، نماز قصر اور نماز آیات میں سے اپنے ذمے میں موجود نمازوں کا حساب کیسے لگاؤں؟

ج: جتنی نمازوں کے چھوٹ جانے کا یقین ہوا نہی کی قضا بجالانا کافی ہے اور ان میں سے جتنی مقدار کے بارے میں آپ کو یہ یقین ہو کہ وہ قصر ہیں یا نماز آیات، تو انہیں اپنے یقین کے مطابق بجالایئے اور باقی کو نماز پنجگانہ کے طور پر پڑھیے اس سے زیادہ آپ کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

ماں باپ کی قضا نمازیں

س ۵۳۶: میرے والد فالج کا شکار ہوئے اور اس کے بعد دو سال تک مریض رہے، اس مرض کی بنا پر وہ اچھے برے میں تمیز نہیں کر پاتے تھے یعنی ان سے سوچنے سمجھنے کی قوت ہی سلب ہوگئی تھی، چنانچہ دو برسوں کے دوران انہوں نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی نماز ادا کی۔ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، لہٰذا کیا مجھ پر ان کے روزہ اور نماز کی قضا واجب ہے؟ جبکہ میں جانتا ہوں کہ اگر وہ مذکورہ مرض میں مبتلا نہ ہوتے تو ان کی قضا مجھ پر واجب تھی۔ اس مسئلہ میں آپ میری راہنمائی فرمائیں۔

ج: اگر ان کی قوت عاقلہ اتنی زیادہ کمزور نہیں ہوئی تھی کہ جس پر جنون کا عنوان صادق آسکے اور نماز کے پورے اوقات میں بھی وہ بے ہوش نہیں رہتے تھے تو ان کی چھوٹ جانے والی نمازوں اور روزوں کی قضا واجب ہے۔

س ۵۳۷: اگر ایک شخص مرجائے تو اس کے روزہ کا کفارہ دینا کس پر واجب ہے؟ کیا اس کے بیٹوں اور بیٹیوں پر یہ کفارہ دینا واجب ہے؟ یا کوئی اور شخص بھی دے سکتا ہے؟

ج: جو کفارہ باپ پر واجب تھا اگر وہ کفارہ مخیرہ تھا یعنی وہ روزہ رکھنے اور کھانا کھلانے میں اختیار رکھتا تھا تو اگر اس کے ترکہ میں سے کفارہ کا دینا ممکن ہو تو اس میں سے نکالا جائے، ورنہ واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا روزے رکھے۔

س ۵۳۸: ایک سن رسیدہ آدمی بعض معلوم اسباب کی بنا پر اپنے گھر والوں سے الگ ہو جاتا ہے اور ان سے رابطہ رکھنے

سے معذور ہوجاتا ہے اور یہی اپنے باپ کا سب سے بڑا بیٹا بھی ہے، اسی زمانے میں اس کے والد کا انتقال ہوجاتا ہے اور وہ باپ کی قضا نماز وغیرہ کی مقدار نہیں جانتا ہے اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ وہ باپ کی نماز اجارہ پر پڑھوائے۔ نیز بڑھاپے کی وجہ سے خود بھی باپ کی قضا نمازیں بجا نہیں لاسکتا، آخر وہ کیا کرے؟

ج: باپ کی صرف انہی نمازوں کی قضا واجب ہے جن کے چھوٹ جانے کا بڑے بیٹے کو علم ہو اور جس طریقے سے بھی ممکن ہو بڑے بیٹے پر باپ کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر وہ اسے ادا نہ کرسکتا ہو حتی کہ کسی کو اجیر بنا کر بھی تو وہ معذور ہے۔

س ۵۳۹: اگر کسی شخص کی بڑی اولاد بیٹی ہو اور دوسری اولاد بیٹا ہو تو کیا ماں باپ کی قضا نمازیں اور روزے اس بیٹے پر واجب ہیں؟

ج: معیار یہ ہے کہ بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا ہو اگر اس کے والد کے اور بیٹے بھی ہوں لہٰذا مذکورہ سوال میں ماں اور باپ کے روزے اور نماز کی قضا اس بیٹے پر واجب ہے جو باپ کی دوسری اولاد ہے اور ماں کی چھوٹی ہوئی نمازوں اور روزوں کی قضا بھی واجب ہے۔

س ۵۴۰: اگر بڑے بیٹے کا باپ سے پہلے انتقال ہوجائے (خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ) تو کیا باقی اولاد سے باپ کی قضا ساقط ہوجائے گی یا نہیں؟

ج: باپ کے روزہ اور نماز کی قضا اس بڑے بیٹے پر واجب ہے، جو باپ کی وفات کے وقت زندہ ہو خواہ وہ باپ کی پہلی اولاد یا پہلا بیٹا نہ بھی ہو۔

س ۵۴۱: میں اپنے باپ کی اولاد میں بڑا بیٹا ہوں، کیا مجھ پر واجب ہے کہ باپ کی قضا نمازوں کی ادائیگی کی غرض سے ان کی زندگی میں ان سے تحقیق کروں یا ان پر واجب ہے کہ وہ مجھے ان کی مقدار سے باخبر کریں، پس اگر وہ باخبر نہ کریں تو میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: آپ پر تحقیق اور سوال کرنا واجب نہیں ہے، لیکن اس سلسلہ میں باپ پر واجب ہے کہ جب تک اس کے پاس فرصت ہے خود پڑھے اور اگر نہ پڑھ سکے تو وصیت کرے بہرحال بڑے بیٹے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس سے یقینی طور پر چھوٹ جانے والے روزوں اور نمازوں کی قضا کرے۔

س ۵۴۲: ایک شخص کا انتقال ہوا ہے، اور اس کا کل اثاثہ وہ گھر ہے جس میں اس کی اولاد رہتی ہے، اور اس کے ذمہ روزے اور نمازیں باقی رہ گئے ہیں اور بڑا بیٹا اپنی روزمرہ مصروفیات کی بنا پر انہیں ادا نہیں کرسکتا، پس کیا ان پر واجب ہے کہ وہ اس گھر کو فروخت کرکے باپ کے روزے اور نمازیں ادا کروائیں؟

ج: مذکورہ فرض میں گھر بیچنا واجب نہیں ہے لیکن باپ کی نمازوں اور روزوں کی قضا بہرصورت اس کے بڑے بیٹے پر ہے، لیکن اگر مرنے والا یہ وصیت کر جائے کہ اس کے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے اجرت پر نماز اور روزہ کی قضا کرائیں اور ایک تہائی ترکہ بھی اس کی تمام نمازوں اور روزوں کی قضا کے لئے کافی ہو تو ترکہ میں سے ایک تہائی مال اس کام میں صرف کرنا واجب ہے۔

س ۵۴۳: اگر بڑا بیٹا مر جائے جس پر باپ کی قضا نماز واجب تھیں، تو کیا ان قضا نمازوں کو بڑے بیٹے کے وارث ادا کریں گے یا یہ قضا نمازیں اس کے دوسرے بڑے بیٹے پر واجب ہوں گی؟

ج: باپ کی جو قضا نمازیں اور روزے بڑے بیٹے پر واجب تھے، باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس بڑے بیٹے کے فوت ہو جانے کی صورت میں اس کے بیٹے یا بھائی پر واجب نہیں ہے۔

س ۵۴۴: اگر باپ نے کوئی نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اس کی ساری نمازیں قضا ہیں اور بڑے بیٹے پر ان کا بجالانا واجب ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ اس صورت میں بھی اس کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔

س ۵۴۵: جس باپ نے جان بوجھ کر اپنے تمام عبادی اعمال کو ترک کر دیا ہو تو کیا بڑے بیٹے پر اس کی تمام نمازوں اور روزوں کا ادا کرنا واجب ہے کہ جن کی مقدار پچاس سال تک پہنچتی ہے؟

ج: اگر نماز و روزہ کا ترک طغیان کی صورت میں ہو تو ان کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے، لیکن اس صورت میں بھی اس کی قضا بجالانے کی احتیاط کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

س ۵۴۶: جب بڑے بیٹے پر خود اس کی نماز اور روزے کی بھی قضا ہو اور باپ کے روزے اور نمازوں کی قضا بھی ہو تو اس وقت دونوں میں سے کس کو مقدم کرے گا؟

ج: اس صورت میں اسے اختیار ہے کہ جس کو بھی پہلے شروع کرے صحیح ہے۔

س ۵۴۷: میرے والد کے ذمہ کچھ قضا نمازیں ہیں لیکن انہیں ادا کرنے کی ان میں استطاعت نہیں ہے اور میں ان کا بڑا بیٹا ہوں، کیا یہ جائز ہے کہ میں ان کی چھوٹ جانے والی نمازیں بجالاؤں یا کسی شخص کو اس کام کے لئے اجیر کروں جبکہ وہ ابھی زندہ ہیں؟

ج: زندہ شخص کی قضا نمازوں اور روزوں کی نیابت صحیح نہیں ہے۔

نماز جماعت

س۵۴۸: امام جماعت نماز میں کیا نیت کرے؟ جماعت کی نیت کرے یا فرادیٰ کی؟
ج: اگر جماعت کی فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے تو واجب ہے کہ امامت و جماعت کا قصد کرے اور اگر امامت کے قصد کے بغیر نماز شروع کر دے تو اس کی نماز میں اور دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔
س۵۴۹: فوجی مراکز میں نماز جماعت کے وقت۔ کہ جو دفتری کام کے وقت قائم ہوتی ہے۔ بعض کارکن کام کی وجہ سے نماز جماعت میں شریک نہیں ہو پاتے، حالانکہ وہ اس کام کو دفتری اوقات کے بعد یا دوسرے دن بھی انجام دے سکتے ہیں تو کیا اس عمل کو نماز کو اہمیت نہ دینے سے تعبیر کیا جائے گا؟
ج: اول وقت اور جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ دفتری امور کو اس طرح منظم کریں جس سے وہ لوگ اس الٰہی فریضہ کو کم سے کم وقت میں جماعت کے ساتھ انجام دے سکیں۔
س۵۵۰: ان مستحب اعمال، جیسے مستحب نماز یا دعائے توسل اور دوسری دعاؤں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو سرکاری اداروں میں نماز سے پہلے یا بعد میں یا اثنائے نماز میں پڑھی جاتی ہیں کہ جن میں نماز جماعت سے بھی زیادہ وقت صرف ہوتا ہے؟
ج: وہ مستحب اعمال اور دعائیں جو نماز جماعت کہ جو الٰہی فریضہ اور اسلامی شعائر میں سے ہے، کے ساتھ انجام پاتے ہیں، اگر دفتری وقت کے ضائع ہونے اور واجب کاموں کی تاخیر کے موجب ہوتے ہوں تو ان میں اشکال ہے۔
س۵۵۱: کیا اس جگہ دوسری نماز جماعت قائم کرنا صحیح ہے جہاں سے قریب ہی نماز گزاروں کی بڑی تعداد کے ساتھ ایک اور نماز جماعت برپا ہو رہی ہو اس طرح کہ اس کی اذان اور اقامت کی آواز بھی سنائی دے؟
ج: ایسی دوسری جماعت کے قائم کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن مؤمنین کے شایان شان یہ ہے کہ وہ ایک ہی جگہ جمع ہوں اور ایک ہی جماعت میں شریک ہوں تا کہ نماز جماعت کی عظمت میں چار چاند لگ جائیں۔
س۵۵۲: جب مسجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے تو اس وقت بعض افراد فرادیٰ نماز پڑھتے ہیں، اس عمل کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر یہ عمل نماز جماعت کو کمزور کرنا اور اس امام جماعت کی اہانت اور بے عزتی شمار کیا جائے کہ جس پر لوگ اعتماد

کرتے ہیں تو جائز نہیں ہے۔

س ۵۵۳: ایک محلہ میں متعدد مساجد ہیں اور سب میں نماز با جماعت ہوتی ہے اور ایک مکان دو مسجدوں کے درمیان واقع ہے اس طرح کہ ایک مسجد اس سے دس گھروں کے فاصلہ پر واقع ہے اور دوسری دو ہی گھروں کے بعد ہے اور اس گھر میں بھی نماز جماعت برپا ہوتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ضروری ہے کہ نماز جماعت کو اتحاد و الفت کے لئے قائم کیا جائے نہ کہ اختلاف و افتراق کی فضا پھیلانے کا ذریعہ بنایا جائے اور مسجد سے متصل گھر میں نماز جماعت قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ اختلاف و پراگندگی کا سبب نہ ہو۔

س ۵۵۴: کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ مسجد کے مستقل امام ۔ کہ جس کو امور مساجد کے مرکز کی تائید حاصل ہے ۔ کی اجازت کے بغیر اس مسجد میں نماز جماعت قائم کرے؟

ج: نماز جماعت قائم کرنا امام راتب کی اجازت پر موقوف نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز کے وقت جب نماز جماعت قائم کرنے کے لئے امام راتب مسجد میں موجود ہوتو اس کے لئے مزاحمت ایجاد نہ کی جائے، بلکہ اگر یہ مزاحمت فتنہ وشر کے بھڑک اٹھنے کا سبب ہوتو حرام ہے۔

س ۵۵۵: اگر امام جماعت کبھی غیر شائستہ انداز سے بات کرے یا ایسا مذاق کرے جو کہ عالم دین کے شایان شان نہ ہوتو کیا اس سے عدالت ساقط ہو جاتی ہے؟

ج: اگر یہ شریعت کے مخالف نہ ہوتو اس سے عدالت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

س ۵۵۶: کیا امام جماعت کی کما حقہ معرفت نہ ہونے کے باوجود اس کی اقتدا کی جاسکتی ہے؟

ج: اگر ماموم کے نزدیک کسی بھی طریقہ سے امام کی عدالت ثابت ہو جائے تو اس کی اقتدا جائز ہے اور جماعت صحیح ہے۔

س ۵۵۷: اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو عادل و متقی سمجھتا ہو اور اسی لمحہ اس بات کا بھی معتقد ہو کہ اس نے بعض موقعوں پر اس پر ظلم کیا ہے تو کیا وہ اسے کلی طور پر عادل سمجھ سکتا ہے؟

ج: جب تک اس شخص کے بارے میں ۔ جس کو اس نے ظالم سمجھا ہے ۔ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے وہ کام علم وارادہ اور اختیار سے یا کسی شرعی جواز کے بغیر انجام دیا ہے تو اس وقت تک وہ اس کے فاسق ہونے کا حکم نہیں لگا سکتا۔

س ۵۵۸: کیا ایسے امام جماعت کی اقتدا کرنا جائز ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی قدرت رکھتا ہے، لیکن نہیں کرتا؟

ج: صرف امر بالمعروف نہ کرنا جو ممکن ہے مکلف کی نظر میں کسی قابل قبول عذر کی بنا پر ہو، عدالت میں خدشہ پیدا کرنے کا سبب نہیں بنتا اور نہ ہی اس کی اقتدا کرنے میں رکاوٹ ہے۔

س۵۵۹: آپ کے نزدیک عدالت کے کیا معنی ہیں؟

ج: یہ ایک نفسانی حالت ہے جو ایسا تقویٰ اختیار کرنے کا باعث ہوتی ہے جو انسان کو واجبات کے ترک اور شرعی محرمات کے ارتکاب سے روکتی ہے اس کے اثبات کے لئے اس شخص کے ظاہر کا اچھا ہونا ہی کافی ہے۔

س۵۶۰: ہم چند جوانوں کا ایک گروہ بیٹھکوں اور امام بارگاہوں میں ایک جگہ جمع ہوتا ہے، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اپنے درمیان میں سے کسی ایک عادل شخص کو نماز جماعت کے لئے آگے بڑھا دیتے ہیں، لیکن بعض برادران اس نماز پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر عالم دین کے پیچھے نماز پڑھنے کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا ہمارا فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر عالم دین تک دسترسی ہو تو غیر عالم دین کی اقتدا نہ کریں۔

س۵۶۱: کیا دو اشخاص نماز جماعت قائم کر سکتے ہیں؟

ج: اگر مراد اس طرح نماز جماعت کی تشکیل ہے کہ ایک امام ہو اور دوسرا ماموم تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۵۶۲: اگر ماموم ظہر و عصر کی نماز با جماعت پڑھتے ہوئے حمد و سورہ خود پڑھے، اس فرض کے ساتھ کہ حمد و سورہ پڑھنا اس سے ساقط ہے لیکن اگر وہ اپنے ذہن کو مرتکز کرنے اور ادھر ادھر بھٹکنے سے بچانے کیلئے ایسا کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: ظہر و عصر جیسی اخفاتی نمازوں میں، اس کے لئے قرأت جائز نہیں ہے چاہے اپنے ذہن کو مرتکز کرنے کی غرض ہی سے ہو۔

س۵۶۳: اگر کوئی امام جماعت ٹریفک کے تمام قوانین کی رعایت کرتے ہوئے سائیکل کے ذریعہ نماز جماعت پڑھانے جاتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے عدالت اور امامت کی صحت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

س۵۶۴: جب ہم نماز جماعت میں شامل نہ ہو سکیں اور جماعت کا ثواب حاصل کرنے کی غرض سے تکبیرۃ الاحرام کہہ کر بیٹھ جاتے ہیں اور امام کے ساتھ تشہد پڑھتے ہیں اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہلی رکعت پڑھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت کے تشہد میں بھی ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ طریقہ، امام جماعت کی نماز کے آخری تشہد سے مخصوص ہے تا کہ جماعت کا ثواب حاصل کیا جا سکے۔

س ۵۶۵: کیاامام جماعت کے لئے نماز کی اجرت لینا جائز ہے؟

ج: جائز نہیں ہے مگر یہ کہ نماز جماعت میں حاضر ہونے کے مقدمات کیلئے لے۔

س ۵۶۶: کیاامام جماعت کے لئے عید یا کوئی سی بھی دو نمازوں کی ایک وقت میں امامت کرانا جائز ہے؟

ج: نماز پنجگانہ میں دوسرے ماموین کیلئے نماز جماعت کوایک بار تکرار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے، لیکن نماز عید کا تکرار کرنے میں اشکال ہے۔

س ۵۶۷: جب امام نماز عشاء کی تیسری یا چوتھی رکعت میں ہواور ماموم دوسری رکعت میں ہوتو کیا ماموم پر واجب ہے کہ حمد وسورہ کو بلند آواز سے پڑھے؟

ج: واجب ہے کہ دونوں کو آہستہ آواز سے پڑھے۔

س ۵۶۸: نماز جماعت کے سلام کے بعد نبی اکرم پر صلوات کی آیت (ان اللہ و ملائکتہ) پڑھی جاتی ہے۔ پھر نماز گزار محمد و آل محمد علیہم السلام پر تین مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ سیاسی نعرے لگاتے ہیں۔ یعنی دعا اور برائت کے جملے کہے جاتے ہیں جنہیں مومنین بلند آواز سے دہراتے ہیں کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

ج: آیت صلوات پڑھنے اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے میں نہ صرف کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ یہ مستحسن اور راجح ہے اور اس میں ثواب ہے اور اسی طرح اسلامی نعرے اور اسلامی انقلاب کے نعرے، (تکبیر اور اس کے ملحقات) کہ جو اسلامی انقلاب کے عظیم پیغام و مقاصد کی یاد تازہ کرتے ہیں، بھی مطلوب ہیں۔

س ۵۶۹: اگر ایک شخص مسجد میں نماز جماعت کی دوسری رکعت میں پہنچے اور مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے بعد والی رکعت میں تشہد وقنوت کہ جن کا بجالانا واجب تھا نہ بجالائے تو کیا اس کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: نماز صحیح ہے لیکن تشہد کی قضا اور دو سجدہ سہو بجالانا واجب ہے۔

س ۵۷۰: نماز میں جس کی اقتدا کی جارہی ہے کیا اس کی رضامندی شرط ہے؟ اور کیا ماموم کی اقتدا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اقتدا کے صحیح ہونے میں امام جماعت کی رضامندی شرط نہیں ہے اور ماموم جب تک اقتدا کر رہا ہے اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی۔

س ۵۷۱: دو اشخاص، ایک امام اور دوسرا ماموم جماعت قائم کرتے ہیں، تیسرا شخص آتا ہے وہ دوسرے (یعنی ماموم) کو امام سمجھتا ہے اور اس کی اقتدا کرتا ہے اور نماز سے فراغت کے بعد اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام نہیں بلکہ ماموم تھا پس

اس تیسرے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: ماموم کی اقتدا صحیح نہیں ہے، لیکن جب وہ نہ جانتا ہو اور اس کی اقتدا کرلے تو اگر وہ رکوع وسجود میں اپنے انفرادی فریضہ پر عمل کرے یعنی عمداً اور سہواً کسی رکن کی کمی اور زیادتی نہ کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

س ۵۷۲: جو شخص نماز عشاء پڑھنا چاہتا ہے، کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز مغرب کی جماعت میں شریک ہو؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں۔

س ۵۷۳: ماموین سے امام کی نماز کے مقام کے بلند ہونے کی رعایت نہ کرنے سے، کیا ان کی نماز باطل ہوجاتی ہے؟

ج: اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ، ماموین کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اس حد سے زیادہ بلند ہو کہ جس کی شرعاً اجازت ہے تو ان کی جماعت کے باطل ہونے کا سبب ہوگی۔

س ۵۷۴: اگر نماز جماعت کی ایک صف میں تمام وہ لوگ نماز پڑھیں کہ جن کی نماز قصر ہے اور اس کے بعد والی صف ان لوگوں کی ہو جن کی نماز پوری ہے تو اس صورت میں اگر اگلی صف والے دو رکعت نماز تمام کرنے کے فوراً بعد اگلی دو رکعت کی اقتدا کے لئے کھڑے ہو جائیں تو کیا بعد کی صف والوں کی آخری دو رکعت کی جماعت صحیح ہے؟

ج: بالفرض کہ اگلی صف میں تمام افراد کی نماز قصر ہو تو بعد والی صفوں کی جماعت کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احوط یہ ہے کہ جب پہلی صف والے سلام کی نیت سے بیٹھ جائیں تو بعد والی صف والے فرادیٰ کی نیت کرلیں۔

س ۵۷۵: کیا وہ ماموم جو نماز کے لئے پہلی صف کے آخری سرے پر کھڑا ہوا ان ماموین سے پہلے نماز میں شامل ہوسکتا ہے جو اس کے اور امام کے درمیان واسطہ ہیں؟

ج: جب ماموین کہ جو اس کے اور امام کے درمیان واسطہ ہیں، امام جماعت کے جماعت شروع کرنے کے بعد، نماز میں اقتدا کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں تو وہ جماعت کی نیت سے نماز میں شامل ہوسکتا ہے۔

س ۵۷۶: جو شخص یہ سمجھ کر کہ امام کی پہلی رکعت ہے اس کی تیسری رکعت میں شریک ہوجائے اور کچھ نہ پڑھے تو کیا اس پر اعادہ واجب ہے؟

ج: اگر وہ رکوع میں جانے سے پہلے ہی اس کی طرف متوجہ ہوجائے تو اس پر قرأت واجب ہے اور اگر رکوع کے بعد متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ سہواً قرأت ترک کرنے کے سبب دو سجدہ سہو بجالائے۔

س ۵۷۷: حکومتی دفاتر اور اسکولوں میں نماز جماعت قائم کرنے کیلئے امام جماعت کی اشد ضرورت ہے اور چونکہ

میرے علاوہ اس علاقہ میں کوئی عالم دین نہیں ہے، اس لئے میں مجبوراً مختلف مقامات پر ایک واجب نماز کی تین یا چار مرتبہ امامت کراتا ہوں۔ دوسری مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے تو سارے مراجع نے اجازت دی ہے، لیکن کیا اس سے زائد کو احتیاطاً قضا کی نیت سے پڑھایا جاسکتا ہے؟

ج: احتیاطاً قضا پڑھی جانے والی نمازوں کے ساتھ امامت صحیح نہیں ہے۔

س۵۷۸: ایک کالج نے اپنے اسٹاف کے لئے کالج کی ایسی عمارت میں نماز جماعت قائم کی ہے جو شہر کی ایک مسجد کے نزدیک ہے، یہ بات جانتے ہوئے کہ عین اسی وقت مسجد میں نماز جماعت قائم ہوتی ہے، کالج کی جماعت میں شریک ہونے کا کیا حکم ہے؟

ج: ایسی نماز جماعت میں شرکت کرنے میں کہ جس میں ماموم کی نظر میں اقتدا اور جماعت کے صحیح ہونے کے شرائط پائے جاتے ہوں، کوئی حرج نہیں ہے، خواہ یہ جماعت اس مسجد سے قریب ہی ہو رہی ہو جس میں عین اسی وقت نماز جماعت قائم ہوتی ہے۔

س۵۷۹: کیا اس امام کے پیچھے نماز صحیح ہے جو قاضی ہے لیکن مجتہد نہیں ہے؟

ج: اس کا تقرر اگر ایسے شخص نے کیا ہے جس کو اس کا حق ہے تو اس کی اقتدا کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

س۵۸۰: مسئلہ مسافر میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد، کیا ایک ایسے امام جماعت کی اقتدا کر سکتا ہے جو اس مسئلہ میں کسی اور مرجع کا مقلد ہو خصوصاً جبکہ اقتدا نماز جمعہ میں ہو؟

ج: تقلید کا اختلاف اقتدا کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہے، لیکن اس نماز کی اقتدا صحیح نہیں ہے جو ماموم کے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق قصر ہو اور امام جماعت کے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق کامل ہو یا اس کے برعکس ہو۔

س۵۸۱: اگر امام جماعت تکبیرۃ الاحرام کے بعد بھولے سے رکوع میں چلا جائے تو ماموم کا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر ماموم نماز جماعت میں شامل ہونے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے اس طرف متوجہ ہو جائے تو اس پر فرادیٰ کی نیت کر لینا اور حمد وسورہ پڑھنا واجب ہے۔

س۵۸۲: اگر نماز جماعت کی تیسری یا چوتھی صف کے بعد اسکولوں کے نابالغ بچے نماز کے لئے کھڑے ہوں اور ان کے پیچھے بالغ اشخاص کھڑے ہوں تو اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س۵۸۳: اگر امام جماعت نے معذور ہونے کے سبب غسل کے بدلے تیمم کیا ہو تو یہ نماز جماعت پڑھانے کیلئے کافی ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ شرعی اعتبار سے معذور ہو تو غسل جنابت کے بدلے تیمم کر کے امامت کرا سکتا ہے اور اس کی اقتدا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام جماعت کی غلط قرأت کا حکم

س ۵۸۴: کیا قرأت صحیح ہونے کے مسئلہ میں فرادیٰ نماز نیز ماموم یا امام کی نماز کے درمیان کوئی فرق ہے؟ یا قرأت کے صحیح ہونے کا مسئلہ ہر حال میں ایک ہی ہے؟

ج: اگر مکلف کی قرأت صحیح نہ ہو اور وہ سیکھنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے، لیکن دوسروں کے لئے اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے۔

س ۵۸۵: حروف کے مخارج کے اعتبار سے، بعض ائمہ جماعت کی قرأت صحیح نہیں ہے تو کیا ان کی اقتدا ایسے لوگ کر سکتے ہیں جو حروف کو صحیح طریقہ سے ان کے مخارج سے ادا کرتے ہوں؟ بعض لوگ کہتے ہیں تم جماعت سے نماز پڑھ سکتے ہو لیکن اس کے بعد نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے، لیکن میرے پاس اعادہ کرنے کا وقت نہیں ہے، تو میرا کیا فریضہ ہے؟ اور کیا میرے لئے یہ ممکن ہے کہ جماعت میں شریک تو ہوں لیکن آہستہ طریقے سے حمد وسورہ پڑھوں؟

ج: جب ماموم کی نظر میں امام کی قرأت صحیح نہ ہو تو اس کی اقتدا اور نماز جماعت باطل ہے اور اگر وہ اعادہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اقتدا نہ کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے، لیکن جہری نماز میں آہستہ سے حمد وسورہ پڑھنا کہ جو امام جماعت کی اقتدا کے ظاہر کرنے کیلئے ہو صحیح اور کافی نہیں ہے۔

س ۵۸۶: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چند ایک ائمہ جمعہ کی قرأت صحیح نہیں ہے، یا تو وہ حروف کو اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح وہ ہیں یا وہ حرکت کو اس طرح بدل دیتے ہیں کہ جس سے وہ حرف نہیں رہتا کیا ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازوں کے اعادہ کے بغیر ان کی اقتدا صحیح ہے؟

ج: قرأت کے صحیح ہونے کا معیار، عربی زبان کے قواعد کی رعایت اور حروف کو ان کے مخارج سے اس طرح ادا کرنا ہے کہ اہل زبان یہ کہیں کہ وہی حرف ادا ہوا ہے نہ کوئی دوسرا حرف۔ تو اگر ماموم، امام کی قرأت کو قواعد کے مطابق نہ پائے اور اس کی قرأت کو صحیح نہ سمجھتا ہو تو اس کے لئے اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں اگر وہ اس کی اقتدا کرے گا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور دوبارہ پڑھنی واجب ہوگی۔

س۵۸۷: اگر امام جماعت کو اثنائے نماز میں کسی لفظ کو ادا کرنے کے بعد اس کے تلفظ کی کیفیت میں شک ہوجائے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد متوجہ ہو کہ اس نے اس لفظ کے تلفظ میں غلطی کی تھی تو اس کی اور ماموین کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز صحیح ہے۔

س۵۸۸: اس شخص اور خاص کر قرآن کے مدرس کا شرعی حکم کیا ہے جو تجوید کے اعتبار سے امام جماعت کی نماز کو یقین کے ساتھ غلط سمجھتا ہے، حالانکہ اگر وہ جماعت میں شرکت نہ کرے تو اس پر مختلف قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں؟

ج: علم تجوید کے خوبصورت قرأت کے معیارات کی رعایت ضروری نہیں ہے لیکن اگر ماموم کی نظر میں امام کی قرأت صحیح نہ ہو اور نتیجۃً اس کی نظر میں اس کی نماز بھی صحیح نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ اس کی اقتدا نہیں کر سکتا، لیکن عقلائی مقصد کے لیے نماز جماعت میں ظاہری طور پر شرکت کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

معذور کی امامت

س۵۸۹: درج ذیل صورتوں میں معذور افراد کی امامت کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

۱۔ وہ معلول و معذور افراد کہ جن کے بدن کا کوئی عضو کٹا تو نہیں ہے، لیکن پیر کے معیوب ہوجانے کی وجہ سے وہ عصا یا دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے ہیں؟

۲۔ وہ معذور افراد کہ جن کے ہاتھ یا پیر کی انگلی کی ایک پور یا ہاتھ یا پیر کی پوری انگلی نہ ہو؟

۳۔ وہ معذور افراد کہ جن کے ایک ہاتھ یا پیر کی تمام انگلیاں یا دونوں کی تمام انگلیاں نہ ہوں؟

۴۔ وہ معذور افراد کہ جن کے ایک ہاتھ یا ایک پیر کا کچھ حصہ یا دونوں کا کچھ حصہ نہ ہو؟

۵۔ وہ معذور افراد کہ جن کے بدن کا کوئی ایک عضو نہ ہو اور وہ ہاتھوں سے معذور ہونے کے سبب وضو کرتے وقت کسی کو نائب بناتے ہوں؟

ج: کلی طور پر اگر قیام میں طبیعی طور پر استقرار ہو اور نماز کے افعال و اذکار اور حمد و سورہ کی قرأت کی حالت میں وہ استقرار اور سکون کو برقرار رکھ سکتا ہو اور ساتوں اعضاء پر مکمل طور پر رکوع و سجود کر سکتا ہو اور صحیح وضو کرنے پر قادر ہو، نیز اس میں امامت کی تمام شرائط بھی پائی جاتی ہوں تو دوسروں کیلئے نماز میں اس کی اقتدا کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے

ورنہ محل اشکال ہے۔

س ۵۹۰: میں ایک دینی طالب علم ہوں، آپریشن کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ کٹ چکا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے مجھے یہ معلوم ہوا کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کامل اعضاء والے انسان کے لئے ناقص اعضاء والے انسان کی امامت کو جائز نہیں سمجھتے، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ ان ماموین کی نماز کا حکم بیان فرمائیں جن کو ابھی تک میں نے امامت کرائی ہے؟

ج: ماموین کی گزشتہ نمازیں اور ان لوگوں کی نمازیں جنہوں نے حکم شرعی سے ناواقفیت کی بنا پر آپ کی اقتدا کی ہے، صحیح ہیں۔ ان پر نہ قضا واجب ہے اور نہ اعادہ۔

س ۵۹۱: میں دینی طالب علم ہوں اور اسلامی جمہوریہ ایران پر مسلط کردہ جنگ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کی جہت سے زخمی ہوا البتہ انگوٹھا مکمل طور پر صحیح ہے اور اس وقت میں ایک امام بارگاہ میں امام جماعت ہوں۔ کیا اس میں کوئی شرعی اشکال ہے یا نہیں؟

ج: اگر پیر کا انگوٹھا صحیح و سالم ہے اور اثنائے سجود میں اسے زمین پر ٹیکا جا سکتا ہے تو ایسی حالت میں آپ کے امام جماعت ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز جماعت میں عورتوں کی شرکت

س ۵۹۲: کیا شارع مقدس نے عورتوں کو بھی مسجدوں میں نماز جماعت یا نماز جمعہ میں شریک ہونے کی اسی طرح ترغیب دلائی ہے جس طرح مردوں کو دلائی ہے، یا عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے؟

ج: عورتوں کے جماعت میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ان کو جماعت کا ثواب ملے گا۔

س ۵۹۳: عورت کب امام جماعت بن سکتی ہے؟

ج: عورت کا فقط عورتوں کی نماز جماعت کے لئے امام بننا جائز ہے۔

س ۵۹۴: جب عورتیں (مردوں کی طرح) نماز جماعت میں شریک ہوتی ہوں تو استحباب و کراہت کے لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟ اور جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو اس وقت ان کا کیا حکم ہے؟ کیا جب وہ مردوں کے پیچھے نماز جماعت کے لئے کھڑی ہوں تو کسی حائل یا پردے کی ضرورت ہے؟ اور اگر نماز میں وہ مردوں کے ایک جانب کھڑی ہوں تو حائل کے لحاظ سے کیا حکم ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جماعت، تقاریر اور دیگر پروگراموں کے

دوران عورتوں کا پردے کے پیچھے ہونا ان کی توہین اور شان گھٹانے کا موجب ہے؟

ج: عورتوں کے نماز جماعت میں شریک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور جب وہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں تو پردے اور حائل کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جب مردوں کے ایک جانب کھڑی ہوں تو نماز میں مرد کے برابر عورتوں کے کھڑے ہونے کی کراہت کو دور کرنے کے لئے حائل کی ضرورت ہے اور یہ تو ہم کہ حالت نماز میں مردوں اور عورتوں کے درمیان حائل لگانا عورت کی شان گھٹانے اور اس کی عظمت کو کم کرنے کا موجب ہے محض ایک خیال ہے کہ جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، مزید یہ کہ فقہ میں اپنی ذاتی رائے کو دخل دینا صحیح نہیں ہے۔

س ۵۹۵: حالت نماز میں مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان پردے اور حائل کے بغیر اتصال اور عدم اتصال کی کیا کیفیت ہونی چاہیے؟

ج: عورتیں فاصلہ کے بغیر مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

اہل سنت کی اقتدا

س ۵۹۶: کیا اہل سنت کی اقتدا میں نماز جائز ہے؟

ج: وحدت اسلامی کے تحفظ کے لئے ان کے پیچھے نماز جماعت پڑھنا جائز ہے۔

س ۵۹۷: میں کُردوں کے علاقہ میں ملازمت کرتا ہوں، وہاں ائمہ جمعہ و جماعات کی اکثریت اہل سنت کی ہے ان کی اقتدا کے سلسلے میں کیا حکم ہے؟ اور کیا ان کی غیبت جائز ہے؟

ج: وحدت اسلامی کے تحفظ کیلئے ان کے ساتھ ان کی جماعت اور جمعہ کی نمازوں میں شرکت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور غیبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

س ۵۹۸: اہل سنت کے ساتھ معاشرت اور ان کے ساتھ میل جول کی بنا پر نماز پنجگانہ میں شرکت کے دوران بعض موقعوں پر ہم بھی ان ہی کی طرح عمل کرتے ہیں مثلاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا، وقت کی رعایت و پابندی نہ کرنا اور جائے نماز پر سجدہ کرنا، تو کیا ایسی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے؟

ج: اگر اسلامی اتحاد ان تمام چیزوں کا تقاضا کرے تو ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح اور کافی ہے یہاں تک کہ جائے نماز پر سجدہ وغیرہ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ان کے ساتھ نماز میں ہاتھ باندھنا جائز نہیں، مگر یہ کہ حالات اور ضرورت

اس کا بھی تقاضا کریں۔

س۵۹۹: ہم مکہ اور مدینہ میں، اہل سنت کے ساتھ نماز جماعت پڑھتے ہیں اور ایسا کام ہم امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کی وجہ سے کرتے ہیں اور بعض اوقات مسجد میں نماز کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے ظہر و مغرب کی نماز کے بعد، عصر وعشاء کی نمازیں بھی ہم اہل سنت کی مساجد میں سجدہ گاہ کے بغیر فرادیٰ پڑھتے ہیں، ان نمازوں کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں اگر فریضہ تقیہ کے ساتھ کوئی منافات نہ ہو تو سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہیے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو۔

س۶۰۰: ہم شیعہ کیلئے دوسرے ممالک کی مساجد میں اہل سنت کی نماز میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ جبکہ وہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں؟ اور کیا ان کی طرح ہاتھ باندھنا ہمارے اوپر واجب ہے یا ہم ہاتھ باندھے بغیر نماز پڑھیں؟

ج: اگر اسلامی اتحاد کی رعایت مقصود ہو تو اہل سنت کی اقتدا جائز ہے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح اور کافی ہے، لیکن نماز میں ہاتھ باندھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہی نہیں ہے مگر یہ کہ وہاں کے حالات اس کا تقاضا کریں۔

س۶۰۱: اہل سنت کی نماز جماعت میں شرکت کے وقت قیام کی حالت میں دونوں طرف کھڑے ہوئے اشخاص کے پیروں کی چھوٹی انگلی سے انگلی ملانے کا کیا حکم ہے کہ جس کو اہل سنت لازم سمجھتے ہیں؟

ج: یہ واجب نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس سے نماز کا صحیح ہونا متاثر نہیں ہوتا۔

س۶۰۲: اہل سنت اذان مغرب سے قبل مغرب کی نماز پڑھتے ہیں، کیا حج کے زمانہ میں یا اس کے علاوہ ہمارے لئے ان کی اقتدا کرنا اور اس نماز پر اکتفاء کرنا صحیح ہے؟

ج: یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ وقت سے پہلے نماز پڑھتے ہیں، لیکن اگر مکلف کے لئے وقت کا داخل ہونا ثابت نہ ہوا ہو تو اس کا نماز میں شامل ہونا صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر اسلامی اتحاد اس کا تقاضا کرے تو اس وقت ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور اسی نماز پر اکتفا کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

نماز جمعہ

س۶۰۳: نماز جمعہ میں شریک ہونے کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ جبکہ ہم حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں زندگی گزار رہے ہیں، اور اگر بعض اشخاص امام جمعہ کو عادل نہ مانتے ہوں تو کیا نماز جمعہ میں شریک ہونے کی ذمہ داری ان سے ساقط ہے یا نہیں؟

ج: نماز جمعہ اگر چہ دور حاضر میں واجب تخییری ہے اور اس میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے، لیکن نماز جمعہ میں شرکت کے فوائد واہمیت کے پیش نظر، صرف امام جمعہ کی عدالت میں شک یا دیگر بیہودہ بہانوں کی بنا پر مؤمنین خود کو ایسی نماز کی برکتوں سے محروم نہ کریں۔

س ۶۰۴: نماز جمعہ میں واجب تخییری کے کیا معنی ہیں؟

ج: اس کے معنی یہ ہیں کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ وہ نماز جمعہ پڑھے یا نماز ظہر۔

س ۶۰۵: نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے کے سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: عبادی وسیاسی پہلو رکھنے والی اس نماز جمعہ کو اہمیت نہ دیتے ہوئے اس میں شرکت نہ کرنا شرعی لحاظ سے مذموم ہے۔

س ۶۰۶: کچھ لوگ بیہودہ اور عبث بہانوں کی بنا پر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور بعض اوقات نظریاتی اختلاف کے باعث شرکت نہیں کرتے، اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: نماز جمعہ اگر چہ واجب تخییری ہے، لیکن اس میں مستقل طور پر شرکت نہ کرنا شرعی طریقہ نہیں ہے۔

س ۶۰۷: نماز ظہر کا عین اس وقت جماعت سے منعقد کرنا، جب نماز جمعہ تھوڑے سے فاصلہ پر ایک اور مقام پر بر پا ہو رہی ہو، جائز ہے یا نہیں؟

ج: بذات خود اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور اس سے مکلف جمعہ کے دن کے فریضہ سے بری الذمہ ہو جائے گا، کیونکہ دور حاضر میں نماز جمعہ واجب تخییری ہے، لیکن چونکہ جمعہ کے دن، نماز جمعہ کے مقام سے قریب با جماعت نماز ظہر قائم کرنے کا لازمی نتیجہ مؤمنین کی تفریق وتقسیم ہے اور شاید اسے عوام کی نظر میں امام جمعہ کی توہین اور بے حرمتی شمار کیا جائے اور اس سے نماز جمعہ سے لاپروائی کا اظہار ہو تو اس لئے با جماعت نماز ظہر قائم کرنا مؤمنین کے لئے مناسب نہیں ہے، بلکہ اگر اس سے مفاسد اور حرام نتائج برآمد ہوتے ہوں تو اس سے اجتناب واجب ہے۔

س ۶۰۸: کیا نماز جمعہ وعصر کے درمیانی وقفہ میں نماز ظہر پڑھنا جائز ہے؟ اور اگر امام جمعہ کے علاوہ کوئی اور شخص نماز عصر پڑھائے تو کیا عصر کی نماز میں اس کی اقتدا کرنا جائز ہے؟

ج: نماز جمعہ، نماز ظہر سے بے نیاز کر دیتی ہے، لیکن نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر احتیاط کی رعایت کرتے ہوئے نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھ کر نماز عصر کو جماعت سے پڑھنا مقصود ہو تو کامل احتیاط یہ ہے کہ نماز عصر اس شخص کی اقتدا میں ادا کرے جس نے نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً نماز ظہر بھی پڑھی ہو۔

س ۶۰۹: اگر نماز جمعہ کے بعد امام جماعت نماز ظہر نہ پڑھے تو کیا ماموم احتیاطاً نماز ظہر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اس کے لئے نماز ظہر پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۱۰: کیا امام جمعہ کیلئے واجب ہے کہ وہ حاکم شرعی سے اجازت حاصل کرے؟ اور حاکم شرعی سے کیا مراد ہے؟ اور کیا یہی حکم دور دراز کے شہروں کے لئے بھی جاری ہے؟

ج: نماز جمعہ کی امامت کا اصل جواز اجازت پر موقوف نہیں ہے، لیکن امام جمعہ کے لئے امام کو نصب کرنے کے احکام کا مرتب ہونا ولی فقیہ کی طرف سے منسوب ہونے پر موقوف ہے۔ اور یہ حکم ہر اس سرزمین اور شہر کے لئے عمومیت رکھتا ہے کہ جس میں ولی فقیہ کی اطاعت کی جاتی ہو اور وہ اس میں حاکم ہو۔

س ۶۱۱: کیا منصوب شدہ امام جمعہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بغیر کسی مانع اور معارض کے اس جگہ نماز جمعہ قائم کرے جہاں اسے منصوب نہ کیا گیا ہو؟

ج: بذات خود نماز جمعہ قائم کرنا اس کے لئے جائز ہے، لیکن اس پر جمعہ کی امامت کے لئے نصب ہونے کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ۶۱۲: کیا موقت اور عارضی ائمہ جمعہ کے انتخاب کے لئے واجب ہے کہ انہیں ولی فقیہ منتخب کرے یا خود ائمہ جمعہ کو اتنا اختیار ہے کہ وہ امام موقت کے عنوان سے افراد کو منتخب کریں؟

ج: منصوب شدہ امام جمعہ کسی کو بھی اپنا وقتی اور عارضی نائب بنا سکتا ہے۔ لیکن نائب کی امامت پر ولی فقیہ کی طرف سے نصب کئے جانے والے کے احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

س ۶۱۳: اگر انسان منصوب شدہ امام جمعہ کو عادل نہ سمجھتا ہو یا اس کی عدالت میں شک کرتا ہو تو کیا مسلمین کی وحدت کے تحفظ کی خاطر اس کی اقتدا جائز ہے؟ اور جو شخص خود نماز جمعہ میں نہیں آتا، کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت نہ کرنے کی ترغیب دے؟

ج: اس کی اقتدا کرنا صحیح نہیں ہے جس کو وہ عادل نہ سمجھتا ہو یا جس کی عدالت میں شک کرتا ہو اور نہ ہی اس کی نماز جماعت صحیح ہے، لیکن وحدت کے تحفظ کی خاطر ظاہری صورت میں جماعت میں شریک ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ بہر حال اسے دوسروں کو نماز جمعہ میں شرکت سے روکنے اور دوسروں کو اس کے خلاف بھڑکانے کا حق نہیں ہے۔

س ۶۱۴: اس نماز جمعہ میں شریک نہ ہونے کا کیا حکم ہے کہ جس کے امام جمعہ کا جھوٹ مکلف پر ثابت ہو گیا ہو؟

ج: جو بات امام جمعہ نے کہی ہے اس کے برخلاف انکشاف ہونا اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اس نے غلطی یا توریہ کے طور پر کوئی بات کہی ہو، لہٰذا صرف اس خیال سے کہ امام جمعہ کی عدالت ساقط ہو گئی ہے خود کو نماز جمعہ کی برکتوں سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔

س ۶۱۵: جو امام جمعہ، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ یا عادل ولی فقیہ کی طرف سے منصوب ہو، کیا ماموم پر اس کی عدالت کا اثبات و

تحقیق ضروری ہے، یا امامت جمعہ کیلئے اس کا منصوب ہونا ہی اس کی عدالت کے ثبوت کے لئے کافی ہے؟

ج: امام جمعہ کے عنوان سے اس کے منصوب ہونے سے اگر ماموم کو اس کی عدالت کا وثوق و اطمینان حاصل ہو جائے تو اقتدا کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔

س ۶۱۶: کیا مساجد کے ائمہ جماعت کا ثقہ علماء کی طرف سے معین کیا جانا یا ولی فقیہ کی جانب سے ائمہ جمعہ کا معین کیا جانا اس بات کی گواہی ہے کہ وہ عادل ہیں یا ان کی عدالت کے بارے میں تحقیق واجب ہے؟

ج: اگر ماموم کو ان کے امام جمعہ یا جماعت منصوب کئے جانے سے ان کی عدالت کا اطمینان و وثوق حاصل ہو جاتا ہو تو اقتدا کرنا جائز ہے۔

س ۶۱۷: اگر امام جمعہ کی عدالت میں شک ہو یا خدانخواستہ اس کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو تو کیا اس کی اقتدا میں پڑھی جانے والی نمازوں کا اعادہ واجب ہے

ج: اگر اس کی عدالت میں شک یا عدم عدالت کا یقین نماز کے بعد ہو تو جو نماز آپ نے پڑھ لی ہے وہ صحیح ہے اور اس کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

س ۶۱۸: اس نماز جمعہ میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے جو یورپی ممالک وغیرہ میں وہاں کی یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے اسلامی ممالک کے طلباء قائم کرتے ہیں اور ان میں شرکت کرنے والے اکثر افراد اور امام جمعہ بھی اہل سنت ہوتے ہیں؟ کیا اس صورت میں نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا ضروری ہے؟

ج: مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد کی خاطر اس میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نماز ظہر پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

س ۶۱۹: پاکستان کے ایک شہر میں چالیس سال سے ایک جگہ نماز جمعہ ادا کی جا رہی ہے اور اب ایک شخص نے دو جمعوں کے درمیان شرعی مسافت کی رعایت کئے بغیر دوسری نماز جمعہ قائم کر دی ہے جس سے نماز گزاروں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ شرعاً اس عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: کسی ایسے عمل کے اسباب فراہم کرنا جائز نہیں ہے جس سے مؤمنین کے درمیان اختلاف اور ان کی صفوں میں تفرقہ پیدا ہو جائے، بالخصوص نماز جمعہ کہ جو شعائر اسلامی اور مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے کے ذریعہ کس طرح اختلاف پیدا کرنا جائز ہو سکتا ہے۔

س ۶۲۰: راولپنڈی کی جامع مسجد جعفریہ کے خطیب نے اعلان کیا کہ تعمیری کام کی بنا پر مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ نہیں ہوگی، جب مسجد کی تعمیر کا کام ختم ہوا تو ہمارے سامنے یہ مشکل کھڑی ہو گئی کہ یہاں سے چار کلومیٹر کے فاصلہ پر دوسری

مسجد میں نماز جمعہ قائم ہونے لگی، مذکورہ مسافت کو مدنظر رکھتے ہوئے، کیا مذکورہ مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج: دو نماز جمعہ کے درمیان اگر ایک شرعی فرسخ کا فاصلہ نہ ہو تو بعد میں قائم ہونے والی نماز جمعہ باطل ہے اور اگر ایک ہی وقت میں دونوں کو اکٹھا قائم کیا جائے تو دونوں باطل ہیں

س ۶۲۱: کیا نماز جمعہ، جو جماعت کے ساتھ قائم کی جاتی ہے، کو فرادیٰ پڑھنا صحیح ہے؟ اس طرح کہ کوئی شخص نماز جمعہ کو ان لوگوں کے ساتھ فرادیٰ پڑھے جو اسے جماعت سے پڑھ رہے ہوں؟

ج: نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جماعت سے پڑھا جائے، لہٰذا فرادیٰ صورت میں جمعہ صحیح نہیں ہے۔

س ۶۲۲: جس شخص کی نماز قصر ہے کیا وہ امام جمعہ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھ سکتا ہے؟

ج: مسافر ماموم کی نماز جمعہ صحیح ہے اور اسے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۶۲۳: کیا دوسرے خطبہ میں حضرت زہراء سلام اللہ علیھا کا اسم گرامی مسلمانوں کے ایک امام کے عنوان سے لینا واجب ہے یا آپ کا نام لینے میں استحباب کی نیت ضروری ہے؟

ج: ائمہ مسلمین کا عنوان حضرت زہرا مرضیہ سلام اللہ علیہا کو شامل نہیں ہے اور خطبہ جمعہ میں آپ کا اسم گرامی لینا واجب نہیں ہے، لیکن برکت کے طور پر آپ کے نام مبارک کو ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ پسندیدہ امر ہے اور موجب ثواب ہے

س ۶۲۴: کیا ماموم، امام جمعہ کی اقتدا کرتے ہوئے جبکہ وہ نماز جمعہ پڑھ رہا ہو کوئی دوسری واجب نماز پڑھ سکتا ہے؟

ج: اس کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

س ۶۲۵: کیا ظہر کے شرعی وقت سے پہلے نماز جمعہ کے خطبے دینا صحیح ہے؟

ج: زوال سے پہلے جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ ان کا کچھ حصہ وقت ظہر میں واقع ہو۔

س ۶۲۶: اگر ماموم دونوں خطبوں میں سے کچھ بھی نہ سن سکے بلکہ اثنائے نماز جمعہ میں پہنچے اور امام کی اقتدا کرے تو کیا اس کی نماز صحیح اور کافی ہے؟

ج: اس کی نماز صحیح اور کافی ہے، خواہ اس نے نماز جمعہ کی آخری رکعت کے رکوع میں ہی شرکت کر لی ہو۔

س ۶۲۷: ہمارے شہر میں اذان ظہر کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد نماز جمعہ قائم ہوتی ہے تو کیا یہ نماز، نماز ظہر سے کافی ہے یا نماز ظہر کا اعادہ ضروری ہے؟

ج: زوال آفتاب کے ساتھ ہی نماز جمعہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ زوال عرفی کی ابتداء سے تقریباً ایک، دو گھنٹہ سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔

س ۶۲۸: ایک شخص نماز جمعہ میں جانے کی طاقت نہیں رکھتا تو کیا وہ اوائل وقت میں نماز ظہر وعصر پڑھ سکتا ہے؟ یا نماز جمعہ ختم ہونے کا انتظار کرے اور اس کے بعد نماز ظہر وعصر پڑھے؟

ج: اس پر انتظار واجب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے اول وقت میں نماز ظہرین پڑھنا جائز ہے۔

س ۶۲۹: اگر منصوب شدہ امام جمعہ صحیح وسالم ہو اور وہاں پر حاضر بھی ہو تو کیا وہ عارضی امام جمعہ کو نماز جمعہ پڑھانے کے لئے معین کر سکتا ہے؟ اور کیا وہ عارضی امام جمعہ کی اقتدا کر سکتا ہے؟

ج: منصوب شدہ امام جمعہ کی موجودگی میں نائب کیلئے جمعہ پڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی منصوب شدہ امام کے لئے اپنے نائب کی اقتدا کرنے میں کوئی مانع ہے۔

نماز عیدین

س ۶۳۰: آپ کی نظر میں نماز عیدین اور جمعہ، واجبات کی کونسی قسم میں سے ہیں؟

ج: عصر حاضر میں نماز عیدین واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، لیکن نماز جمعہ واجب تخییری ہے۔

س ۶۳۱: کیا نماز عیدین کے قنوت میں کمی اور زیادتی اس کے باطل ہونے کا سبب بنتی ہے؟

ج: اگر اس سے مراد قنوت کو لمبا یا مختصر پڑھنا ہو تو اس سے نماز عید باطل نہیں ہوتی لیکن اگر مراد ان کی تعداد میں کمی بیشی کرنا ہو تو ضروری ہے کہ نماز عید اسی طرح پڑھے جیسے فقہی کتب میں مذکور ہے۔

س ۶۳۲: ماضی میں رواج یہ تھا کہ امام جماعت ہی مسجد میں عید الفطر کی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ کیا اب بھی ائمہ جماعت کے لئے نماز عیدین پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: ولی فقیہ کے وہ نمائندے جن کو ولی فقیہ کی طرف سے نماز عید قائم کرنے کی اجازت ہو نماز عید پڑھا سکتے ہیں اسی طرح وہ ائمہ جمعہ بھی دور حاضر میں نماز عید، جماعت سے پڑھا سکتے ہیں جن کو ولی فقیہ کی طرف سے منصوب کیا گیا ہے، لیکن ان کے علاوہ باقی افراد کے لئے احوط یہ ہے کہ نماز عید فرادیٰ پڑھیں، اور رجاء کی نیت سے جماعت کے ساتھ پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن ورود کے قصد سے نہیں۔ ہاں اگر مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ شہر میں ایک ہی نماز

عید قائم کی جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اسے ولی فقیہ کے منصوب کردہ امام کے علاوہ کوئی اور نہ پڑھائے۔

س ۶۳۳: کیا نماز عید فطر کی قضا کی جاسکتی ہے؟

ج: اس کی قضا نہیں ہے۔

س ۶۳۴: کیا نماز عید فطر میں اقامت ہے؟

ج: اس میں اقامت نہیں ہے۔

س ۶۳۵: اگر نماز عید فطر میں امام جماعت، اقامت کہے تو اس کی اور دیگر نماز گزاروں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سے امام جماعت اور دیگر ماموین کی نماز کے صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

نماز مسافر

س ۶۳۶: مسافر کے لئے ہر نماز کو قصر پڑھنا واجب ہے یا بعض نمازوں کو؟

ج: قصر کا وجوب پنجگانہ نمازوں کی صرف چار رکعتی یعنی "ظہر و عصر اور عشائ" کی نمازوں سے مخصوص ہے، صبح اور مغرب کی نماز قصر نہیں ہوتی۔

س ۶۳۷: مسافر پر چار رکعتی نمازوں میں وجوب قصر کے شرائط کیا ہیں؟

ج: یہ آٹھ شرطیں ہیں:

۱۔ سفر کی مسافت آٹھ فرسخ شرعی ہو یعنی صرف جانے کا فاصلہ یا صرف آنے کا فاصلہ یا دونوں طرف کا مجموعی فاصلہ آٹھ فرسخ شرعی ہو، بشرطیکہ صرف جانے کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو۔

۲۔ سفر پر نکلتے وقت آٹھ فرسخ کی مسافت کو طے کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر ابتدا سے اس مسافت کا قصد نہ کرے یا اس سے کم کا قصد کرے اور منزل پر پہنچ کر دوسری جگہ کا قصد کرلے اور اس دوسری جگہ اور پچھلی منزل کے درمیان کا فاصلہ شرعی مسافت کے برابر نہ ہو، لیکن جہاں سے پہلے چلا تھا وہاں سے شرعی مسافت ہو تو قصر نہیں ہے۔

۳۔ مسافت تمام ہونے تک عزم سفر باقی رہے، لہٰذا اگر چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے ارادہ بدل دے یا اس سفر کو جاری رکھنے میں متردد ہو جائے تو اس کے بعد اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا، اگرچہ ارادہ بدلنے سے قبل اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں۔

۴۔ سفر کو اپنے وطن سے گزرنے یا ایسی جگہ سے گزرنے کے ذریعے کہ جہاں دس روز یا اس سے زیادہ ٹھہرنا چاہتا ہے قطع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

۵۔ شرعی اعتبار سے اس کا سفر جائز ہو، لہٰذا اگر سفر معصیت کا ہو، خواہ وہ سفر خود ہی معصیت و حرام ہو جیسے جنگ سے فرار کرنا یا غرضِ سفر حرام ہو جیسے ڈاکہ ڈالنے کے لئے سفر کرنا، تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا اور نماز پوری ہوگی۔

۶۔ مسافر، ان خانہ بدوشوں میں سے نہ ہو کہ جن کا کوئی معین مقام (وطن) نہیں ہوتا بلکہ وہ صحراؤں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں انہیں پانی، گھاس اور چراگاہیں مل جائیں وہیں پر ڈیرہ ڈال دیتے ہیں۔

۷۔ سفر اس کا پیشہ نہ ہو جیسے ڈرائیور اور ملاح وغیرہ اور یہ حکم ان لوگوں کا بھی ہے جن کا مشغلہ سفر میں ہو۔

۸۔ یہ حد ترخص تک پہنچ جائے اور حد ترخص سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے شہر کی اذان نہ سنی جا سکے اور وہاں سے شہر کی دیواریں نظر نہ آئیں۔

جس شخص کا پیشہ یا پیشے کا مقدمہ سفر ہو

س ۶۳۸: جس شخص کا سفر اس کے پیشے کا مقدمہ ہو، کیا وہ سفر میں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے، یا یہ (پوری نماز پڑھنا) اس شخص سے مخصوص ہے جس کا پیشہ ہی یقینی طور پر سفر ہو اور مرجع دینی، امام خمینی کے اس قول کے کیا معنی ہیں "جس کا پیشہ سفر ہو" کیا کوئی شخص ایسا بھی پایا جاتا ہے جس کا پیشہ سفر ہو؟ اس لئے کہ چرواہے، ڈرائیور اور ملاح وغیرہ کا پیشہ بھی چرانا، ڈرائیونگ کرنا اور کشتی چلانا ہے، اور بنیادی طور پر ایسا کوئی شخص نہیں پایا جاتا جس کا مقصد سفر کو پیشہ بنانا ہو؟

ج: جس شخص کا سفر اس کے پیشے کا مقدمہ ہو، اگر وہ ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ کام کیلئے اپنے کام کی جگہ پر جاتا ہے تو وہ وہاں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے اور فقہاء (رضوان اللہ علیہم) کے کلام "جس کا شغل سفر ہو" سے مراد وہ شخص ہے جس کے کام کا دار و مدار ہی سفر پر ہو جیسے وہ مشاغل جو آپ نے سوال میں ذکر کئے ہیں۔

س ۶۳۹: ان لوگوں کے روزے اور نماز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ایک شہر میں کام کرنے کے لئے ایک سال سے زائد مدت تک قیام کرتے ہیں یا وہ فوجی جو کسی شہر میں فوجی خدمت انجام دینے کے لئے ایک یا دو سال قیام کرتے ہیں، کیا ان پر ہر سفر کے بعد دس روز کے قیام کی نیت کرنا واجب ہے تاکہ وہ روزہ رکھ سکیں اور پوری نماز پڑھ

سکیں یا نہیں؟ اور اگر وہ دس روز سے کم قیام کی نیت کریں تو ان کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ لوگ ہر دس دن میں کم از کم ایک دفعہ اپنے کام کی جگہ کی طرف سفر کرتے ہوں تو پہلے اور دوسرے سفر کے علاوہ ان کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہوگا لیکن پہلے اور دوسرے سفر میں ان کا حکم وہی ہے جو باقی مسافروں کا ہے یعنی جب تک دس دن کے قیام کی نیت نہ کریں ان کی نماز قصر ہے اور روزہ صحیح نہیں ہے۔

س ٦۴٠: جنگی طیاروں کے پائلٹ، جو اکثر ایام میں فوجی اڈوں سے پرواز کرتے ہیں اور شرعی مسافت سے کہیں زیادہ فاصلہ طے کرنے کے بعد واپس آتے ہیں، ان کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے۔

ج: اس سلسلہ میں ان کا حکم وہی ہے جو ڈرائیوروں، کشتیوں کے ملاحوں اور جہازوں کے پائلٹوں کا ہے یعنی سفر میں ان کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے۔

س ٦۴١: وہ قبائلی جو ایک یا دو ماہ کیلئے گرم علاقے سے سرد علاقے کی طرف یا برعکس نقل مکانی کرتے ہیں لیکن سال کا باقی حصہ اپنے ہی علاقے میں گزارتے ہیں تو کیا ان کے دو وطن شمار ہوں گے؟ نیز ان میں سے ایک مقام پر رہائش کے دوران میں جو دوسرے مقام کی طرف سفر کرتے ہیں اس میں ان کی نماز کا قصر یا تمام ہونے کے لحاظ سے کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ ہمیشہ گرم سے سرد علاقہ اور سرد سے گرم علاقہ کی طرف نقل مکانی کا قصد رکھتے ہوں تا کہ اپنے سال کے بعض ایام ایک جگہ گزاریں اور بعض ایام دوسری جگہ گزاریں اور انہوں نے دونوں جگہوں کو اپنی دائمی زندگی کے لئے اختیار کر رکھا ہو تو دونوں جگہیں ان کے لئے وطن شمار ہوں گی اور دونوں پر وطن کا حکم عائد ہوگا۔ اور اگر دونوں وطنوں کے درمیان کا فاصلہ، شرعی مسافت کے برابر ہو تو ایک وطن سے دوسرے وطن کی طرف سفر کے راستے میں ان کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ٦۴٢: میں ایک شہر میں سرکاری ملازم ہوں اور میری ملازمت کی جگہ اور گھر کے درمیان تقریباً ۵۳ کلومیٹر کا فاصلہ ہے اور روزانہ اس مسافت کو اپنی ملازمت کی جگہ پہنچنے کے لئے طے کرتا ہوں۔ پس اگر کسی کام سے میں اس شہر میں چند راتیں ٹھہرنے کا ارادہ کرلوں تو میں اپنی نماز کیسے پڑھوں گا؟ کیا مجھ پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟ مثال کے طور پر اگر میں جمعہ کو اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے سمنان جاؤں تو کیا مجھے پوری نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں؟

ج: اگر آپ کا سفر آپ کی اس ملازمت کے لئے نہیں ہے جس کے لئے آپ روزانہ جاتے ہیں تو اس پر شغل والے سفر کا حکم عائد نہیں ہوگا، لیکن اگر سفر خود اسی ملازمت کیلئے ہو لیکن اس کے ضمن میں دیگر کاموں، جیسے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات وغیرہ کو بھی انجام دیں اور بعض اوقات وہاں پر ایک رات یا چند راتیں ٹھہر جائیں تو کام کے لئے

سفر کا حکم ان اسباب کی وجہ سے نہیں بدلے گا، بلکہ آپ کو پوری نماز پڑھنا ہوگی اور روزہ رکھنا ہوگا۔

س ۶۴۳: اگر ملازمت کی جگہ پر کہ جس کے لئے میں نے سفر کیا ہے، دفتری اوقات کے بعد ذاتی کام انجام دوں، مثلاً صبح سات بجے سے دو بجے تک دفتری کام انجام دوں اور دو بجے کے بعد ذاتی کام انجام دوں تو میری نماز اور روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: دفتری کام کو انجام دینے کے بعد ذاتی کاموں کو انجام دینا" کام کیلئے سفر کرنے" کے حکم کو تبدیل نہیں کرتا۔

س ۶۴۴: ان سپاہیوں کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے جو یہ جانتے ہیں کہ وہ دس دن سے زائد ایک جگہ قیام کریں گے، لیکن اس کا اختیار خود ان کے ہاتھ میں نہیں ہے؟ امید ہے امام خمینی کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں گے؟

ج: مفروضہ سوال میں اگر انہیں دس دن یا اس سے زائد ایک جگہ رہنے کا اطمینان ہو تو ان پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے، اور یہی فتوی امام خمینی کا بھی ہے۔

س ۶۴۵: ان سپاہیوں کے روزے اور نماز کا کیا حکم ہے جو فوج یا پاسداران انقلاب میں شامل ہیں اور جو دس دن سے زیادہ چھاؤنیوں میں اور دس دن سے زیادہ سرحدی علاقوں میں رہتے ہیں؟ برائے مہربانی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی بیان فرمائیں؟

ج: اگر وہ دس دن یا اس سے زیادہ ایک جگہ قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں یا وہ جانتے ہوں کہ دس دن یا اس سے زیادہ وہاں رہنا ہوگا تو وہاں پر ان کی نماز پوری ہوگی اور انہیں روزہ بھی رکھنا ہوگا اور امام خمینی کا فتوی بھی یہی ہے۔

س ۶۴۶: امام خمینی کی توضیح المسائل کے باب "نماز مسافر"، "ساتویں شرط" میں آیا ہے: "ڈرائیور پر واجب ہے کہ پہلے سفر کے بعد پوری نماز پڑھے، لیکن پہلے سفر میں اس کی نماز قصر ہے خواہ سفر طویل ہی کیوں نہ ہو" تو کیا پہلے سفر سے مراد وطن سے چلنا اور لوٹ کر وطن واپس آنا ہے یا نہیں بلکہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جانے سے پہلا سفر مکمل ہو جائیگا؟

ج: اگر اس کی آمد و رفت عرف عام میں ایک سفر شمار ہوتی ہے جیسے استاد جو پڑھانے کیلئے اپنے وطن سے کسی شہر کی طرف سفر کرتا ہے اور پھر شام کو یا اگلے دن اپنے گھر واپس آ جاتا ہے تو اس صورت میں اس کی رفت و آمد کو پہلا سفر شمار کیا جائے گا اور اگر عرف عام میں ایک سفر شمار نہ کیا جائے جیسے ڈرائیور جو سامان اٹھانے کیلئے ایک منزل کی طرف سفر کرتا ہے اور پھر وہاں سے مسافروں کو سوار کرنے یا دوسرا سامان اٹھانے کیلئے سفر کرتا ہے اور اس کے بعد اپنے وطن کی طرف پلٹ آتا ہے تو اس صورت میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ کر اس کا پہلا سفر مکمل ہو جائیگا۔

س ۶۴۷: وہ شخص جس کا مستقل پیشہ ڈرائیونگ نہ ہو، بلکہ مختصر مدت کے لئے ڈرائیونگ کی ذمہ داری اسے سونپی گئی ہو، جیسے چھاؤنیوں وغیرہ میں فوجیوں پر موٹر گاڑی چلانے کی ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے، کیا ایسا شخص مسافر کے حکم میں

ہے یا اس پر پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے؟

ج: اگر عرف عام میں گاڑی کی ڈرائیونگ کو اس مدت میں ان کا پیشہ سمجھا جائے تو اس مدت میں ان کا وہی حکم ہے جو تمام ڈرائیوروں کا ہے۔

س ۶۴۸: جب کسی ڈرائیور کی گاڑی میں کوئی نقص پیدا ہو جائے اور وہ اس کے پرزے اور اسباب لینے کیلئے دوسرے شہر جائے تو کیا اس طرح کے سفر میں وہ پوری نماز پڑھے گا یا قصر، جبکہ اس سفر میں اس کی گاڑی اس کے ساتھ نہیں ہے؟

ج: اگر اس سفر میں اس کا شغل ڈرائیورنگ نہ ہو اور عرف عام بھی اس کے اس سفر کو شغل والا سفر شمار نہ کرے تو اس کا حکم وہی ہے، جو تمام مسافروں کا ہے۔

طلبہ کا حکم

س ۶۴۹: یونیورسٹیوں کے ان طلبہ کا کیا حکم ہے جو ہفتہ میں کم از کم دو دن تحصیل علم کیلئے سفر کرتے ہیں یا ان ملازمین کا کیا حکم ہے جو ہر ہفتہ اپنے کام کے لئے سفر کرتے ہیں؟ واضح رہے کہ وہ ہر ہفتہ سفر کرتے ہیں لیکن کبھی یونیورسٹی یا کام کی جگہ میں چھٹی ہو جانے کی وجہ سے وہ ایک ماہ تک اپنے اصلی وطن میں رہتے ہیں اور اس ایک ماہ کی مدت میں سفر نہیں کرتے تو جب وہ ایک ماہ کے بعد پھر سے سفر کا آغاز کریں گے تو کیا اس پہلے سفر میں ان کی نماز قاعدہ کے مطابق قصر ہو گی اور اس کے بعد وہ پوری نماز پڑھیں گے؟

ج: تحصیل علم کیلئے سفر کرنے والوں کی نماز قصر ہے اور ان کیلئے سفر میں روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے، خواہ ان کا سفر ہفتہ وار ہو یا روزانہ ہو، لیکن جو شخص کام کے لئے سفر کرتا ہے خواہ وہ مستقل کام کرتا ہو یا کسی دفتر میں اگر وہ دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنے کام کرنے کی جگہ اور اپنے وطن یا اپنی رہائشگاہ کے درمیان رفت و آمد کرتا ہو تو تیسرے سفر اور اس کے بعد وہ پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ رکھنا بھی صحیح ہو گا اور جب وہ کام والے دو سفروں کے درمیان اپنے وطن میں یا کسی اور جگہ پر دس دن کا قیام کرے تو ان دس دنوں کے بعد کام کے لئے کئے جانے والے پہلے سفر میں نماز قصر پڑھے گا اور روزہ نہیں رکھے گا۔

س ۶۵۰: میں رفسنجان کے قریب سکول میں ٹیچر ہوں لیکن یونیورسٹی میں داخلہ ہو جانے کی وجہ سے اس میں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھنے پر بھی مامور ہوں چنانچہ ہفتے کے پہلے تین دن کرمان میں اپنی تعلیمی سرگرمیوں میں مشغول ہوتا ہوں

اور باقی دن اپنے شہر میں اپنی ڈیوٹی انجام دیتا ہوں میری نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے کیا مجھ پر طالب علم والا حکم عائد ہوگا یا نہیں؟

ج: اگر آپ تعلیم حاصل کرنے پر مامور ہیں تو آپ کی نماز پوری ہے اور روزہ بھی صحیح ہے۔

س ۶۵۱: اگر دینی طالب علم یہ نیت کرے کہ وہ تبلیغ کو اپنا مشغلہ بنائے گا تو مذکورہ فرض کے مطابق وہ سفر میں پوری نماز پڑھ سکتا ہے اور روزہ بھی رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس شخص کا سفر تبلیغ، ہدایت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے نہ ہو بلکہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے تو اس کے روزے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر تبلیغ و ہدایت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو عرف عام میں اس کا شغل اور کام کہا جاتا ہو تو ان چیزوں کے لئے اس کے سفر کا حکم وہی ہے جو شغل کے لئے تمام سفر کرنے والوں کا ہے اور اگر کبھی ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے سفر کرے تو دیگر تمام مسافروں کی طرح نماز قصر پڑھے اور اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

س ۶۵۲: جو لوگ غیر معینہ مدت کے لئے سفر کرتے ہیں جیسے حوزہ علمیہ کے طالب علم یا حکومت کے وہ ملازمین جو کسی شہر میں غیر معینہ مدت کے لئے مامور کئے جاتے ہیں، ان کے روزوں اور نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: درس پڑھنے اور ملازمت کرنے کی جگہ پر وطن کا حکم مترتب نہیں ہوتا مگر یہ کہ درس یا ملازمت کے مقام پر ان کا قیام اتنا طویل ہو کہ اب وہ مقام عرفی طور پر ان کا وطن شمار ہونے لگے۔

س ۶۵۳: اگر دینی طالب علم اس شہر میں رہتا ہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور وہاں دس روز قیام کی نیت کرنے سے قبل وہ جانتا تھا یا یہ قصد رکھتا تھا کہ شہر سے باہر واقع مسجد میں ہر ہفتے جائے گا۔ آیا وہ دس دن کے قیام کی نیت کر سکتا ہے یا نہیں؟

ج: قصد اقامت کے دوران قیام کے مجموعی دنوں میں چھ یا سات گھنٹہ شرعی مسافت سے کم باہر جانے کا ارادہ ہو تو اس سے قصد اقامت کو کوئی ضرر نہیں، اور جس جگہ جانے کا ارادہ ہے وہ جائے اقامت میں داخل ہے یا نہیں، اس کی تشخیص عرف عام پر منحصر ہے۔

قصد اقامت اور مسافتِ شرعی

س ۶۵۴: میں جس جگہ ملازمت کرتا ہوں وہ قریبی شہر سے شرعی مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے اور چونکہ دونوں جگہ

میرا وطن نہیں ہے، لہٰذا میں اپنی ملازمت کی جگہ دس روز ٹھہرنے کا قصد کرتا ہوں تا کہ پوری نماز پڑھ سکوں اور روزہ رکھ سکوں اور جب میں اپنے کام کی جگہ پر دس روز قیام کرنے کا قصد کرتا ہوں تو دس روز کے دوران میں یا اس کے بعد قریبی شہر میں جانے کا قصد نہیں کرتا، پس درج ذیل حالات میں شرعی حکم کیا ہے؟

۱۔ جب میں اچانک یا کسی کام سے دس دن کامل ہونے سے پہلے اس شہر میں جاؤں اور تقریباً دو گھنٹے وہاں ٹھہرنے کے بعد اپنے کام کی جگہ واپس آ جاؤں۔

۲۔ جب میں دس روز کامل ہونے کے بعد اس شہر کے کسی ایک معین محلہ میں جاؤں اور میرے وہاں تک جانے کا فاصلہ شرعی مسافت سے زیادہ نہ ہو اور ایک رات، وہاں قیام کر کے میں اپنی قیامگاہ کی طرف واپس آ جاؤں۔

۳۔ جب میں دس روز قیام کے بعد اس شہر کے کسی ایک معین محلہ کے قصد سے نکلوں، لیکن اس محلہ میں پہنچنے کے بعد میرا ارادہ بدل جائے اور میں ایک اور محلہ میں جانے کی نیت کر لوں جو میری قیامگاہ سے شرعی مسافت سے زیادہ دور ہے؟

ج: ۱۔ ۲۔ قیام گاہ پر پوری نماز والے حکم کے مستقر ہو جانے کے بعد خواہ وہ قیام گاہ میں کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کی وجہ سے ہی ہو شرعی مسافت سے کم فاصلہ تک جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے ایک دن جائے یا کئی دن اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اپنی قیامگاہ سے دس دن کامل ہونے کے بعد نکلے یا دس دن کامل ہونے سے قبل، بلکہ نئے سفر سے پہلے تک پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

۳۔ جس شہر میں انسان قیام پذیر ہے اس کے دیگر محلوں میں جانا اگر چہ ان محلوں اور جس محلے میں یہ قیام پذیر ہے، کے درمیان مسافت شرعی کا فاصلہ ہو، قصد اقامت اور اس کے حکم کو نقصان نہیں پہنچاتا لیکن اگر ایک شہر میں قصد اقامت کرنے کے بعد دوسرے اس شہر میں جائے کہ جس کا اس کے قیام والے شہر سے شرعی مسافت کا فاصلہ ہے تو اس کا پہلے والا قصد اقامت ختم ہو جائیگا اور قیام گاہ کی طرف پلٹنے کے بعد اسے دوبارہ قصد اقامت کرنا ہوگا۔

س ۶۵۵: مسافر اپنے وطن سے نکلنے کے بعد اگر اس راستے سے گزرے جہاں سے اس کے اصلی وطن کی اذان کی آواز سنائی دے، یا اس کے وطن کے گھروں کی دیواریں دکھائی دیں تو کیا اس سے مسافت پر کوئی اثر پڑتا ہے؟

ج: اگر اپنے وطن سے نہ گزرے تو اس سے قطع مسافت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ اس سے سفر کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے، لیکن جب تک وہ اپنے وطن اور حد ترخص کے درمیان والے مقام میں ہے اس پر مسافر والا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۶۵۶: جہاں میں ملازم ہوں اور فی الحال جہاں میرا قیام ہے، وہ میرا اصلی وطن نہیں ہے اور اس جگہ اور میرے وطن کے درمیان شرعی مسافت سے زیادہ فاصلہ ہے۔ ملازمت کی جگہ کو میں نے اپنا اصلی وطن نہیں بنایا ہے اور یہ ممکن ہے

کہ وہاں میں فقط چند سال رہوں، میں بعض اوقات وہاں سے دفتری کاموں کے لئے مہینے بھر میں دو یا تین دن کے سفر پر جاتا ہوں لہٰذا جب میں اس شہر سے نکل کر جس میں، میں رہائش پذیر ہوں مسافت شرعی سے زیادہ دور جاؤں اور پھر وہیں لوٹ آؤں تو کیا مجھ پر واجب ہے کہ دس دن کے قیام کی نیت کروں یا اس کی ضرورت نہیں ہے؟ اور اگر دس دن کے قیام کی نیت واجب ہے تو شہر کے اطراف میں کتنی مسافت تک میں جا سکتا ہوں؟

ج: آپ جس شہر میں رہائش پذیر ہیں، اگر وہاں سے شرعی مسافت تک جاتے ہیں تو سفر سے لوٹ کر اس شہر میں آنے پر از سر نو دس دن کے قیام کی نیت ضروری ہے اور جب صحیح طریقہ سے آپ کا دس دن کے قیام کا قصد محقق ہو جائے اور پوری نماز پڑھنے کا حکم آپ کا فریضہ بن جائے، چاہے کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے ہی ہو تو شرعی مسافت سے کم تر سفر کرنے سے قیام کی نیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، جیسا کہ قیام کی نیت کے دوران اس شہر کے باغوں اور کھیتوں میں جانے سے اقامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۶۵۷: ایک شخص چند سال سے اپنے وطن سے چار کلومیٹر دور رہتا ہے اور ہر ہفتہ گھر جاتا ہے لہٰذا اگر یہ شخص اس مقام کی طرف سفر کرے کہ جس کا اس کے وطن سے ۵۲ کلومیٹر کا فاصلہ ہے، لیکن جس جگہ وہ چند سال تعلیم حاصل کرتا رہا ہے وہاں سے اس کا فاصلہ ۲۲ کلومیٹر ہے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وطن سے اس جگہ تک سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہے۔

س ۶۵۸: ایک مسافر نے تین فرسخ تک جانے کا قصد کیا، لیکن ابتداء ہی سے اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس سفر کے دوران ایک خاص کام کی انجام دہی کیلئے ایک چھوٹے راستے سے ایک فرسخ تک جائے گا پھر اصلی راستہ پر آجائے گا اور اپنے سفر کو جاری رکھے گا تو اس مسافر کے روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر مسافر کا حکم جاری نہیں ہوگا اور مسافت شرعی کو پورا کرنے کیلئے اصلی راستہ سے نکل کر دوبارہ اس پر لوٹ آنے کا اضافہ کرنا کافی نہیں ہے۔

س ۶۵۹: امام خمینی کے (اس) فتویٰ کے پیش نظر کہ جب آٹھ فرسخ (۴۵ کلومیٹر) کا سفر کرے تو نماز قصر پڑھنا اور روزہ نہ رکھنا واجب ہے، اگر جانے کا راستہ چار فرسخ سے کم ہو لیکن واپسی پر (سواری نہ ملنے یا راستے کی مشکلات کے پیش نظر) ایسا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو جو چھ فرسخ سے زیادہ ہو تو اس صورت میں نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر جانا چار فرسخ (۲۲.۵ کلومیٹر) سے کم ہو اور فقط واپسی کا راستہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ ہو تو نماز پوری پڑھے گا اور روزہ رکھے گا۔

س ۶۶۰: جو شخص اپنی قیام گاہ سے ایسی جگہ جائے جس کا فاصلہ شرعی مسافت سے کم ہو اور ہفتہ بھر میں اس جگہ سے

متعدد بار دوسری جگہوں کا سفر کرے، اس طرح کہ کل مسافت آٹھ فرسخ سے زیادہ ہو جائے تو اس کا کیا فریضہ ہے؟
ج: اگر وہ گھر سے نکلتے وقت شرعی مسافت کا قصد نہیں رکھتا تھا اور اس کی پہلی منزل اور ان دوسری جگہوں کے درمیان کا فاصلہ بھی شرعی مسافت کے برابر نہ تھا تو اس پر سفر کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

س ۶۶۱: اگر ایک شخص اپنے شہر سے کسی خاص جگہ کے قصد سے نکلے اور پھر اس جگہ اِدھر اُدھر گھومتا رہے تو کیا اس کا یہ اِدھر اُدھر گھومنا اس مسافت میں شمار ہوگا جو اس نے اپنے گھر سے طے کی ہے؟
ج: منزل مقصود پر ادھر ادھر گھومنا مسافت میں شمار نہیں ہوگا۔

س ۶۶۲: کیا قصد اقامت کے وقت قیام گاہ سے چار فرسخ سے کم فاصلے پر جانے کی نیت کی جا سکتی ہے؟
ج: اقامت گاہ سے شرعی مسافت سے کم فاصلے تک جانے کا قصد اگر دس دن کے قیام کے صادق آنے کو ضرر نہ پہنچائے جیسے کہ اگر دن رات میں چند گھنٹے کے لئے باہر جائے، بشرطیکہ مجموعی طور پر یہ جانا چھ سات گھنٹے سے زیادہ نہ ہو تو ایسی نیت قصد اقامت کے صحیح ہونے کے لئے مضر نہیں ہے۔

س ۶۶۳: اس بات کے پیش نظر کہ اپنی قیامگاہ سے اپنی جائے ملازمت تک جانا کہ جن کے درمیان ۴۲ کلومیٹر سے زیادہ کا فاصلہ ہے پوری نماز پڑھنے کا موجب ہے، لہٰذا اگر میں اپنی ملازمت کے شہر کے حدود سے باہر نکلوں یا کسی دوسرے شہر کی طرف جاؤں کہ جس کا فاصلہ میرے کام کرنے کی جگہ سے شرعی مسافت سے کم ہے اور ظہر سے قبل یا بعد اپنی ملازمت کی جگہ واپس آجاؤں تو کیا میری نماز پھر بھی پوری ہوگی؟
ج: ملازمت کی جگہ سے شرعی مسافت سے کم فاصلے تک جانے سے اگرچہ اس کا آپ کے کام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو جائے ملازمت پر آپ کے روزہ نماز کا حکم نہیں بدلے گا، اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ آپ اپنی ملازمت کی جگہ پر ظہر سے قبل واپس آئیں یا بعد۔

س ۶۶۴: میں اصفہان کا رہنے والا ہوں اور ایک عرصہ سے "شاہین شہر" کی یونیورسٹی میں ملازمت کرتا ہوں جو اصفہان کے قریب ہے اور اصفہان اور "شاہین شہر" کے درمیان فاصلہ شرعی مسافت سے کم (تقریباً بیس کلومیٹر) ہے، لیکن یونیورسٹی کہ جو شہر کے اطراف میں واقع ہے تک کا فاصلہ شرعی مسافت سے زیادہ (تقریباً ۲۵ کیلومیٹر) ہے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یونیورسٹی شاہین شہر میں ہے اور اس تک میرا راستہ شہر کے اندر سے گزرتا ہے لیکن میری اصلی منزل مقصود یونیورسٹی ہے تو کیا مجھے مسافر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟
ج: اگر دونوں شہروں کے درمیان چار شرعی فرسخ سے کم فاصلہ ہو تو اس پر سفر کا حکم مرتب نہیں ہوگا۔

س ۶۶۵: میں ہر ہفتہ حضرت سیدہ معصومہ "علیہا السلام" کے مرقد کی زیارت اور مسجد جمکران کے اعمال بجالانے کی

غرض سے قم جاتا ہوں، اس سفر میں مجھے پوری نماز پڑھنا چاہیے یا قصر؟
ج: اس سفر میں آپ کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے اور آپ کی نماز قصر ہے۔
س ۶۶۶: شہر" کاشمر" میری جائے ولادت ہے اور ۱۹۶۶ (۱۳۴۵ ہجری شمسی) سے ۱۹۹۰ (۱۳۶۹ ہجری شمسی) تک میں تہران میں مقیم رہا ہوں اور اسے میں نے اپنا وطن بنا رکھا تھا اور اب تین سال سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ادارہ کی طرف سے بندر عباس میں تعینات ہوں اور ایک سال کے اندر پھر اپنے وطن تہران لوٹ جاؤں گا، اس بات کے پیش نظر کہ میں جب تک بندر عباس میں ہوں ہر لحظے امکان ہے کہ مجھے بندر عباس کے ساتھ ملحق شہروں میں ڈیوٹی کیلئے جانا پڑے اور کچھ مدت مجھے وہاں ٹھہرنا پڑے اور ادارے کی طرف سے میری جو ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اس کے وقت کا بھی پہلے سے اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ برائے مہربانی سب سے پہلے میرے روزہ و نماز کا حکم بیان فرمائیں؟
دوسرے یہ کہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میں اکثر اوقات یا سال کے چند مہینوں میں ڈیوٹی کے سلسلے میں چند روز سفر میں رہتا ہوں، کیا میرے اوپر کثیر السفر کا عنوان صادق آتا ہے یا نہیں؟
اور تیسرے یہ کہ میری زوجہ کی نماز و روزہ کا کیا حکم ہے، جبکہ وہ خانہ دار ہے، اس کی جائے پیدائش تہران ہے اور وہ میری وجہ سے بندر عباس میں رہتی ہے؟
ج: اس وقت جہاں آپ ڈیوٹی پر ہیں اور جو آپ کا وطن نہیں ہے، وہاں پر آپ کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو مسافر کے روزہ و نماز کا حکم ہے، یعنی نماز قصر ہے اور روزہ صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ کہ آپ وہاں دس دن قیام کرنے کی نیت کر لیں یا ہر دس دن میں کم از کم ایک مرتبہ اپنی ڈیوٹی سے متعلقہ کام کی انجام دہی کے لئے سفر کریں، لیکن آپ کی زوجہ جو آپ کی ڈیوٹی کے مقام پر آپ کے ساتھ ہے اگر وہاں دس روز ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کی نماز تمام اور روزہ صحیح ہے ورنہ نماز قصر اور وہاں پر روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے۔
س ۶۶۷: ایک شخص نے ایک جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہے، کیونکہ اسے علم تھا کہ وہاں دس دن ٹھہرے گا یا اس نے اس امر کا عزم کر رکھا تھا، پھر اس نے ایک چار رکعتی نماز پوری پڑھ لی جس سے اس پر پوری نماز پڑھنے کا حکم مترتب ہو گیا۔ اب اسے ایک غیر ضروری سفر پیش آ گیا ہے تو کیا اس کے لئے یہ سفر جائز بھی ہے؟
ج: اس کے سفر کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے خواہ سفر غیر ضروری بھی ہو۔
س ۶۶۸: اگر کوئی شخص امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے سفر کرے اور یہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز سے کم قیام کرے گا، لیکن نماز پوری پڑھنے کی غرض سے دس روز ٹھہرنے کی نیت کر لے تو اس کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر وہ جانتا ہو کہ وہاں دس روز قیام نہیں کرے گا تو اس کا دس دن ٹھہرنے کی نیت کرنا بے معنی ہے اور اس کی نیت کا

کوئی اثر نہیں ہے بلکہ وہاں نماز قصر پڑھے گا۔

س۶۶۹: شہر سے باہر کے ملازم پیشہ لوگ جو اپنے کام والے شہر میں کبھی بھی دس روز قیام نہیں کرتے اور ان کا سفر بھی شرعی مسافت سے کم ہوتا ہے تو نماز کے سلسلہ میں ان کا کیا حکم ہے قصر پڑھیں یا پوری؟

ج: اگر ان کے وطن اور ملازمت کے مقام کے درمیان اگر چہ آمد و رفت دونوں کو ملا کر شرعی مسافت کے برابر فاصلہ نہ ہو تو ان پر مسافر کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور جس شخص کے وطن اور جائے ملازمت کے درمیان شرعی مسافت کے برابر فاصلہ ہو تو سوال کی روشنی میں کام کے آغاز میں تیسرے سفر سے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ اگر اپنے وطن یا ملازمت کی جگہ میں دس دن یا اس سے زیادہ قیام کرے تو دس دن کے قیام کے بعد سفر اول میں اس کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س۶۷۰: اگر کوئی شخص کسی جگہ سفر کرے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہاں کتنے دن قیام کرنا ہے، دس روز یا اس سے کم تو اسے کس طرح نماز پڑھنی چاہیے؟

ج: ہر مردّد شخص کی ذمہ داری یہ ہے کہ تیس دن تک نماز قصر پڑھے اور اس کے بعد پوری پڑھے اگر چہ اسے اسی دن واپس پلٹنا ہو۔

س۶۷۱: جو شخص دو مقامات پر تبلیغ کرتا ہے اور اس علاقہ میں دس روز قیام کا قصد رکھتا ہے تو اس کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر عرف عام میں یہ دو علاقے شمار ہوں تو وہ نہ دونوں مقامات میں قصد اقامت کر سکتا ہے اور نہ ہی ایک مقام پر، جبکہ وہ دس روز کے اندر دوسرے مقام تک رفت و آمد کا قصد رکھتا ہو۔

حد ترخص

س۶۷۲: جرمنی اور یورپ کے بعض شہروں کا درمیانی فاصلہ (یعنی ایک شہر سے نکلنے اور دوسرے شہر میں داخل ہونے کے سائن بورڈ کی مسافت) ایک سومیٹر سے زیادہ نہیں ہے دو شہروں کے بعض مکانات اور راستے تو ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں، ایسے موارد میں حد ترخص کہاں سے شروع ہوتی ہے؟

ج: جہاں دو شہر ایک دوسرے سے اس طرح متصل ہوں جیسا کہ مذکورہ سوال میں ہے تو ایسے دو شہر، ایک شہر کے دو

محلوں کے حکم میں ہیں یعنی ایک شہر سے خارج ہونے اور دوسرے شہر میں داخل ہونے کو سفر شمار نہیں کیا جائے گا، کہ اس کے لئے حد ترخص معین کی جائے۔

س ٦٧٣: حد ترخص کا معیار شہر کی اذان سننا اور شہر کی دیواروں کو دیکھنا ہے، کیا (حد ترخص میں) ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے یا دونوں میں سے ایک کافی ہے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ دونوں علامتوں کی رعایت کی جائے اگر چہ بعید نہیں ہے کہ حد ترخص کی تعیین کے لئے اذان کا نہ سنائی دینا ہی کافی ہو۔

س ٦٧٤: کیا حد ترخص میں شہر کے ابتدائی گھروں۔ جہاں سے مسافر شہر سے خارج ہوتا ہے یا اس میں داخل ہوتا ہے۔ کی اذان کا سنائی دینا معیار ہے یا شہر کے وسط کی اذان کا سنائی دینا؟

ج: شہر کے اس آخری حصے کی اذان سننا معیار ہے کہ جہاں سے مسافر شہر سے نکلتا ہے یا اس میں داخل ہوتا ہے۔

س ٦٧٥: ہمارے یہاں ایک علاقہ کے لوگوں کے درمیان شرعی مسافت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں شہر کے آخری گھروں کی وہ دیواریں معیار ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شہر کے گھروں سے باہر جو کارخانے اور متفرق آبادیاں ہیں، ان سے مسافت کا حساب کرنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ شہر کا آخری حصہ کونسا ہے؟

ج: شہر کی آخری حدود کی تعیین عرف عام پر موقوف ہے اگر عرف عام میں کارخانوں اور متفرق آبادیوں کو شہر کا حصہ شمار نہ کیا جائے تو مسافت کا حساب شہر کے آخری گھروں سے کیا جائیگا۔

سفر معصیت

س ٦٧٦: جب انسان یہ جانتا ہو کہ وہ جس سفر پر جا رہا ہے، اس میں وہ گناہ اور حرام میں مبتلا ہوگا تو کیا اس کی نماز قصر ہے یا پوری؟

ج: جب تک اس کا سفر ترک واجب یا فعل حرام کی غرض سے نہ ہو تو اس کی نماز دیگر مسافروں کی طرح قصر ہے۔

س ٦٧٧: جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہیں کیا، لیکن راستے میں اس نے معصیت کی غرض سے اپنے سفر کو تمام کرنے کی نیت کی ہے، تو کیا اس شخص پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے یا قصر؟ اور اثنائے سفر میں جو قصر نمازیں پڑھ چکا

ہے کیا وہ صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: جس وقت سے اس نے اپنے سفر کو گناہ و معصیت کی غرض سے جاری رکھنے کی نیت کی ہے اس وقت سے اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور معصیت کی نیت کے بعد جو نمازیں اس نے قصر پڑھی ہیں ان کو دوبارہ پوری پڑھنا واجب ہے۔

س ۶۷۸: اس سفر کا کیا حکم ہے جو تفریح یا ضروریات زندگی کے خریدنے کے لئے کیا جائے اور اس سفر میں نماز اور اس کے مقدمات کے لئے جگہ میسر نہ ہو؟

ج: اگر وہ جانتا ہے کہ اس سفر میں اس سے بعض وہ چیزیں چھوٹ جائیں گی جو نماز میں واجب ہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایسے سفر پر نہ جائے بشرطیکہ سفر ترک کرنے میں اس کیلئے ضرر یا حرج نہ ہو۔ بہر حال کسی بھی صورت میں نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

احکام وطن

س ۶۷۹: میری جائے پیدائش تہران ہے، جبکہ میرے والدین کا وطن "مہدی شہر" ہے، لہٰذا وہ سال میں متعدد بار "مہدی شہر" جاتے ہیں، ان کے ساتھ میں بھی جاتا ہوں، لہٰذا میرے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ میں "مہدی شہر" کو رہائش کے لئے اپنا وطن نہیں بنانا چاہتا، بلکہ میرا ارادہ تہران ہی میں رہنے کا ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں آپ کے والدین کے اصلی وطن میں آپ کے روزہ و نماز کا حکم وہی ہے جو دیگر مسافروں کے روزہ و نماز کا ہوتا ہے۔

س ۶۸۰: میں ہر سال چھ ماہ ایک شہر میں اور چھ ماہ دوسرے شہر میں رہتا ہوں جو کہ میری جائے پیدائش ہے اور یہی شہر میرا اور میرے گھر والوں کا مسکن بھی ہے، لیکن پہلے شہر میں بطور مستمر نہیں ٹھہرتا، مثلاً دو ہفتے، دس روز یا اس سے کم وہاں رہتا ہوں پھر اس کے بعد اپنی جائے پیدائش اور اپنے گھر والوں کے وطن لوٹ آتا ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ اگر میں پہلے شہر میں دس روز سے کم ٹھہرنے کی نیت کروں تو کیا میرا حکم مسافر کا ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ شہر آپ کا وطن نہیں ہے اور اسے وطن بنانے کا ارادہ بھی نہیں ہے تو جس وقت آپ وہاں دس روز سے کم رہتے ہیں اس میں آپ کا حکم وہی ہے جو مسافر کا ہے مگر یہ کہ اس شہر میں آپ کام کرتے ہوں اور کم از کم ہر دس دن میں ایک

مرتبہ اس شہر میں اپنے کام کیلئے آتے جاتے ہوں تو پھر آپ کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے۔

س ۶۸۱: اگر کوئی شخص کسی جگہ کئی سال تک ٹھہرنا چاہے، تو وہ کتنی مدت تک وہاں ٹھہرنے کی بنا رکھے، تا کہ وطن کا حکم صادق ہو، اور کیا وہاں صرف زندگی کرنے یا کام کرنے یا دونوں کے قصد میں کوئی فرق ہے؟

ج: اگر وہاں سات، آٹھ سال تک زندگی بسر کرنے کی بنا رکھے تو وطن کا حکم مرتب ہونے کے لئے کافی ہے، لیکن اگر زندگی کے علاوہ کام یا کسی دوسرے امر کے لئے وہاں ٹھہرنا چاہے تو وطن کا حکم مترتب نہیں ہوگا۔

س ۶۸۲: ایک شخص کا وطن تہران ہے اور اب وہ تہران کے قریب ایک دوسرے شہر کو اپنے لئے وطن بنانا چاہتا ہے، اور چونکہ اس کا روزانہ کا کسب و کار تہران میں ہے، لہٰذا وہ دس روز بھی اس شہر میں نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ چھ ماہ تک رہے بلکہ وہ روزانہ اپنے کام پر جاتا ہے اور رات کو اس شہر میں لوٹ آتا ہے۔ اس شہر میں اس کے نماز و روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: نئے شہر کو وطن بنانے کی یہ شرط نہیں ہے کہ انسان اسے وطن بنانے کا ارادہ کرنے اور اس میں سکونت اختیار کرنے کے بعد چھ ماہ تک مسلسل اسی جگہ رہے، بلکہ جب اسے نئے وطن کے طور پر انتخاب کر لے اور اس قصد کے ساتھ کچھ مدت (اگرچہ صرف راتیں) وہاں رہائش رکھے تو وہ اس کا وطن شمار ہوگا۔

س ۶۸۳: میری اور میری زوجہ کی جائے پیدائش "کاشمر" ہے، لیکن جب سے میں سرکاری ملازم ہوا ہوں اس وقت سے میں نیشاپور منتقل ہو گیا ہوں اگرچہ ماں باپ اب بھی کاشمر میں ہی رہتے ہیں۔ نیشاپور کی طرف ہجرت کے آغاز میں ہی ہم نے اصلی وطن (کاشمر) سے اعراض کر لیا تھا، مگر ۱۵ سال گزر جانے کے بعد اب ہم نے اپنا ارادہ پھر بدل لیا ہے۔

مہربانی فرما کر درج ذیل سوالات کے جواب بیان فرمائیں:

۱۔ جب ہم اپنے والدین کے گھر جاتے ہیں اور چند روز ان کے پاس قیام کرتے ہیں تو میری اور میری زوجہ کی نماز کا حکم کیا ہے؟

۲۔ ہمارے والدین کے وطن (کاشمر) کے سفر میں اور وہاں چند روز قیام کے دوران، ہمارے ان بچوں کا کیا فریضہ ہے جو ہماری موجودہ رہائش گاہ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور اب بالغ ہو چکے ہیں؟

ج: جب آپ نے اپنے اصلی وطن "کاشمر" سے اعراض کر لیا تو اب وہاں آپ دونوں پر وطن کا حکم جاری نہیں ہوگا، مگر یہ کہ آپ زندگی گزارنے کیلئے دوبارہ وہاں لوٹ جائیں اور کچھ مدت تک وہاں اس نیت سے رہیں، اسی طرح یہ شہر آپ کی اولاد کا وطن بھی نہیں ہے، بلکہ اس شہر میں آپ سب لوگ مسافر کے حکم میں ہیں۔

س ۶۸۴: ایک شخص کے دو وطن ہیں اور دونوں میں وہ پوری نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے تو کیا اس کے بچوں پر کہ

جن کی وہ دیکھ بھال اور کفالت کرتا ہے، اس مسئلہ میں اپنے ولی اور سرپرست کا اتباع واجب ہے؟ یا اس سلسلہ میں وہ اپنا مستقل عمل کر سکتے ہیں؟

ج: زوجہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نئے وطن کو اپنا وطن نہ بنائے، لیکن جب تک اولاد کم سن ہے اور اپنی زندگی وارادہ میں مستقل نہیں ہوئے یا اس مسئلہ میں باپ کے ارادہ کے تابع ہیں تو باپ کا نیا وطن ان کے لئے بھی وطن شمار ہوگا۔

س ۶۸۵: اگر ولادت کا ہسپتال (زچہ خانہ) باپ کے وطن سے باہر ہو اس طرح کہ وضع حمل کی خاطر ماں کے لئے چند روز اس ہسپتال میں داخل ہونا ضروری ہو اور بچے کی ولادت کے بعد وہ پھر اپنے گھر لوٹ آئے تو اس پیدا ہونے والے بچے کا وطن کونسا ہوگا؟

ج: اگر ہسپتال والدین کے اس وطن میں ہو جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں تو وہی شہر بچے کا بھی وطن ہے اور کسی شہر میں پیدا ہونے سے وہ شہر اس بچے کا وطن نہیں بنتا، بلکہ اس کا وطن وہی ہے جو اس کے والدین کا ہے جہاں بچہ ولادت کے بعد منتقل ہوتا ہے اور جس میں ماں باپ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے۔

س ۶۸۶: ایک شخص چند سال سے اہواز شہر میں رہتا ہے، لیکن اسے اپنے لئے وطن ثانی نہیں بنایا ہے، تو اگر وہ اس شہر سے شرعی مسافت سے کم یا زیادہ فاصلہ پر جائے اور دوبارہ اس شہر میں واپس آ جائے تو وہاں واپس آنے کے بعد اس کے نماز وروزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: جب اہواز میں اس نے قصد اقامت کر لیا اور کم از کم ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے اس کے لئے پوری نماز پڑھنے کا حکم جاری ہو گیا تو جب تک وہاں سے شرعی مسافت تک نہیں نکلتا اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا اور اگر وہاں سے شرعی مسافت تک یا اس سے زیادہ دور جائے تو اس کا حکم وہی ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س ۶۸۷: میں عراقی ہوں اور اپنے وطن عراق کو چھوڑنا چاہتا ہوں، کیا میں پورے ایران کو اپنا وطن بنا سکتا ہوں؟ یا صرف اسی جگہ کو اپنا وطن قرار دے سکتا ہوں جہاں میں ساکن ہوں؟ یا اپنے لئے وطن بنانے کے لئے گھر خریدنا ضروری ہے؟

ج: نئے وطن کے لئے شرط ہے کہ کسی مخصوص اور معین شہر کو وطن بنانے کا قصد کیا جائے اور اس میں اتنا عرصہ زندگی بسر کرے کہ عرف عام میں کہا جائے یہ شخص اسی شہر کا باشندہ ہے، لیکن اس شہر میں گھر وغیرہ کا مالک ہونا شرط نہیں ہے۔

س ۶۸۸: جس شخص نے بلوغ سے قبل اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور وہ ترک وطن کے مسئلہ کو نہیں جانتا تھا اور اب وہ بالغ ہوا ہے تو وہاں اس کے روزہ ونماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس نے باپ کے ساتھ اپنی جائے پیدائش سے ہجرت کی تھی اور اس شہر میں دوبارہ اس کے باپ کا زندگی بسر کرنے کا ارادہ نہیں تھا تو وہ جگہ اس کیلئے وطن نہیں ہوگی۔

س ۶۸۹: اگر انسان کا ایک وطن ہو اور وہ فی الحال وہاں نہ رہتا ہو، لیکن کبھی کبھی اپنی زوجہ کے ہمراہ وہاں جاتا ہو تو کیا شوہر کی طرح زوجہ بھی وہاں پوری نماز پڑھے گی یا نہیں؟ اور جب زوجہ اکیلی اس جگہ جائے گی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف کسی جگہ کا شوہر کا وطن ہونا سبب نہیں ہے کہ وہ زوجہ کا بھی وطن ہو اور وہاں پر اس کے لئے وطن کے احکام جاری ہوں۔

س ۶۹۰: کیا ملازمت کی جگہ وطن کے حکم میں ہے؟

ج: کسی جگہ ملازمت کرنے سے وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی ہے، لیکن اگر وہ ہر دس روز کی مدت میں کم از کم ایک مرتبہ اپنی رہائش گاہ سے اپنے کام کرنے کی جگہ پر کہ جو اس کی رہائش گاہ سے شرعی مسافت کے فاصلہ پر ہے، جاتا ہو تو وہاں نماز پوری پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے۔

س ۶۹۱: کسی شخص کے اپنے وطن کو چھوڑنے کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا عورت کے شادی کر لینے اور شوہر کے ساتھ چلے جانے سے وطن چھوڑنا ثابت ہو جاتا ہے یا نہیں؟

ج: وطن چھوڑنے سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے وطن سے اس قصد سے نکلے کہ اب دوبارہ اس میں زندگی گزارنے کیلئے نہیں پلٹے گا، اور عورت کے صرف دوسرے شہر میں شوہر کے گھر جانے کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے اصلی وطن سے اعراض کر لیا ہے۔

س ۶۹۲: گزارش ہے کہ وطن اصلی اور وطن ثانی کے متعلق اپنا نظریہ بیان فرمائیں؟

ج: وطن اصلی: اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان پیدا ہوتا ہے اور کچھ عرصہ وہاں رہتا ہے اور وہیں نشوونما پاتا ہے۔ وطن ثانی: اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان سات، آٹھ سال تک زندگی بسر کرنے کی بنا رکھے۔

س ۶۹۳: میرے والدین شہر "ساوہ" کے باشندے ہیں، دونوں بچپنے میں تہران آ گئے تھے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ شادی کے بعد شہر چالوس منتقل ہو گئے کیونکہ میرے والد وہاں ملازمت کرتے تھے، لہٰذا اس وقت میں تہران اور ساوہ میں کس طرح نماز پڑھوں؟ واضح رہے میری پیدائش تہران میں ہوئی ہے، لیکن وہاں کبھی نہیں رہا ہوں۔

ج: اگر آپ نے تہران میں پیدا ہونے کے بعد وہاں نشوونما نہیں پائی ہے تو تہران آپ کا اصلی وطن نہیں ہے اور اگر آپ نے تہران اور ساوہ میں سے کسی ایک کو اپنا اصلی وطن قرار نہیں دیا ہے تو ان دونوں میں آپ کیلئے وطن کا حکم جاری

نہیں ہوگا۔

س ۶۹۴: جس شخص نے اپنے وطن سے اعراض نہیں کیا ہے لیکن چھ سال سے کسی اور شہر میں مقیم ہے، لہٰذا جب وہ اپنے وطن جائے تو کیا وہاں اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے یا قصر؟ واضح رہے کہ وہ امام خمینی کی تقلید پر باقی ہے۔

ج: اگر اس نے سابق وطن سے اعراض نہیں کیا ہے تو وطن کا حکم اس کے لئے باقی ہے اور وہ وہاں پوری نماز پڑھے گا اور اس کا روزہ بھی صحیح ہے۔

س ۶۹۵: ایک طالب علم نے تبریز شہر کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے تبریز میں چار سال کیلئے کرایہ پر گھر لے رکھا ہے، علاوہ ازایں اب اس کا ارادہ ہے کہ اگر ممکن ہوا تو وہ دائمی طور پر تبریز ہی میں رہے گا آج کل وہ ماہ رمضان مبارک میں کبھی کبھار اپنے اصلی وطن جاتا ہے، کیا دونوں جگہوں کو اس کا وطن شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

ج: اگر مقام تعلیم کو ابھی وطن بنانے کا پختہ ارادہ نہیں کیا تو وہ جگہ اس کے وطن کے حکم میں نہیں ہے، لیکن اس کا اصلی وطن، حکم وطن پر باقی ہے جب تک اس سے اعراض نہ کرے۔

س ۶۹۶: میں شہر" کرمانشاہ" میں پیدا ہوا ہوں اور چھ سال سے تہران میں مقیم ہوں، لیکن اپنے اصلی وطن سے اعراض نہیں کیا ہے، اور تہران کو بھی وطن بنانے کا قصد کیا ہے لہٰذا جب ہم ایک سال یا دو سال کے بعد تہران کے ایک محلے سے دوسرے محلے میں منتقل ہوتے ہیں تو اس میں میرے روزے و نماز کا کیا حکم ہے؟ اور چونکہ ہم چھ ماہ سے زائد عرصہ سے تہران کے نئے علاقے میں رہتے ہیں تو کیا ہمارے لئے یہاں پر وطن کا حکم جاری ہوگا یا نہیں؟ اور جب ہم دن بھر میں تہران کے مختلف علاقوں میں آتے جاتے ہیں تو ہماری نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر آپ نے موجودہ تہران یا اس کے کسی ایک محلہ کو وطن بنانے کا قصد کیا ہو تو پورا تہران آپ کا وطن ہے اور اس میں آپ کی نماز پوری اور روزہ صحیح ہے اور تہران کے اندر ادھر ادھر جانے پر سفر کا حکم نہیں لگے گا۔

س ۶۹۷: ایک شخص گاؤں کا رہنے والا ہے آج کل اس کی ملازمت اور رہائش تہران میں ہے اور اس کے والدین گاؤں میں رہتے ہیں اور وہاں پر ان کی زمین و جائداد بھی ہے، وہ شخص ان کی احوال پرسی اور امداد کے لئے وہاں جاتا ہے، لیکن وہاں پر سکونت اختیار کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں ہے واضح رہے کہ وہ گاؤں اس شخص کی جائے پیدائش بھی ہے، لہٰذا وہاں اس کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس شخص کی اس گاؤں میں زندگی بسر کرنے اور اس میں رہائش رکھنے کی نیت نہ ہو تو وہاں اس پر وطن کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

س ۶۹۸: کیا جائے ولادت کو وطن سمجھا جائے گا خواہ پیدا ہونے والا وہاں نہ رہتا ہو؟

ج: اگر کچھ عرصہ تک وہاں زندگی گزارے اور وہیں نشو ونما پائے تو جب تک وہ اس جگہ سے اعراض نہیں کرے گا اس وقت تک وہاں اس پر وطن کا حکم جاری ہوگا، ورنہ نہیں۔

س٦٩٩: اس شخص کی نماز اور روزے کا کیا حکم ہے جو ایک سرزمین میں طویل مدت (٩ سال) سے مقیم ہے اور فی الحال اس کا اپنے وطن میں آنا ممنوع ہے، لیکن اسے یہ یقین ہے کہ ایک دن وطن واپس ضرور جائے گا؟

ج: جس ملک میں وہ اس وقت مقیم ہے وہاں اس کے روزہ اور نماز کا وہی حکم ہے جو تمام مسافروں کا ہے۔

س٧٠٠: میں نے اپنی عمر کے چھ سال گاؤں میں اور آٹھ سال شہر میں گزارے ہیں اور حال ہی میں تعلیم کے لئے مشہد آیا ہوں، لہٰذا ان تمام مقامات پر میرے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ گاؤں جو آپ کی جائے پیدائش ہے وہی آپ کا وطن ہے اور وہاں آپ کی نماز پوری ہے اور روزہ صحیح ہے بشرطیکہ اس سے اعراض نہ کیا ہو، لیکن مشہد کو آپ جب تک وطن بنانے کا قصد نہ کریں، وہاں آپ مسافر کے حکم میں ہیں اور جس شہر میں آپ نے کئی سال گزارے ہیں اگر آپ نے اسے وطن بنایا تھا تو وہ بھی اس وقت تک آپ کے وطن کے حکم میں رہے گا جب تک آپ وہاں سے اعراض نہ کریں، ورنہ اس میں آپ مسافر کے حکم میں رہیں گے۔

زوجہ کی تابعیت

س٧٠١: کیا وطن اور اقامت کے بارے میں زوجہ شوہر کے تابع ہے؟

ج: صرف زوجیت، جبری طور پر شوہر کے تابع ہونے کی موجب نہیں ہے، لہٰذا زوجہ کو یہ حق حاصل ہے کہ قصد اقامت اور وطن اختیار کرنے میں شوہر کا اتباع نہ کرے، ہاں اگر زوجہ اپنا وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں شوہر کے تابع ہو تو اس سلسلہ میں اس کے شوہر کا قصد ہی اس کے لئے کافی ہے، پس اس کا شوہر جس شہر میں وطن کی نیت سے مشترکہ زندگی بسر کرنے کے لئے منتقل ہوا ہے وہی اس کا بھی وطن شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر شوہر اس وطن کو چھوڑ دے جس میں وہ دونوں رہتے تھے اور کسی دوسری جگہ چلا جائے تو یہ زوجہ کا بھی اپنے وطن سے اعراض شمار ہوگا اور سفر میں دس دن کے قیام کے سلسلہ میں اس کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شوہر کے قصد اقامت سے آگاہ ہو بشرطیکہ وہ اپنے شوہر کے ارادہ کے تابع ہو، بلکہ اگر وہ اقامت کے دوران اپنے شوہر کے ساتھ رہنے پر مجبور ہو تو بھی اس کا یہی حکم ہے۔

س٧٠٢: ایک جوان نے دوسرے شہر کی لڑکی سے شادی کی ہے، تو جس وقت یہ لڑکی اپنے والدین کے گھر جائے تو

پوری نماز پڑھے گی یا قصر؟

ج: جب تک وہ اپنے اصلی وطن سے اعراض نہ کرے اس وقت تک وہاں پوری نماز پڑھے گی۔

س ۷۰۳: کیا بیوی یا بچے، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح المسائل کے مسئلہ "۱۲۸۴" کے زمرے میں آتے ہیں؟ یعنی کیا ان کے سفر کیلئے خود ان کا سفر کی نیت کرنا شرط نہیں ہے؟ نیز کیا باپ کے وطن میں ان سب کی نماز پوری ہوگی جو اس کے تابع ہیں؟

ج: اگر سفر میں خواہ جبری طور پر ہی سہی وہ باپ کے تابع ہوں تو سفر کے لئے باپ کا قصد ہی کافی ہے، بشرطیکہ انہیں اس کی اطلاع ہو، لیکن وطن اختیار کرنے یا اس سے اعراض کرنے میں اگر وہ اپنے ارادہ اور زندگی میں خود مختار نہ ہوں، بلکہ۔ طبیعی اور فطری طور پر۔ باپ کے تابع ہوں تو وطن سے اعراض کرنے اور نیا وطن اختیار کرنے کے سلسلہ میں کہ جہاں ان کا باپ دائمی طور پر زندگی گزارنے کے لئے منتقل ہوا ہے، باپ کے تابع ہوں گے۔

بڑے شہروں کے احکام

س ۷۰۴: بڑے شہروں میں وطن بنانے کے قصد اور ان میں دس دن اقامت کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: بڑے اور عام شہروں میں، احکام مسافر، وطن اختیار کرنے اور دس روز قیام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ بڑے شہر کوا سکے کسی خاص محلہ کو معین کئے بغیر وطن بنانے کا قصد کرنے اور کچھ مدت اس شہر میں زندگی گزارنے سے اس پورے شہر پر وطن کا حکم جاری ہوگا، جیسا کہ اگر کوئی شخص کسی محلہ کو معین کئے بغیر ایسے شہر میں دس روز قیام کی نیت کرے تو یہ اس کے تمام محلوں میں نماز پوری پڑھے گا اور اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

س ۷۰۵: ایک شخص کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے کی اطلاع نہیں تھی کہ تہران بڑے شہروں میں سے ہے، انقلاب کے بعد اسے امام خمینی کے فتوے کا علم ہوا ہے، لہٰذا اس کے ان روزوں اور نمازوں کا کیا حکم ہے جو عادی طریقہ سے اس نے انجام دیئے ہیں؟

ج: اگر ابھی تک وہ اس مسئلہ میں امام خمینی کی تقلید پر باقی ہے تو اس پر ان گزشتہ اعمال کا تدارک واجب ہے جو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے کے مطابق نہ ہوں، چنانچہ جو نمازیں اس نے قصر کی جگہ پوری پڑھی تھیں ان کو قصر کی صورت میں بجالائے اور ان روزوں کی قضا کرے جو اس نے مسافرت کی حالت میں رکھے تھے۔

نماز اجارہ

س۷۰۶: مجھ میں نماز پڑھنے کی طاقت نہیں ہے، کیا میں کسی دوسرے شخص کو نائب بنا کر اس سے اپنی نمازیں پڑھوا سکتا ہوں؟ اور کیا نائب کے اجرت طلب کرنے اور نہ کرنے میں کوئی فرق ہے؟

ج: ہر شخص جب تک زندہ ہے جیسے بھی ممکن ہو اپنی واجب نماز کو خود ادا کرے، نائب کا اس کی طرف سے نماز ادا کرنا کافی نہیں ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے خواہ وہ اجرت لے یا نہ لے۔

س۷۰۷: جو شخص اجارہ کی نماز پڑھتا ہے:

۱۔ کیا اس پر، اذان واقامت کہنا تینوں سلام پڑھنا اور مکمل طور پر تسبیحات اربعہ پڑھنا واجب ہے؟

۲۔ اگر ایک دن ظہر وعصر کی نماز بجالائے اور دوسرے دن مکمل طور پر نماز پنجگانہ پڑھے، تو کیا اس میں ترتیب ضروری ہے؟

۳۔ نماز اجارہ میں کیا میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

ج: میت کے خصوصیات بیان کرنا ضروری نہیں ہے اور صرف نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کے درمیان ترتیب کی رعایت ضروری ہے اور جب تک عقد اجارہ میں اجیر کے لئے خاص کیفیت کی شرط نہ رکھی گئی ہو اور نہ ہی ذہنوں میں کوئی ایسی خاص کیفیت موجود ہو کہ جس کی طرف مطلق عقد اجارہ کا انصراف ہو تو ایسی صورت میں اس کو چاہیے کہ نماز کو متعارف مستحبات کے ساتھ بجالائے، لیکن ہر نماز کے لئے اذان کہنا واجب نہیں ہے۔

نماز آیات

س۷۰۸: نماز آیات کیا ہے اور شریعت کے اعتبار سے اس کے واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

ج: یہ دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں پانچ رکوع اور دو سجدے ہیں، شریعت کے لحاظ سے اس کے واجب ہونے کے اسباب یہ ہیں:

سورج گہن اور چاند گہن خواہ ان کے معمولی حصے کو ہی لگے، اسی طرح زلزلہ اور ہر وہ غیر معمولی چیز جس سے اکثر لوگ

خوفزدہ ہوجائیں، جیسے سرخ، سیاہ یا پیلی آندھیاں یا شدید تاریکی، یا زمین کا دھنسنا، پہاڑ کا ٹوٹ کر گرنا، بجلی کی کڑک اور گرج اور وہ آگ جو کبھی آسمان میں نظر آتی ہے۔سورج گہن، چاند گہن اور زلزلہ کے علاوہ باقی سب چیزوں میں شرط ہے کہ عام لوگ ان سے خوف زدہ ہوجائیں لہٰذا اگر ان میں سے کوئی چیز خوفناک نہ ہو یا اس سے بہت کم لوگ خوف زدہ ہوں تو نماز آیات واجب نہیں ہے۔

س۷۰۹: نماز آیات پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج: اسے بجالانے کے چند طریقے ہیں:

۱۔ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد حمد وسورہ پڑھے پھر رکوع میں جائے اس کے بعد رکوع سے سر اٹھائے اور حمد و سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے، پھر رکوع سے بلند ہو کر حمد وسورہ پڑھے پھر رکوع بجالائے، پھر سر اٹھائے اور حمد وسورہ پڑھے اور اسی طرح اس رکعت میں پانچ رکوع بجالائے پھر سجدے میں جائے اور دو سجدے بجالانے کے بعد کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح عمل کرے پھر دو سجدے بجالائے اور اس کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔

۲۔ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد سورہ حمد اور کسی سورہ کی ایک آیت پڑھ کر رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اسی سورہ کی دوسری آیت پڑھے اور رکوع میں جائے، پھر سر اٹھا کر اسی سورہ کی تیسری آیت پڑھے، پانچویں رکوع تک اسی طرح بجالائے یہاں تک کہ جس سورے کی ایک ایک آیت ہر رکوع سے پہلے پڑھی تھی وہ تمام ہوجائے اس کے بعد پانچواں رکوع اور پھر دو سجدے بجالائے پھر کھڑا ہوجائے اور سورہ حمد اور کسی سورہ کی ایک آیت پڑھ کر رکوع کرے اور دوسری رکعت کو بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور تشہد وسلام پڑھ کر نماز ختم کردے، چنانچہ اگر (اس طریقے کے مطابق) ہر رکوع سے پہلے کسی سورہ کی ایک آیت پر اکتفا کرے تو سورہ حمد کو رکعت کی ابتداء میں ایک مرتبہ سے زیادہ نہ پڑھے۔

۳۔ مذکورہ دونوں طریقوں میں سے ایک رکعت کو پہلے طریقہ سے اور دوسری کو دوسرے طریقے سے بجالائے۔

۴۔ وہ سورہ جس کی ایک آیت پہلے رکوع سے قبل قیام میں پڑھی تھی، اسے دوسرے، تیسرے یا چوتھے رکوع سے پہلے والے قیام میں ختم کردے پھر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قیام میں سورہ حمد اور ایک دوسرا سورہ یا اس کی ایک آیت پڑھے اگر تیسرے یا چوتھے رکوع سے پہلے ہو اور اس صورت میں واجب ہے کہ اس سورہ کو پانچویں رکوع سے پہلے مکمل کردے۔

س۷۱۰: کیا نماز آیات اسی شخص پر واجب ہے جو اس شہر میں تھا جس میں اسباب نماز آیات رونما ہوئے ہیں، یا ہر اس شخص پر واجب ہے جسے ان کا علم ہوگیا ہو، خواہ وہ اس شہر میں نہ ہو جس میں اسباب نماز آیات رونما ہوئے ہیں؟

ج: نماز آیات اسی شخص پر واجب ہے جو اس شہر میں ہو جس میں آثار رونما ہوئے ہیں اسی طرح اس شخص پر بھی واجب ہے جو اس کے نزدیک والے شہر میں رہتا ہو، اتنا نزدیک کہ دونوں کو ایک شہر کہا جاتا ہو۔

س ۷۱۱: اگر زلزلہ کے وقت ایک شخص بے ہوش ہو اور زلزلہ ختم ہو جانے کے بعد ہوش میں آئے تو کیا اس پر بھی نماز آیات واجب ہے؟

ج: اگر اسے زلزلہ واقع ہونے کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ وقوع زلزلہ سے متصل وقت گزر جائے تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ نماز کو بجالائے۔

س ۷۱۲: کسی علاقہ میں زلزلہ آنے کے بعد مختصر مدت کے درمیان بہت ہی معمولی دسیوں زلزلے اور زمینی جھٹکے آتے ہیں، ان حالات میں نماز آیات کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر جھٹکا جسے مستقل زلزلہ شمار کیا جائے اس کے لئے علیٰحدہ نماز آیات واجب ہے خواہ شدید ہو یا خفیف۔

س ۷۱۳: جب زلزلے درج کرنے والا مرکز اعلان کرے کہ فلاں علاقہ میں جس میں ہم رہتے ہیں زلزلہ کے کئی معمولی جھٹکے آئے ہیں اور جھٹکوں کی تعداد کا بھی ذکر کرے، لیکن ہم نے انہیں بالکل محسوس نہ کیا ہو تو کیا اس صورت میں ہمارے اوپر نماز آیات واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر آپ نے زلزلہ کے دوران یا اس کے فوراً بعد وقوع زلزلہ کو خود محسوس نہ کیا ہو تو آپ پر نماز آیات واجب نہیں ہے۔

نوافل

س ۷۱۴: کیا نافلہ نمازوں کو بلند آواز سے پڑھا جائے یا آہستہ آواز سے۔

ج: مستحب ہے کہ دن کی نافلہ نمازوں کو آہستہ اور شب کی نافلہ نمازوں کو بلند آواز سے پڑھا جائے۔

س ۷۱۵: نماز شب جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہے کیا اسے دو مرتبہ چار چار رکعت کر کے، ایک مرتبہ دو رکعت اور ایک مرتبہ ایک رکعت (وتر) پڑھ سکتے ہیں؟

ج: نماز شب کو چار چار رکعت کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے۔

س ۷۱۶: جب ہم نماز شب پڑھتے ہیں تو کیا واجب ہے کہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور واجب ہے کہ ہم تاریکی میں نماز

شب پڑھیں؟

ج: تاریکی میں نماز شب پڑھنا اور اسے دوسروں سے چھپانا شرط نہیں ہے ہاں اس میں ریا جائز نہیں ہے۔

س۷۱۷: نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد اور خود نافلہ کے وقت میں، کیا نافلہ ظہر وعصر قضا کی نیت سے پڑھے جائیں یا کسی اور نیت سے؟

ج: احتیاط یہ ہے کہ اس وقت قربۃً الی اللہ کی نیت سے پڑھے جائیں، ادا اور قضا کی نیت نہ کی جائے۔

س۷۱۸: برائے مہربانی ہمیں نماز شب کے طریقہ سے تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں؟

ج: نماز شب مجموعی طور پر گیارہ رکعات ہیں، ان میں سے آٹھ رکعتوں کو، جو دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں، نماز شب کہتے ہیں اور ان کے بعد دو رکعت کو نماز شفع کہتے ہیں اور یہ نماز صبح کی طرح پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کی آخری ایک رکعت کو نماز وتر کہتے ہیں اس کے قنوت میں مومنین کے لئے استغفار و دعا کرنا اور خدائے منان سے حاجات طلب کرنا مستحب ہے، اس کی ترتیب دعاؤں کی کتابوں میں مذکور ہے۔

س۷۱۹: نماز شب کا کیا طریقہ ہے؟ یعنی اس میں کونسا سورہ، استغفار اور دعا واجب ہے؟

ج: نماز شب میں کوئی سورہ، استغفار اور دعا اس کے جز کے عنوان سے معتبر نہیں ہے، بلکہ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد ہر رکعت میں سورہ حمد پڑھے اور اگر چاہے تو اس کے بعد دوسرا سورہ پڑھے پھر رکوع و سجود اور تشہد و سلام بجالائے۔

نماز کے متفرقہ احکام

س۷۲۰: وہ کون سا طریقہ ہے جس سے گھر والوں کو نماز صبح کے لئے بیدار کیا جائے؟

ج: اس سلسلے میں گھر کے افراد کے لئے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

س۷۲۱: ان لوگوں کے روزہ و نماز کا کیا حکم ہے جو مختلف پارٹیوں اور گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں، اور بلا سبب ایک دوسرے سے بغض، حسد اور حتیٰ دشمنی رکھتے ہیں؟

ج: انسان کیلئے دوسروں کے بارے میں بغض و حسد اور عداوت کا اظہار کرنا جائز نہیں ہے، لیکن یہ روزہ و نماز کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہے۔

س۷۲۲: اگر محاذ جنگ پر جہاد کرنے والا شدید حملوں کی وجہ سے سورہ فاتحہ نہ پڑھ سکے یا رکوع و سجود انجام نہ دے

سکے تو وہاں پر کیسے نماز پڑھے؟

ج: اس کے لئے جس طرح نماز پڑھنا ممکن ہو پڑھے اور جب رکوع و سجود کرنے پر قادر نہ ہو تو دونوں کو اشاروں سے بجالائے۔

س ۷۲۳: والدین اولاد کو کس سن میں احکام و عبادات شرعی کی تعلیم دیں؟

ج: ولی کے لئے مستحب ہے کہ جب بچہ سن تمیز کو پہنچ جائے تو اسے شریعت کے احکام و عبادات کی تعلیم دے۔

س ۷۲۴: شہروں کے درمیان چلنے والی بسوں کے بعض ڈرائیور مسافروں کی نماز کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ان کے کہنے پر بس نہیں روکتے کہ وہ لوگ اتر کر نماز پڑھ سکیں، لہٰذا بسا اوقات ان کی نماز قضا ہو جاتی ہے، اس سلسلہ میں بس ڈرائیور کی کیا ذمہ داری ہے؟ اور ایسی حالت میں اپنی نماز کے سلسلہ میں سواریوں کا کیا فریضہ ہے؟

ج: سواریوں پر واجب ہے کہ جب انہیں نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت کسی مناسب جگہ پر ڈرائیور سے بس روکنے کا مطالبہ کریں اور ڈرائیور پر واجب ہے کہ وہ مسافروں کے کہنے پر بس روک دے، لیکن اگر وہ کسی معقول عذر کی بنا پر یا بلا سبب گاڑی نہ روکے تو سواریوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر وقت ختم ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چلتی گاڑی میں نماز پڑھیں اور ممکنہ حد تک قبلہ، قیام اور رکوع و سجود کی رعایت کریں۔

س ۷۲۵: یہ جو کہا جاتا ہے "چالیس دن تک شراب خور کا نماز و روزہ نہیں ہے" کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مدت میں اس پر نماز پڑھنا واجب نہیں ہے؟ اور پھر وہ اس مدت کے بعد فوت ہو جانے والی نمازوں کی قضا بجالائے؟ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر قضا اور ادا دونوں واجب ہیں؟ یا پھر اس کا مقصد یہ ہے کہ اس پر قضا واجب نہیں ہے، بلکہ ادا ہی کافی ہے، لیکن اس کا ثواب دوسری نمازوں سے کم ہوگا؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ شراب خوری نماز اور روزہ کی قبولیت میں رکاوٹ ہے، نہ کہ اس کی وجہ سے شراب خور سے نماز اور روزہ کا فریضہ ہی ساقط ہو جائے اور ان کی قضا واجب ہو یا ادا اور قضا دونوں لازم ہوں۔

س ۷۲۶: اس وقت میرا شرعی فریضہ کیا ہے جب میں کسی شخص کو نماز کے کسی فعل کو غلط بجالاتے ہوئے دیکھوں؟

ج: اس سلسلے میں آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ مگر یہ کہ جب وہ حکم سے ناواقف ہونے کی بنا پر غلطی کرے تو احتیاط یہ ہے کہ اس کو ہدایت کریں۔

س ۷۲۷: نماز کے بعد نماز گزاروں کے آپس میں مصافحہ کرنے کے سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ اس بات کی وضاحت کر دینا بھی مناسب ہے کہ بعض بزرگ علماء کہتے ہیں اس سلسلہ میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے، پس مصافحہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، لیکن واضح ہے کہ مصافحہ کرنے سے نماز گزاروں کی دوستی اور

محبت میں اضافہ ہوتا ہے؟

ج: سلام اور نماز سے فراغت کے بعد مصافحہ کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور بالعموم مومنین کا آپس میں مصافحہ کرنا مستحب ہے۔

احکام روزہ

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے احکام

س ۷۴۲: کیا اس حاملہ عورت پر روزے واجب ہیں؟ جسے یہ علم نہیں ہے کہ روزہ اس کے بچے کیلئے نقصان کا باعث ہے یا نہیں؟

ج: اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے ماں کو اپنے بچے کے لئے ضرر کا خوف ہو اور اس کا خوف کسی عقلائی وجہ سے ہو تو پھر اس پر روزہ ترک کرنا واجب ہے ورنہ روزہ رکھنا واجب ہے۔

س ۷۴۳: ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی اور حاملہ بھی تھی اور ساتھ ساتھ ماہ رمضان کے روزے بھی رکھتی تھی لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو مردہ تھا اب اگر اسے پہلے سے ضرر کا احتمال تھا لیکن وہ روزے رکھتی رہی تو:

۱۔ کیا اس کے روزے صحیح ہوں گے یا نہیں؟

۲۔ کیا اس پر دیت واجب ہے یا نہیں؟

۳۔ اور اگر پہلے سے اس نے ضرر کا احتمال نہیں دیا تھا، لیکن بعد میں ثابت ہوا کہ روزہ بچے کیلئے نقصان کا باعث تھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ضرر کا خوف رہا ہو اور خوف کا سبب بھی عقلائی ہو اور اس کے باوجود اس نے روزے رکھے ہوں یا بعد میں اسے معلوم ہو جائے کہ روزے خود اس کے لئے یا اس کے بچے کے لئے نقصان دہ تھے تو روزے باطل ہیں اور ان کی قضا واجب ہے، لیکن دیت اس وقت واجب ہوگی جب یہ ثابت ہو جائے کہ بچے کی موت روزہ رکھنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

س۷۴۴: خداوند متعال نے اپنے لطف و کرم سے مجھے بچہ عطا فرمایا ہے جسے میں دودھ پلا رہی ہوں اور ماہ رمضان آنے والا ہے اور میں اس وقت ماہ رمضان میں روزہ رکھ سکتی ہوں، لیکن اگر میں روزہ رکھوں تو دودھ خشک ہوجائے گا۔ یہ واضح رہے کہ میں جسمانی اعتبار سے کمزور ہوں اور ہر دس منٹ کے وقفہ سے میرا بچہ دودھ طلب کرتا ہے، لہٰذا میں کیا کروں؟

ج: اگر روزوں کی وجہ سے دودھ خشک ہوجائے یا کم ہوجائے اور اس سے بچے کو خطرہ درپیش ہوتو ایسی صورت میں آپ کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور آپ کو ہر روزہ کے عوض ایک مد (۷۵۰ گرام) فدیہ فقیر کو دینا ہوگا اور عذر برطرف ہوجانے پر روزوں کی قضا کرنی پڑے گی۔

بیماری اور ڈاکٹر کی طرف سے ممانعت

س۷۴۵: بعض غیر متدین ڈاکٹر حضرات ضرر کی وجہ سے مریض کو روزہ رکھنے سے روکتے ہیں، تو کیا ایسے میں ڈاکٹروں کا قول حجت ہے یا نہیں؟

ج: اگر ڈاکٹر دیانت دار نہیں ہے اور اس کے قول پر اطمینان بھی نہیں ہے اور نہ ہی روزوں سے ضرر کا خوف ہے تو ایسی صورت میں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور اس صورت کے علاوہ روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

س۷۴۶: میری والدہ تقریباً ۱۳ سال تک بیمار تھیں لہٰذا روزے رکھنے سے محروم تھیں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اس فریضہ سے ان کی محرومی کی وجہ ان کے لئے دوا کا استعمال تھا، اب برائے مہربانی یہ فرمائیں کیا ان پر روزوں کی قضا واجب ہے؟

ج: اگر وہ بیماری کی وجہ سے روزے رکھنے پر قادر نہیں تھیں تو قضا واجب نہیں ہے۔

س۷۴۷: میں نے آغاز بلوغ سے بارہ سال کی مدت تک اپنی جسمانی کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھے تھے اب میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: سن بلوغ کے بعد ماہ رمضان کے جتنے روزے آپ سے ترک ہوئے ہیں، ان کی قضا واجب ہے اور اگر ماہ رمضان کے روزے جان بوجھ کر اختیاری حالت میں کسی شرعی عذر کے بغیر نہ رکھے ہوں تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س۷۴۸: آنکھوں کے ڈاکٹر نے مجھے روزے رکھنے سے منع کیا اور کہا تمہاری آنکھ میں جو مرض ہے اس کی وجہ سے

تمہارے لئے روزہ رکھنا کسی صورت میں ٹھیک نہیں ہے، لیکن میں نے روزے رکھنا شروع کردیئے، جس کی وجہ سے مجھے ماہ رمضان کے دوران مشکلات پیش آئیں اور بعض اوقات عصر کے وقت تکلیف شروع ہوجاتی ہے اور میں اس شک وتردید کی حالت میں ہوں کہ روزہ نہ رکھوں یا تکلیف کو برداشت کروں اور مغرب تک روزے کو پورا کروں اب سوال یہ ہے کیا واقعا مجھ پر روزہ واجب ہے؟ اور جن ایام میں، میں روزہ رکھتا ہوں لیکن نہیں جانتا کہ مغرب تک روزہ رکھ سکوں گا یا نہیں تو مجھے روزے کی حالت پر باقی رہنا چاہیے؟ اور یہ کہ میری نیت کیا ہونی چاہیے؟

ج: اگر متدین اور امین ڈاکٹر کے کہنے پر آپ کو اطمینان حاصل ہوگیا ہے کہ روزہ آپ کی آنکھوں کیلئے باعث ضرر ہے یا ضرر کا خوف ہو تو ایسی صورت میں روزہ واجب نہیں ہے، بلکہ آپ کیلئے روزہ رکھنا جائز ہی نہیں ہے اور ضرر کے خوف کے ساتھ روزہ کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے، لیکن اگر خوف ضرر نہ ہو تو روزے کی نیت کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن آپ کا روزہ اسی وقت صحیح ہوگا جب واقعا ضرر نہ پایا جاتا ہو۔

س۷۴۹: میری آنکھوں کی بینائی بہت کمزور ہے اور میں نظر والی عینک استعمال کرتا ہوں، میرے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اگر آپ نے اپنی آنکھوں کی تقویت کا خیال نہ کیا تو آپ کی بینائی مزید کم ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں اگر ماہ رمضان کے روزے نہ رکھ سکوں تو میرا فریضہ کیا ہوگا؟

ج: اگر روزہ آپکی آنکھوں کیلئے مضر ہے تو آپ پر روزہ واجب نہیں ہے، بلکہ روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اگر یہ عذر اگلے رمضان المبارک تک باقی رہے تو آپ پر قضا نہیں ہے ہر روزے کے بدلے میں ایک مد (۷۵۰ گرام) طعام فقیر کو دینا واجب ہے۔

س۷۵۰: میری والدہ ایک شدید مرض میں مبتلا ہیں اور والد بھی جسمانی طور پر کمزور ہیں، لیکن اس کے باوجود دونوں روزے رکھتے ہیں۔ بعض اوقات معلوم ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے سے ان کے مرض میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن ابھی تک میں اپنے والدین کو مطمئن نہیں کرسکا کہ وہ شدید بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھیں ایسی صورت میں ان کے روزوں کے متعلق آپ میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: اگر یہ علم ہو کہ روزہ نقصان دہ ہے، یا اس سے نقصان کا خوف ہو تو روزہ رکھنا حرام ہے، لیکن روزہ کس وقت باعث مرض ہوگا، کب مرض میں اضافہ کا سبب بنے گا اور یہ کہ روزہ رکھنے کی طاقت وقوت ہے یا نہیں، ان سارے امور کی تعیین وتشخیص خود روزہ دار پر منحصر ہے۔

س۷۵۱: گزشتہ سال میں نے اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے اپنے گردوں کا آپریشن کرایا ہے اس نے مجھے آخر عمر تک روزہ رکھنے سے منع کیا ہے، فی الحال میں معمول کے مطابق کھاتا پیتا ہوں اور کسی قسم کی مشکل، درد اور بیماری کے اثرات کا

احساس نہیں کرتا، اس وقت میرا شرعی فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر آپ اپنے تئیں روزہ رکھنے میں ضرر محسوس نہیں کرتے اور ترک صوم کیلئے کوئی حجت شرعی بھی نہیں ہے تو آپ پر ماہ رمضان کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

س ۷۵۲: اگر ڈاکٹر کسی شخص کو روزہ رکھنے سے منع کرے تو کیا اس کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ بعض ڈاکٹر شرعی مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں؟

ج: اگر مریض کو ڈاکٹر کے قول سے یقین حاصل ہو جائے کہ روزہ اس کیلئے مضر ہے یا اس کے خبر دینے سے یا کسی اور معقول ذریعہ سے ضرر کا خوف حاصل ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہی نہیں ہے۔

س ۷۵۳: میرے گردوں میں پتھری ہے، اس سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ میں مسلسل پانی اور جوس استعمال کرتا رہوں، اور چونکہ ڈاکٹروں کا نظریہ یہ ہے کہ روزہ رکھنا میرے لئے درست نہیں ہے، پس ماہ مبارک رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: اگر پتھری سے بچنے کے لئے پورے دن میں پانی یا اس جیسی دیگر چیزوں کا استعمال ضروری ہے تو آپ پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔

س ۷۵۴: شوگر کے مریض مجبور ہوتے ہیں کہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ انسولین کا انجکشن لگائیں اور کھانا کھانے میں تاخیر اور دیر نہ کریں چونکہ یہ چیز خون میں شوگر کی مقدار کے کم ہونے کا باعث بنتی ہے اور اس سے بے ہوشی اور تشنج کی کیفیت عارض ہو جاتی ہے، اس لئے بعض اوقات ڈاکٹر ایسے مریضوں کو دن میں چار بار کھانا کھانے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ایسے افراد کے روزے کے سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر انہیں علم ہے کہ طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز ان کیلئے ضرر کا باعث ہے یا اس سے ضرر کا خوف ہے تو ان پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہی نہیں ہے۔

مبطلات روزہ

س ۷۵۵: میں نے شیطان کے بہکاوے میں آکر ماہ رمضان میں اپنے روزہ کو باطل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن روزہ باطل کرنے والا کوئی کام انجام دینے سے پہلے ہی میرا یہ ارادہ بدل گیا اب میرے روزے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہی صورتحال ماہ رمضان کے علاوہ کسی اور روزے میں پیش آئے تو اس روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ماہ رمضان کے روزے کے اثناء میں روزے کی نیت سے پلٹ جائے اسطرح کہ روزہ پورا کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو روزہ باطل ہے اور روزہ پورا کرنے کا دوبارہ قصد کرنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا لیکن اگر تردد کا شکار ہو جائے اس طرح کہ اس نے ابھی تک روزہ باطل کرنے کا فیصلہ نہ کیا ہو یا روزہ کو باطل کرنے والے کسی کام کو انجام دینے کا فیصلہ کیا ہو لیکن ابھی تک اسے انجام نہ دیا ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس کے روزہ کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس روزے کو مکمل کرے اور بعد میں اس کی قضاء بھی بجالائے۔ اور دیگر ہر معین روزے۔ جیسے نذر معین کا روزہ وغیرہ۔ کا بھی یہی حکم ہے۔

س ۷۵۶: اگر روزہ دار کے منہ سے خون نکل آئے تو کیا اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، لیکن اس پر واجب ہے کہ خون کو حلق تک نہ پہنچنے دے۔

س ۷۵۷: ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں تمباکو نوشی۔ جیسے سگریٹ پینا۔ کا کیا حکم ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار تمباکو کے دھوئیں نیز ایسے نشہ آور مادے سے اجتناب کرے جسے ناک کے ذریعے پیا جاتا ہے یا زبان کے نیچے رکھ کر جذب کیا جاتا ہے۔

س ۷۵۸: "نسوار" جو تمباکو وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور جس کو کچھ دیر زبان کے نیچے رکھنے کے بعد تھوک دیا جاتا ہے، کیا اس کا استعمال روزہ کو باطل کر دیتا ہے؟

ج: نسوار سے مخلوط لعاب دہن کو اگر نگل لے تو روزہ باطل ہے۔

س ۷۵۹: جو افراد سانس کے شدید مریض ہیں ان کے لئے ایک طبی دوا (spray) موجود ہے جو بوتل میں سیال مادہ کی صورت میں ہوتی ہے کہ جسے منہ میں دبانے سے وہ سیال مادہ حلق کے ذریعہ سے مریض کے پھیپھڑوں تک منتقل ہوتا ہے جس سے سانس لینے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تو مریض کو دن میں کئی کئی بار اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور بغیر اس کے یا تو وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا یا روزہ رکھنا اس کے لئے بہت ہی مشکل ہے، کیا مریض کے لئے اس دوا (spray) کے استعمال کے ساتھ روزہ رکھنا جائز ہے؟

ج: اگر یہ مادہ (spray) (ایسی ہوا ہے کہ جس میں دوا بھی ملی ہوئی ہے اگر چہ یہ دوا گیس کی صورت میں ہی ہو یا پاؤڈر کی صورت میں تو اس کے حلق تک پہنچنے کی صورت میں روزے کا صحیح ہونا محل اشکال ہے لیکن اگر اس کے بغیر روزہ رکھنا ممکن نہ ہو یا مشقت وزحمت کا باعث ہو تو پھر اس کے لئے اس دوا کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ روزہ کو باطل کرنے والا کوئی اور کام انجام نہ دے اور اگر کبھی اس دوا کے بغیر روزہ رکھنا ممکن ہو جائے تو ان روزوں کی قضا بھی کرے۔

س ۷۶۰: اکثر اوقات میرے لعاب دہن میں خون مل جاتا ہے جو میرے مسوڑھوں سے بہتا ہے، لہٰذا جو لعاب میں حلق سے نیچے اتارتا ہوں اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں خون بھی ملا ہے یا نہیں۔ اس حالت میں میرے روزے کا کیا حکم ہے؟ امید ہے میری راہنمائی فرمائیں گے۔

ج: مسوڑھوں کا خون اگر لعاب دہن سے مل کر اس میں مستہلک اور ختم ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اس کے نگلنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور اگر شک ہو کہ لعاب دہن خون آلود ہے یا نہیں تو اسے نگلا جا سکتا ہے اور اس سے روزہ کے صحیح ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۷۶۱: میں نے ماہ رمضان کے ایام میں ایک دن روزے کے دوران اپنے دانتوں کو برش نہیں کیا، اور دانتوں میں پھنسے ہوئے غذا کے ذرات میں نے نگلے نہیں لیکن وہ خود بخود اندر چلے گئے تو کیا مجھے اس روزہ کی قضا کرنا پڑے گی؟

ج: اگر آپ کو یہ علم نہیں تھا کہ غذا کے ذرات دانتوں میں پھنسے ہوئے ہیں یا یہ یقین نہیں تھا کہ یہ ذرات اندر چلے جائیں گے اور اس کا اندر جانا آپ کی توجہ کے بغیر اور جان بوجھ کر نہ تھا تو آپ کا روزہ صحیح ہے۔

س ۷۶۲: اگر روزہ دار کے مسوڑھوں سے زیادہ خون نکلتا ہو تو کیا اس کا روزہ باطل ہے اور کیا وہ کسی برتن سے اپنے سر پر پانی ڈال سکتا ہے؟

ج: جب تک وہ خون کو نہ نگلے اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، اسی طرح برتن وغیرہ سے سر پر پانی ڈالنے سے بھی اس کے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

س ۷۶۳: بعض نسوانی امراض کے علاج کے لئے "اینما" جیسی خاص دوائیں ہیں جنہیں بدن کے اندر داخل کیا جاتا ہے کیا ان کے استعمال سے روزہ باطل ہو جاتا ہے؟

ج: ان دواؤں کے استعمال سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

س ۷۶۴: ماہ رمضان میں روزہ دار کیلئے انجکشن اور ڈرپ وغیرہ لگوانے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار طاقت اور تغذیہ والے اور رگ میں لگنے والے ہر انجکشن اور ہر قسم کی ڈرپ سے اجتناب کرے لیکن دوا والے انجکشن جو گوشت میں لگتے ہیں یا بے حس کرنے والے انجکشن لگوانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۷۶۵: کیا روزہ کی حالت میں بلڈ پریشر کی گولی (tablet) کھانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس کا استعمال ماہ رمضان میں بلڈ پریشر کے علاج کے لئے ضروری ہو تو کھائی جا سکتی ہے، لیکن اس کو کھانے سے روزہ باطل ہو جائے گا۔

س٧٦٦: میرا اور بعض دیگر لوگوں کا اگر یہ خیال ہے کہ علاج کے لئے گولی کے استعمال کو" کھانا پینا" نہیں کہا جاتا، کیا اس خیال پر عمل کرنا جائز ہے اور میرے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا؟

ج: گولی کھانے سے روزہ باطل ہو جائے گا۔

س٧٦٧: اگر ماہ رمضان میں شوہر اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے اور بیوی بھی راضی ہو تو حکم کیا ہے؟

ج: دونوں پر عمداً روزہ توڑنے کا حکم عائد ہوگا، لہذا دونوں پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س٧٦٨: اگر روزہ کی حالت میں شوہر اپنی زوجہ سے خوش فعلی کرے تو کیا اس سے روزہ پر کوئی اثر پڑے گا؟

ج: اگر منی خارج ہونے کا سبب نہ بنے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ورنہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اور روزہ بھی باطل ہو جائیگا۔

حالت جنابت پر باقی رہنا

س٧٦٩: اگر کوئی شخص بعض مشکلات کی وجہ سے صبح کی اذان تک جنابت کی حالت پر باقی رہے تو کیا اس کیلئے اس دن کا روزہ رکھنا جائز ہے؟

ج: ماہ رمضان اور اس کے قضا روزوں کے علاوہ دیگر روزوں میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن ماہ رمضان کے روزے کے لئے اگر کسی عذر کی وجہ سے غسل جنابت نہ کر سکے تو اس پر تیمم کرنا واجب ہے، اور اگر تیمم بھی نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہے۔

س٧٧٠: اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ جنابت سے پاک ہونا روزے کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے اور اسی حالت میں چند روزے بھی رکھ ڈالے تو کیا جو روزے اس نے جنابت کی حالت میں رکھے ہیں، ان کا کفارہ بھی واجب ہے یا صرف قضا ہی کافی ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں صرف قضا کافی ہے۔

س٧٧١: کیا مجنب کیلئے جائز ہے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد غسل جنابت کر کے قضا کا یا مستحبی روزہ رکھ لے؟

ج: اگر جان بوجھ کر طلوع فجر تک غسل جنابت نہیں کیا تو ماہ رمضان کا روزہ اور اس کی قضا صحیح نہیں ہے، لیکن ان دونوں کے علاوہ اگر کوئی اور روزہ ہو، خاص کر مستحبی روزہ، تو اقویٰ یہ ہے کہ وہ صحیح ہے۔

س٧٧٢: ایک شخص، ماہ رمضان میں ایک صاحب کے ہاں مہمان ہوا اور رات کو انہیں کے گھر پر سویا، آدھی رات کو

اسے احتلام ہو گیا چونکہ وہ مہمان تھا اسلئے اس کے پاس زائد لباس نہیں تھا، لہٰذا روزے سے بچنے کے لئے طلوع فجر کے بعد سفر کا ارادہ کر لیا اور اذان صبح کے بعد کچھ کھائے پیئے بغیر سفر پر نکل پڑا، اب سوال یہ ہے کہ قصد سفر اس شخص کو کفارہ سے بچا سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس کو معلوم تھا کہ مجنب ہے اور اذان صبح سے قبل غسل یا تیمم نہیں کیا تو پھر نہ رات میں قصد سفر کفارہ سے بچا سکتا ہے اور نہ ہی دن میں سفر کرنے سے کفارہ ساقط ہو سکتا ہے۔

س ۷۷۳: جس شخص کے پاس پانی نہ ہو یا تنگی وقت کے علاوہ کوئی اور عذر ہو کہ جس کی وجہ سے وہ غسل جنابت نہ کر سکتا ہو تو کیا ماہ مبارک رمضان کی راتوں میں جان بوجھ کر اپنے آپ کو مجنب کر سکتا ہے؟

ج: اگر اس کا فریضہ تیمم ہو اور اپنے آپ کو مجنب کرنے کے بعد تیمم کیلئے وقت بھی ہو تو اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

س ۷۷۴: ایک شخص ماہ رمضان کی راتوں میں اذان صبح سے پہلے بیدار رہا، مگر متوجہ نہیں ہوا کہ وہ محتلم ہے، لہٰذا پھر سو گیا پھر اذان کے دوران جب اس کی آنکھ کھلی تو اپنے کو محتلم پایا اور یہ بھی یقین ہو گیا کہ اذان فجر سے قبل محتلم ہوا ہے تو ایسی صورت میں اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اذان فجر سے قبل احتلام کی طرف متوجہ نہیں تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

س ۷۷۵: اگر انسان اذان صبح سے پہلے بیدار ہو اور اپنے آپ کو محتلم پائے اور اس امید سے کہ غسل کیلئے بیدار ہو جائیگا اذان صبح سے پہلے دوبارہ سو جائے اور طلوع آفتاب کے بعد تک سویا رہے اور اذان ظہر تک غسل نہ کرے اور اذان ظہر کے بعد غسل کر کے ظہر و عصر کی نماز پڑھے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ صورت میں قضا ضروری ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔

س ۷۷۶: اگر انسان ماہ مبارک رمضان میں اذان صبح سے پہلے شک کرے کہ محتلم ہے یا نہیں، لیکن اپنے شک کو اہمیت نہ دیتے ہوئے دوبارہ سو جائے، اور جب اذان صبح کے بعد اٹھے تو اس بات کی طرف متوجہ ہو کہ اذان فجر سے پہلے وہ محتلم ہوا ہے، تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے۔

ج: اگر پہلی مرتبہ اٹھنے کے بعد احتلام کی کوئی علامت نہ دیکھے اور اسے صرف احتلام کا احتمال ہو اور اس کا انکشاف نہ ہو اور دوبارہ سو جائے اور اذان کے بعد اٹھے تو ایسی صورت میں اس کا روزہ صحیح ہے، خواہ بعد میں اس کے لئے یہ ثابت ہی کیوں نہ ہو جائے کہ وہ اذان سے قبل محتلم ہوا تھا۔

س ۷۷۷: اگر ماہ مبارک میں کسی نے نجس پانی سے غسل کیا ہو اور ایک ہفتہ بعد اسے پانی کی نجاست کا پتا چلے تو اس مدت میں اس کی نمازوں اور روزوں کا کیا حکم ہے۔

ج: اس کی نماز باطل ہے اس کی قضا کرے گا، لیکن اس کا روزہ صحیح ہے۔

س۷۷۸: ایک شخص بعض اوقات مسلسل پیشاب کے قطرے ٹپکنے کی بیماری میں مبتلا ہے۔ پیشاب کے بعد گھنٹہ بھر یا اس سے زیادہ دیر تک پیشاب کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، یہ شخص بعض راتوں کو جنب ہوجاتا ہے اوراذان سے ایک گھنٹہ قبل بیدار ہوجاتا ہے لیکن یہ احتمال رہتا ہے کہ پیشاب کے بعد پیشاب کے قطروں کے ساتھ منی بھی خارج ہو ایسے میں اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟ نیز وقت روزہ میں طہارت کے ساتھ داخل ہونے کی نسبت اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر اذان صبح سے قبل غسل جنابت یا تیمم کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے، اگرچہ اس کے بعد بلا اختیار منی خارج ہوجائے۔

س۷۷۹: اگر کوئی شخص اذان صبح سے قبل یا اس کے بعد سو جائے اور جب اذان کے بعد بیدار ہو تو اپنے کو محتلم پائے تو یہ شخص کب تک غسل میں تاخیر کرسکتا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں جنابت اس دن کے روزہ کے لئے مضر نہیں ہے، لیکن نماز کے لئے غسل واجب ہے، لہٰذا وقت نماز تک تاخیر کرسکتا ہے۔

س۷۸۰: اگر ماہ رمضان یا کسی اور روزے کیلئے غسل جنابت بھول جائے اور دن میں کسی وقت اسے یاد آئے تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ماہ مبارک رمضان کے روزوں کیلئے اذان صبح سے پہلے غسل جنابت بھول جائے اور جنابت کی حالت میں صبح کردے تو اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط یہ ہے کہ ماہ رمضان کے قضا روزوں کا بھی یہی حکم ہے، لیکن دوسرے روزے اس سے باطل نہیں ہوتے۔

استمناء

س۷۸۱: اگر انسان ماہ رمضان میں حرام جنسی عمل، استمناء یا حرام چیز کھا، پی کر اپنا روزہ باطل کرے تو اس کا حکم کیا ہے۔

ج: مذکورہ فرض میں ضروری ہے کہ ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں کام انجام دے۔

س ۷۸۲: اگر مکلف جانتا ہو کہ استمناء سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اس کے باوجود وہ جان بوجھ کر اس کا مرتکب ہو، تو کیا اس پر دوہرا کفارہ واجب ہے؟

ج: اگر جان بوجھ کر استمناء کرے اور منی بھی خارج ہو جائے تو دوہرا کفارہ (کفارہ جمع) واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوہرا کفارہ ادا کرے۔

س ۷۸۳: میں رمضان المبارک میں ایک نامحرم عورت سے فون پر بات کر رہا تھا، گفتگو کے دوران طاری ہونے والی حالت کی وجہ سے بے اختیار میری منی خارج ہو گئی جبکہ اس کے ساتھ گفتگو لذت و شہوت کی نیت سے نہیں کی گئی تھی۔ برائے مہربانی یہ فرمائیے کہ میرا روزہ باطل ہے یا نہیں؟ اور اگر باطل ہے تو کیا مجھ پر کفارہ بھی واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر اس سے قبل عورتوں سے بات کرتے وقت منی کا خارج ہو جانا آپکی عادت نہیں تھی اور آپ کی یہ گفتگو بھی لذت و شہوت کی نیت سے نہ تھی اور اس کے باوجود آپ سے غیر اختیاری طور پر منی نکل جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور آپ پر قضا و کفارہ بھی نہیں ہے۔

س ۷۸۴: ایک شخص برسوں سے ماہ مبارک رمضان میں اور اس کے علاوہ استمناء کا مرتکب رہا ہے، اس کے نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

ج: استمناء ہر صورت میں حرام ہے اور اگر اس کے ذریعہ منی خارج ہو جائے تو غسل جنابت واجب ہے اور اگر ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں استمناء کرے تو وہ جان بوجھ کر حرام چیز سے روزہ توڑنے کے حکم میں ہے۔ اور اگر وہ غسل جنابت یا تیمم کے بغیر نماز اور روزہ انجام دے تو یہ باطل ہیں اور دونوں کی قضا واجب ہے۔

س ۷۸۵: کیا شوہر کے لئے بیوی کے ہاتھوں استمناء کرانا جائز ہے؟

ج: یہ عمل، حرام استمنا نہیں ہے۔

س ۷۸۶: اگر کسی غیر شادی شدہ سے ڈاکٹر میڈیکل ٹیسٹ کے لئے اس کی منی مانگے اور منی کا نکالنا بغیر استمناء کے ممکن نہ ہو تو کیا وہ استمناء کر سکتا ہے؟

ج: اگر علاج اس پر موقوف ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۷۸۷: بعض طبی مراکز مرد سے استمناء کا مطالبہ کرتے ہیں تا کہ وہ طبی تحقیقات کے ذریعہ یہ بتا سکیں کہ یہ شخص بچہ پیدا کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو کیا اس کے لئے استمناء جائز ہے؟

ج: اس کے لئے استمناء جائز نہیں ہے خواہ قوت تولید کا پتہ لگانے کی خاطر ہی کیوں نہ ہو، مگر جب مجبوری کے پیش نظر یہ ضروری ہو۔

س۷۸۸: شہوت کو برانگیختہ کرنے کیلئے بیوی یا اجنبی عورت کا تخیل کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: بیوی کا تخیل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یہ حرام پر منتج نہ ہو جیسے منی کا خارج ہونا اور احتیاط یہ ہے کہ اجنبی عورت کا تخیل کرنے سے اجتناب کرے۔

س۷۸۹: ایک شخص نے ابتداء بلوغ سے ماہ رمضان کے روزے رکھے، لیکن روزوں کے دوران استمناء کے ذریعہ خود کو مجنب کرتا رہا اور وہ چند روز تک اسی حالت میں روزے رکھتا رہا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ روزہ کیلئے غسل جنابت ضروری ہے، تو کیا ان دنوں کے روزوں کی قضا ہی کافی ہے یا اس پر کچھ اور بھی واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں قضا واجب ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔

س۷۹۰: ایک روزہ دار شخص نے ماہ رمضان میں شہوت انگیز منظر کو دیکھا جس سے وہ مجنب ہو گیا۔ کیا اس سے، اس کا روزہ باطل ہو جائے گا؟

ج: اگر اس ارادہ سے دیکھے کہ منی خارج ہو جائے یا وہ اپنے بارے میں جانتا ہو کہ دیکھنے سے مجنب ہو جائے گا یا اس کی عادت یہ ہو کہ ایسا منظر دیکھنے سے مجنب ہو جاتا ہو اور جان بوجھ کر دیکھے اور مجنب ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو جان بوجھ کر مجنب ہونے والے کا ہے یعنی اس پر قضا بھی واجب ہے اور کفارہ بھی۔

س۷۹۱: اگر روزہ دار شخص روزے کو باطل کرنے والے کسی کام کو ایک ہی دن میں ایک سے زیادہ مرتبہ انجام دے تو اس کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اس پر صرف ایک کفارہ واجب ہے لیکن اگر یہ کام جنسی آمیزش یا استمناء ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جتنی دفعہ جنسی آمیزش یا استمناء کا ارتکاب کرے اتنے ہی کفارے ادا کرے۔

روزے کو باطل کرنے والی چیزوں کے احکام

س۷۹۲: کیا سرکاری اور عوامی محفلوں وغیرہ میں روزہ افطار کرنے کے لئے اہل سنت کی پیروی جائز ہے اور اگر انسان کی تشخیص یہ ہو کہ ان کی پیروی نہ تقیہ کے مصادیق میں سے ہے اور نہ کسی اور وجہ سے ضروری ہے تو اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ افطار کا وقت داخل ہو گیا ہے تو دوسروں کی پیروی میں افطار کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر مورد تقیہ کا ہو تو افطار جائز ہے لیکن اس دن کے روزے کی قضا واجب ہے اور اختیاری صورت میں اس وقت تک

افطار کرنا جائز نہیں ہے جب تک اس کے لئے حسی یقین یا شرعی دلیل کی بنا پر دن کا ختم ہوجانا اور رات کا داخل ہوجانا ثابت نہ ہوجائے۔۔

س ۷۹۳: اگر میں روزے سے ہوں اور میری والدہ مجھے کھانے یا پینے پر مجبور کرے تو کیا اس سے میرا روزہ باطل ہو جائے گا؟

ج: کھانے پینے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے خواہ وہ کسی کی درخواست یا اصرار پر ہی ہو۔

س ۷۹۴: اگر زبردستی روزہ دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی جائے یا اس کے سر کو پانی میں ڈبو دیا جائے تو کیا اس کا روزہ باطل ہے؟ اور اگر کوئی اسے مجبور کرے کہ اگر تم نے روزہ نہیں توڑا تو تمہیں یا تمہارے مال کو نقصان پہنچائیں گے، اور یہ اس نقصان سے بچنے کے لئے کچھ کھالے تو کیا اس کا روزہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج: روزہ دار کے اختیار کے بغیر زبردستی اس کے منہ میں کوئی چیز ڈالنے یا پانی میں اس کا سر ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا، لیکن اگر کسی کے مجبور کر دینے پر روزہ باطل کرنے والے کسی کام کا خود ارتکاب کرے تو اس سے اس کا روزہ باطل ہوجائے گا۔

س ۷۹۵: اگر روزہ دار کو معلوم نہ ہو کہ زوال سے پہلے جب تک حد ترخص تک نہ پہنچ جائے افطار کرنا جائز نہیں ہے اور وہ اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے ہی افطار کرلے تو اس شخص کے روزے کا کیا حکم ہے، کیا اس پر قضا واجب ہے یا اس کا حکم کچھ اور ہے؟

ج: اس کا حکم وہی ہے جو جان بوجھ کر افطار کرنے والے کا ہے۔

س ۷۹۶: جب مجھے زکام لگا ہوا تھا تو میرے حلق میں کچھ بلغم جمع ہوگیا تھا، جسے میں نے تھوکنے کی بجائے نگل لیا، تو کیا میرا روزہ صحیح ہے یا نہیں؟ نیز میں ماہ رمضان کے کچھ دن اپنے ایک عزیز کے گھر رہا اور شرم وحیا اور زکام کی وجہ سے غسل واجب کے بدلے مٹی سے تیمم کرتا رہا اور ظہر تک غسل نہیں کیا چند روز تک یہی سلسلہ چلتا رہا اب سوال یہ ہے کہ ان دنوں کے روزے صحیح ہیں یا نہیں؟

ج: سر وسینہ کی بلغم نگلنے سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بلغم اگر منہ میں آجائے تو اسے نگلنے سے اجتناب کرے۔ اور رہا روزے کے دن طلوع فجر سے پہلے آپ کا غسل جنابت کو ترک کرنا، اور اس کے بدلے تیمم کرنا، تو اگر یہ عذر شرعی کی وجہ سے تھا یا آپ نے آخر وقت میں وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو اس تیمم کے ساتھ آپ کا روزہ صحیح تھا اور اگر ایسا نہیں تھا تو ان دنوں میں آپ کے روزے باطل ہیں۔

س ۷۹۷: میں لوہے کی کان میں کام کرتا ہوں اور مجھے اپنے پیشہ کی وجہ سے ہر روز اس میں داخل ہوکر کام کرنا پڑتا ہے

اور مشینوں سے کام کرتے وقت غبار منہ میں جاتا ہے اور پورے سال یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ میری ذمہ داری کیا ہے؟ کیا میرا روزہ اس حالت میں صحیح ہے یا نہیں؟

ج: گرد و غبار کا روزے کی حالت میں نگلنا، روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔ اس سے پرہیز واجب ہے، لیکن نگلنے کے بغیر صرف گرد و غبار کے ناک اور منہ میں داخل ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

روزہ کا کفارہ اور اس کی مقدار

س ۷۹۸: کیا فقیر کو ایک مُد (۷۵۰ گرام) طعام کی قیمت دے دینا ہی کافی ہے کہ جس سے وہ اپنے لئے غذا خریدے؟

ج: اگر اسے اطمینان ہو کہ فقیر اس کی طرف سے وکیل بن کر اس مال سے کھانا خریدے گا اور پھر خود اس کو کفارہ کے عنوان سے قبول کرے گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۷۹۹: اگر کوئی شخص چند مسکینوں کو کھانا کھلانے کیلئے وکیل ہو تو کیا وہ مال کفارہ میں سے پکانے کی مزدوری اور کام کرنے کی اجرت لے سکتا ہے؟

ج: کام کرنے اور پکانے کی اجرت کا مطالبہ کرنا اس کے لئے جائز ہے، لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ اسے مال کفارہ کی بابت حساب کرے یا اس مال سے لے جو کفارہ کے طور پر فقرا کو دینا ہے۔

س ۸۰۰: ایک خاتون حاملہ ہونے اور زمانہ ولادت کے قریب ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہیں تھی اور وہ یہ مسئلہ جانتی تھی کہ ولادت کے بعد آنے والے ماہ رمضان سے پہلے قضا کرنا واجب ہے، لیکن اگر اس نے چند برسوں تک جان بوجھ کر یا عمد کے بغیر قضا بجا نہ لائی ہو تو کیا اس پر صرف اسی سال کا کفارہ واجب ہے یا جتنے سال اس نے روزے رکھنے میں تاخیر کی ہے، ان سب کا کفارہ دینا واجب ہے؟

ج: ماہ رمضان کے قضا روزوں کی تاخیر چاہے جتنے سال کی ہو اس کا فدیہ صرف ایک مرتبہ واجب ہے اور فدیہ سے مراد ہر روزے کے بدلے ایک مُد طعام دینا ہے۔ اور یہ بھی اس وقت ہے جب آنے والے ماہ رمضان تک قضا کی عدم ادائیگی سستی کی وجہ سے اور عذر شرعی کے بغیر ہو، لیکن اگر تاخیر ایسے شرعی عذر کی وجہ سے ہو جو روزہ کے صحیح ہونے میں مانع ہے تو فدیہ نہیں ہے۔

س ۸۰۱: ایک خاتون بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکی اور آنے والے ماہ رمضان تک قضا بھی نہیں کر سکتی تو ایسی

حالت میں کیا خود مریضہ پر کفارہ واجب ہے یا اس کے شوہر پر؟

ج: اگر ماہ رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکی اور قضا میں تاخیر بھی اسی بیماری کے تسلسل کی وجہ سے ہوئی تو ہر دن کے بدلے ایک مُد طعام خود مریضہ پر واجب ہے۔ اس کے شوہر پر کچھ واجب نہیں ہے۔

س ۸۰۲: ایک شخص کے دس روزے رہتے ہیں اس نے شعبان کی بیسویں سے روزے رکھنا شروع کیے، کیا یہ شخص زوال سے قبل یا زوال کے بعد جان بوجھ کر افطار کر سکتا ہے؟ اور اگر وہ زوال سے پہلے یا اس کے بعد افطار کر لے تو مقدار کفارہ کیا ہوگی؟

ج: مذکورہ صورت میں اس کے لئے جان بوجھ کر افطار کرنا جائز نہیں ہے اور اگر زوال سے پہلے عمداً افطار کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔ لیکن زوال کے بعد افطار کرنے پر کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو اس پر تین روزے واجب ہوں گے۔

س ۸۰۳: ایک عورت دو سال پے در پے ماہ رمضان میں حاملہ تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں سال روزے نہیں رکھ سکی، لیکن اب وہ روزہ رکھنے پر قادر ہے، اس کے روزوں کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا اس پر دوہرا کفارہ واجب ہے یا صرف قضا واجب ہے اور روزے رکھنے میں اس نے جو تاخیر کی ہے اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر عذر شرعی کی وجہ سے روزے ترک کئے ہوں تو اس پر صرف قضا واجب ہے اور اگر افطار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ روزے سے حمل یا بچے کو ضرر پہنچنے کا خوف تھا تو ایسی صورت میں قضا کے ساتھ اس پر فقیر کو ہر روزے کے بدلے ایک مُد (۷۵۰ گرام) طعام دینا بھی واجب ہے۔ اسی طرح اگر دوسرے ماہ رمضان تک بغیر عذر شرعی کے قضا میں تاخیر کی ہو تو بھی اس پر دوسرا فدیہ واجب ہے کہ وہ ہر روزے کے عوض ایک مُد طعام فقیر کو دے۔

س ۸۰۴: کیا روزوں کے کفارے میں قضا اور کفارہ کے درمیان ترتیب واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

روزوں کی قضا

س ۸۰۵: دینی امور کی انجام دہی کے لئے ماہ مبارک رمضان میں سفر کے سبب میرے ذمہ ۱۸ دن کے قضا روزے ہیں، تو میری شرعی ذمہ داری کیا ہے اور کیا مجھ پر قضا واجب ہے؟

ج: سفر کی وجہ سے ماہ رمضان کے جو روزے چھوٹے ہیں ان کی قضا آپ پر واجب ہے۔

س۸۰۶: اجرت پر ماہ رمضان کے قضا روزے رکھنے والا اگر زوال کے بعد افطار کرے تو کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

س۸۰۷: جن افراد نے مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے ماہ رمضان میں سفر کیا ہو اور اس وجہ سے روزے نہ رکھے ہوں اور اب کئی برس گزرنے کے بعد اگر روزے رکھنا چاہیں تو کیا قضا کے ساتھ ساتھ ان پر کفارہ بھی واجب ہے؟

ج: اگر روزے سے مانع عذر کے مستمر رہنے کی وجہ سے دوسرے ماہ رمضان تک روزے نہ رکھ سکے ہوں تو ان کے لئے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا ہی کافی ہے اور ہر روزے کے لئے ایک مُد طعام دینا واجب نہیں ہے، اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ روزے بھی رکھیں اور ہر روزے کے بدلے ایک مد طعام (۷۵۰ گرام) بھی دیں، لیکن اگر بغیر عذر کے سستی کی وجہ سے تاخیر کی ہو ایسی صورت میں ان پر قضا اور فدیہ دونوں واجب ہیں۔

س۸۰۸: ایک شخص نے جہالت کی وجہ سے دس سال روزے نہیں رکھے۔ اب اس نے توبہ کی ہے اور اللہ کی طرف رجوع کیا ہے اور ان روزوں اور نمازوں کی قضا کا ارادہ کر لیا ہے، لیکن فی الحال وہ تمام روزوں کی قضا پر قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی کفارہ کیلئے اس کے پاس مال موجود ہے تو کیا ایسی صورت میں وہ صرف استغفار پر اکتفاء کر سکتا ہے یا نہیں؟

ج: چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بہر حال معاف نہیں ہے، لیکن ماہ رمضان کے روزوں کو جان بوجھ کر چھوڑنے کے کفارے میں اگر وہ دو ماہ کے روزے نہ رکھ سکتا ہو اور نہ ہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے پر قادر ہو تو اس پر واجب ہے جتنے مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے کھلائے اور احتیاط یہ ہے کہ استغفار بھی کرے اور اگر فقرا کو بالکل کھانا نہیں کھلا سکتا تو استغفار ہی کافی ہے یعنی دل وزبان سے کہے "استغفر اللہ" (خدا سے بخشش چاہتا ہوں)۔

س۸۰۹: مالی اور جسمانی طور پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو میں اپنے پر واجب کفاروں کی ادائیگی کیلئے روزے رکھ سکا ہوں اور نہ ہی مساکین کو کھانا کھلا سکا ہوں چنانچہ میں نے صرف استغفار کیا ہے لیکن اب میں خدا کے فضل وکرم سے روزہ بھی رکھ سکتا ہوں اور مساکین کو کھانا بھی کھلا سکتا ہوں۔ اب میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں کفارہ دینا ضروری نہیں ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ دیا جائے۔

س۸۱۰: اگر کوئی شخص اس بات سے جاہل ہونے کی وجہ سے کہ آنے والے ماہ رمضان تک روزوں کی قضا بجالانا ضروری ہے روزوں کی قضا کو مؤخر کر دے تو اس کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: آنے والے ماہ رمضان سے پہلے وجوبِ قضا کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تاخیرِ قضا کا فدیہ معاف نہیں ہوگا۔

س ۸۱۱: ایک شخص نے ۱۲۰ دن روزے نہیں رکھے تو اس کی ذمہ داری کیا ہے؟ کیا اسے ہر روزے کے بدلے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے یا نہیں اور کیا اس پر کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

ج: ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا اس پر واجب ہے اور اگر عذر شرعی کے بغیر جان بوجھ کر چھوڑے ہوں تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے اور ہر روزے کا کفارہ ساٹھ دن روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا اور یا ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو ایک مُد (۷۵۰ گرام) طعام دینا ہے۔

س ۸۱۲: میں نے تقریباً ایک ماہ اس نیت سے روزے رکھے کہ اگر میرے ذمہ کچھ روزے ہیں تو یہ ان کی قضا ہے ورنہ صرف خدا کی قربت کیلئے ہیں تو کیا یہ ایک مہینہ ان قضا روزوں میں حساب ہوگا جو میرے ذمہ ہیں؟

ج: اگر آپ کی نیت یہ رہی ہو کہ جو روزے اس وقت میرے ذمہ واجب یا سنت کے عنوان سے ہیں، میں ان کو ادا کر رہا ہوں اور آپ کے ذمہ روزوں کی قضا بھی باقی تھی تو یہ روزے ان میں شمار ہو جائیں گے۔

س ۸۱۳: اگر کسی کو اپنے قضا روزوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور اس فرض کے ساتھ کہ اس کے ذمے قضا روزے ہیں مستحب روزہ رکھے تو اگر اس نے اس خیال سے مستحب روزہ رکھا ہو کہ اس کے ذمے قضا روزہ نہیں ہے تو کیا یہ روزہ اس کے روزے کی قضا شمار ہوگا؟

ج: مستحب کی نیت سے رکھا جانے والا روزہ قضا روزوں میں شمار نہیں ہوگا۔

س ۸۱۴: اگر کوئی شخص مسئلہ سے واقف نہ ہونے کی بنا پر جان بوجھ کر روزہ ترک کر دے تو کیا اس پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے؟

ج: اگر یہ مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے ہو اور مسئلہ سیکھنے میں اس نے کوتاہی بھی نہ کی ہو تو صرف ان روزوں کی قضا ضروری ہے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۸۱۵: اگر کوئی شخص ابتدائے بلوغ میں ضعف و ناتوانی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو کیا اس پر صرف قضاء واجب ہے یا قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے؟

ج: اگر روزہ اس پر حرج کا باعث نہ تھا اور اس کے باوجود اس نے جان بوجھ کر روزہ ترک کیا تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے لیکن اگر اسے خوف تھا کہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جائے گا تو صرف روزوں کی قضا واجب ہے۔

س ۸۱۶: جس شخص کو اپنے چھوٹے ہوئے روزوں اور نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو اور روزوں کے بارے میں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ عذر شرعی سے چھوٹے ہیں یا جان بوجھ کر ترک کئے تھے تو اس شخص کا فریضہ کیا ہے؟

ج: جتنے روزوں اور نمازوں کے چھوٹنے کا اسے یقین ہے صرف انہیں کی قضا کرنے پر اکتفا کر سکتا ہے اور اگر جان

بوجھ کر ترک کرنے کے بارے میں شک ہو تو کفارہ واجب نہیں ہے۔

س ۸۱۷: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں روزے رکھتا ہو، لیکن کسی روز سحر میں کھانے کیلئے نہ اٹھ سکے جس کی وجہ سے وہ مغرب تک روزہ کو پورا نہ کر سکے اور دن میں اس کو ایک حادثہ پیش آجائے اور وہ افطار کر لے تو کیا اس شخص پر ایک کفارہ واجب ہے یا کفارہ جمع واجب ہے؟

ج: اگر روزے کو اس وقت تک رکھے کہ اس کے لئے بھوک پیاس وغیرہ کی وجہ سے حرج اور مشقت کا سبب بن جائے اور وہ افطار کر لے تو اس پر صرف قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔

س ۸۱۸: اگر مجھے شک ہو کہ اپنے قضا روزے ادا کئے ہیں یا نہیں تو میری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: اگر آپ کو سابق روزوں کی قضا کا یقین ہے تو اتنے روزوں کی قضا واجب ہے جن سے اپنے بری الزمہ ہو جانے کا یقین ہو جائے۔

س ۸۱۹: اگر کسی شخص نے بلوغ کے ابتدائی سال میں گیارہ روزے رکھے ہوں، ایک روزہ ظہر کے وقت توڑ دیا ہو اور اٹھارہ روزے چھوڑ دیئے ہوں اور ان اٹھارہ روزوں کے بارے میں یہ نہ جانتا ہو کہ جان بوجھ کر روزہ ترک کر دینے سے کفارہ واجب ہو جاتا ہے، تو اب اس کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر ماہ رمضان کا روزہ اس نے جان بوجھ کر اور شرعی عذر کے بغیر ترک کیا ہو تو خواہ وہ روزہ ترک کرتے وقت کفارہ کے وجوب سے آگاہ تھا یا نہیں، قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

س ۸۲۰: اگر ڈاکٹر مریض سے کہے آپ کیلئے روزہ مضر ہے اور مریض روزہ نہ رکھے اور برسوں کے بعد معلوم ہو کہ روزہ اس کے لئے ضرر کا باعث نہ تھا اور ڈاکٹر کی تشخیص غلط تھی تو کیا اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔

ج: اگر ماہر و امین ڈاکٹر کے کہنے یا کسی اور معقول وجہ سے خوف ضرر پیدا ہو گیا تھا اسلئے روزہ ترک کیا تو صرف قضا واجب ہے۔

روزہ کے متفرق احکام

س ۸۲۱: اگر عورت کو نذر معین کے روزہ کے دوران خون حیض آجائے تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

ج: حیض آنے سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور پاک ہونے کے بعد اس پر اس کی قضا واجب ہے۔

س ۸۲۲: ایک شخص نے یکم ماہ رمضان سے ستائیسویں تک روزے رکھے۔ اٹھائیسویں کی صبح کو دوبئی کے لئے روانہ

ہوا اور انتیسویں کو وہاں پہنچ گیا پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں آج عید ہے تو کیا وطن واپس آنے کے بعد اس پر فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہے؟ اب اگر وہ ایک دن کی قضا کرے تو ماہ رمضان اس کے لئے ۲۸ دن کا ہو جائے گا اور اگر وہ دو دن کی قضا بجالائے تو ۲۹ ماہ رمضان کو وہ ایک ایسے مقام پر تھا جہاں عید کا اعلان ہوا تھا ایسے شخص کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر اس مقام پر عید کا اعلان انتیسویں ماہ رمضان کو شرعی ضابطوں کے مطابق ہوا تھا تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضا واجب نہیں ہے، لیکن اگر دونوں جگہوں کا افق ایک ہو تو اس سے پتا چلتا ہے کہ ابتدائے ماہ کا ایک روزہ اس سے چھوٹ گیا ہے لہٰذا جس روزے کے چھوٹ جانے کا اسے یقین ہے اس کی قضا واجب ہے۔

س ۸۲۳: اگر روزہ دار غروب کے وقت اپنے شہر میں افطار کر کے کسی ایسے شہر کا سفر کرے جہاں ابھی سورج غروب نہ ہوا ہو تو اس کے روزے کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ شخص اس شہر کے غروب آفتاب سے قبل کھا پی سکتا ہے؟

ج: اس کا روزہ صحیح ہے اور جب اپنے شہر میں غروب آفتاب کے بعد افطار کر چکا ہو تو جس شہر میں ابھی غروب نہیں ہوا ہے وہاں بھی کھا پی سکتا ہے۔

س ۸۲۴: ایک شہید نے اپنے ایک دوست کو وصیت کی ہے کہ احتیاطاً کچھ روزے میری طرف سے قضا کے طور پر رکھ لینا، شہید کے ورثاء ان باتوں کے پابند نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے یہ بات بیان کی جاسکتی ہے، جبکہ شہید کے دوست کیلئے بھی روزہ رکھنا مشکل ہے تو کیا اس کا کوئی اور حل موجود ہے؟

ج: اگر شہید نے اپنے دوست سے خود روزے رکھنے کی وصیت کی تھی تو شہید کے ورثاء پر اس سلسلہ میں کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اب اگر دوست کیلئے نیابتاً روزہ رکھنا باعث مشقت ہو تو اس سے ذمہ داری ساقط ہے۔

س ۸۲۵: میں کثیر الشک بلکہ کثیر الوسواس ہوں، خاص کر دین کے فروعی مسائل میں تو بہت زیادہ شکی ہوں اور ان میں سے یہ ہے کہ گزشتہ ماہ رمضان میں مجھے شک ہوا کہ کیا روزے کی حالت میں گاڑھا غبار میرے حلق سے نیچے اترا تھا یا نہیں یا جو پانی منہ میں ڈالا تھا کیا اس کو باہر نکالا تھا یا نہیں؟ کیا اس شک کے بعد میرا روزہ صحیح ہے؟

ج: آپ کا روزہ صحیح ہے اور اس طرح کے شک کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ۸۲۶: کیا حدیث کساء معتبر ہے جس کی روایت حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا سے ہے اور روزے کی حالت میں اس کی نسبت، شہزادی کونین "علیہا السلام" کی طرف دی جاسکتی ہے؟

ج: اگر شہزادی کونین سلام اللہ علیہا کی طرف نسبت، ان کتابوں سے نقل کی صورت میں ہو جن میں یہ منقول ہے تو اشکال نہیں ہے۔

س ۸۲۷: بعض علماء اور غیر علماء سے یہ سنتے ہیں کہ اگر مستحب روزے کے دوران کسی شخص کو دعوت دی جائے تو اس کی

دعوت کو قبول کرتے ہوئے کھا پی لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور ثواب بھی باقی رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

ج: مستحب روزے کی حالت میں مؤمن کی دعوت کو قبول کرنا شرعی طور پر پسندیدہ چیز ہے اور اس مؤمن بھائی کی دعوت پر کھا پی لینے سے اگرچہ روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن روزے کے اجر وثواب سے محروم نہیں ہوگا۔

س ۸۲۸: ماہ مبارک کے پہلے روز سے لے کر آخری روز تک کے لئے مخصوص دعائیں وارد ہوئی ہیں، لیکن اگر ان کی صحت میں شک ہو تو ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ دعائیں اس نیت سے پڑھی جائیں کہ امید ہے یہ وارد ہوئی ہیں اور مطلوب ہیں تو ان کے پڑھنے میں بہر حال کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

س ۸۲۹: اگر ایک شخص روزہ رکھنے کے ارادے سے سو جائے، لیکن سحری کیلئے بیدار نہ ہو سکے جس کے سبب وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، تو کیا روزہ نہ رکھنے کا عذاب خود اس پر ہے یا اس شخص پر جس نے اس کو بیدار نہیں کیا اور اگر وہ سحری کھائے بغیر روزہ رکھ لے تو کیا اس کا روزہ صحیح ہے؟

ج: اس سلسلہ میں دوسروں پر کوئی گناہ نہیں ہے اور سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا صحیح ہے۔

س ۸۳۰: اگر کوئی شخص مسجد الحرام میں اعتکاف کر رہا ہو تو تیسرے دن کے روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اعتکاف کرنے والا مسافر ہے اور مکہ مکرمہ میں دس روز اقامت کا ارادہ رکھتا ہے یا اس نے سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی ہے تو دو دن روزہ رکھنے کے بعد اعتکاف کو پورا کرنے کے لئے تیسرے دن کا روزہ رکھنا بھی واجب ہے، لیکن اگر اس نے دس روز اقامت کی نیت نہیں کی اور نہ ہی سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی ہے، تو اس کا سفر میں روزہ رکھنا درست نہیں ہے اور روزہ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اس کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہے۔

رؤیت ہلال

س ۸۳۱: جیسا کہ آپ جانتے ہیں ابتدائے ماہ اور آخر ماہ میں چاند حسب ذیل حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ہوتا ہے:

۱۔ چاند کا غروب، غروب آفتاب سے پہلے ہے۔

۲۔ چانداورسورج دونوں کا غروب ایک ساتھ ہے۔

۳۔ چاند کا غروب، غروب آفتاب کے بعد ہے۔

مہربانی کر کے فرمائیں:

مذکورہ تین حالتوں میں سے کون سی حالت کا دقیق الیکٹرانک پروگراموں کے ذریعے دنیا کے دورترین مناطق کیلئے حساب کیا جاسکتا ہے۔

اور کیا ان حساب کرنے والے پروگراموں کے ذریعہ ممکن ہے کہ پہلی تاریخ کو پہلے سے ہی طے کرلیا جائے، یا چاند کا آنکھ سے دیکھنا ضروری ہے؟

ج: تینوں صورتوں میں نئے قمری مہینے کا حلول ثابت کرنے کے لئے رؤیت ہلال اس رات سے کافی ہے جو رؤیت کے بعد ہے۔

س ۸۳۲: CCD دوربین کے ذریعہ چاند کی شعاعوں کو کمپیوٹر میں منعکس کیا جاتا ہے اور پھر کمپیوٹر اس ریکارڈ شدہ معلومات کی روشنی میں ہمارے سامنے چاند کی تصویر پیش کرتا ہے۔ تو کیا اس طرح چاند کی تصویر کو دیکھ لینا کافی ہے؟

ج: کسی آلہ کے ذریعے دیکھنا اسی طرح معتبر ہے جیسے معمول کے طریقے سے دیکھنا معتبر ہے اور معیار یہ ہے کہ رؤیت اور دیکھنے کا عنوان محفوظ رہے پس آنکھ، عینک اور دوربین کے ساتھ دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے۔ البتہ کمپیوٹر کے ذریعے چاند کی شعاعوں کا انعکاس کہ جس میں رؤیت کے عنوان کا صدق کرنا معلوم نہیں ہے محل اشکال ہے۔

س ۸۳۳: اگر شوال کا چاند کسی شہر میں دکھائی نہ دے، لیکن ریڈیو اور ٹی وی اول ماہ کا اعلان کردیں تو کیا یہ اعلان کافی ہے یا تحقیق ضروری ہے؟

ج: اگر اس سے رؤیت ہلال کا اطمینان ہوجائے یا اعلان رؤیت ولی فقیہ کی طرف سے ہو تو یہ کافی ہے اور تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

س ۸۳۴: اگر ماہ رمضان یا شوال کی پہلی تاریخ کا تعین بادلوں یا دیگر اسباب کی وجہ سے ممکن نہ ہو اور ماہ رمضان یا شعبان کے تیس دن پورے نہ ہوئے ہوں تو ہم جاپان میں رہنے والوں کے لئے کیا جائز ہے کہ ایران کے افق کے مطابق عمل کریں یا جنتری پر اعتماد کریں، ہمارا حکم کیا ہے؟

ج: اگر اول ماہ حتیٰ ان قریبی شہروں میں چاند دیکھنے سے کہ جن کا افق متحد ہے یا دو عادل افراد کی گواہی سے اور یا حاکم (شرع) کے حکم سے ثابت نہ ہو تو اول ماہ کے ثابت ہوجانے تک احتیاط کرنا ضروری ہے۔

س ۸۳۵: کیا رؤیت ہلال کے لئے اتحاد افق شرط ہے یا نہیں؟

ج: ہاں شرط ہے۔

س۸۳۶: اتحاد افق سے کیا مراد ہے؟

ج: اس سے مراد وہ شہر ہیں جو چاند کی رؤیت کے احتمال یا عدم رؤیت کے احتمال کے لحاظ سے یکساں ہوں۔

س۸۳۷: اگر ۲۹ تاریخ کو خراسان اور تہران میں عید ہو تو کیا بوشہر کے رہنے والوں کے لئے بھی افطار کر لینا جائز ہے جبکہ بوشہر کا افق خراسان اور تہران کے افق سے مختلف ہے؟

ج: کلی طور پر اگر دو شہروں کے درمیان اختلاف افق اتنا ہو کہ اگر ایک شہر میں چاند دیکھا جائے تو دوسرے شہر میں دکھائی نہ دے سکے اگر رؤیت کا احتمال قطعی اور یقینی طور پر منتفی ہو۔ تو ایسی صورت میں مغربی شہروں میں رؤیت ہلال مشرقی شہروں کے لئے کافی نہیں ہے۔

س۸۳۸: اگر ایک شہر کے علماء کے درمیان رؤیت ہلال کے ثابت ہونے میں اختلاف ہو جائے، اور انسان کی نظر میں سب علماء کی عدالت ثابت ہو اور سب کے استدلال میں دقیق ہونے سے مطمئن ہو تو اس کا فریضہ کیا ہے؟

ج: اگر دو شہادتوں کا اختلاف نفی و اثبات میں ہونے یعنی ایک طرف سے چاند کے ثابت ہونے کا دعویٰ ہو اور دوسری طرف سے ثابت نہ ہونے کا تو اس صورت مین دونوں شہادتوں کے درمیان تعارض ہو جائے گا جس کے نتیجے میں دونوں ساقط ہو جائیں گی اور انسان پر واجب ہے کہ روزہ رکھنے یا افطار کرنے کے سلسلے میں اصل کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر ان کا اختلاف خود رؤیت ہلال کے ثبوت اور ثابت ہونے کے بارے میں علم نہ رکھنے میں ہو یعنی بعض کہیں ہم نے چاند دیکھا ہے اور بعض کہیں ہم نے چاند نہیں دیکھا ہے تو اگر رؤیت کے مدعی عادل ہوں تو انسان کے لئے ان کا قول دلیل اور حجت شرعی ہے اور اس پر واجب ہے کہ ان کی پیروی کرے۔ اسی طرح اگر حاکم شرعی نے ثبوتِ ہلال کا اعلان کر دیا ہو تو اس کا حکم بھی تمام مکلفین کے لئے شرعی حجت ہے اور ان پر واجب ہے کہ اس کا اتباع کریں۔

س۸۳۹: اگر ایک شخص نے چاند دیکھا ہو اور اس کو علم ہو کہ اس شہر کا حاکم شرع بعض وجوہ کی بناء پر رؤیت سے آگاہ نہیں ہو پائے گا تو کیا اس شخص پر لازم ہے کہ حاکم کو رؤیت ہلال کی خبر دے؟

ج: اس پر خبر دینا واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ نہ بتانے میں کوئی مفسدہ ہو۔

س۸۴۰: زیادہ تر فقہاء کی توضیح المسائل میں ماہ شوال کی پہلی تاریخ کے ثابت ہونے کے لئے پانچ طریقے بتائے گئے ہیں، لیکن ان میں حاکم شرع کے نزدیک ثابت ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اکثر مؤمنین، مراجع عظام کے نزدیک ماہ شوال کا چاند ثابت ہونے پر کیونکر افطار کرتے ہیں اور اس شخص کا فریضہ کیا ہے جس کو اس

طریقے سے رؤیت ہلال کے ثابت ہونے کا اطمینان نہ ہو؟

ج: جب تک حاکم ثبوتِ ہلال کا حکم نہ دے اس کا اتباع واجب نہیں ہے، لہٰذا صرف حاکم کے نزدیک چاند کا ثابت ہونا دوسروں کے اتباع کے لئے کافی نہیں ہے مگر یہ کہ انسان کو ثبوت ہلال کا اطمینان ہوجائے۔

س ۸۴۱: اگر ولی فقیہ حکم دے کہ کل عید ہے اور ریڈیو، ٹی وی پر بھی اعلان ہوجائے کہ چند شہروں میں چاند نظر آ گیا ہے تو کیا تمام شہروں کے لئے عید ثابت ہوجائے گی یا صرف ان شہروں کیلئے ثابت ہوگی جن میں چاند نظر آیا ہے یا جن کا افق ان کے ساتھ ایک ہے۔

ج: اگر حکم حاکم پورے ملک کے لئے ہو تو اس کا حکم، شرعی لحاظ سے ان تمام شہروں کیلئے معتبر ہے۔

س ۸۴۲: چاند کا باریک یا چھوٹا ہونا یا اس میں اول ماہ کی علامات کا موجود ہونا کیا اس بات کی نشانی ہے کہ گزشتہ شب چاند رات نہیں تھی، بلکہ گزشتہ ماہ کی تیسویں رات تھی، اور اگر کسی شخص کے لئے عید ثابت ہوجائے اور یوں اسے یقین ہوجائے کہ کل عید نہیں تھی تو کیا اس پر تیسویں رمضان کے روزے کی قضا واجب ہے؟

ج: چاند کا صرف چھوٹا ہونا، نیچے ہونا، بڑا ہونا، بلند ہونا یا چوڑا یا باریک ہونا اس کے پہلی یا دوسری کا چاند ہونے کی دلیل نہیں ہے، لیکن اگر انسان کو ان علائم سے کسی چیز کا علم ہوجائے تو اس پر اس سلسلہ میں اپنے علم کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔

س ۸۴۳: کیا چودھویں کے مکمل چاند کو اول ماہ کی تعیین کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے، تاکہ اس سے یوم الشک کی تعیین ہوجائے کہ وہ مثلاً تیسویں رمضان ہے اور اس پر ماہ رمضان کے دن کے احکام جاری ہوں مثلاً جس نے اس دن گواہوں کی گواہی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تھا اس پر قضا واجب ہو اور جس نے اس دن ماہ رمضان سمجھ کر روزہ رکھا وہ بری الذمہ ہو؟

ج: مذکورہ چیز حجت شرعی نہیں ہے، لیکن اگر انسان کو اس سے کسی چیز کا علم حاصل ہوجائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم و یقین کے مطابق عمل کرے۔

س ۸۴۴: کیا مہینے کے آغاز میں چاند دیکھنا واجب کفائی ہے یا احتیاط واجب ہے؟

ج: چاند دیکھنا بذات خود واجب شرعی نہیں ہے۔

س ۸۴۵: کیا ماہ رمضان کی پہلی اور آخری تاریخ چاند دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے یا جنتری کے ساتھ اگرچہ ماہ شعبان تیس دنوں کا نہ بھی ہو؟

ج: ماہ رمضان کی پہلی اور آخری تاریخ کا چاند درج ذیل طریقوں سے ثابت ہوتا ہے: خود چاند دیکھے، دو عادل گواہی

دیں، اتنی شہرت ہو جس سے یقین حاصل ہو جائے، تیس دن گزر جائیں یا حاکم شرع حکم صادر کرے۔

س ۸۴۶: اگر حکومت کے اعلان رؤیت ہلال کو تسلیم کرنا جائز ہو اور وہ اعلان دوسرے ملکوں کے ثبوت ہلال کے لئے علمی معیار بن جائے تو کیا اس حکومت کا اسلامی ہونا شرط اور ضروری ہے یا ظالم و فاجر حکومت کا اعلان بھی ثبوت ہلال کے لئے کافی ہوگا؟

ج: اس کا معیار اور ضابطہ یہ ہے کہ انسان کو اس علاقے میں ثبوت ہلال کا اطمینان حاصل ہو کہ جس میں ثبوت ہلال اس کیلئے کافی ہے۔

س ۸۴۷: مسجد اربعہ کے علاوہ دیگر (جامع اور غیر جامع) مساجد میں اعتکاف کے بارے میں آپکی رائے کیا ہے؟

ج: رجاء کی نیت سے کوئی اشکال نہیں ہے۔

کتاب خمس

ہبہ، ہدیہ، بینک سے ملنے والا انعام، مہر اور وراثت

س ۸۴۸: کیا ہبہ اور عید کے تحفے (عیدی) پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: ہبہ اور ہدیہ پر خمس نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ ان میں سے بھی جو کچھ سالانہ اخراجات سے بچ جائے اس کا خمس نکالا جائے۔

س ۸۴۹: کیا بینکوں اور قرض الحسنہ دینے والے اداروں سے ملنے والے انعامات پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: انعامات اور ہدایا پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۰: شہداء کے گھرانوں کو جو رقم شہید فاونڈیشن سے ملتی ہے، اگر وہ ان کے سالانہ اخراجات سے زائد ہو تو اس میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: شہداء کے پسماندگان کو شہید فاونڈیشن کی طرف سے جو ہدیہ ملتا ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۵۱: وہ نان و نفقہ جو باپ یا بھائی یا قریبی رشتہ داروں کی جانب سے کسی کو دیا جاتا ہے کیا وہ ہدیہ شمار ہوگا یا نہیں؟

اور جب دینے والا اپنے اموال کا خمس نہ دیتا ہو تو کیا نفقہ لینے والے پر اس سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: ہبہ اور ہدیہ کا عنوان اس کے دینے والے کے ارادے کے تابع ہے اور جب تک نفقہ لینے والے کو یہ یقین نہ ہو کہ جو کچھ اسے خرچ کے لئے دیا گیا ہے اس پر خمس ہے، تو اس کے لئے خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۲: میں نے اپنی بیٹی کو جہیز میں، ایک رہائشی گھر دیا ہے، کیا اس پر خمس ہے یا نہیں؟

ج: آپ نے اپنی بیٹی کو جو مکان دیا ہے اگر وہ عرف عام میں آپ کی حیثیت کے مطابق ہو اور سال خمسی کے دوران (خمس کی سالانہ تاریخ سے پہلے) دیا ہو تو آپ پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۳: کیا انسان کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے کسی مال پر سال گزرنے سے پہلے اسے اپنی بیوی کو ہدیہ کے طور پر دے دے جبکہ اسے علم ہے کہ اس کی زوجہ اس مال کو مستقبل میں گھر خریدنے یا ضروری اخراجات کے لئے رکھ دے گی؟

ج: ہاں ایسا کرنا جائز ہے اور جو کچھ اس نے اپنی زوجہ کو دیا ہے اگر وہ عرف عام میں اس جیسے شخص کی شان کے مطابق ہو اور یہ محض ظاہری بخشش اور خمس کی ادائیگی سے فرار کے لئے بھی نہ ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۵۴: میاں بیوی خمس سے بچنے کیلئے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے ہی اپنے اموال کی سالانہ بچت کو ہدیہ کے طور پر ایک دوسرے کو دے دیتے ہیں۔ مہربانی کر کے ان کے خمس کا حکم بیان فرمائیں؟

ج: ایسی بخشش سے کہ جو صرف ظاہری اور خمس سے فرار کیلئے ہے واجب خمس ساقط نہیں ہوگا۔

س ۸۵۵: ایک شخص نے مستحب حج بجالانے کیلئے حج کمیٹی کے کھاتے میں اپنا پیسہ جمع کروایا، مگر خانہ خدا کی زیارت کے لئے جانے سے پہلے ہی وہ فوت ہو گیا تو اس جمع شدہ رقم کا کیا حکم ہے؟ کیا اس رقم کو مرنے والے کی نیابت میں حج کروانے پر صرف کرنا واجب ہے؟ نیز کیا اس رقم سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: جو رسید اس کو حج کمیٹی کے کھاتے میں جمع کی گئی رقم کے عوض ملی ہے اسے موجودہ قیمت کے ساتھ مرنے والے کے ترکے میں شمار کیا جائے گا اور اگر مرنے والے کے ذمہ حج واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس نے حج کی وصیت کی ہے تو اسے اس کی نیابت میں حج کرانے پر صرف کرنا واجب نہیں ہے اور اگر اس کا خمس ادا نہیں کیا گیا تو سوال کی روشنی میں اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۵۶: باپ کا باغ بیٹے کو ہبہ یا میراث میں ملا اور جس وقت وہ بیٹے کو ملا تھا اس وقت اس کی قیمت بہت زیادہ نہ تھی لیکن اب بیچتے وقت اس باغ کی قیمت سابقہ قیمت سے زیادہ ہے تو کیا قیمت کے بڑھ جانے کی وجہ سے جو زائد مال حاصل ہوا ہے اس میں خمس ہے؟

ج: میراث و ہبہ اور فروخت کے نتیجے میں ان دونوں سے حاصل ہونے والی قیمت میں خمس واجب نہیں ہے چاہے ان

کی قیمت بڑھ ہی کیوں نہ گئی ہو مگر جب اسے تجارت اور قیمت زیادہ ہونے کے قصد سے اپنے پاس رکھے۔

س ۸۵۷: انشورنس کمپنی علاج معالجہ کے اخراجات کے سلسلہ میں میری مقروض ہے اور طے ہوا ہے کہ آج کل میں وہ میرا قرض ادا کرے گی تو کیا انشورنس سے ملنے والی رقم میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: خمس نہیں ہے۔

س ۸۵۸: کیا اس رقم پر خمس ہے جسے میں اپنی ماہانہ تنخواہ سے اس لئے بچا کر رکھتا ہوں کہ بعد میں اس سے شادی کے لوازمات مہیا کرسکوں؟

ج: اگر خود وہی پیسہ آپ نے بچا رکھا ہے جو آپ کو تنخواہ کے طور پر ملتا ہے تو آپ پر واجب ہے کہ سال پورا ہوتے ہی اس کا خمس ادا کریں، مگر یہ کہ آپ عنقریب ایک دو مہینوں میں اس رقم کو شادی کے لوازمات میں خرچ کرنا چاہیں اور خمس ادا کرنے سے باقی ماندہ ضروری لوازم پورے نہ کرسکیں تو خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۵۹: کتاب "تحریر الوسیلہ" میں بیان کیا گیا ہے کہ عورت کو دیئے جانے والے مہر پر خمس نہیں ہے؟ مگر فوری ادا کئے جانے والے اور مدت والے مہر کے درمیان فرق نہیں کیا گیا۔ امید ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج: مہر میں خمس کے واجب نہ ہونے کی صورت میں فوری اور مدت والے مہر کے درمیان کوئی فرق نہیں نیز نقد رقم یا سامان میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۸۶۰: حکومت اپنے ملازموں کو عید کے دنوں میں عیدی کے نام سے کچھ چیزیں دیتی ہے جس میں سے کبھی کبھی سال گزر جانے کے بعد کچھ بچ جاتا ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ملازمین کی عیدی پر خمس نہیں ہے لیکن چونکہ ہم لوگ ان چیزوں کے مقابلے میں کچھ رقم ادا کرتے ہیں، اسلئے اسے کامل طور پر ہدیہ نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ کم قیمت پر دیا جاتا ہے تو کیا جس مال کے مقابلے میں رقم ادا کی گئی ہے اس کا خمس دینا واجب ہے یا اس چیز کی عام بازار میں جو قیمت ہے اس کا خمس دینا واجب ہے یا یہ کہ چونکہ وہ عیدی ہے لہٰذا اس میں خمس ہے ہی نہیں؟

ج: چونکہ مذکورہ فرض میں درحقیقت کچھ مال حکومت کی طرف سے مفت دیا جاتا ہے اور کچھ کے مقابلے میں رقم ادا کی جاتی ہے لہٰذا باقی بچ جانے والی چیزوں میں جس مقدار کے بدلے میں قیمت ادا کی ہے اس کی نسبت خمس واجب ہے۔ یا خود اس چیز میں سے خمس ادا کرے یا اس کی موجودہ قیمت کا خمس ادا کرے۔

س ۸۶۱: ایک شخص فوت ہوگیا ہے اس نے اپنی زندگی میں اپنے ذمہ خمس کو اپنی ڈائری میں لکھ رکھا تھا اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر اس کی وفات کے بعد اس کی ایک بیٹی کے سوا تمام ورثاء خمس کی ادائیگی کیلئے تیار نہیں ہیں اور میت کے ترکہ کو اپنے لئے، میت کے لئے اور اس کے علاوہ دیگر امور میں صرف کر رہے ہیں، لہٰذا درج ذیل مسائل

میں آپ اپنی رائے بیان فرمائیں:

۱۔ میت کے منقولہ یا غیر منقولہ اموال میں اس کے داماد یا کسی دوسرے وارث کے لئے تصرف کرنے کا کیا حکم ہے؟

۲۔ مرحوم کے گھر میں اس کے داماد یا کسی دوسرے وارث کے کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

۳۔ مذکورہ افراد کی طرف سے میت کے اموال میں کیے گئے سابقہ تصرفات اور مرحوم کے گھر ان کے کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اس کے ترکہ سے کچھ مال بطور خمس ادا کیا جائے یا خود ورثاء کو یقین ہو کہ مرنے والا کچھ مقدار خمس کا مقروض ہے تو اس وقت تک ان کو ترکہ میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے جب تک میت کی وصیت کے مطابق یا جو مقدار اس کے ذمہ خمس بنتا ہے، اس کو ترکہ سے ادا نہ کر دیں اور وصیت یا قرض کی مقدار میں ان (ورثاء) کے تمام وہ تصرفات جو اس کی وصیت کی تکمیل یا قرض کی ادائیگی سے پہلے ہوئے ہیں غصب کے حکم میں ہیں اور وہ (ورثائ)، اپنے سابقہ تصرفات کے سلسلہ میں بھی ضامن ہوں گے۔

قرض، تنخواہ، انشورنس اور پنشن

س ۸۶۲: وہ ملازمین جن کے پاس کبھی سالانہ اخراجات سے کچھ بچ جاتا ہے، کیا ان پر خمس واجب ہے جبکہ وہ لوگ یکمشت یا قسطوں کے ساتھ ادائیگی کی شرط پر مقروض بھی ہیں؟

ج: اگر وہ قرض سال کے دوران خود اسی سال کے اخراجات کے لئے لیا گیا ہو یا اس سال کی بعض ضروری اشیاء کے ادھار پر خریدنے کی وجہ سے ہو اور یہ اسے سالانہ بچت سے ادا کرنا چاہتا ہو تو قرض کی مقدار سالانہ بچت سے نکال لی جائے گی ورنہ جتنی بچت ہوئی ہے سب کا خمس دیا جائے گا۔

س ۸۶۳: کیا حج تمتع کی غرض سے لئے گئے قرض میں خمس واجب ہے اس طرح کہ خمس نکالنے کے بعد جو رقم بچ جائے اسے حج پر خرچ کیا جائے؟

ج: جو مال قرض کے طور پر لیا گیا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۶۴: میں نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ایک ہاؤسنگ کمپنی کو اس امید پر کچھ رقم دی ہے کہ وہ زمین کا ٹکڑا لے کر میرے رہنے کے لئے مکان مہیا کر دے گی، لیکن ابھی تک اس سلسلہ میں مجھے زمین دیئے جانے کا حکم جاری نہیں

ہوا ہے۔ لہٰذا اب میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اپنی دی ہوئی رقم واپس لے لوں۔ واضح رہے کہ کل رقم کا کچھ حصہ تو میں نے قرض لے کر دیا تھا اور کچھ حصہ گھر کے قالین بیچ کر دیا تھا اور باقی میں نے اپنی بیوی کی تنخواہ سے جمع کیا تھا کہ جو ٹیچر ہے۔ آپ اس تفصیل کی روشنی میں مندرجہ ذیل دو سوالوں کا جواب عنایت فرمائیں:

۱۔ اگر میں اپنی رقم واپس لے کر اسے صرف مکان یا زمین خریدنے میں صرف کروں تو کیا اس میں خمس واجب ہے؟

۲۔ اس رقم میں جو خمس واجب ہے اس کی مقدار کیا ہوگی؟

ج: مذکورہ فرض میں چونکہ رقم ہدیہ یا قرض اور یا ضروریات زندگی بیچ کر مہیا کی گئی ہے اسلئے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۸٦۵: چند سال قبل میں نے بینک سے قرض لیا اور اس کو اپنے اکاؤنٹ میں ایک سال کے لئے رکھ دیا، لیکن اس سے کوئی استفادہ کئے بغیر ہر مہینہ اس کی قسط ادا کر رہا ہوں تو کیا اس قرض میں خمس ہے؟

ج: قرض لئے ہوئے مال کی اسی مقدار میں سے خمس نکالنا واجب ہے کہ جس کی قسطیں آپ نے خمس کی سالانہ تاریخ تک اپنے کاروبار کے منافع سے ادا کی ہیں۔

س ۸٦٦: میں گھر کی تعمیر کی خاطر کچھ مقروض ہو گیا ہوں اور یہ قرض بارہ سال تک چلے گا برائے مہربانی خمس کے سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں کیا یہ قرض سال کی بچت سے مستثنیٰ ہوگا؟

ج: گھر کی تعمیر وغیرہ کیلئے لئے گئے قرض کی اقساط اگر چہ اسی سال کی بچت سے ادا کی جاسکتی ہیں لیکن اگر ادا نہ کرے تو سال کی بچت سے مستثنیٰ نہیں ہوں گی بلکہ خمس کی سالانہ تاریخ کے آنے پر باقی ماندہ بچت میں خمس ہوگا۔

س ۸٦۷: طالب علم نے جو کتابیں والد کے پیسوں یا کالج کی طرف سے ملنے والے قرض سے خریدی ہیں اور طالب علم کا اپنا کوئی ذریعہ آمدنی بھی نہیں ہے تو کیا ان میں خمس واجب ہے؟ اوا گر یہ معلوم ہو کہ باپ نے کتابوں کے پیسوں کا خمس ادا نہیں کیا، تو کیا اس کا خمس دینا واجب ہوگا؟

ج: قرض یا باپ کی دی ہوئی رقم سے خریدی گئی کتابوں میں خمس نہیں ہے، مگر جب اسے یقین ہو کہ جو رقم والد نے اسے دی ہے خود اسی میں خمس واجب تھا تو اس صورت میں اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۸٦۸: جب کوئی شخص کچھ مال قرض کے طور پر لے اور سال سے پہلے اسے ادا نہ کر سکے تو کیا اس قرض کا خمس، لینے والے پر ہے یا دینے والے پر؟

ج: مقروض پر قرض کا خمس نہیں ہے، لیکن قرض دینے والے نے اگر اسے اپنی سالانہ بچت سے اور اس کا خمس ادا کرنے سے پہلے بطور قرض دیا ہو تو اگر وہ سال کے تمام ہونے تک قرض واپس لے سکے تو خمس کی تاریخ آنے پر اس کا

خمس بھی واجب ہے، لیکن اگر وہ سال کے آخر تک وصول نہ کر سکے تو فی الحال اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے لیکن جب بھی اسے واپس لے اس کا خمس واجب ہے۔

س ۸۶۹: ریٹائرڈ افراد کو ماہ بہ ماہ جو پنشن ملتی ہے کیا اس میں خمس ہے؟

ج: سالانہ اخراجات سے بچ جانے کی صورت میں اس کا خمس واجب ہے۔

س ۸۷۰: اسراء کے والدین کو ان کی اسارت کے دوران جمہوری اسلامی ایران کی طرف سے جو ماہانہ وظیفہ ملتا ہے اور بینک میں جمع ہوتا رہتا ہے کیا اس میں خمس ہے؟

ج: مذکورہ مال میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۱: مجھ پر کچھ قرض ہے۔ اب جبکہ سال پورا ہو چکا ہے اور قرض خواہ نے مطالبہ نہیں کیا اور سالانہ بچت بھی میرے پاس اتنی ہے کہ قرض واپس کر سکتا ہوں، تو کیا میں قرض کی رقم کو سالانہ بچت میں سے نکال سکتا ہوں؟

ج: انسان چاہے رقم قرض لینے کی وجہ سے مقروض ہو یا ضروریات زندگی کو ادھار پر خریدنے کی وجہ سے اگر یہ اسی بچت والے سال کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ہو اور اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو سالانہ بچت میں سے نکالا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ گزشتہ برسوں کا قرض ہو اور اسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اگرچہ سالانہ بچت سے اس کا ادا کرنا جائز ہے، لیکن اگر اس کو سال کے تمام ہونے تک ادا نہ کرے تو سالانہ منفعت سے اس کو استثناء نہیں کیا جا سکتا۔

س ۸۷۲: جس شخص کے سالانہ حساب میں کچھ مال بچ گیا ہو تو کیا اس پر خمس واجب ہے جبکہ اس کے خمس کی سالانہ تاریخ آ چکی ہو اور وہ مقروض ہو، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ قرض ادا کرنے کیلئے اس کے پاس چند سال کی مہلت ہے؟

ج: جو قرض ادا نہیں کیا گیا چاہے وہ مدت والا ہو یا نہ اسے سالانہ بچت سے جدا نہیں کیا جا سکتا، سوائے اس قرض کے جو اسی بچت والے سال کے اخراجات کے لئے لیا گیا ہو، اس قرض کو بچت میں سے نکالا جا سکتا ہے اور اس قرض کے برابر سالانہ بچت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۳: انشورنس کمپنیاں، انشورنس کرانے والوں کے نقصان کی تلافی کیلئے معاہدے کے مطابق جو رقم دیتی ہیں، کیا اس پر خمس ہے؟

ج: جو رقم انشورنس کمپنیاں انشورنس کرانے والوں کو دیتی ہیں اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۸۷۴: گزشتہ سال میں نے کچھ رقم قرض لے کر اس امید پر زمین خریدی کہ اس کی قیمت بڑھ جانے کے بعد، میں

اس زمین اور اپنے موجودہ گھر کو بیچ کر آئندہ کیلئے رہائشی مشکل کو حل کرسکوں گا۔اور اب جبکہ میرے خمس کی سالانہ تاریخ آن پہنچی ہے میرا سوال یہ ہے کہ کیا میں اسے گزشتہ سال کی بچت سے نکال سکتا ہوں یا نہیں؟

ج: چونکہ قرض کے مال سے زمین اسلئے خریدی گئی تھی کہ اسے مستقبل میں بیچا جاسکے،لہٰذا جس سال قرض لیا گیا ہے اس سال کی بچت میں سے اسے جدا نہیں کیا جاسکتا، بلکہ سالانہ بچت کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۷۵: میں نے بینک سے کچھ قرض لیا تھا جس کے ادا کرنے کا وقت میرے خمس کی سالانہ تاریخ کے بعد آئے گا اور مجھے ڈر ہے کہ اگر اس سال میں نے یہ قرض ادا نہ کیا تو آئندہ سال ادا نہیں کرسکوں گا،لہٰذا خمس کی تاریخ آنے پر اس کی ادائیگی کے بارے میں میری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اگر سال ختم ہونے سے پہلے اپنی سالانہ بچت کو قرض کی ادائیگی میں خرچ کر دیا ہو اور وہ قرض بھی اصل سرمایہ کو زیادہ کرنے کے لئے نہ لیا گیا ہو تو اس پر خمس نہیں ہے،لیکن اگر قرض اصل سرمایہ میں اضافہ کرنے کے لئے ہو یا سالانہ بچت کو ذخیرہ کرنے کا ارادہ ہو تو آپ پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س۸۷۶: گھر کرایہ پر لینے کیلئے عام طور پر کچھ رقم پیشگی (ایڈوانس) دی جاتی ہے اگر یہ رقم کما کر حاصل کی گئی ہو اور کئی سال تک مالک مکان کے پاس رہے تو کیا واپس لینے پر فوراً اس کا خمس نکالنا واجب ہے؟ اور اگر اسی رقم سے دوسرا گھر کرایہ پر لینے کا ارادہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے؟

ج:خمس عائد ہوتا ہے لیکن گھر کرایہ پر لینے کیلئے اگر اس رقم کی ضرورت ہے تو اس کا خمس دستگرداں [1] کرسکتا ہے اور ضرورت برطرف ہونے کے بعد اس کا خمس ادا کردے۔

گھر،منقولہ وسائل اور زمین کی فروخت

س ۸۷۷: جو گھر ماضی میں غیر مخمس مال سے تعمیر کیا گیا ہے کیا اس پر خمس ہے؟ اگر خمس واجب ہے تو کیا موجودہ قیمت کو مدنظر رکھ کر خمس نکالا جائے گا یا جس سال اسے تعمیر کیا گیا ہے اس سال کی قیمت کے مطابق؟

ج: اگر گھر دوران سال کی منفعت سے اور اپنی رہائش کیلئے تعمیر کیا گیا ہو اور اس میں رہائش کے بعد اسے بیچ دیا گیا ہو تو اس کی قیمت میں خمس نہیں ہے لیکن اگر ایسی بچت سے تعمیر کیا گیا جس پر سال گزر چکا تھا تو جس رقم سے وہ گھر بنایا گیا

---

[1] یعنی مجتہد کے وکیل کو دے کر واپس بطور قرض لے لے تا کہ اپنی ضرورت کو پورا کر سکے۔

ہے اس پر خمس واجب ہے۔

س۸۷۸: کچھ عرصہ قبل میں نے اپنا رہائشی فلیٹ بیچ دیا ہے اور یہ معاملہ، میری خمس کی سالانہ تاریخ آنے کے ساتھ ہی انجام پایا تھا اور چونکہ میں اپنے آپ کو حقوق شرعیہ کی ادائیگی کا پابند سمجھتا ہوں، اس لئے اپنے خاص حالات کی وجہ سے مشکل سے دوچار ہوں۔ گزارش ہے اس مسئلہ میں میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: جس گھر کو آپ نے بیچا ہے، اگر وہ ایسے مال سے خریدا گیا ہو جس میں خمس واجب نہیں تھا یا اسے دوران سال کی منفعت سے خریدا گیا تھا تو بیچنے پر کسی صورت میں اس میں خمس نہیں ہے۔

س۸۷۹: ایک شہر میں میرا نصف تعمیر شدہ مکان ہے اور چونکہ میرے پاس رہائش کیلئے سرکاری مکان ہے اسلئے مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے میں اس کو بیچ کر اس سے اپنی ضرورت کے لئے ایک گاڑی خریدنا چاہتا ہوں، کیا اس کی قیمت میں سے خمس نکالنا ہوگا؟

ج: اگر آپ نے وہ گھر سالانہ منفعت سے اور دوران سال میں اپنی رہائش کیلئے تعمیر کیا ہو یا خریدا ہو اور اسی سال میں اسے بیچ دیا ہو تو بیچنے کی صورت میں اگر اس کی قیمت اسی فروخت والے سال کے مخارج میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے اسی طرح اگر اس میں رہائش پذیر ہونے کے بعد اگلے سال اسے بیچ دیا ہو تو اس کی قیمت فروخت میں خمس نہیں ہے۔

س۸۸۰: میں نے اپنے گھر کے لئے پروفائل (دھات) کے چند دروازے خریدے تھے، لیکن عدم تمایل کی بنا پر دو سال کے بعد انہیں بیچ دیا اور اس کی قیمت کو ایلومینیم (**Aluminium**) کمپنی کے کھاتے میں جمع کرا دیا تھا کہ اسی قیمت کے بدلے وہ میرے لئے ایلومینیم کے دروازے تیار کر دیں کیا اس قیمت میں خمس ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں اس قیمت میں خمس نہیں ہے۔

س۸۸۱: میں نے ایک ادارے کو ایک لاکھ تومان رہائشی پلاٹ کے لئے دیئے تھے اور اب اس رقم پر سال تمام ہو چکا ہے، صورت حال یہ ہے کہ اس رقم کا کچھ حصہ میرا اپنا ہے اور کچھ حصہ میں نے قرض پر لیا تھا کہ جس میں سے کچھ ادا کر چکا ہوں تو کیا اس میں خمس ہے اور اگر ہے تو کتنا ہے؟

ج: اگر ضرورت کی بنا پر گھر بنانے کے لئے پلاٹ کی خریداری اس بات پر موقوف ہے کہ بیعانہ کے طور پر کچھ رقم پہلے ادا کی جائے تو اس مقصد کے لئے دی ہوئی قیمت میں آپ پر خمس نہیں ہے، چاہے آپ نے اس کو اپنے سالانہ منافع سے ہی ادا کیا ہو۔

س۸۸۲: اگر کوئی شخص اپنا گھر بیچ کر اس کی منفعت سے فائدہ اٹھانے کیلئے اسے بینک میں جمع کرا دے، پھر خمس کی

تاریخ آجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس مال کو اس نے گھر خریدنے کے لئے جمع کرادیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر گھر کو سال کے دوران اسی سال کے منافع اور اخراجات سے اپنی رہائش کے لئے بنوایا یا خریدا ہو اور سال خمسی کے بعد اسے بیچ دے تو اس کی قیمت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۳: جو اموال انسان، گھر یا دیگر ضروریات زندگی خریدنے کیلئے تدریجاً جمع کرتا ہے کیا ان میں خمس ہے؟
ج: انسان کی مالی حیثیت کے مطابق اگر ضروریات زندگی کی خریداری سالانہ بچت کے ذخیرہ کرنے پر موقوف ہو اور پروگرام یہ ہو کہ مستقبل قریب مثلا دو تین ماہ میں اس جمع شدہ رقم کو ضروریات زندگی کے خریدنے پر خرچ کردے گا تو خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۴: میں نے چند سال پہلے ایک گاڑی خریدی تھی جسے اب کئی گنا قیمت پر بیچا جا سکتا ہے جبکہ جس رقم سے اس کو خریدا تھا وہ غیر مخمس تھی اور اب جو قیمت مل رہی ہے اس سے میں رہائش کے لئے گھر خریدنا چاہتا ہوں، تو کیا قیمت وصول ہوتے ہی اس تمام رقم پر خمس واجب ہوگا؟ یا جتنی رقم سے گاڑی خریدی تھی صرف اسی میں خمس ہے؟ اور بقایا رقم جو گاڑی کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے ملی ہے، اس کو گاڑی بیچنے والے سال کے منافع میں سے حساب کیا جائے گا کہ اگر اسے سال تمام ہونے تک خرچ نہ کیا تو اس کا خمس نکالنا ہوگا؟
ج: اگر گاڑی آپ کی ضروریات زندگی میں سے ہو اور اسے دوران سال کی منفعت سے اپنے ذاتی استعمال کیلئے خریدا ہو تو اس کی قیمت فروخت میں خمس نہیں ہے لیکن اگر گاڑی کرائے پر چلانے کے لئے خریدی ہو تو اگر اس کو آپ نے ادھار پر یا قرض لے کر خریدا ہو تو اس صورت میں آپ کو صرف اتنے مال کا خمس نکالنا ہوگا جتنا قرض ادا کرنے میں خرچ کیا ہے، لیکن اگر آپ نے گاڑی بالکل اسی مال سے خریدی ہو جس میں خمس واجب ہو چکا تھا لیکن ادا نہیں کیا گیا تو اس کی پوری قیمت فروخت میں خمس واجب ہے۔

س ۸۸۵: میں ایک بہت ہی معمولی سے مکان کا مالک تھا۔ چند وجوہات کی بناء پر دوسرا گھر خریدنے کا ارادہ کرلیا، لیکن مقروض ہونے کی وجہ سے اپنے استعمال کی گاڑی کو بیچنے اور صوبائی بینک اور اپنے شہر کی قرض الحسنہ سوسائٹی سے قرض لینے پر مجبور ہو گیا تاکہ گھر کی قیمت ادا کرسکوں۔ واضح رہے کہ گاڑی خمس کی تاریخ آنے سے قبل بیچ دی گئی تھی اور جو قیمت ملی اسے میں نے اپنے قرض کی کچھ مقدار کی ادائیگی میں خرچ کردیا تو کیا گاڑی کی فروخت سے حاصل ہونے والی قیمت میں خمس ہے یا نہیں؟
ج: مفروضہ صورت میں بیچی ہوئی گاڑی کی قیمت میں کوئی خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۶: گھر، گاڑی یا دوسری وہ چیزیں جن کی انسان کو یا اس کے بچوں کو ضرورت پڑتی ہے اور انہیں وہ سالانہ منافع

سے خریدتا ہے اب اگر ان کو کسی ضرورت کی بناء پر یا اس سے بہتر خریدنے کے لئے بیچا جائے تو ان کے بارے میں خمس کا کیا حکم ہے؟

ج: ضروریات زندگی کی کوئی چیز بیچنے کی صورت میں اس کی قیمت میں خمس نہیں ہے۔

س ۸۸۷: گھر، گاڑی یا ان جیسی دیگر ضرورت کی چیزیں اگر خمس نکالے ہوئے مال سے خریدی جائیں، لیکن فروخت یا تجارت کی غرض سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی استعمال کی نیت سے اور بعد میں کسی وجہ سے ان کو بیچ دیا جائے تو کیا بازار میں قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے جو اضافی قیمت وصول ہوتی ہے اس میں خمس ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں قیمت بڑھنے سے جو منفعت حاصل ہوئی ہے، اس میں خمس نہیں ہے۔

گنج، معدن اور وہ حلال مال جو حرام سے مخلوط ہو جائے

س ۸۸۸: جو لوگ اپنی ذاتی زمین میں کوئی خزانہ پاتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر یہ احتمال نہ ہو کہ یہ گنج زمین کے پہلے مالک کی ملکیت ہے تو وہ گنج اسی شخص کا ہے جس نے گنج کو دریافت کیا ہے اگر گنج کی مقدار ۲۰ دینار سونا (پندرہ مثقال سونا) یا دو سو درہم چاندی یا اس کی قیمت کسی دوسری چیز میں سونا اور چاندی کی قیمت کے مساوی ہو تو اس کا خمس ادا کرنا چاہیے ایسا اسی صورت میں ہوگا جب کوئی دوسرا اس گنج پر اس کی مالکیت میں مانع نہ ہو لیکن اگر کوئی دوسرا یا حکومت اس کی مالکیت میں رکاوٹ بن جائیں اور طاقت کے زور پر اس سے چھین لیں تو وہ اس کے خمس کا ضامن نہیں ہے لیکن گنج اگر مذکورہ نصابات میں سے کسی ایک نصاب کی مقدار میں اس کے پاس رہتا ہے تو اس مقدار کا خمس اس کو ادا کرنا چاہیے

س ۸۸۹: اگر انسان کو ذاتی گھر کی زمین کے نیچے سے چاندی کے ایسے سکے ملیں جن کی تاریخ تقریباً سو سال پہلے کی ہے تو کیا یہ سکے عمارت کے موجودہ مالک، جیسے قانونی وارث یا خریدار کی ملکیت ہوں گے یا نہیں؟

ج: اس کا حکم وہی دفینہ والا ہے کہ جس کا بیان گزر چکا ہے۔

س ۸۸۹: ہم ایک شبہ میں مبتلا ہیں اور وہ یہ کہ موجودہ دور میں بھی کانوں سے نکالی گئی معدنیات کا خمس نکالنا واجب ہے کیونکہ فقہاء عظام کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم احکام میں سے ہے اب جو معدنیات حکومت نکالتی ہے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ حکومت کی جانب سے صرف اسے اسلامی ممالک کے مسلمانوں پر خرچ کرنا وجوب خمس سے مانع نہیں بن سکتا۔ ان کا حکم کیا ہے کیونکہ ان معدنیات کو یا تو خود حکومت مستقل طور پر نکالتی ہے اور پھر اسے لوگوں پر خرچ کرتی

ہے تو اس صورت میں حکومت اس شخص کی مانند ہے جو معدنیات کو نکالنے کے بعد ان کو تحفہ، ہبہ یا صدقہ کے طور پر کسی دوسرے شخص کو دیدے بہر حال ادلہ خمس کا اطلاق اس صورت کو بھی کو شامل ہے کیونکہ تقیید کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یا پھر حکومت ملت کی وکیل کے طور پر معادن کو نکالتی ہے کہ اس صورت میں درحقیقت نکالنے والے خود عوام ہیں اور اس صورت میں خود موکل پر خمس نکالنا واجب ہے یا حکومت عوام کے سرپرست اور ولی ہونے کی حیثیت سے معادن نکالتی ہے کہ اس صورت میں معادن نکالنے والا یا تو خود ولی وسرپرست ہے، یا وہ نائب کی طرح ہوگا اور اصل نکالنے والا وہ ہوگا جس پر اس کو ولایت اور سرپرستی حاصل ہے۔ بہر صورت معدنیات کے عموماتِ خمس سے خارج ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ جیسا کہ معدنیات اگر نصاب تک پہنچ جائیں تو ان پر خمس واجب ہوتا ہے اور یہ دیگر منافع کے مانند نہیں ہے کہ اگر ان کو خرچ کر دیا جائے یا ہبہ کے طور پر دے دیا جائے تو وہ سال کے اخراجات میں شمار ہوں گے اور خمس سے مستثنیٰ ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: معادن میں خمس کے واجب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کو کوئی شخص یا کئی لوگ مل کر نکالیں، بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ حد نصاب تک پہنچ جائے، وہ بھی اس طرح کہ جو کچھ وہ نکالیں وہ ان کی ملکیت ہو اور وہ معدنیات جن کو حکومت نکالتی ہے چونکہ وہ کسی خاص شخص یا اشخاص کی ملکیت نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ایک اتھارٹی اور جہت کی ملکیت ہیں اس لئے ان میں وجوب خمس کی شرط ہی نہیں پائی جاتی، لہٰذا حکومت پر خمس کے واجب ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے، اور یہ معدن میں خمس کے واجب ہونے سے استثناء نہیں ہے۔ ہاں وہ معدنیات جن کو ایک شخص یا چند اشخاص مل کر نکالتے ہیں ان پر اس میں سے خمس نکالنا واجب ہے۔ بشرطیکہ جو کچھ ایک شخص نے نکالا ہے وہ یا چند اشخاص میں سے ہر ایک کا حصہ، معدنیات نکلوانے اور اسے صاف کروانے کے اخراجات کو جدا کرنے کے بعد حد نصاب تک پہنچ جائے اور وہ نصاب ۲۰ دینار سونا اور دوسو درہم چاندی ہے یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر ہو۔

س۸۹۰: اگر حرام مال کسی شخص کے مال سے مخلوط ہو جائے تو اس مال کا کیا حکم ہے اور اس کے حلال کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ اور حرمت کے علم یا عدم علم کی صورت میں اس کو کیا کرنا چاہیے؟

ج: جب یہ یقین ہو کہ اس کے مال میں حرام مال ملا ہوا ہے، لیکن اس کی دقیق مقدار معلوم نہ ہو اور صاحب مال کو بھی نہ جانتا ہو تو اس کے حلال بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا خمس نکال دے، لیکن اگر اسے اپنے اموال میں حرام مال کے مل جانے کا شک ہو تو اس کے ذمہ کوئی چیز نہیں ہے۔

س۸۹۱: میں نے خمس کی سالانہ تاریخ کے آنے سے قبل ایک شخص کو کچھ رقم بطور قرض دی اور وہ شخص اس مال سے تجارت کی نیت رکھتا ہے اور اس کی منفعت ہمارے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگی۔ واضح رہے کہ وہ مال فی الحال

میرے پاس نہیں ہے اور میں نے اس کا خمس بھی ادا نہیں کیا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج: اگر آپ نے مال قرض کے عنوان سے دیا ہے اور خمس کی سالانہ تاریخ آنے پر اس کا وصول کرنا ممکن نہ ہو تو ابھی آپ پر اس کا خمس واجب نہیں ہے بلکہ جب آپ کو یہ مال واپس ملے گا تب آپ پر اس کا خمس واجب ہوگا، لیکن اس صورت میں مقروض کے کام کے نتیجے میں حاصل ہونے والے منافع میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر آپ اس کا مطالبہ کریں گے تو وہ سود اور حرام ہوگا اور اگر آپ نے اس رقم کو مضاربہ کے عنوان سے دیا ہے تو معاہدہ کے مطابق منافع میں آپ دونوں شریک ہوں گے اور آپ پر اصل سرمایہ کا خمس ادا کرنا واجب ہوگا۔

س ۸۹۲: میں بینک میں ملازم ہوں اور اس ملازمت کیلئے مجھے جبری طور پر ۵ لاکھ تومان بینک میں جمع کرانے پڑے یہ رقم میرے ہی نام سے ایک طویل مدت اکاونٹ میں رکھی گئی ہے اور مجھے ہر ماہ اس کا نفع دیا جارہا ہے تو کیا اس رقم میں میرے اوپر خمس ہے؟ واضح رہے کہ بینک میں رکھی ہوئی اس رقم کو چار سال ہو رہے ہیں؟

ج: اگر فی الحال اس رقم کا واپس لینا آپ کیلئے ممکن نہیں ہے تو جب تک آپ نے اسے وصول نہیں کیا اس کا خمس واجب نہیں ہے لیکن اس کی سالانہ منفعت اگر سال کے اخراجات سے بچ جائے تو اس میں خمس ہے۔

س ۸۹۳: یہاں بینکوں میں رقوم رکھنے کا ایک خاص طریقہ ہے کہ جس کی وجہ سے استفادہ کرنے والوں کی کبھی بھی ان پیسوں تک دسترسی نہیں ہوتی لیکن انہیں ایک خاص نمبر کے مطابق اس کے اکاونٹ میں رکھ دیا جاتا ہے تو کیا ان اموال میں خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر بینک میں رکھا ہوا مال منافع میں سے ہو اور خمس کی سالانہ تاریخ آنے پر آپ کیلئے اس کا بینک سے واپس لینا ممکن ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۸۹۴: کرایہ دار جو مال رہن (ایڈوانس) کے طور پر مالک کے پاس رکھتا ہے کیا اس کا خمس مالک پر واجب ہے یا کرایہ دار پر؟

ج: اگر وہ رقم کرایہ دار کے کاروباری منافع میں سے ہو تو واپس ملنے کے بعد کرایہ دار پر واجب ہے اس کا خمس ادا کرے اور مالک مکان جس نے قرض کے طور پر یہ رقم لی ہے اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

س ۸۹۵: ملازمت پیشہ افراد کی وہ تنخواہیں جو چند سال سے حکومت نے نہیں دی ہیں کیا ملنے کی صورت میں انہیں اسی ملنے کے سال کے منافع میں سے شمار کیا جائے گا اور خمس کی تاریخ آنے پر اس کا حساب کرنا واجب ہے یا یہ کہ ایسے مال پر بالکل خمس نہیں ہے؟

ج: اس تنخواہ کو وصول ہونے والے سال کے منافع میں سے شمار کیا جائے گا اور اس سال کے اخراجات سے زائد رقم

میں خمس واجب ہے۔

اخراجات (موؤنہ)

س۸۹۶: اگر ایک شخص کے پاس ذاتی کتب خانہ ہو اور اس نے کچھ عرصہ ان کتابوں سے استفادہ کیا لیکن اب کئی سالوں سے ان سے استفادہ نہیں کر رہا لیکن یہ احتمال ہے کہ آئندہ وہ اس کتب خانہ سے فائدہ اٹھائے گا تو کیا جس مدت میں اس نے کتابوں سے استفادہ نہیں کیا اس پر ان کا خمس واجب ہے؟ اور کیا خمس واجب ہونے کی صورت میں اس میں کوئی فرق ہے کہ یہ کتابیں اس نے خود خریدی ہوں یا اس کے والد نے خریدی ہوں؟

ج: جب وہ کتابیں خریدی گئی تھیں اگر اس وقت اسے مطالعہ اور استفادہ کیلئے ان کی ضرورت تھی اور ان کی مقدار عرف کی نظر میں اس شخص کی شان کے مناسب ہو تو ان میں خمس نہیں ہے حتیٰ اگر پہلے سال کے بعد ان سے استفادہ نہ بھی کرے نیز اگر کتابیں اسے میراث میں ملی ہوں یا والدین اور دوسرے افراد نے اسے تحفہ کے طور پر دی ہوں تو ان پر خمس نہیں ہے۔

س۸۹۷: وہ سونا جو شوہر اپنی بیوی کے لئے خریدتا ہے کیا اس پر خمس ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ سونا عرف عام کی نظر میں معمول کے مطابق اور اس کی شان کے مناسب مقدار میں ہو تو اس میں خمس نہیں ہے اور وہ سال کے اخراجات میں سے شمار ہوگا۔

س۸۹۸: تہران میں لگنے والی کتابوں کی بین الاقوامی نمائش سے کتابیں خریدنے کیلئے جو رقم پیشگی ادا کی جاتی ہے جبکہ ابھی تک کتابیں نہیں بھیجی گئیں کیا اس میں خمس ہے؟

ج: اگر مذکورہ کتابوں کی ضرورت شخص کی معاشرتی اور عرفی حیثیت کے مناسب ہو تو اس صورت میں ان پر خمس نہیں ہے۔

س۸۹۹: اگر کسی شخص کے پاس اس کی حیثیت کے مناسب دوسری زمین ہو اور یہ اس کی ضرورت کے مطابق ہو کیونکہ وہ صاحب عیال ہے لیکن خمس کے سال کے آخر تک اس پر مکان نہ بنوا سکے یا ایک سال میں عمارت کی تعمیر مکمل نہ کر سکے تو کیا اس پر خمس واجب ہے؟

ج: وہ زمین، جس کی مکان بنانے کے لئے انسان کو ضرورت ہے، اس پر خمس کے واجب نہ ہونے کے لحاظ سے فرق نہیں ہے کہ زمین کا ایک ٹکڑا ہو یا زیادہ یا ایک مکان ہو یا ایک سے زیادہ، بلکہ معیار عرف میں اس کی حیثیت کے

مطابق ضرورت کا صادق آنا اور اسکی تدریجی تعمیر کیلئے شخص کی مالی حیثیت ہے۔

س ۹۰۰: ایک شخص کے پاس گھر کے برتنوں کا سیٹ موجود ہے تو کیا ان میں سے بعض کا استعمال خمس کے واجب نہ ہونے کیلئے کافی ہے؟

ج: گھر کے لوازمات میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ عرفی طور پر اس شخص کی شان اور حیثیت کے مطابق اس پر ضرورت کا عنوان صدق کرے اگر چہ پورا سال ان سے استفادہ نہ کرے۔

س ۹۰۱: اگر اتفاقاً پورا سال فرش اور برتنوں سے استفادہ نہ کیا جائے لیکن مہمانوں کی ضیافت کے لئے ان کی ضرورت ہے تو کیا ان میں خمس واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں ان میں خمس واجب نہیں ہے۔

س ۹۰۲: دلہن جو جہیز شوہر کے گھر لے کر جاتی ہے اس کے بارے میں امام خمینی کے فتویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں: اگر کسی علاقے میں رواج یہ ہو کہ لڑکے والے سامان زندگی اور گھر کی ضروری چیزیں مہیا کرتے ہوں اور وہ ان چیزوں کو رفتہ رفتہ خریدتے ہوں، اگر ان پر ایک سال گزر جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر مستقبل کے لئے اسباب اور ضروریات زندگی کا مہیا کرنا عرف میں اخراجات میں سے شمار ہوتا ہو تو ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۳: جن کتابوں کا سیٹ کئی جلدوں پر مشتمل ہو (مثلا وسائل الشیعہ) تو کیا ایک جلد سے استفادہ کرنے سے پورے سیٹ سے خمس ساقط ہو جائے گا یا مثال کے طور پر اس کی ہر جلد کے ایک صفحہ کا پڑھنا واجب ہے؟

ج: اگر پورا سیٹ آپ کی ضرورت ہو یا جس جلد کی ضرورت ہے وہ مکمل سیٹ کے خریدنے پر موقوف ہو تو اس صورت میں اس میں خمس نہیں ہے۔ ورنہ جن جلدوں کی ضرورت نہیں ہے ان کا خمس نکالنا واجب ہے اور صرف ہر جلد کا ایک صفحہ پڑھ لینا خمس کے ساقط ہونے کیلئے کافی نہیں ہے۔

س ۹۰۴: وہ دوائیں جن کو دوران سال کے منافع سے خریدا جائے اور ان کی قیمت انشورنس کمپنی ادا کرے اب اگر وہ دوائیں خمس کی تاریخ آنے تک خراب ہوئے بغیر باقی رہیں تو ان پر خمس واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر دواؤں کو ضرورت کے وقت استعمال کرنے کیلئے خریدا گیا ہو اور ان کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہو تو ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۰۵: اگر کسی شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہ ہو اور وہ اسے خریدنے یا دیگر ضروریات زندگی کو مہیا کرنے کے لئے کچھ رقم جمع کرے تو کیا اس میں خمس ہے؟

ج: کمائی کے منافع سے جمع کیا ہوا مال اگر مخارج زندگی کیلئے ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس میں خمس ہے ہاں اگر یہ مال لازمی ضروریات زندگی یا ضروری مخارج کیلئے جمع کیا ہو تو اس صورت میں اگر اسے مستقبل قریب (مثلاً خمس کی تاریخ کے دو تین ماہ بعد) میں انہیں مذکورہ مصارف میں خرچ کر دے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س۹۰۶: میری زوجہ ایک قالین بن رہی ہے جس کا سرمایہ ہمارا ذاتی ہے کیونکہ ہم نے اس کیلئے کچھ رقم قرض پر لی تھی اب تک اس کا کچھ حصہ تیار ہوا ہے۔ اور میری خمس کی تاریخ بھی آ چکی ہے تو کیا، بُنائی مکمل ہونے اور اس کو بیچنے کے بعد اسکے بنے ہوئے حصے کا خمس دینا ہوگا یا نہیں؟ حالانکہ میں اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو گھریلو ضروریات میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، نیز اصل سرمایہ کے سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: قالین کی قیمت فروخت سے اصل سرمایہ کو جسے قرض لیا گیا ہے، جدا کرنے کے بعد بقیہ رقم کو سال کے منافع میں شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا بنائی مکمل ہونے اور بیچنے کے بعد اگر رقم اسی سال کے زندگی کے اخراجات میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س۹۰۷: میری پوری جائداد تین منزلہ عمارت ہے، ہر منزل پر دو کمرے ہیں۔ ان میں سے ایک میں خود رہتا ہوں اور دیگر دو منزلوں میں میرے بچے رہتے ہیں، کیا میری حیات میں اس میں خمس واجب ہے یا میری وفات کے بعد اس میں خمس ہوگا تا کہ میں ورثاء کو اپنے مرنے کے بعد اسے ادا کرنے کی وصیت کروں؟

ج: اس عمارت میں خمس واجب نہیں ہے لیکن اگر خمس کا سال بہ سال حساب نہیں کرتا تو ضروری ہے کہ کسی طریقے سے مصالحت کرے۔

س۹۰۸: گھریلو اشیاء کے خمس کا حساب کیسے کیا جائے گا؟

ج: جو چیزیں ان سے استفادہ کرنے کے باوجود باقی رہتی ہیں جیسے فرش وغیرہ، تو ان میں خمس نہیں ہے، لیکن روزمرہ استعمال کی چیزیں جیسے چاول، گھی وغیرہ اگر بچ جائیں اور خمس کی تاریخ آنے تک باقی رہیں تو ان میں خمس واجب ہے۔

س۹۰۹: ایک شخص کے پاس رہنے کے لئے اپنا کوئی مکان نہیں ہے، لہٰذا اس نے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا ہے تا کہ اپنے لئے مکان بنا سکے لیکن تعمیر کیلئے کافی پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک سال گزر گیا اور اس نے اس کو بیچا بھی نہیں۔ تو کیا اس زمین میں خمس واجب ہے؟ اور اگر واجب ہے تو کیا اس کی خریدی ہوئی قیمت میں واجب ہے یا زمین کی موجودہ قیمت میں سے خمس کا نکالنا واجب ہے؟

ج: اگر اس نے یہ زمین اپنی سال کی منفعت سے اپنی ضرورت کا گھر بنوانے کے لئے خریدی ہو تو اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۰: سابقہ سوال کی روشنی میں اگر اس نے مکان بنوانا شروع کر دیا ہو لیکن مکمل ہونے سے پہلے اس کی خمس کی تاریخ آجائے تو کیا تعمیر کے سلسلے میں جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے اس میں سے خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: مفروضہ صورت میں خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۱: جو شخص اپنے گھر کی پہلی منزل میں رہتا ہے اور کئی سال تک اسے دوسری منزل کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہ اپنے بچوں کے مستقبل کیلئے دوسری منزل تعمیر کرتا ہے تو کیا دوسری منزل پر جو کچھ خرچ ہوا ہے اس میں خمس واجب ہے؟

ج: اگر اس کا بچوں کے مستقبل کے لئے دوسری منزل بنوانا عرف کے نزدیک حال حاضر میں اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور اس کے اخراجات زندگی میں سے شمار ہوتا ہے تو اس کے بنوانے میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس میں خمس نہیں ہے اور اگر ایسا نہ ہو اور حال حاضر میں نہ خود کو اس کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کے بچوں کو تو اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۱۲: آپ فرماتے ہیں کہ سال کے مخارج میں خمس واجب نہیں ہے تو وہ شخص جس کے پاس اپنا رہائشی مکان نہیں ہے لیکن اس کے پاس زمین کا ایک ٹکڑا ہے جس کو ایک سال یا اس سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور وہ اس پر عمارت نہیں بنوا سکا تو اس کو مخارج میں کیوں شمار نہیں کیا جاتا؟ امید ہے اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

ج: اگر زمین، اپنی ضرورت کا مکان بنانے کیلئے دوران سال کی منفعت سے خریدی ہو تو اسے اس کے موجودہ اخراجات میں سے شمار کیا جائے گا اور اس پر خمس واجب نہیں ہے، اسی طرح اگر سال کی منفعت و درآمد سے زمین خریدے تا کہ اسے بیچ کر اس کی قیمت سے گھر بنوائے گا تو اس کا خمس ادا کرنا بھی واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۳: میرے خمس کے سال کی ابتداء شمسی سال کے چھٹے مہینے کی پہلی تاریخ سے ہوتی ہے۔ اور عموماً سال کے دوسرے یا تیسرے مہینے میں اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے امتحانات شروع ہوجاتے ہیں ہمیں امتحانات کے ایام میں اضافی کام (Over Time) کی اجرت چھ ماہ بعد ملتی ہے، لہٰذا برائے مہربانی وضاحت فرمائیں جو اضافی کام ہم نے خمس کی تاریخ سے پہلے کیا ہے اور اس کی اجرت خمس کی تاریخ آنے کے بعد ملی ہے، کیا اس میں سے خمس ادا کرنا ہے یا نہیں؟

ج: تاخیر سے ملنے والی اجرت کا حساب اس سال کے منافع سے کیا جائے گا جس سال وہ ملے گی نہ کام کے سال کے منافع میں سے اور جس سال وہ ملی ہے اگر اسی سال کے اخراجات میں خرچ ہوجائے تو اس میں خمس واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۴: کبھی کبھی ہم لوگوں کو گھریلو سامان جیسے ریفریجریٹر وغیرہ بازار کی قیمت سے کم قیمت پر مل جاتا ہے اور اس سامان کی مستقبل میں یعنی شادی کے بعد ہمیں ضرورت ہے، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ شادی کے بعد اسی سامان

کوموجودہ قیمت کے کئی گنا زائد قیمت کے ساتھ خریدنا ہوگا، تو کیا ایسا سامان جو اس وقت استعمال میں نہیں ہے اور گھر میں پڑا ہوا ہے اس میں سے خمس نکالنا ہوگا؟

ج: اگر آپ نے ان چیزوں کو سالانہ کاروباری منافع کے ساتھ اس لئے خریدا ہو کہ مستقبل میں ان سے استفادہ کریں گے اور جس سال آپ نے ان کو خریدا تھا اس سال آپ کو ان کی ضرورت نہیں تھی تو سال پورا ہونے پر ان کی مناسب قیمت سے خمس ادا کرنا واجب ہے، مگر یہ کہ ضرورت کے وقت انہیں یکبارگی خریدنا ممکن نہ ہو لہٰذا مجبوراً انہیں رفتہ رفتہ خرید کر ضرورت کے وقت کیلئے محفوظ کرنا پڑے اور وہ چیزیں عرف میں آپ کی حیثیت کے مطابق بھی ہوں تو اس صورت میں ان کو اخراجات میں سے شمار کیا جائے گا اور ان کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س ۹۱۵: وہ رقوم جن کو انسان کارہائے خیر میں صرف کرتا ہے، جیسے مدارس، سیلاب زدگان، فلسطینی اور بوسنیائی لوگوں کی امداد وغیرہ تو کیا ان کو سال کے اخراجات میں سے محسوب کیا جائے گا اور ان میں خمس نہیں ہے؟

ج: ایسے انفاقات مخارج سال میں سے شمار ہوتے ہیں اور ان میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۶: گزشتہ سال ہم نے ایک قالین خریدنے کے لئے کچھ رقم جمع کی اور سال کے آخر میں ہم نے قالین بیچنے والے چند مقامات کا چکر لگایا۔ آخر طے پایا کہ ان میں سے ایک میری پسند کے مطابق ایک مناسب قالین میرے لئے تیار کرے یہ کام نئے سال کے دوسرے مہینہ تک چلتا رہا اور چونکہ میرے خمس کی تاریخ، ہجری شمسی سال کی ابتدا ہے تو کیا اس مذکورہ رقم میں خمس ہوگا؟

ج: مفروضہ صورت میں رقم اور تیار کئے گئے قالین میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۱۷: چند لوگ ایک پرائیویٹ اسکول بنانے کے لئے تیار ہوئے اور ممبران کے قلیل سرمایہ سے استفادہ کرنے کے بعد اسکول بنانے والی کمیٹی نے طے کیا کہ دیگر اخراجات پورے کرنے کیلئے بینک سے قرضہ لیا جائے، نیز کمیٹی نے یہ بھی طے کیا کہ سرمایہ کو مکمل کرنے اور بینک کی قسطیں ادا کرنے کیلئے اسکول کے ممبران ہر ماہ کچھ معین رقم ادا کریں۔ یہ اسکول ابھی تک منافع حاصل کرنے کی حد تک نہیں پہنچا ہے تو ممبران جو ماہانہ رقم ادا کرتے ہیں کیا اس میں خمس ہے اور کیا وہ اصل سرمایہ جو اسکول کی قیمت ہے اس میں خمس ہے؟

ج: ہر ممبر پر واجب ہے کہ جو کچھ وہ ہر ماہ اسکول کے سرمائے میں حصہ ڈالتا ہے اس میں اور جو کچھ اس نے پہلی بار شراکت کے طور پر اسکول کی تاسیس کے لئے دیا تھا، اس میں سے خمس نکالے اور جب ہر ممبر اپنے حصہ کا خمس ادا کر دے گا تو مجموعی سرمایہ میں دوبارہ خمس نہیں ہوگا۔

س ۹۱۸: وہ ادارہ جہاں میں ملازمت کرتا ہوں چند سال سے میری کچھ رقم کا مقروض ہے اور ابھی تک اس نے ادا نہیں

کی تو کیا رقم کے ملتے ہی مجھے اس سے خمس نکالنا ہوگا یا ضروری ہے کہ ایک سال اس پر گزر جائے؟
ج: یہ رقم اگر آپ کے کام کی اجرت ہو اور خمس کی تاریخ کے آنے پر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر وہ جس سال ملے گی اسی سال کے منافع میں سے شمار ہوگی اور اگر اسی سال کے مخارج میں خرچ ہو جائے تو اس میں خمس نہیں ہے۔
س ۹۱۹: کیا سال کے کاروباری منافع میں سے حاصل شدہ اموال کے اخراجات زندگی میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس کو سال کے اندر ہی استعمال میں لایا جائے یا اس سال میں ان کی ضرورت ہونا ہی کافی ہے خواہ ان کو استعمال کرنے کا کوئی موقع نہ بھی ملے؟
ج: کپڑے، فرش وغیرہ جیسی اشیاء کہ جن سے استفادہ کرنے کے باوجود وہ باقی رہتی ہیں ان میں خمس کے واجب نہ ہونے کا معیار صرف ان کی ضرورت ہونا ہے۔ لیکن روزمرہ کی ضروریات زندگی جیسے چاول، گھی وغیرہ تو ان کا معیار سال کے اندر ان کا خرچ ہونا ہے، لہٰذا ان میں سے سال کے خرچ سے جو کچھ بچ جائے اس میں خمس واجب ہے۔
س ۹۲۰: اپنے بال بچوں کی سہولت اور ان کی ضرورت کے لئے ایک شخص غیر مخمس مال اور سال کے دوران حاصل ہونے والے منافع سے گاڑی خریدے تو کیا اسے اس کا خمس دینا ہوگا یا نہیں؟ اور اگر اس نے اپنے کام سے متعلقہ امور کے لئے یا دونوں مقاصد (اپنے کام نیز بچوں کی سہولت) کے لئے گاڑی خریدی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر اس نے گاڑی اپنے کسب وکار سے متعلقہ امور کے لئے خریدی ہو تو وجوب خمس میں اس کا حکم دیگر آلات کار والا ہے لیکن اگر اس نے گاڑی اپنی ضروریات زندگی کے لئے خریدی ہے اور عرف عام میں اس کا شمار اس شخص کی حیثیت کے مناسب ضروریات میں ہوتا ہے تو اس میں خمس نہیں ہے البتہ اگر اس کی قیمت خرید میں خمس واجب ہو چکا تھا تو اس کا ادا کرنا واجب ہے۔

مصالحت اور خمس کا غیر خمس کے ساتھ مخلوط ہونا۔

س ۹۲۱: یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جن پر خمس ہے مگر انہوں نے ابھی تک اسے ادا نہیں کیا ہے اور فی الوقت یا تو وہ خمس ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے یا ان کے لئے خمس کا ادا کرنا بہت دشوار ہے تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟
ج: صرف خمس کی ادائیگی پر قادر نہ ہونے یا اس کے دشوار ہونے کی وجہ سے ان سے واجب خمس ساقط نہیں ہوگا اور وہ بری الذمہ نہیں ہوں گے بلکہ تا حد امکان اس کا ادا کرنا واجب ہے ایسے لوگ خمس کے ولی امر یا اس کے وکیل سے وقت اور مقدار کے اعتبار سے اپنی استطاعت کے مطابق مرحلہ وار اپنا قرض ادا کرنے کے لئے مصالحت (مثلاً اسے خمس

دے کر اس سے دوبارہ قرض کے طور پر واپس لے لیں اور پھر یہ قرض رفتہ رفتہ ادا کریں) کر لیں۔

س ۹۲۲: ایک مکان میری ملکیت میں ہے کہ جس کا میں قسط وار مقروض ہوں نیز میری ایک دکان ہے جس میں کاروبار کرتا ہوں اور شرعی فریضہ کے مطابق میں نے اپنے خمس کا سال بھی معین کر رکھا ہے۔ آپ سے التجا ہے کہ مجھے اس گھر کا خمس معاف فرما دیں رہا دکان کا خمس تو اس کو قسط وار ادا کرنا میرے امکان میں ہے۔

ج: جس مکان میں آپ رہتے ہیں چونکہ مفروضہ صورت کے مطابق آپ نے اسے ادھار پر خریدا ہے اسلئے اس میں خمس واجب نہیں ہے۔ رہی دکان تو اس کا خمس دینا آپ پر واجب ہے مگر یہ کہ خمس ادا کرنے کی صورت میں باقی مال سے کسب کرنا آپ کی زندگی کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو یا باقی مال سے کسب کرنا آپ کی عرفی شان کے مناسب نہ ہو۔

س ۹۲۳: ایک شخص ملک سے باہر رہتا تھا اور خمس نہیں نکالتا تھا اس نے غیر مخمس مال سے ایک گھر خریدا ہے لیکن اس وقت اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ جس سے اس گھر کا خمس ادا کر سکے البتہ اس پر جو خمس قرض ہے اس کے عوض میں وہ ہر سال خمس کی رقم سے بھی زائد ادا کرتا رہتا ہے کیا اس کا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

ج: مفروضہ صورت کے مطابق اس کیلئے واجب خمس کی ادائیگی کے سلسلہ میں مصالحت (خمس ادا کر کے پھر اسی رقم کو بطور قرض واپس لے لے) کرنا ضروری ہے تاکہ بعد میں اسے رفتہ رفتہ ادا کر دے اور اب تک جتنا اس نے ادا کر دیا ہے اس کے لئے ہمارے وکیل کی طرف رجوع کرے۔

س ۹۲۴: ایک شخص جس کے ذمہ چند سال کے منافع کا خمس ادا کرنا باقی ہے، لیکن اب اسے علم نہیں ہے کہ وہ اس سلسلے میں کس قدر مقروض ہے تو اب وہ کیسے خمس سے سبکدوش ہو سکتا ہے؟

ج: وہ اپنے ان تمام اموال کا حساب کرے جن میں خمس واجب ہے اور ان کا خمس ادا کرے اور مشکوک موارد میں ولی امر خمس یا اس کے وکیل سے مصالحت کرے۔

س ۹۲۵: میں ایک نوجوان ہوں، اپنے گھر والوں کے ساتھ رہتا ہوں اور میرے والد اپنا خمس ادا نہیں کرتے اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے سود کے پیسے سے ایک مکان بھی بنا رکھا ہے۔ چنانچہ اس گھر میں جو کچھ میں کھاتا پیتا ہوں اس کا حرام ہونا واضح ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میں اپنے گھر والوں سے الگ رہنے کی استطاعت نہیں رکھتا، لہٰذا اس سلسلہ میں میری ذمہ داری بیان فرمائیں؟

ج: اگر آپ کو یقین ہو کہ آپ کے باپ کے مال میں سود کا مال ملا ہوا ہے یا آپ کو علم ہو کہ آپ کے والد زکات و خمس ادا نہیں کرتے تو اس کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ جو کچھ آپ کے باپ خرچ کرتے ہیں یا ان کے وہ

اموال جن میں آپ تصرف کرتے ہیں وہ حرام ہیں اور جس وقت تک حرام ہونے کا یقین نہ ہو آپ کیلئے ان سے استفادہ کرنا حرام نہیں ہے۔ ہاں اگر باپ کے ان اموال جن کو آپ خرچ کرتے ہیں ان کے حرام ہونے کا یقین حاصل ہو جائے تو پھر آپ کے لئے ان سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہوگا، لیکن اگر آپ کا گھر والوں سے جدا ہونا اور ان کے ساتھ رفت و آمد کا ترک کرنا حرج کا باعث ہو تو اس صورت میں آپ کیلئے ان کے ان اموال سے جو حرام کے ساتھ مخلوط ہیں استفادہ کرنا جائز ہے، البتہ آپ کے استعمال کردہ اموال میں جس مقدار خمس وزکوٰۃ اور دوسروں کے اموال موجود ہیں اس کے آپ ضامن ہیں۔

س ۹۲۶: مجھے اطمینان ہے کہ میرے والد خمس وزکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور جب انہیں کہتا ہوں تو جواب دیتے ہیں ہم خود مستحق ہیں، لہٰذا ہم پر خمس وزکوٰۃ واجب نہیں ہے تو اس سلسلہ میں حکم کیا ہے؟

ج: اگر ان کے پاس ایسا مال نہیں ہے کہ جس میں خمس وزکوٰۃ واجب ہوتا ہے تو ان پر نہ خمس واجب ہے اور نہ ہی زکوٰۃ، اور اس مسئلہ میں آپ کیلئے تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے۔

س ۹۲۷: ہم ایسے لوگوں کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں جو خمس ادا نہیں کرتے اور نہ ان کے پاس اس کا سالانہ حساب ہے۔ ہم ان کے ساتھ خرید و فروخت کرتے ہیں ان کے پاس آتے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اس سلسلہ میں کیا حکم ہے؟

ج: آپ ان لوگوں سے خرید و فروخت کے ذریعہ جو اموال لیتے ہیں یا ان کے ہاں جا کر جن اموال میں تصرف کرتے ہیں، اگر ان میں خمس کے موجود ہونے کا یقین ہو تو ان کے خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی[1] ہے کہ جس کے لئے خمس کے ولی امر یا اس کے وکیل سے اجازت لینا ضروری ہے اور آپ کیلئے ان کے اموال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر ان کے ساتھ رفت و آمد کا ترک کرنا نیز کھانے پینے اور ان کے اموال میں تصرف سے پرہیز کرنا آپ کے لئے دشوار ہو تو اس صورت میں آپ کے لئے تصرف کرنا جائز ہے، لیکن آپ ان کے اموال میں سے جتنا مال خرچ کریں گے اس کے خمس کے ضامن ہوں گے۔

س ۹۲۸: جب کوئی شخص مسجد کو ایسا مال دے جس کا خمس نہیں نکالا گیا تو کیا اس سے یہ مال لینا جائز ہے؟

ج: اگر اس بات کا یقین ہو کہ اس شخص نے جو مال دیا ہے اس کا خمس نہیں نکالا گیا ہے تو اس شخص سے یہ مال لینا جائز

---

[1] ایسا معاملہ جو مالک و صاحب اختیار کے بجائے کوئی دوسرا شخص کرے مثلاً گھر ایک شخص محمد علی کا ہو لیکن اس کی فروخت کے لئے معاملہ کوئی دوسرا شخص کر دے۔

نہیں ہے۔اور اگر لے لیں تو اس کے خمس کی مقدار میں ولی امرِ خمس یا اس کے وکیل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

س ۹۲۹: ایسے لوگوں کے ساتھ معاشرت کا کیا حکم ہے جو مسلمان تو ہیں مگر دینی امور: خاص طور سے نماز اور خمس کے پابند نہیں ہیں؟ اور کیا ان کے گھروں میں کھانا کھانے میں کوئی اشکال ہے؟ اور اگر اشکال ہے تو جو شخص چند مرتبہ ایسا کام انجام دے چکا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ان کے ساتھ رفت و آمد رکھنا اگر ان کے دینی امور سے لاپروائی برتنے میں معاون و مددگار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! اگر آپ کا ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا ان کو دین کا پابند بنانے میں مؤثر ہو تو ایسی صورت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان سے وقتی طور پر ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا واجب ہے۔البتہ ان کے اموال سے استفادہ کرنا جیسے کھانا پینا وغیرہ تو جس وقت تک یقین نہ ہو کہ اس مال میں خمس واجب ہے اس وقت تک اس سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۳۰: میری سہیلی اکثر مجھے کھانے کی دعوت کرتی ہے،لیکن حال ہی میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کا شوہر خمس ادا نہیں کرتا۔تو کیا میرے لئے ایسے شخص کے ہاں کھانا پینا جائز ہے جو خمس نہیں دیتا؟

ج: جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ جو کھانا وہ آپ کو پیش کرتے ہیں اس میں خمس ہے اس وقت تک ان کے یہاں کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۳۱: ایک شخص پہلی مرتبہ اپنے اموال کے خمس کا حساب کرنا چاہتا ہے چنانچہ جس گھر میں وہ رہتا ہے اگر اسے علم نہ ہو کہ اسے کس مال سے خریدا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر جانتا ہو کہ اسے چند سال کی جمع پونجی سے خریدا تھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اپنی رہائش کے گھر یا دیگر ضروریات زندگی کو اگر ایسے مال سے خریدنے کا احتمال ہو جس میں خمس نہیں ہوتا (مثلاً وراثت یا ہبہ) تو ان میں خمس واجب نہیں ہے لیکن اگر اسے یقین ہے کہ انہیں اپنی کمائی کی بچت سے خریدا تھا لیکن نہیں جانتا کہ اس بچت کو سال کے دوران ہی میں ان چیزوں کے خریدنے پر خرچ کر دیا تھا یا سال کے مکمل ہونے کے بعد اور خمس ادا کرنے سے پہلے خرچ کیا تھا تو ہمارے کسی وکیل کے ساتھ مصالحت کرے اور اگر یقین ہے کہ اس گھر کو کئی سال کی بچت سے اور اس کا خمس ادا کرنے سے پہلے خریدا ہے تو اس بچت کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۳۲: ایک عالم دین کسی شہر میں وہاں کے لوگوں سے خمس کے عنوان سے کچھ رقم وصول کرتا ہے،لیکن اس کے لئے خود اصل مال کو آپ کی جانب یا آپ کے دفتر میں پہنچانا دشوار ہے تو کیا وہ یہ رقم بینک کے ذریعہ ارسال کر سکتا ہے؟ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بینک سے جو مال وصول کیا جائے گا وہ بالکل وہی مال نہ ہوگا جو اس نے اپنے شہر میں بینک

کے حوالے کیا تھا۔

ج: خمس یا دیگر رقوم شرعیہ کو بینک کے ذریعہ بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۹۳۳: اگر میں نے غیر مخمس مال سے زمین خریدی ہو تو کیا اس میں نماز صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر خود اس مال سے زمین خریدی ہو جس میں خمس واجب تھا تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی ہے کہ جو خمس کے ولی امر کی اجازت پر موقوف ہے، لہٰذا جب تک اس کی اجازت نہ ہو اس زمین میں نماز صحیح نہیں ہوگی۔

س ۹۳۴: جب خریدنے والے کو معلوم ہو کہ اس خریدے ہوئے مال میں خمس ہے اور فروخت کرنے والے نے خمس ادا نہیں کیا ہے تو کیا اس میں خریدنے والے کیلئے تصرف کرنا جائز ہے؟

ج: اگر بیچے ہوئے مال میں خمس ہے تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی ہوگا کہ جو خمس کے ولی امر کی اجازت پر موقوف ہے۔

س ۹۳۵: اگر دکاندار کو معلوم نہ ہو کہ جس خریدار کے ساتھ وہ معاملہ کر رہا ہے اس نے اپنے مال کا خمس ادا کیا ہے یا نہیں تو کیا اس کے لئے اس مال کا خمس ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

ج: جب تک علم نہ ہو کہ خریدار سے لی جانے والی رقم میں خمس ہے دکاندار پر کچھ واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری ہے۔

س ۹۳۶: اگر چار آدمی مل کر شراکت کے عنوان سے کسی کام کیلئے ایک لاکھ روپے سرمایہ لگائیں، لیکن ان میں سے ایک شخص خمس نہ دیتا ہو تو کیا اس کے ساتھ شراکت رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور کیا دیگر شرکاء کیلئے قرض حسنہ کے عنوان سے اس سے مال لے کر اسے کام میں لگانا جائز ہے اور بطور کلی اگر چند افراد شریک ہوں تو کیا ہر ایک پر اپنے حصہ کے منافع سے علیحدہ طور پر خمس دینا واجب ہے یا اس کو مشترکہ کھاتے سے ادا کرنا واجب ہے؟

ج: ایسے شخص کے ساتھ شریک ہونے کا حکم کہ جس کے اصل سرمایہ میں خمس ہو اور اس نے ادا نہ کیا ہو، یہ ہے کہ خمس کی مقدار میں شراکت فضولی ہوگی کہ جس کیلئے حتمی طور پر ولی امر کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اگر بعض شرکاء نے اپنے حصے کے سرمایہ سے خمس ادا نہ کیا ہو تو مشترکہ سرمایہ میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور جب شرکاء مشترکہ سرمایہ سے حاصل شدہ نفع وصول کرتے ہیں تو ہر شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ خمس کا سال ختم ہونے پر اپنے حصے میں سے جو کچھ اس کے اخراجات سے بچ جائے اس کا خمس ادا کرے۔

س ۹۳۷: اگر میرے شرکاء اپنے خمس کے حساب کیلئے سال نہ رکھتے ہوں تو میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: شرکاء میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ اپنے حصہ کے مطابق حقوق شرعی کو ادا کرے تا کہ مشترکہ مال میں ان

کے تصرفات جائز ہوسکیں۔ اور اگر باقی شرکاء اپنے ذمہ کے حقوق شرعی ادا نہ کرتے ہوں اور شراکت ختم کرنا یا شرکاء سے علیحدہ ہونا آپ کیلئے حرج ومشقت کا باعث ہوتو آپ کو شراکت کے جاری رکھنے کی اجازت ہے۔

سرمایہ

س۹۳۸: کئی سالوں سے ثقافتی شخصیات کے توسط سے ایک "کلچرل کوآپریٹو سوسائٹی" کام کر رہی ہے اس کا ابتدائی سرمایہ بعض ثقافتی شخصیات کے حصص سے تشکیل پایا تھا اس وقت ہر ایک نے ایک سو تومان دیئے تھے۔ ابتداء میں سوسائٹی کا اصل سرمایہ بہت کم تھا، لیکن اس وقت ممبران کی کثرت کی وجہ سے گاڑیوں کے علاوہ، سوسائٹی کا اصل سرمایہ ایک کروڑ اسی لاکھ تومان ہے، اور اس سرمایہ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ ممبران کے درمیان ان کے حصے کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے اور ان میں سے ہر شخص جب بھی چاہے آسانی سے اپنا حصہ واپس لے کر سوسائٹی سے اپنا حساب ختم کرسکتا ہے۔

ابھی تک نہ تو اصل سرمایہ سے خمس دیا گیا ہے اور نہ ہی نفع سے۔ کیا میں سوسائٹی کا مینیجنگ ڈائریکٹر ہونے کی حیثیت سے سوسائٹی کے اموال میں واجب ہونے والا خمس ادا کرسکتا ہوں؟ اور کیا حصہ داروں کی رضامندی شرط ہے یا نہیں؟

ج: ہر ممبر اس کے سرمایہ اور اس سے حاصل ہونے والے نفع سے اپنے حصے کا خمس ادا کرنے کا خود ذمہ دار ہے اور آپ کا خمس نکالنا حصہ داروں کی اجازت اور وکالت پر موقوف ہے۔

س۹۳۹: چند افراد نے بوقت ضرورت ایک دوسرے کو قرضہ دینے کے لئے ایک قرض حسنہ بینک قائم کیا ہے اس طرح کہ ہر ممبر نے پہلی مرتبہ اس کی تشکیل کیلئے جو رقم دی ہے اس کے علاوہ اس کیلئے، قرض حسنہ کے اصل سرمایہ میں اضافے کے لئے ہر ماہ کچھ رقم دینا ضروری ہے، لہٰذا وضاحت فرمائیں کہ ہر ممبر کس طرح خمس ادا کرے گا؟ اور جب قرض الحسنہ کا اصل سرمایہ ہمیشہ اس کے ممبروں کے پاس قرض کے طور پر ہو تو اس صورت میں خمس کی کیا شکل ہوگی؟

ج: اگر ہر ممبر نے اپنے حصہ کی رقم اپنے خمس کی تاریخ آنے کے بعد اپنے کاروبار کے منافع یا اپنی تنخواہ سے دی ہو تو اس پر خمس کا ادا کرنا واجب ہے، لیکن اگر اس نے اپنے حصہ کی رقم اثنائے سال میں دی ہو اور خمس کی تاریخ آنے پر اس کا واپس لینا ممکن ہو تو خمس کی تاریخ آنے پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے ورنہ جب تک اس رقم کا واپس لینا ممکن نہ ہو اس وقت تک اس پر خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔

س۹۴۰: کیا قرض الحسنہ بینک مستقل حقوقی شخصیت رکھتا ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا اس کو حاصل ہونے والے منافع

میں خمس ہے یا نہیں؟ اور اگر مستقل حقوقی شخصیت نہیں رکھتا تو اس کے خمس نکالنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج: اگر قرض الحسنہ بینک کا اصل سرمایہ مشترکہ طور پر چند افراد کی ذاتی ملکیت ہو تو اس سے حاصل ہونے والا فائدہ بھی ہر شخص کے حصہ کے لحاظ سے اس کی ملکیت ہوگا اور اگر اس کا حصہ اس کے سالانہ مخارج سے بچ جائے تو اس میں خمس واجب ہوگا، لیکن اگر قرض الحسنہ کا سرمایہ کسی ایک یا چند اشخاص کی ملکیت نہ ہو جیسا کہ وہ وقف عام وغیرہ کے مال سے ہو تو اس سے حاصل ہونے والے منافع میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۴۱: بارہ مومنین نے یہ طے کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک ہر ماہ ایک فنڈ میں مثال کے طور پر بیس دینار جمع کرے گا تاکہ ہر مہینے ان میں سے ایک شخص، اس رقم کو لے کر اپنی خاص ضروریات پر صرف کر لے چنانچہ آخری شخص بارہ مہینے کے بعد یہ رقم لے گا یعنی اس مدت میں جو کچھ اس نے دیا تھا (۲۴۰ دینار) وہ لے لے گا کیا اس پر خمس واجب ہے یا نہیں بلکہ اس کے مخارج میں سے شمار ہوگا اور اگر یہ شخص خمس کی سالانہ تاریخ رکھتا ہو اور جو رقم اسے ملی ہے اس کا کچھ حصہ خمس کی تاریخ آنے کے بعد بھی اس کے پاس ہو تو کیا اس حصے کیلئے خمس کا الگ سال قرار دے سکتا ہے تاکہ اس کا خمس ادا کرنا اس کیلئے ضروری نہ رہے۔

ج: فنڈ میں جمع شدہ رقم اگر ان کے دوران سال کی منفعت سے ہو تو ہر شخص اپنی باری پر جو رقم فنڈ سے حاصل کرتا ہے تاکہ اسے اپنے سال کے مخارج میں خرچ کرے اگر اس کا کچھ حصہ فنڈ سے بطور قرض اور کچھ حصہ اس رقم کے بدلے میں ہو جو اس نے اسی سال کی منفعت سے فنڈ میں جمع کرائی تھی تو اس میں خمس نہیں ہے لیکن اگر وہ گذشتہ سال کی منفعت سے ہو تو جو کچھ گذشتہ سال کی منفعت سے ہے اس پر خمس ہوگا اور اگر دونوں سالوں کی منفعت سے ہو تو ہر سال کی منفعت کا اپنا حکم ہے اور اپنے حصے کی وصول کردہ رقم جو اس نے سال کی منفعت سے فنڈ میں جمع کرائی تھی سال کے اخراجات سے بچ جائے تو اس زائد مقدار کے خمس سے بچنے کیلئے اس کیلئے الگ سال قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ سال کے عام منافع کیلئے خمس کی ایک تاریخ قرار دے اور مخارج سال سے زائد کا خمس ادا کرے۔

س ۹۴۲: میں نے مکان کرایہ پر لیا ہے اور کچھ رقم بطور رہن (ایڈوانس) مالک مکان کو دی ہے، کیا ایک سال گزر جانے کے بعد اس رقم میں خمس ہوگا؟

ج: جو رقم مالک مکان (موجر) کو بطور قرض دی ہے اگر وہ کمائی کے منافع میں سے ہو تو اس پر خمس عائد ہوتا ہے۔

س ۹۴۳: ہمیں تعمیراتی کاموں کے لئے ایک خطیر بجٹ کی ضرورت ہے اور اس کو یکمشت ادا کرنا ہمارے لئے مشکل ہے، لہٰذا ہم نے ایک تعمیراتی فنڈ قائم کیا ہے اور اس میں ہر مہینے کچھ رقم جمع کراتے ہیں اور کسی حد تک سرمایہ جمع ہونے کے بعد اسے تعمیراتی کاموں میں صرف کرتے ہیں، کیا اس جمع شدہ مال میں خمس ہے؟

ج: ہر شخص جو رقم جمع کراتا ہے اگر وہ اس کی سالانہ بچت سے ہو اور تعمیراتی کاموں میں خرچ کیے جانے تک اس کی ملکیت میں باقی رہے اور خمس کا سال پورا ہونے تک اسے تعمیراتی فنڈ سے واپس لینا ممکن ہو تو اس پر خمس واجب ہے۔

س ۹۴۴: چند سال پہلے میں نے اپنے مال کا حساب کیا اور اپنے خمس کی تاریخ مقرر کی، اس وقت میرے پاس ۹۸ بھیڑ بکریاں تھیں جن کا میں خمس نکال چکا تھا اور اسی طرح کچھ نقد رقم اور ایک موٹر سائیکل تھی لیکن چند سال سے میری بھیڑ بکریاں رفتہ رفتہ بیچنے کی وجہ سے کم ہو گئی ہیں البتہ رقم میں اضافہ ہو گیا ہے اس وقت میرے پاس ۶۰ بھیڑ بکریاں اور کچھ نقد رقم ہے، تو کیا اس رقم کا خمس نکالنا مجھ پر واجب ہے یا صرف اضافی مال کا خمس واجب ہے؟

ج: اگر موجودہ بھیڑ بکریوں اور نقد رقم کی مجموعی قیمت ۹۸ بھیڑ بکریوں اور نقد رقم کی اس مجموعی قیمت سے زیادہ ہے کہ جس کا خمس آپ ادا کر چکے ہیں تو صرف زائد مقدار میں خمس ہے۔

س ۹۴۵: ایک شخص کسی چیز (گھر یا زمین) کا مالک ہے کہ جس میں خمس ہے، تو کیا وہ اس کا خمس اپنے سال کی منفعت سے ادا کر سکتا ہے یا واجب ہے کہ پہلے وہ منافع کا خمس نکالے اور پھر اس خمس نکالی ہوئی رقم سے اس چیز (گھر یا زمین) کا خمس ادا کرے؟

ج: اگر اس کا خمس سال کی بچت سے نکالنا چاہتا ہو تو واجب ہے کہ خود اس (بچت) کا بھی خمس نکالے۔

س ۹۴۶: ہم نے شہداء کے بچوں کے لئے انہیں شہید فاؤنڈیشن سے ملنے والے ماہانہ وظیفہ اور بعض شہدا کی زرعی زمینوں اور کارخانوں کہ جو ان کی اپنی معاشی ضروریات کیلئے تھے، کی منفعت سے ایک فنڈ قائم کیا ہے جس سے بعض اوقات ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ برائے کرم فرمائیے: کیا اس منفعت اور فنڈ میں جمع شدہ رقم پر خمس واجب ہے یا جب تک وہ بڑے نہیں ہو جاتے خمس واجب نہیں ہے۔

ج: شہداء کی اولاد کو جو کچھ ان کے باپ کی طرف سے وراثت میں ملتا ہے یا جو شہید فاؤنڈیشن کی طرف سے انہیں دیا جاتا ہے اس میں خمس نہیں ہے، لیکن ان سے حاصل ہونے والے منافع میں سے جو کچھ ان کے شرعی معیار کے مطابق بالغ ہونے تک ان کی ملکیت میں باقی رہے تو احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ بالغ ہونے کے بعد ان منافع کا خمس نکالیں۔

س ۹۴۷: کیا نفع کمانے اور کاروبار کرنے میں انسان جو مال خرچ کرتا ہے، اس میں خمس ہے؟

ج: تجارت وغیرہ کے ذریعے نفع کمانے میں انسان اپنی سال کی منفعت سے جو کچھ خرچ کرتا ہے جیسے گودام میں رکھنے، حمل و نقل کی اجرت دینے، وزن کرانے اور دلالی وغیرہ کے اخراجات یہ سب سال کی بچت سے منہا کر لیا جائے گا اور ان میں خمس نہیں ہے۔

س۹۴۸: کیا اصل سرمایہ اور اس کے منافع میں خمس ہے یا نہیں؟

ج: اگر اتنی مقدار میں ہو کہ خمس ادا کرنے کی صورت میں باقی مال سے کسب کرنا آپ کی زندگی کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو یا باقی مال سے کسب کرنا آپ کی عرفی شان کے مناسب نہ ہو تو اس صورت میں خمس واجب نہیں ہے۔

س۹۴۹: اگر کسی کے پاس سونے کے سکے ہوں اور وہ نصاب تک پہنچ جائیں تو کیا اس میں زکوٰۃ ادا کرنے کے علاوہ خمس بھی ہوگا؟

ج: اگر اسے کمائی کی منفعت شمار کیا جائے تو وجوب خمس کے سلسلہ میں اس کا وہی حکم ہے جو دوسرے منافع کا ہے۔

س۹۵۰: میں اور میری زوجہ وزارت تعلیم میں کام کرتے ہیں۔ میری زوجہ اپنی تنخواہ ہمیشہ مجھے ہبہ کر دیتی ہے اور میں نے وزارت تعلیم کے ملازمین کی زرعی سوسائٹی میں کچھ رقم لگا رکھی ہے اور میں خود بھی اس کا ممبر ہوں، لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ کیا وہ رقم میری تنخواہ سے تھی یا میری اہلیہ کی تنخواہ سے، اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ میرے خمس کے سال کے آخر تک میری اہلیہ کی تنخواہ سے جمع شدہ رقم اس مقدار سے کم ہوتی ہے جتنی وہ ہر سال مجھ سے لیتی ہے، تو کیا اس مذکورہ رقم پر خمس ہے یا نہیں؟

ج: آپ نے حصص خریدنے کیلئے جو کچھ اپنی جمع شدہ تنخواہ سے دیا ہے اس میں خمس ہے اور جو کچھ آپ کی اہلیہ نے ہبہ کیا ہے اس میں خمس نہیں ہے، اور جس کے بارے میں آپ کو شک ہے کہ وہ آپ کا اپنا مال ہے یا آپ کی اہلیہ کی طرف سے ہبہ کیا ہوا اس میں بھی خمس نہیں ہے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس کا خمس نکالا جائے یا اس کے خمس کے بارے میں مصالحت کی جائے۔

س۹۵۱: جو رقم دو سال تک بینک میں بطور قرض رہی ہے، کیا اس میں خمس ہے؟

ج: کمائی کے منافع میں سے جو مقدار بچتی ہے اس میں ایک مرتبہ خمس ہے اور بینک میں قرض کے طور پر جمع کرانے سے اس کا خمس ساقط نہیں ہوتا، ہاں جس قرض کی وصولی خمس کی تاریخ تک ممکن نہ ہو جب تک اسے وصول نہ کر لے اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

س۹۵۲: جو شخص اپنے یا اپنے زیر کفالت عیال کے خرچ میں کمی کرتا ہے تا کہ کچھ مال جمع کر سکے یا کچھ رقم قرض لیتا ہے تا کہ اپنی زندگی کی پریشانیوں کو دور کر سکے، تو اگر یہ خمس کے سال کے آخر تک باقی رہے تو کیا اس میں خمس واجب ہے؟

ج: جمع شدہ منفعت اگر ضروریات زندگی میں خرچ کرنے کیلئے ہو اور مستقبل قریب۔ مثلاً خمس والے سال کے مکمل ہونے کے بعد اگر جلدی اقدام نہ کر سکے تو دو تین ماہ میں اسے ضروریات زندگی میں خرچ کر دے تو اس کا خمس نکالنا

واجب نہیں ہے اور قرض والی رقم کا خمس قرض لینے والے پر واجب نہیں ہوتا البتہ اگر قرض کو سال کے منافع میں سے قسطوں میں ادا کرے اور قرض لیا جانے والا اصل مال، خمس کا سال تمام ہونے تک اس کے پاس موجود ہو تو جتنی مقدار قسطوں میں ادا کر چکا ہے اس اصل مال سے اتنی مقدار کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۹۵۳: میں فی الحال کرایہ کے مکان میں رہتا ہوں۔ دو سال پہلے مکان بنانے کے لئے میں نے تھوڑی سی زمین خریدی تھی، اگر میں مکان کی تعمیر کے لئے روزمرہ اخراجات سے کچھ مال جمع کروں، تو کیا سال کے آخر میں اس رقم میں خمس واجب ہو جائیگا؟

ج: اگر اپنی اصلی سالانہ منفعت کو خمس کا سال ختم ہونے سے پہلے اس سامان میں تبدیل کر دیں جس کی گھر کیلئے ضرورت ہے یا آپ چاہتے ہیں سال کی اس بچت کو خمس کا سال ختم ہونے کے بعد عنقریب گھر کی تعمیر پر خرچ کر دیں، تو خمس نہیں ہے۔

س ۹۵۴: میں شادی کرنا چاہتا ہوں، اور نفع کمانے کیلئے میں نے اپنا کچھ سرمایہ یونیورسٹی کے سپرد کیا ہے کیا اس کے خمس کے سلسلے میں مصالحت کا امکان ہے؟

ج: اگر مذکورہ مال آپ کی کمائی کے منافع میں سے ہو تو خمس کا سال پورا ہونے پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے، اور جس مال میں یقینی طور پر خمس واجب ہو چکا ہو اس میں مصالحت نہیں ہو سکتی۔

س ۹۵۵: گزشتہ سال حج کمیٹی نے میرا وہ تمام سامان واسباب خرید لیا جس کی حاجیوں کے قافلوں کو ضرورت ہوتی ہے اور میں نے اس سال گرمیوں میں اپنے سامان کی قیمت (۲ لاکھ ۱۴ ہزار) وصول کی ہے اس کے علاوہ میں نے گزشتہ سال ۸۰ ہزار تومان وصول کئے تھے۔ اس بات کے پیش نظر کہ میں نے اپنے لئے خمس کی تاریخ معین کی ہوئی ہے اور ہر سال خرچ سے زائد مال میں سے خمس دیتا ہوں، نیز جس وقت میں حج کا قافلہ سالار تھا اس وقت مجھے حجاج کی خاطر ان چیزوں کی ضرورت تھی اور جب میں نے یہ چیزیں بیچی ہیں اس وقت ان کی قیمت، قیمت خرید سے بڑھ چکی تھی۔ کیا اس وقت ان کی قیمت فروخت یا جو مقدار ان کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس کا خمس نکالنا واجب ہے؟

ج: مذکورہ سامان کو اگر آپ نے مخمس مال سے خریدا ہو تو بیچنے کے بعد ان کی قیمت میں خمس نہیں ہے، ورنہ اس کا خمس نکالنا واجب ہے۔

س ۹۵۶: میں ایک دکاندار ہوں اور ہر سال اپنے نقد مال اور سامان کا حساب کرتا ہوں، چونکہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو سال کے آخر تک فروخت نہیں ہو پاتیں تو کیا سال کے آخر میں ان کو بیچنے سے پہلے ان کا خمس نکالنا واجب ہے یا یہ کہ ان کو بیچنے کے بعد ان کا خمس نکالنا واجب ہے؟ اور اگر ان چیزوں کا خمس دے دیا ہو اور پھر انہیں فروخت کیا ہو تو

آئندہ سال ان کا حساب کس طرح کرنا ہوگا؟ اور اگر انہیں نہ بیچا ہو اور ان کی قیمت میں فرق آ گیا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جن چیزوں کو نہیں بیچا ہے اور اس سال انہیں خریدنے والا کوئی گاہک نہیں آیا تو فی الحال ان کی قیمتوں کی اضافی مقدار سے خمس نکالنا واجب نہیں ہے بلکہ ان کو آئندہ بیچ کر ان سے حاصل ہونے والی منفعت اسی آئندہ سال کی منفعت شمار ہوگی، لیکن جن چیزوں کی قیمتیں بڑھ چکی ہیں اور سال کے دوران ان کو خریدنے والا بھی تھا، لیکن آپ نے زیادہ نفع کمانے کیلئے انہیں سال کے آخر تک نہ بیچا ہو تو سال کے پورا ہونے پر ان کی قیمتوں میں جس مقدار کا اضافہ ہوا ہے اس کا خمس نکالنا واجب ہے اور اس صورت میں یہ چیزیں اپنی اس قیمت کی حد تک کہ جو خمس کے سال کے تمام ہونے پر ان کی تھی اور اضافی قیمت کہ جس کا خمس نکالا جا چکا تھا آئندہ سال سے مستثنیٰ ہوں گی۔

س ۹۵۷: تین بھائیوں نے تین منزلہ مکان خریدا ہے جس کی ایک منزل میں وہ خود رہتے ہیں اور دو منزلیں کرایہ پر دے رکھی ہیں کیا ان دو منزلوں میں خمس ہوگا؟ یا ان کے مخارج میں سے شمار ہوں گی؟

ج: اگر انہوں نے یہ گھر اپنی سالانہ منفعت سے اپنی رہائش کیلئے خریدا ہے اور فی الحال مخارج زندگی کی خاطر اسے کرایہ پر دیا ہے تو خمس نہیں ہے لیکن اگر اس کی بعض منزلوں کو کرایہ پر دینے کیلئے خریدا یا مہیا کیا ہے تاکہ ان کے کرائے کو مخارج زندگی میں خرچ کر سکیں تو پھر ان منزلوں کا حکم سرمایہ والا ہے کہ جس میں خمس ہوتا ہے۔

س ۹۵۸: ایک شخص کے پاس کچھ گندم تھی جس کا وہ خمس نکال چکا تھا چنانچہ نئی فصل آنے تک وہ اسی کو استعمال کرتا رہتا اور پھر نئی فصل کو اس کی جگہ رکھ لیتا اسی طرح کئی سال گزر گئے تو کیا جس گندم کو اس استعمال شدہ گندم کی جگہ پر قرار دیتا رہا ہے اس میں خمس ہے اور اگر ہے تو کیا اس سب گندم میں ہے؟

ج: جس گندم کا خمس ادا کر چکا ہے اگر اسے خرچ کر دے تو اس کے برابر نئی گندم کو خمس سے مستثنیٰ نہیں کر سکتا لہٰذا نئی گندم سے جو کچھ مخارج سال میں خرچ ہو جائے اس میں خمس نہیں ہے لیکن جو کچھ خمس کا سال ختم ہونے پر بچ جائے اس میں خمس ہے۔

س ۹۵۹: الحمد للہ میں ہر سال اپنے مال کا خمس نکالتا ہوں، لیکن میں نے جتنے سال خمس کا حساب کیا ہے ہمیشہ اپنے حساب کے بارے میں شک کرتا رہا ہوں اس شک کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس سال کے سارے نقد مال کا حساب کرنا واجب ہے یا اس شک کی پروانہ کی جائے؟

ج: اگر آپ کا شک گزشتہ برسوں کے منافع کے خمس کے حساب کے صحیح ہونے کے بارے میں ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور آپ پر دوسری مرتبہ اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر شک یہ ہو کہ یہ منفعت سابقہ سالوں کی

منفعت ہے کہ جس کا خمس دیا جا چکا ہے یا اس سال کی منفعت ہے کہ جس کا خمس نہیں دیا ہے تو احتیاطاً آپ پر اس کا خمس نکالنا واجب ہے، مگر جب ثابت ہو جائے کہ اس کا خمس پہلے نکالا جا چکا ہے۔

س ۹۶۰: میں نے مخمس مال سے ۱۰ ہزار تومان کے ساتھ ایک قالین خریدا اور کچھ دنوں کے بعد اسے ۱۵ ہزار تومان میں بیچ دیا تو کیا ۵ ہزار تومان کہ جو مخمس مال سے زیادہ ہیں کاروبار کے منافع میں سے شمار ہونگے اور ان میں خمس ہوگا؟

ج: اگر آپ نے اسے بیچنے کے ارادے سے خریدا تھا تو قیمت خرید سے زائد وصول ہونے والی رقم کو منافع میں سے شمار کیا جائے گا اور اس میں سے جو کچھ سال کے اخراجات سے بچ جائے اس میں خمس ہوگا۔

س ۹۶۱: جس شخص نے اپنی ہر آمدنی کیلئے خمس کا الگ سال قرار دے رکھا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس آمدنی کا خمس جس کا سال پورا ہو چکا ہے، اس آمدنی سے ادا کرے جس کا سال ابھی مکمل نہیں ہوا؟ اور اگر جانتا ہو کہ ان میں سے ہر آمدنی سال کے آخر تک باقی رہے گی اور اس میں سے کچھ خرچ نہیں ہوگا تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر ایک آمدنی کا خمس دوسری آمدنی سے ادا کرنا چاہے تو اس ادا شدہ رقم کا خمس نکالنا بھی واجب ہے اور جو آمدنی سال کے آخر تک خرچ نہ ہو اس کے سلسلے میں اسے اختیار ہے کہ اس کے حاصل ہوتے ہی اس کا خمس دے دے یا خمس کے سال کے ختم ہونے کا انتظار کرے۔

س ۹۶۲: ایک شخص کے پاس دو منزلہ مکان ہے جس کی اوپر والی منزل میں وہ خود رہتا ہے اور نچلی منزل ایک شخص کو دی ہوئی ہے اور چونکہ یہ خود مقروض ہے لہٰذا اس نے اس شخص سے کرایہ لینے کے بجائے کچھ مال قرض لے لیا ہے، تو کیا اس رقم میں خمس ہوگا؟

ج: مال قرض لے کر مفت میں مکان دینے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، بہر حال جس مال کو اس نے بطور قرض لیا ہے اس میں خمس نہیں ہے۔

س ۹۶۳: میں نے ادارہ اوقاف اور وقف کے متولی سے مطب کے لئے ایک مکان ماہانہ کرایہ پر لیا ہے میری درخواست قبول کرنے کے عوض انہوں نے مجھ سے کچھ رقم بھی لی ہے تو کیا اس رقم پر خمس ہے؟ واضح رہے کہ اس وقت مذکورہ رقم میری ملکیت سے خارج ہو چکی ہے اور وہ اب مجھے کبھی نہیں ملے گی؟

ج: اگر یہ رقم پگڑی کے طور پر دی گئی ہو اور کاروبار کے منافع میں سے ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۹۶۴: ایک شخص نے بنجر زمین (بے آباد زمین) کو آباد کرنے اور اس میں پھل دار درخت لگانے کے لئے ایک کنواں کھودا تا کہ ان کے پھلوں سے استفادہ کر سکے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ درخت کئی سال بعد پھل دیں گے اور ان پر کافی سرمایہ خرچ ہوگا، اس شخص نے اب تک اس سلسلہ میں کافی رقم خرچ کی ہے کہ جس کی لاگت دس لاکھ

تومان سے بڑھ چکی ہے، لیکن اب تک وہ خمس کا سالانہ حساب نہیں رکھتا تھا، اب جب اس نے خمس ادا کرنے کے لئے اپنے اموال کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ کنویں، زمین اور باغ کی قیمت، شہروں کی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے خرچ کی گئی رقم سے کئی گنا بڑھ چکی ہے، لہٰذا اگر اس کو موجودہ قیمت کا خمس ادا کرنا پڑے تو اس کی استطاعت نہیں رکھتا، اور اگر اس کو خود زمین اور باغ وغیرہ کا خمس دینے کا حکم دیا جائے تو وہ سختی اور مشکلات کا شکار ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اس امید پر بہت مشقت اٹھائی ہے کہ وہ اپنے اور اپنے عیال کے معاشی مسائل اور اخراجات کو باغ کے پھل سے پورا کرے گا۔ اب خمس نکالنے کے بارے میں اس کا فریضہ کیا ہے؟ اور اس پر جو خمس ہے اس کا وہ کس طرح حساب کرے، تاکہ اس کیلئے اس کا ادا کرنا آسان ہو۔

ج: جس بنجر زمین کو اس نے پھلوں کا باغ لگانے کے لئے آباد کیا ہے، اس کے آباد کرنے کے اخراجات منہا کرنے کے بعد اس کا خمس دینا ہوگا اور اس سلسلہ میں اسے اختیار ہے چاہے خود زمین سے خمس دے یا اس کی موجودہ قیمت کا خمس نکالے، اسی طرح کنویں، درخت ان کی کاشت اور نشو ونما وغیرہ کی موجودہ منصفانہ قیمت میں خمس ہے لیکن یہ کہ باغ زندگی کے اخراجات کے لئے ضروری ہو اور اس کا خمس ادا کرنے کے بعد اس کی درآمد زندگی کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہو تو اس صورت میں خمس واجب نہیں ہے۔

س ۹۶۵: ایک شخص نے خمس کیلئے سال قرار نہیں دیا تھا اور اب وہ خمس نکالنا چاہتا ہے اور شادی سے آج تک وہ مقروض چلا آ رہا ہے اب وہ اپنے خمس کا کیسے حساب کرے؟

ج: اگر ماضی سے آج تک اس کو اخراجات سے کوئی بچت نہیں ہوئی تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۶۶: وقف شدہ اشیاء اور اراضی کی آمدنی اور فصلوں میں خمس وزکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

ج: وقف شدہ چیزوں پر بالکل خمس نہیں ہے اگرچہ وہ وقف خاص ہی ہوں اور ان سے حاصل ہونے والے فوائد پر بھی بالکل خمس نہیں ہے اور وقف عام سے حاصل ہونے والے فوائد میں موقوف علیہ کے قبضہ کرنے سے قبل زکوٰۃ نہیں ہے، لیکن قبضہ کرنے کے بعد وقف کے منافع میں زکوٰۃ واجب ہے، بشرطیکہ اس میں وجوب زکوٰۃ کی شرائط پائی جاتی ہوں، اور وقف خاص سے حاصل ہونے والے منافع میں اگر ہر شخص کا حصہ حد نصاب تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

س ۹۶۷: کیا چھوٹے بچوں کی کمائی کی منفعت میں بھی سہم سادات اور سہم امام ہے؟

ج: احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد اپنی کمائی کی اس منفعت کا خمس ادا کریں جو انہوں نے بلوغ سے قبل حاصل کی تھی اور بالغ ہونے تک وہ ان کی ملکیت میں باقی رہی ہے۔

س۹۶۸: کیا ان آلات پر بھی خمس ہے جو کمانے میں استعمال ہوتے ہیں؟
ج: کاروبار کے وسائل اور آلات کا حکم وہی ہے جو سرمایہ کا ہے کہ اگر وہ کمائی کی منفعت سے مہیا کئے گئے ہوں تو ان میں خمس ہے

س۹۶۹: جن ملازمت پیشہ لوگوں کے خمس کی تاریخ، سال کا آخری دن ہو اور وہ اپنی تنخواہ اس سے پانچ روز قبل لے لیں تا کہ اسے آنے والے سال کے پہلے مہینہ میں خرچ کریں تو کیا اس کا خمس دینا ہوگا؟
ج: جو تنخواہ انہوں نے سال ختم ہونے سے قبل لے لی ہو اگر اسے خمس والے سال کے آخر تک اپنے مخارج میں خرچ نہ کریں تو اس میں خمس واجب ہے۔ البتہ کچھ مبلغ کا ذخیرہ کرنا اگر اس کے اخراجات کا حصہ شمار ہو تو اس پر بھی خمس نہیں ہے۔

س۹۷۰: یونیورسٹیوں کے بہت سارے طلبہ غیر متوقع مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی زندگی کے اخراجات میں میانہ روی سے کام لیتے ہیں، جس کے نتیجے میں انہیں ملنے والے وظیفے سے ان کے پاس کافی مقدار میں پیسہ جمع ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:
اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ یہ مال انہیں وزارت تعلیم کی طرف سے ملنے والے وظیفہ میں بچت کرنے سے جمع ہوتا ہے کیا اس میں خمس ہے؟
ج: تعلیم کیلئے ملنے والی امداد میں خمس نہیں ہے۔

خمس کے حساب کا طریقہ

س۹۷۱: خمس ادا کرنے میں آئندہ سال تک تاخیر کرنے کا کیا حکم ہے؟
ج: خمس والا سال تمام ہونے کے بعد اس کے خمس کی ادائیگی کو آئندہ سال تک موخر کرنا جائز نہیں ہے اگر چہ جب بھی اسے دے دے اس کا قرض ادا ہو جائیگا لیکن خمس کا سال مکمل ہونے کے بعد جب تک اس مال کا خمس ادا نہیں کرے گا اس میں اسے تصرف کا حق نہیں ہے اور اگر خمس دینے سے قبل اس میں تصرف کرے تو اس کی خمس کی مقدار کا ضامن ہے اور اگر خود اسی مال سے کہ جس میں خمس واجب ہوا ہے اور اس نے ادا نہیں کیا کوئی چیز یا زمین وغیرہ خرید ے تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی اور خمس کے ولی امر کی اجازت پر موقوف ہوگا کہ اس کی اجازت کے بعد واجب ہے اس چیز یا زمین کی موجودہ قیمت کے لحاظ سے اس کا خمس ادا کرے۔

س ۹۷۲: میں ایسے مال کا مالک ہوں جس کا کچھ حصہ میرے پاس ہے اور کچھ قرض الحسنہ کی شکل میں دیگر اشخاص کے پاس ہے، دوسری جانب، میں رہائشی زمین خریدنے کی وجہ سے مقروض ہوں اور اس کی قیمت سے متعلق ایک چیک مجھے چند ماہ تک ادا کرنا ہے تو کیا میں موجودہ رقم (نقد اور قرض الحسنہ) میں سے زمین کا قرض نکال کر باقی رقم کا خمس دے سکتا ہوں؟ اور کیا اس زمین پر بھی خمس ہے جس کو میں نے رہائش کے لئے خریدا ہے؟

ج: جو مال آپ نے اپنی سالانہ آمدنی سے بعض افراد کو قرض دے رکھا ہے اگر خمس کا سال ختم ہونے پر اسے وصول کرنا ممکن نہ ہو تو جب تک وہ وصول نہیں ہوا اس کا خمس ادا کرنا واجب نہیں ہے اور سالانہ آمدنی سے جو کچھ آپ کے پاس ہے اس میں سے اپنے اس قرض کو ادا کر سکتے ہیں کہ جس کی ادائیگی کا وقت چند ماہ بعد پہنچے گا، لیکن اگر آپ نے اس کو سال کے دوران قرض ادا کرنے کیلئے خرچ نہیں کیا یہاں تک کہ خمس کا سال پورا ہو گیا تو پھر قرض کو اس سے استثناء کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ آپ پر اس پورے مال کا خمس دینا واجب ہے، لیکن اگر اس پورے مال یا اس کے کچھ حصے کو اپنے قرض کی ادائیگی میں خرچ کرنے کا پروگرام ہے اور اگر اس کا خمس ادا نہ کریں تو باقی ماندہ مال قرض کی ادائیگی کیلئے کافی نہیں ہوگا اور اس وجہ سے آپ کو زحمت اور مشقت کا سامنا کرنا پڑے گا تو اس صورت میں جس مقدار کو آپ قرض کی ادائیگی میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اس کا خمس نکالنا واجب نہیں ہے۔ لیکن آپ نے جو زمین دوران سال کی آمدنی سے رہائش کیلئے خریدی ہے اور آپ کو اس کی ضرورت ہو اس پر خمس نہیں ہے۔

س ۹۷۳: میں نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے تو کیا میں مستقبل میں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے موجودہ مال سے کچھ ذخیرہ کر سکتا ہوں؟

ج: سالانہ بچت اگر مستقبل قریب میں شادی کے اخراجات میں خرچ کرنے کیلئے ہو کہ اگر اس کا خمس ادا کیا جائے تو شادی کے اخراجات پورے نہیں ہو پائیں گے تو خمس نہیں ہے۔

س ۹۷۴: میں نے سال کے دسویں مہینے کی آخری تاریخ کو خمس نکالنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے تو دسویں مہینے کی تنخواہ جو مجھے ماہ کے آخر میں ملتی ہے، کیا اس پر بھی خمس ہے؟ اور تنخواہ لینے کے بعد اگر میں بقایا پیسہ (جو اپنے معمول کے مطابق ہر ماہ بچت کرتا ہوں) اپنی زوجہ کو ہدیہ کے طور پر دے دوں تو کیا اس میں بھی خمس ہوگا؟

ج: جو تنخواہ آپ نے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے لی ہے یا خمس کی تاریخ آنے سے پہلے لے سکتے تھے، اس میں سے جو کچھ سال کے خرچ سے بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے، لیکن جو پیسہ آپ نے زوجہ یا کسی دوسرے شخص کو ہدیہ کے طور پر دیا ہے اگر وہ صرف ظاہری اور خمس سے بچنے کی غرض سے نہ ہو اور عرف کی نظر میں آپ کی حیثیت کے مطابق بھی ہو تو اس پر خمس نہیں ہے۔

س۹۷۵: میرے پاس کچھ مال یا پونجی ایسی ہے جس کا خمس میں دے چکا تھا اسے میں نے خرچ کر دیا ہے اب کیا سال کے آخر میں سال کی منفعت میں سے کچھ مقدار مال کو اس خرچ شدہ مخمس مال کے بدلے خمس سے مستثنیٰ کر سکتا ہوں؟

ج: سال کے منافع میں سے کوئی چیز خرچ شدہ مخمس مال کے بدلے خمس سے مستثنیٰ نہیں کی جا سکتی۔

س۹۷۶: ایسا مال جس پر خمس نہیں ہے جیسے انعام وغیرہ، اگر سرمایہ کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو کیا خمس کا سال ختم ہونے پر ایسا کیا جا سکتا ہے کہ اسے سرمایہ سے مستثنیٰ کر کے باقی مال کا خمس نکال دیا جائے؟

ج: اس کے مستثنیٰ کرنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

س۹۷۷: تین سال قبل میں نے ایسی رقم سے دکان کھولی جس کا خمس دیا جا چکا تھا اور میرے خمس کی تاریخ شمسی سال کی آخری تاریخ یعنی عید نوروز کی شب ہے اور آج تک جب بھی میرے خمس کی تاریخ آتی ہے میں دیکھتا ہوں کہ میرا تمام سرمایہ قرض کی صورت میں لوگوں کے پاس ہے اور میں خود بھی بھاری رقم کا مقروض ہوں میری ذمہ داری بیان فرمائیں؟

ج: اگر خمس کی تاریخ آنے پر آپ کے پاس نہ اصل سرمایہ میں سے کچھ ہو اور نہ ہی منافع میں سے یا آپ کے سرمائے میں بھی اضافہ نہ ہوا ہو تو آپ پر خمس واجب نہیں ہے، اور جو چیزیں آپ نے لوگوں کو ادھار پر فروخت کی ہیں، اس سال کے منافع میں سے شمار ہوں گی جس سال ان قرضوں کو آپ وصول کریں گے۔

س۹۷۸: جب خمس کی سالانہ تاریخ آتی ہے تو ہمارے لئے دکان میں موجود مال کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے، تو اس کا حساب کیسے کریں؟

ج: جس طرح بھی ہو سکے خواہ تخمینہ کے ذریعہ ہی سہی بہر حال دکان میں موجودہ مال کی قیمت کا یقین ضروری ہے، تا کہ سال بھر کے منافع کا خمس نکالا جا سکے۔

س۹۷۹: اگر میں چند سال تک خمس کا حساب نہ کروں یہاں تک کہ میرا مال نقد بن جائے اس کے بعد سابقہ سرمایہ بڑھ جائے اور میں سابقہ اصل سرمایہ کے علاوہ باقی مال کا خمس نکالوں تو کیا اس میں کوئی اشکال ہے؟

ج: اگر خمس کی تاریخ آنے پر آپ کے اموال میں کچھ خمس تھا، اگر چہ کم ہی سہی تو جب تک وہ خمس ادا نہیں کریں گے اس وقت تک آپ کو اپنے ان اموال میں تصرف کا حق نہیں ہے اور جس مال میں خمس واجب تھا اگر آپ نے اس کا خمس ادا کرنے سے قبل خود اسی کے ساتھ خرید و فروخت کی تو خمس کی مقدار میں معاملہ فضولی ہوگا کہ جو ولی امر خمس کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

س۹۸۰: دکان دار کیلئے اپنے مال کا خمس نکالنے کا آسان ترین طریقہ کیا ہے بیان فرمائیں؟

ج: خمس کا سال ختم ہونے پر موجودہ مال اور نقد رقم کا حساب کر کے اس کی قیمت لگالے پھر اس مجموعی قیمت کا اپنے اصلی سرمایہ سے موازنہ کرے۔ جو کچھ اصل سرمایہ سے زیادہ ہوگا اسے منفعت شمار کیا جائیگا اور اس میں خمس ہوگا۔

س ۹۸۱: میں نے گذشتہ سال کے تیسرے مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے خمس والے سال کی ابتدا کے طور پر مقرر کیا تھا چنانچہ میں نے اسی تاریخ کو بینک کی طرف رجوع کیا تا کہ اپنے بینک اکاؤنٹ کی منفعت کے خمس کا حساب کر سکوں تو کیا سال بھر کے مال کے حساب کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج: آپکے خمس کے سال کی ابتداوہ دن ہے جس میں آپ کو پہلی مرتبہ ایسی آمدنی ہوئی جس کا وصول کرنا آپ کیلئے ممکن تھا اور آغاز سال کو اس سے موخر کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۹۸۲: اگر انسان گاڑی، موٹر سائیکل اور فرش جیسی ضرورت کی اشیاء کو بیچے کہ جن کا خمس ادا نہیں کیا گیا تو کیا بیچنے کے بعد فوراً ان کا خمس ادا کرنا واجب ہے؟

ج: مذکورہ چیزیں اگر ضروریات زندگی میں سے ہوں اور انہیں دوران سال کی آمدنی سے مہیا کیا گیا ہو اور دوسرے سال میں فروخت کر دیا گیا ہو تو ان کی قیمت فروخت میں خمس نہیں ہے لیکن اگر انہیں اس پیسے سے مہیا کیا ہے کہ جس پر سال گزر چکا تھا اور اس کا خمس ادا نہیں کیا گیا تھا تو ان کی قیمت خرید کا خمس ادا کرنا واجب ہے اگر چہ ان چیزوں کو فروخت نہ بھی کرے اور اگر خمس کے حساب کیلئے سال مقرر نہیں کیا تھا تو ان کی قیمت خرید کے سلسلے میں ہمارے کسی وکیل کے ساتھ مصالحت کرے۔

س ۹۸۳: جس شخص کو گھریلو استعمال کی کسی چیز جیسے فریج کی ضرورت ہے اور وہ اسے یک مشت نہیں خرید سکتا اس کے لئے ہر ماہ کچھ بچت کرتا ہے تا کہ جب ضروری رقم جمع ہو جائے تو اس سے وہ چیز خرید سکے اب جب اس کی خمس کی تاریخ آن پہنچی ہے تو کیا اس رقم میں بھی خمس ہوگا؟

ج: اس رقم کو اگر اسلئے جمع کیا ہو تا کہ مستقبل قریب (خمس کا سال ختم ہونے کے دو سے تین ماہ بعد، البتہ اگر جلد اقدام نہ کر سکے) میں اپنی ضرورت کی چیز مہیا کر سکے تو خمس نہیں ہے۔

س ۹۸۴: اگر کوئی شخص اپنے خمس کی تاریخ آنے سے پہلے اپنی کچھ آمدنی قرض کے طور پر کسی کو دے دے اور پھر خمس کی تاریخ کے چند ماہ بعد اسے وصول کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: مقروض سے قرض واپس لے لینے کے بعد اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۹۸۵: انسان جن چیزوں کو خمس کے سال کے دوران خرید تا ہے اور پھر خمس کا سال مکمل ہونے کے بعد انہیں بیچ دیتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ چیزیں اگر ضروریات زندگی میں سے ہوں اور انہیں ذاتی استفادے کیلئے خریدا ہو تو ان میں خمس نہیں ہے لیکن اگر انہیں فروخت کرنے کی نیت سے خریدا تھا اور خمس کی تاریخ آنے سے پہلے ان کا فروخت کرنا ممکن تھا تو ان کے منافع کا خمس ادا کرنا واجب ہے ورنہ جب تک انہیں فروخت نہیں کیا ان کا خمس واجب نہیں ہے اور جب انہیں فروخت کرے گا تو ان کے بیچنے سے جو منفعت حاصل ہوگی اسے فروخت والے سال کی منفعت شمار کیا جائے گا۔

س۹۸۶: اگر ملازم خمس والے سال کی تنخواہ خمس کی تاریخ کے بعد وصول کرے تو کیا اس پر خمس دینا واجب ہے یا نہیں؟

ج: اگر وہ خمس کی تاریخ آنے تک تنخواہ لے سکتا تھا تو اس کا خمس دینا واجب ہے اگرچہ اس نے نہ بھی لی ہو، ورنہ جس سال وصول کرے گا انہیں اسی سال کے منافع میں سے شمار کیا جائیگا۔

س۹۸۷: سونے کے سکے کہ جن کی قیمت ہمیشہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے کا خمس کیسے نکالا جائیگا۔

ج: اگر ان کی قیمت سے خمس نکالنا چاہتا ہے تو معیار ادائیگی والے دن کی قیمت ہے۔

س۹۸۸: اگر کوئی شخص اپنے مال کا سالانہ حساب سونے کی قیمت کے لحاظ سے کرے، مثال کے طور پر جب اس کی کل پونجی بہار آزادی والے سونے کے سو سکوں کے برابر ہوا اور وہ اس سے بیس سکے نکال دے تو اس کے پاس بہ عنوان مخمس ۸۰ سکے بچ جائیں گے اور آئندہ سال اگر سونے کے سکوں کی قیمت بڑھ جائے، لیکن اس شخص کا سرمایہ انہی ۸۰ سکوں کے برابر ہو تو کیا اس میں خمس ہے یا نہیں؟ اور کیا اس اضافی قیمت کا خمس دینا واجب ہے؟

ج: مخمس سرمایہ کے استثناء کرنے کا معیار خود وہی اصلی سرمایہ ہے پس اگر وہ سرمایہ کہ جس سے کاروبار کرتا ہے، بہار آزادی کے سونے کے سکے ہوں تو مستثنیٰ ہوں گے، اگرچہ ریال کے اعتبار سے ان کی قیمت میں گزشتہ سال کی نسبت اضافہ ہوا ہو، لیکن اگر اس کا اصلی سرمایہ نقد یا سامان ہو لیکن خمس کی تاریخ آنے پر سونے کے سکوں کے ساتھ ان کا موازنہ کر کے ان کا خمس ادا کرے تو خمس کی آئندہ تاریخ کے آنے پر صرف ان سکوں کی قیمت کو مستثنیٰ کر سکتا ہے کہ جن کا اس نے پچھلے سال حساب کیا تھا اور ان کی تعداد کو مستثنیٰ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آئندہ سال اگر سونے کے سکوں کی قیمت بڑھ جائے تو بڑھی ہوئی قیمت مستثنیٰ نہیں ہوگی، بلکہ اسے منافع میں شمار کیا جائے گا اور اس پر خمس واجب ہے۔

مالی سال کا تعین

س۹۸۹: جو شخص مطمئن ہو کہ سال کے آخر تک اس کے پاس سال بھر کی آمدنی میں سے کچھ نہیں بچے گا، اور اس کی ساری کمائی دوران سال کے مخارج زندگی میں خرچ ہو جائے گی تو کیا اس کے باوجود بھی اس پر خمس کی تاریخ معین کرنا

واجب ہے؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے جو اپنے اس اطمینان کی بنا پر کہ اس کے پاس کچھ نہیں بچے گا اپنے خمس کے سال کا تعین نہ کرے؟

ج: خمس کے سال کی ابتداء مکلف کی تعیین وحد بندی سے نہیں ہوتی، بلکہ یہ ایک امر واقعی ہے اور کھیتی باڑی کرنے والے کیلئے کھیتی کاٹنے کے وقت سے، مزدور اور ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے پہلی اجرت یا تنخواہ وصول کرنے کے وقت سے اور کاروبار کرنے والے کیلئے کاروبار شروع کرنے کے وقت سے خمس کے سال کا آغاز ہوجاتا ہے اور سال بہ سال منفعت کے خمس کا حساب کرنا کوئی الگ واجب نہیں ہے بلکہ یہ تو صرف خمس کی مقدار معلوم کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور حساب کرنا اس وقت ضروری ہوتا ہے جب وجوب خمس کا علم ہو لیکن اس کی مقدار معلوم نہ ہو لہٰذا اگر کمائی میں سے کچھ باقی نہ بچے اور سب کچھ مخارج زندگی میں خرچ ہوجائے تو خمس نہیں ہے۔

س ۹۹۰: کیا مالی سال کی ابتدا کام کا پہلا مہینہ ہے یا وہ پہلا مہینہ جس میں تنخواہ وصول کرے؟

ج: مزدوروں اور ملازمت کرنے والوں کے خمس کا سال اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن ان کو مزدوری یا تنخواہ ملتی ہے یا جس روز وہ اس کے وصول کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔

س ۹۹۱: خمس ادا کرنے کیلئے سال کی ابتدا کا کیسے تعین ہوتا ہے؟

ج: خمس کے سال کی ابتدا کیلئے اسے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ آمدنی کے حصول کی کیفیت کی بنیاد پر خود بخود معین ہوجاتی ہے مزدور اور ملازمت پیشہ افراد کے خمس کے سال کی ابتدا اس تاریخ سے ہوتی ہے جس دن ان کیلئے اپنے کام اور ملازمت کی پہلی آمدنی کا حاصل کرنا ممکن ہو اور دوکانداروں اور تاجروں کے سال کا آغاز ان کے خرید وفروخت شروع کرنے کی تاریخ سے ہوتا ہے اور کھیتی باڑی وغیرہ کرنے والے لوگوں کے سال کا آغاز پہلی فصل اٹھانے سے ہوتا ہے۔

س ۹۹۲: غیر شادی شدہ جوانوں پر جو اپنے والدین کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں، کیا خمس کی تاریخ کا معین کرنا واجب ہے؟ اور ان کے سال کی ابتدا کب سے ہوگی؟ اور اس کا کیسے حساب کریں؟

ج: اگر غیر شادی شدہ جوان کی اپنی ذاتی کمائی ہو، خواہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ خمس کی سالانہ تاریخ کو معین کرے اور سال بھر کی آمدنی کا حساب کرے تا کہ اگر سال کے آخر میں اس کے پاس کوئی چیز بچ جائے تو اس کا خمس ادا کر سکے اور خمس کے سال کا آغاز پہلی آمدنی کے حصول کے وقت سے ہوتا ہے۔

س ۹۹۳: جو میاں بیوی اپنی آمدنی کو مشترکہ طور پر گھر کی ضروریات میں خرچ کرتے ہیں کیا ان کے لئے ممکن ہے کہ مشترکہ طور پر اپنے خمس کی تاریخ کا تعین کریں؟

ج: ان میں سے ہر ایک کے لئے مستقل طور پر خمس کا سال ہے، لہذا سال کے آخر میں ان میں سے ہر ایک کے پاس تنخواہ اور سال بھر کی آمدنی سے جو کچھ بچ جائے اس پر خمس دینا واجب ہوگا۔

س ۹۹۴: میں ایک خانہ دار عورت ہوں اور امام خمینی کی مقلد ہوں میرے شوہر نے خمس کا سال قرار دے رکھا ہے اور وقت پر وہ اپنے اموال کا خمس نکالتا ہے مجھے بھی بسا اوقات آمدنی ہوتی ہے تو کیا خمس ادا کرنے کے لئے میں بھی اپنی تاریخ معین کر سکتی ہوں اور اپنے خمس کے سال کی ابتداء اس حاصل ہونے والی پہلی آمدنی سے کروں کہ جس کا میں نے خمس نہیں دیا ہے اور سال کے آخر میں گھر کے اخراجات منہا کر کے باقی کا خمس ادا کروں، اور دوران سال جو پیسہ میں زیارت کیلئے یا تحفے وغیرہ خریدنے پر خرچ کرتی ہوں کیا اس میں بھی خمس ہے؟

ج: آپ پر واجب ہے کہ خمس کے سال کی ابتداء اس دن سے کریں جس دن آپ کو سال کی پہلی آمدنی پر دسترس حاصل ہوئی ہے اور سال کے دوران کی کمائی میں سے جو کچھ آپ کے ذاتی مخارج، جیسے وہی مخارج جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے، سے بچ جائے اس میں خمس واجب ہے۔

س ۹۹۵: کیا خمس کا سال شمسی ہونا ضروری ہے یا قمری؟

ج: اس سلسلہ میں انسان کو اختیار ہے۔

س ۹۹۶: ایک شخص کا کہنا ہے کہ اس کے خمس کے سال کا آغاز، گیارہویں مہینہ سے ہوتا ہے لیکن وہ اسے بھول گیا اور خمس نکالنے سے قبل بارہویں مہینے میں اس نے اس مال سے اپنے گھر کے لئے جائے نماز، گھڑی اور کارپٹ خرید لیا اور اب وہ اپنے خمس کے سال کا آغاز ماہ رمضان کو قرار دینا چاہتا ہے اس بات کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ یہ شخص گزشتہ اور موجودہ سال کے سہم امام و سہم سادات کے ۳۸ ہزار تومان کا مقروض ہے اور انہیں قسط وار ادا کر رہا ہے، لہٰذا مذکورہ سامان (جائے نماز، گھڑی اور قالین) کے سہم امام اور سہم سادات کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

ج: خمس کے سال میں تقدیم و تاخیر صحیح نہیں ہے مگر گزشتہ مدت کے حساب کے بعد اور ولی امر خمس کی اجازت کے ساتھ، بشرطیکہ اس سے ارباب خمس کو ضرر نہ پہنچے اور جن چیزوں کو اس نے گذشتہ سال کی جمع شدہ رقم سے خریدا ہے اس رقم کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

س ۹۹۷: کیا انسان اپنے مال کے خمس کا خود حساب کر سکتا ہے پھر جو کچھ اس کے اوپر واجب ہو، اسے آپ کے وکلاء کی خدمت میں پیش کر دے؟

ج: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ولی امر خمس

س۹۹۸: امام خمینی، آپ اور بعض دیگر فقہا کی رائے کے مطابق کہ خمس کا معاملہ ولی فقیہ کے اختیار میں ہے غیر ولی فقیہ کو خمس دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: سہم امام و سہم سادات کے ادا کرنے میں اگر مقلد اپنے مرجع محترم (دامت برکاتہ) کے فتویٰ کے مطابق عمل کرے تو اس کا ذمہ بری ہو جائے گا۔

س۹۹۹: کیا امور خیریہ۔ جیسے سادات کی شادی وغیرہ۔ میں سہم سادات کا صرف کرنا جائز ہے؟

ج: سہم امام (ع) کی طرح سہم سادات کا معاملہ بھی ولی فقیہ کے اختیار میں ہے اور اگر خصوصی اجازت ہو تو مذکورہ موارد میں سہم سادات خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۰۰۰: کیا خیراتی امور جیسے یتیم خانہ یا دینی مدارس کے لئے سہم امام خرچ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ مقلد اپنے مرجع تقلید سے اجازت لے؟ یا کسی بھی مجتہد کی اجازت کافی ہے اور بنیادی طور پر کیا مجتہد کی اجازت ضروری ہے؟

ج: مجموعی طور پر سہم امام اور سہم سادات دونوں کا اختیار ولی فقیہ کو ہے لہٰذا جس کے ذمہ یا جس کے مال میں سہم امام یا سہم سادات ہو اس پر واجب ہے کہ ان دونوں کو ولی امر خمس یا اس کے مجاز وکیل کے حوالے کرے اور اگر ان کو ان کے مذکورہ موارد میں صرف کرنا چاہے تو اس سلسلہ میں پہلے اس کے لئے اجازت لینا واجب ہے اور اس کے ساتھ انسان کیلئے اس سلسلے میں اپنے مرجع تقلید کے فتویٰ کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

س۱۰۰۱: کیا آپ کے وکلاء یا ان افراد پر کہ جو شرعی رقوم کے وصول کرنے میں آپ کے وکیل نہیں ہیں، لازم ہے کہ سہم امام اور سہم سادات دینے والوں کو ان کی رسید دیں یا نہیں؟

ج: جو لوگ ہمارے محترم وکلاء یا ہمارے دفتر تک پہنچانے کی غرض سے دوسرے افراد کو شرعی رقوم دیتے ہیں وہ ان سے ہماری مہر لگی ہوئی رسید حاصل کریں۔

س۱۰۰۲: ہمارے علاقے میں موجود آپ کے وکلاء کو جب خمس دیا جاتا ہے تو بعض اوقات وہ سہم امام واپس کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ان کو آپ کی طرف سے اس کام کی اجازت ہے تو کیا اس لوٹائی ہوئی رقم کو ہم گھریلو امور میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج: جو شخص اجازت کا دعویٰ کرتا ہے اگر آپ کو اس کے پاس اجازہ ہونے کا شبہ ہو تو اس سے احترام کے ساتھ اجازہ

دکھانے کا مطالبہ کریں یا اس سے ہماری مہر لگی رسید طلب کریں اور اگر وہ اجازہ کے مطابق عمل کرے تو اس کا عمل قابل قبول ہے۔

س ۱۰۰۳: ایک شخص نے غیر مخمس مال سے ایک قیمتی جائداد خریدی اور اس کی تعمیر و مرمت پر بھی ایک خطیر رقم لگائی اور اس کے بعد اسے اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کر دیا اور قانونی طور پر اس جائداد کو اس کے نام کر دیا اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہبہ کرنے والا ابھی تک زندہ ہے تو مذکورہ شخص کے خمس کا کیا حکم ہے؟

ج: جائداد کے خریدنے اور اس کی مرمت و تعمیر میں اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے اگر وہ سال کے منافع میں سے ہو اور اسی سال اس نے اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دیا ہو، نیز عرف عام میں یہ اس کی حیثیت کے مطابق ہو تو اس پر خمس نہیں ہے، ورنہ اس جائداد میں خمس واجب ہوگا۔

سہم سادات اور سادات

س ۱۰۰۴: میری والدہ سیدہ ہیں، لہٰذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بیان فرمائیں؟

۱۔ کیا میں سید ہوں؟

۲۔ کیا میری اولاد اور میرے پوتے پرپوتے وغیرہ سید ہوں گے؟

۳۔ وہ شخص جو باپ کی طرف سے سید ہے اور جو ماں کی طرف سے سید ہے ان میں کیا فرق ہے؟

ج: سیادت کے شرعی آثار اور احکام شرعیہ کے مترتب ہونے کا معیار یہ ہے کہ سید کی نسبت باپ کی طرف سے ہو، اگرچہ ماں کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہونے والے بھی اولاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہیں۔

س ۱۰۰۵: کیا جناب عباس ابن علی علیہما السلام کی اولاد کے احکام بھی وہی ہیں جو باقی سادات کے ہیں، مثلاً جو طلاب علم اس سلسلے سے منسوب ہیں کیا وہ سادات کا لباس پہن سکتے ہیں؟ اور کیا اولاد عقیل ابن ابی طالب علیہما السلام کا بھی یہی حکم ہے؟

ج: جو شخص باپ کی طرف سے جناب عباس ابن علی ابن ابیطالب علیہما السلام سے نسبت رکھتا ہو وہ علوی سید ہے اور سارے علوی اور عقیلی سادات ہاشمی سادات میں سے ہیں، لہٰذا ہاشمی سادات کی خاص مراعات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

س ۱۰۰۶: پچھلے دنوں میں نے اپنے والد کے ایک چچازاد بھائی کے ذاتی وثیقہ (شناختی کارڈ یا ڈومیسائل) کو دیکھا ہے کہ جس میں ان کے نام کے ساتھ سید لکھا ہے، لہٰذا اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اپنے رشتہ داروں میں ہم سید مشہور ہیں اور جو وثیقہ مجھے ملا ہے وہ بھی اس بات کا قرینہ ہے، میرے سید ہونے کے بارے میں آپ کی کیا رائے

ہے؟

ج: آپ کے کسی نسبی رشتہ دار کا اس قسم کا وثیقہ، آپ کے سید ہونے کے لئے شرعی دلیل نہیں بن سکتا، لہٰذا جب تک آپ کو سید ہونے کا اطمینان یا اس کے بارے میں آپ کے پاس کوئی شرعی دلیل نہ ہو آپ پر سیادت کے شرعی احکام اور آثار مترتب نہیں ہوں گے۔

س۱۰۰۷: میں نے ایک بچے کو اپنی فرزندی میں لیا ہے اور اس کا نام علی رکھا ہے۔ جب اس کا شناختی کارڈ لینے کیلئے رجسٹریشن آفس گیا تو ان لوگوں نے میرے اس گود لئے بیٹے کو "سید" کا لقب دے دیا، لیکن میں نے اسے قبول نہیں کیا، کیونکہ اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ڈرتا ہوں۔ اب میں متردد ہوں یا تو اسے متنبہ کروں اور یا اس گناہ کا مرتکب ہو جاؤں اور جو سید نہیں ہے اس کے سید ہونے کو قبول کرلوں۔ اب میں کونسا راستہ اختیار کروں؟ برائے مہربانی میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: گود لئے بیٹے پر بیٹے کے شرعی آثار مترتب نہیں ہوتے اور جو حقیقی باپ کی طرف سے سید نہ ہو اس پر سید کے احکام و آثار جاری نہیں ہوتے، بہرحال بے سرپرست بچے کی کفالت کرنا نہایت مستحسن اور شرعاً پسندیدہ عمل ہے۔

خمس کے مصارف، اجازہ، ہدیہ اور حوزہ علمیہ کا وظیفہ

س۱۰۰۸: بعض اشخاص خود اپنی طرف سے سادات کے بجلی اور پانی کے بل ادا کر دیتے ہیں، کیا وہ ان بلوں کو خمس میں سے حساب کر سکتے ہیں؟

ج: ابھی تک جو کچھ انہوں نے سہم سادات کے عنوان سے ادا کیا ہے وہ قبول ہے لیکن مستقبل میں ادا کرنے سے پہلے ان پر اجازت لینا واجب ہے۔

س۱۰۰۹: کیا سہم امام میں سے ایک ثلث (تہائی) کو دینی کتابیں خریدنے اور تقسیم کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں گے؟

ج: اگر ہمارے مجاز وکلاء مفید دینی کتابوں کی تقسیم اور فراہمی کو ضروری سمجھیں تو وہ اس سلسلہ میں اس مال سے ایک تہائی صرف کر سکتے ہیں جس کو وہ مخصوص شرعی موارد میں صرف کرنے کے مجاز ہیں۔

س۱۰۱۰: کیا ایسی علوی سیدانی کو سہم سادات دیا جا سکتا ہے جو شادی شدہ، نادار اور اولاد والی ہو، لیکن اس کا شوہر سید نہ ہو البتہ وہ بھی نادار اور فقیر ہو؟ اور کیا وہ اس سہم سادات کو اپنی اولاد اور اپنے شوہر پر خرچ کر سکتی ہے؟

ج: اگر شوہر نادار ہونے کی بنا پر اپنی زوجہ کو نفقہ نہ دے سکتا ہو اور زوجہ بھی شرعی اعتبار سے فقیر ہو تو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے وہ سہم سادات لے کر اسے اپنے آپ پر اپنی اولاد پر یہاں تک کہ اپنے شوہر پر بھی خرچ کر سکتی ہے۔

س ۱۰۱۱: ان لوگوں کے سہم امام اور سہم سادات لینے کا کیا حکم ہے جن کی حوزوی وظیفہ کے علاوہ بھی اتنی آمدنی ہے جو ان کی زندگی کی ضروریات کے لئے کافی ہے؟

ج: جو شخص شرعی نقطہ نظر سے مستحق نہ ہو اور نہ حوزہ علمیہ کے وظیفہ کے قواعد وضوابط اس کو شامل ہوتے ہوں وہ سہم امام اور سہم سادات نہیں لے سکتا۔

س ۱۰۱۲: ایک سیدانی کہتی ہے اس کا باپ اپنے اہل وعیال کے اخراجات پورے نہیں کرتا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ مساجد کے سامنے بھیک مانگنے پر مجبور ہیں اور اس سے وہ اپنی زندگی کا خرچ نکالتے ہیں، اور اس علاقہ کے رہنے والے بھی سمجھتے ہیں کہ یہ سید پیسے والا ہے، اور بخل کی وجہ سے اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرتا تو کیا انہیں مخارج زندگی کیلئے سہم سادات دینا جائز ہے؟ اور بر فرض کہ بچوں کا والد یہ کہے کہ مجھ پر فقط طعام اور لباس واجب ہے اور دوسرے لوازمات جیسے عورتوں کی خاص چیزیں اور چھوٹے بچوں کا جیب خرچ مجھ پر واجب نہیں ہے تو کیا اُن کو ان ضروریات کے لئے سہم سادات میں سے دینا جائز ہے؟

ج: پہلی صورت میں اگر وہ اپنے باپ سے نفقہ نہ لے سکتے ہوں تو انہیں نفقہ کے لئے ضرورت کے مطابق سہم سادات میں سے دے سکتے ہیں، اسی طرح دوسری صورت میں اگر انہیں خوراک، لباس اور رہائش کے علاوہ کسی ایسی چیز کی ضرورت ہو جو ان کی حیثیت کے مطابق ہو تو انہیں سہم سادات میں سے اتنا دیا جا سکتا ہے جس سے ان کی یہ ضرورت پوری ہو جائے۔

س ۱۰۱۳: کیا آپ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ لوگ خود سہم سادات، غریب سادات کو دے دیں؟

ج: جس شخص کے ذمہ سہم سادات ہے اس پر واجب ہے کہ وہ مستحقین کو دینے کیلئے اجازت حاصل کرے۔

س ۱۰۱۴: کیا آپ کے مقلدین سہم سادات غریب سید کو دے سکتے ہیں یا ان پر واجب ہے کہ پورا خمس یعنی سہم امام اور سہم سادات آپ کے وکیل کو دیں تا کہ وہ اسے شرعی امور میں صرف کرے؟

ج: اس سلسلہ میں سہم سادات اور سہم امام میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۰۱۵: کیا شرعی حقوق (خمس، ردمظالم اور زکوٰۃ) حکومتی امور میں سے ہیں یا نہیں؟ اور جس شخص پر خمس واجب ہو کیا وہ خود مستحقین کو سہم سادات، ردمظالم اور زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

ج: دیندار اور پاکدامن فقراء کو زکات دے سکتا ہے اور ردمظالم میں احوط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے، لیکن پورے خمس کو خود ہمارے دفتر میں یا ہمارے مجاز وکیلوں میں سے کسی ایک کے پاس پہنچانا واجب ہے، تا کہ اسے ان مقررہ شرعی موارد میں صرف کیا جا سکے اور یا مستحقین کو خود دینے کیلئے اجازت حاصل کرے۔

س ۱۰۱۶: کیا وہ سادات جن کے پاس کام اور کاروبار کا ذریعہ ہے، خمس کے مستحق ہیں یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں؟

ج: اگر ان کی آمدنی عرف عام کے لحاظ سے ان کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ان کی زندگی کیلئے کافی ہو تو وہ خمس کے مستحق نہیں ہیں۔

س ۱۰۱۷: میں ایک پچیس سالہ جوان ہوں، ملازمت کرتا ہوں، اور ابھی تک کنوارا ہوں۔ میں والد اور والدہ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہوں، والد ضعیف العمر ہیں اور چار سال سے میں ہی اخراجاتِ زندگی پورے کر رہا ہوں۔ میرے والد کام کرنے کے لائق نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی آمدنی ہے۔ واضح رہے یہ میرے بس کی بات نہیں ہے کہ میں ایک طرف تو سال بھر کے منافع کا خمس ادا کروں اور دوسری طرف زندگی کے تمام اخراجات پورے کروں یہاں تک کہ میں گزشتہ برسوں کے منافع کے خمس میں سے ۱۹ ہزار تومان کا مقروض ہوں، میں نے اس کو لکھ رکھا ہے تا کہ بعد میں ادا کروں تو کیا میں سال بھر کے منافع کا خمس اپنے اقربا جیسے ماں باپ کو دے سکتا ہوں؟

ج: اگر ماں باپ کے پاس اتنی مالی استطاعت نہ ہو کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی چلا سکیں اور آپ ان کا خرچ برداشت کر سکتے ہوں تو ان کی کمک کرنا آپ پر واجب ہے اور جو کچھ آپ ان کے نفقہ پر خرچ کریں گے وہ آپ کے مخارج میں سے شمار ہوگا اور اس کو آپ اس خمس میں حساب نہیں کر سکتے جس کا ادا کرنا آپ پر واجب ہے۔

س ۱۰۱۸: میرے ذمہ سہم امام علیہ السلام کی کچھ رقم ہے کہ جسے آپ کی خدمت میں ارسال کرنا ہے، دوسری طرف یہاں ایک مسجد ہے جس کو تعاون کی ضرورت ہے، کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ یہ رقم اس مسجد کے امام جماعت کو دے دوں تا کہ وہ اسے مسجد کی تعمیر و تکمیل میں خرچ کر دیں؟

ج: دور حاضر میں حوزہ ہائے علمیہ (دینی مدارس) کو چلانے کیلئے سہم امام اور سہم سادات کی ضرورت ہے اور مسجد کی تکمیل کیلئے مؤمنین کی امداد سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

س ۱۰۱۹: اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ممکن ہے ہمارے والد نے اپنی زندگی میں اپنے مال کا مکمل خمس ادا نہ کیا ہو اور ہم نے ہسپتال بنانے کے لئے ان کی زمین سے ایک ٹکڑا ہبہ کیا ہے تو کیا اس زمین کو مرحوم کے اموال کے خمس کے طور پر شمار کیا جا سکتا ہے؟

ج: اس زمین کو خمس کے طور پر حساب نہیں کیا جا سکتا ہے۔

س ۱۰۲۰: کن حالات میں خمس دینے والے کو اس کا خمس ہبہ کیا جا سکتا ہے؟

ج: سہم امام اور سہم سادات کو بخشا نہیں جا سکتا۔

س ۱۰۲۱: اگر مثال کے طور پر ایک شخص کے پاس خمس کی سالانہ تاریخ کے آنے پر اس کے اخراجات سے ایک لاکھ روپیہ زیادہ ہو اور اس نے اس کا خمس ادا کر دیا ہو اور آنے والے سال میں نفع کی یہ رقم ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہو جائے تو کیا پچاس ہزار روپے کا خمس ادا کرے گا یا دوبارہ تمام ایک لاکھ پچاس ہزار کا خمس دے گا؟

ج: جس مال کا خمس دیا جا چکا ہو اگر وہ نئے سال میں خرچ نہ ہو اور باقی رہے تو دوبارہ اس کا خمس نہیں نکالا جائے گا اور اگر سال کے اخراجات کو سالانہ منافع اور اس مخمس مال سے مشترکہ طور پر پورا کیا گیا ہو تو سال کے آخر میں غیر مخمس سے مخمس مال کی نسبت جو باقی بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۲۲: جن دینی طلباء نے اب تک شادی نہیں کی ہے اور ان کے پاس اپنا گھر بھی نہیں ہے تو کیا ان کی اس آمدنی میں خمس ہے جو انہیں تبلیغ، کسی کام یا سہم امام سے دستیاب ہوتی ہے، یا وہ اس کے وجوب خمس سے مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے خمس کی ادائیگی کے بغیر ہی اسے شادی کے لئے جمع کر سکتے ہیں؟

ج: حوزہ ہائے علوم دینی میں درس پڑھنے والے محترم طلباء کو مراجع عظام کی طرف سے جو کچھ شرعی رقوم سے (وظیفہ) دیا جاتا ہے اس پر خمس نہیں ہے، لیکن تبلیغ اور ملازمت کی طرح کے دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی اگر خمس کی سالانہ تاریخ تک باقی ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۲۳: اگر کسی شخص کے پاس ایسی جمع پونجی ہو جو مخمس اور غیر مخمس مال سے مخلوط ہو چنانچہ کبھی وہ اس مخلوط مال سے خرچ کرتا ہو اور کبھی اس میں کچھ اضافہ کر دیتا ہو تو اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مخمس مال کی مقدار معلوم ہے کیا اس پر پورے مال کا خمس دینا واجب ہے یا صرف غیر مخمس مال کا خمس دینا واجب ہے؟

ج: اس پر صرف اس رقم کا خمس واجب ہے جو مخمس کی نسبت غیر مخمس سے بچ گئی ہے۔

س ۱۰۲۴: وہ کفن جو خریدنے کے بعد چند برسوں تک اسی طرح پڑا رہا ہو کیا اس کا خمس دینا واجب ہے، یا صرف اس کی قیمت خرید کا؟

ج: اگر کفن اس مال سے خریدا گیا ہو کہ جس کا خمس دیا جا چکا تھا تو اس کے بعد اس پر خمس نہیں ہوگا ورنہ کفن کا خمس دینا واجب ہے۔

س ۱۰۲۵: میں ایک دینی طالب علم ہوں اور میرے پاس کچھ مال تھا، اور بعض اشخاص کی مدد، سہم سادات سے

استفادہ اور قرض لے کر ایک چھوٹا سا گھر خرید ا اب وہ گھر میں نے فروخت کر دیا ہے، لہٰذا اگر اس کی قیمت پر ایک سال گزر جائے اور گھر نہ خرید سکوں تو کیا اس مال میں جو گھر خریدنے کے لئے رکھا گیا تھا خمس ہوگا؟
ج: اگر آپ نے حوزہ علمیہ کے وظیفہ، مخیر افراد کی مدد، قرض اور شرعی رقوم سے گھر خریدا تھا تو اس گھر کی قیمت میں خمس نہیں ہے۔

خمس کے متفرق مسائل

س ۱۰۲۶: میں نے ۱۹۶۲ میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کی تھی اور ان کے فتاویٰ کے مطابق حقوق شرعیہ انہیں کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ ۱۹۶۷ میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے حقوق شرعیہ اور ٹیکس کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: "خمس و زکوٰۃ، حقوق شرعیہ ہیں، لیکن ٹیکس حقوق شرعیہ میں شامل نہیں ہے"۔ اور آج جبکہ ہم اسلامی جمہوریہ کی حکومت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، حقوق شرعیہ اور ٹیکس ادا کرنے سے متعلق میرا فریضہ بیان فرمائیں؟
ج: اسلامی جمہوریہ کی حکومت کی طرف سے قوانین اور ضابطوں کے مطابق جو ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں، اگر چہ ان کا ادا کرنا ان لوگوں پر واجب ہے جو قانون کے زمرے میں آتے ہیں، اور ہر سال کا ٹیکس اسی سال کے مخارج میں سے شمار ہوگا لیکن اس ٹیکس کو سہم امام اور سہم سادات میں شمار نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان پر سال کے مخارج سے جو چیز بچ جائے اس کا خمس ادا کرنا بھی واجب ہے۔
س ۱۰۲۷: کیا حقوق شرعیہ کو ایسی کرنسی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جس کی قیمت ہمیشہ ثابت رہتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں دیگر کرنسیوں کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور کیا یہ کام شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟
ج: جس کے اوپر حقوق شرعیہ ہیں اس کے لئے یہ کام جائز ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ادا کرتے وقت حقوق شرعیہ کو ادائیگی والے دن کی قیمت کے حساب سے ادا کرے، لیکن جو شخص ولی امر کی طرف سے حقوق شرعیہ وصول کرنے کے سلسلے میں وکیل اور معتمد ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ ایک کرنسی کو دوسری کرنسی میں تبدیل کرے، مگر یہ کہ اس کو اس سلسلہ میں اجازت ہو، لیکن قیمت کا بدلتے رہنا اس کے تبدیل کرنے کا شرعی جواز فراہم نہیں کرتا۔
س ۱۰۲۸: ایک ثقافتی مرکز میں تجارت کا شعبہ کھولا گیا ہے کہ جس کا اصلی سرمایہ رقوم شرعیہ ہیں۔ مذکورہ تجارت کے شعبے کا مقصد، ثقافتی مرکز کے مستقبل کے اخراجات کو پورا کرنا ہے تو کیا اس تجارت سے حاصل ہونے والے نفع کا خمس نکالنا واجب ہے اور کیا اس خمس کو ثقافتی مرکز کے امور میں صرف کیا جا سکتا ہے؟

ج: جن حقوق شرعیہ کو مقررہ موارد میں خرچ کرنا واجب ہے ان کے ساتھ تجارت کرنا اور انہیں ان مصارف میں خرچ نہ کرنا اشکال رکھتا ہے چاہے اس تجارت کے منافع سے ثقافتی ادارے کو فائدہ پہنچانا ہی مقصود کیوں نہ ہو بالفرض اگر ان سے تجارت کی جائے تو ان سے حاصل ہونے والے منافع بھی اصلی سرمایہ کے تابع ہیں یعنی انہیں بھی اصلی سرمایہ کے مصارف میں خرچ کرنا واجب ہے اور ان میں خمس نہیں ہے البتہ اس ادارہ کو حاصل ہونے والے ہدایا سے تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس سے حاصل شدہ فوائد اور منافع میں خمس نہیں ہے بشرطیکہ اس کا سرمایہ ادارے کی ملکیت ہو۔

س ۱۰۲۹: اگر ہمیں کسی چیز کے بارے میں شک ہو کہ اس کا خمس ادا کیا ہے یا نہیں، جبکہ ظن غالب یہ ہے کہ اس کا خمس ادا کر دیا ہے تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

ج: اگر اس میں خمس کے واجب ہونے کا یقین ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کے بارے میں یقین حاصل کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۳۰: تقریباً سات سال قبل میرے ذمہ کچھ خمس تھا، ایک مجتہد کے ساتھ مصالحت کرنے کے بعد اس کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہے مگر اس کا باقی حصہ میرے ذمے ہے اور اس وقت سے لے کر اب تک میں اس کو ادا نہیں کر سکا ہوں، تو میرا فریضہ کیا ہے؟

ج: صرف ادا نہ کر سکنا، بری الذمہ ہونے کا سبب نہیں ہے، بلکہ جب بھی ادا کرنے کی قدرت ہو آپ پر اس قرض کا ادا کرنا واجب ہے، اگرچہ آہستہ آہستہ ہی سہی۔

س ۱۰۳۱: کیا میں اس رقم کو جو میں نے اس مال کے خمس کے عنوان سے نکالی تھی جس میں خمس نہیں تھا، موجودہ مال کے خمس کا جزء قرار دے سکتا ہوں؟

ج: اگر اسے اس کے مصارف میں خرچ کیا ہو تو خمس کے حالیہ قرض کے طور پر شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اگر خود وہ مال موجود ہو تو آپ اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

س ۱۰۳۲: کیا نابالغ بچوں پر بھی خمس وزکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟

ج: مال کی زکوٰۃ نابالغ پر واجب نہیں ہے، لیکن اگر اس کے مال میں خمس واجب ہو جائے (جیسے اس کا مال معدن ہو یا وہ حلال جو حرام سے مخلوط ہے) تو اس کے ولی پر اس کا خمس ادا کرنا واجب ہے، البتہ نابالغ کے مال سے حاصل شدہ منافع یا اس کی کمائی کے نفع کا خمس ادا کرنا، ولی پر واجب نہیں ہے، بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ منافع باقی ہیں تو بالغ ہونے کے بعد خود اس کا خمس ادا کرے۔

س ۱۰۳۳: اگر کوئی شخص حقوق شرعیہ، سہم امام علیہ السلام اور ان اموال کو کہ جنہیں ان کے شرعی مصارف میں خرچ کرنے کیلئے کسی مرجع کی اجازت ضروری ہوتی ہے کسی دینی ادارے پر خرچ کرے یا مسجد، دینی مدرسے یا امام بارگاہ کی عمارت پر خرچ کرے تو کیا اس شخص کو شرعی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ اس مال کو جو اس نے اپنے ذمہ واجب حقوق شرعیہ کی ادائیگی کے طور پر خرچ کیا ہے اس کو واپس لے یا اس ادارہ کی زمین کو واپس لے لے جو اس نے دے دی تھی یا اس ادارہ کی عمارت کو فروخت کردے؟

ج: اگر اس نے مدرسہ وغیرہ کی تاسیس میں اپنے ان اموال کو جن کی ادائیگی حقوق شرعیہ کی صورت میں اس پر واجب تھی، کسی مرجع تقلید کی اجازت سے اور اپنے ذمہ واجب حقوق کی ادائیگی کی نیت سے خرچ کیا ہو تو اس کو واپس لینے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی اسے اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق ہے۔

انفال

س ۱۰۳۴: کیا بلدیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ شہر کو آباد کرنے یا نیا شہر بسانے وغیرہ کے سلسلے میں ندی نہروں کی ریت اور سنگریزوں سے صرف خود استفادہ کرے اور جائز ہونے کی صورت میں اگر بلدیہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ میری ملکیت ہے تو کیا اس کے دعوے کی سماعت ہوگی یا نہیں؟

ج: بلدیہ کے لئے یہ کام جائز ہے نیز بڑی اور عام نہروں کی سطح کی ملکیت کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

س ۱۰۳۵: خانہ بدوشوں کو چراگاہوں کے تصرف کے سلسلے میں ہر قبیلے کو اپنی چراگاہ کی نسبت سے جو اولویت کا حق حاصل ہے، اگر وہ اس قصد سے کوچ کریں کہ دوبارہ اسی جگہ واپس لوٹ آئیں گے تو کیا وہ حق ختم ہوجاتا ہے؟ واضح رہے کہ یہ کوچ کرنا قدیم الایام سے رہا ہے۔

ج: انہیں اپنے چوپایوں کے لئے چراگاہ سے استفادہ کرنے کے سلسلے میں شرعی طور پر جو حق اولویت حاصل ہے وہاں سے کوچ کرنے کے بعد اس کا ثابت ہونا محل اشکال ہے اور اس سلسلہ میں احتیاط بہتر ہے۔

س ۱۰۳۶: ایک گاؤں میں چراگاہ اور زرعی زمینوں کی سخت قلت ہے اس گاؤں کے عمومی اخراجات، چراگاہوں کے گھاس کو فروخت کرکے پورے کئے جاتے تھے اور یہ سلسلہ اسلامی انقلاب کے بعد آج تک جاری رہا ہے، لیکن اب عہدیدار حضرات نے اس کام سے منع کردیا ہے، گاؤں والوں کے مادی لحاظ سے فقیر اور نادار ہونے نیز چراگاہوں

کے غیر آباد ہونے کے پیش نظر، کیا اس گاؤں کی انتظامی کمیٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گاؤں والوں کو چراگاہ کی گھاس بیچنے سے منع کر دے اور اس کو گاؤں کے عمومی اخراجات پورے کرنے کے لئے مختص کر دے؟

ج: ان عمومی اور قدرتی چراگاہوں کی گھاس کو جو شرعی طور پر کسی کی ملکیت میں نہیں ہیں، فروخت کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے، لیکن جو شخص حکومت کی طرف سے گاؤں کے امور کا انچارج ہے وہ گاؤں کی فلاح و بہبود کے لئے ان لوگوں سے کچھ رقم وصول کر سکتے ہیں کہ جنہیں وہ چراگاہ میں مویشی چَرانے کی اجازت دے۔

س ۱۰۳۷: کیا خانہ بدوش سردیوں اور گرمیوں کی ان چراگاہوں کو، کہ جہاں وہ دسیوں سال سے آتے جاتے رہے ہیں، اپنی ملکیت بنا سکتے ہیں؟

ج: ایسی قدرتی چراگاہیں جو کسی کی ذاتی ملکیت نہیں تھیں انفال اور عمومی اموال میں شامل ہیں اور ان کا اختیار ولی فقیہ کو حاصل ہے اور خانہ بدوشوں کے وہاں آنے جانے سے وہ ان کی ملکیت نہیں بن سکتیں۔

س ۱۰۳۸: خانہ بدوشوں کی چراگاہوں کی خرید و فروخت کب صحیح ہے اور کب صحیح نہیں ہے؟

ج: کسی صورت میں بھی ان غیر مملوکہ چراگاہوں کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے جو انفال اور عمومی اموال کا جز ہیں۔

س ۱۰۳۹: ہمارا کام مویشی پالنا ہے اور ہم اپنے مویشیوں کو ایک جنگل میں چراتے ہیں پچاس سال سے بھی زائد عرصہ سے ہمارا یہی پیشہ ہے اور ہمارے پاس ایک سند (وثیقہ یا رجسٹری) موجود ہے جو بتاتی ہے کہ از راہ وراثت ہم اس جنگل کے شرعی مالک ہیں یہ سند قانونی ہے اس کے علاوہ یہ جنگل حضرت امیر المومنین، حضرت سید الشہدا اور حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کے نام پر وقف ہے اور مویشیوں کے مالک سالہا سال سے اس جنگل میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس میں ان کے رہائشی گھر، زرعی زمینیں اور باغات ہیں، لیکن حال ہی میں محکمہ جنگلات والے ہمیں وہاں سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا چاہتے ہیں تو کیا وہ ہمیں اس جنگل سے باہر نکالنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

ج: وقف کا صحیح ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے اس کی شرعی ملکیت ثابت ہو، جیسا کہ ارث کے ذریعہ سے اس جنگل کا آپ کو ملنا بھی اس بات پر موقوف ہے کہ وہ اس سے پہلے مُورِّث کی شرعی ملکیت میں ہو، لہذا وہ جنگل اور قدرتی چراگاہیں جو کسی کی ملکیت میں نہیں ہیں اور اس سے پہلے انہیں کسی نے آباد نہیں کیا ہے وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں تا کہ ان کا وقف صحیح ہو یا وہ میراث قرار پائیں۔ بہر حال جنگل کا وہ حصہ جو کھیت یا رہائشی گھر وغیرہ کی صورت میں آباد ہے اور شرعی لحاظ سے ملکیت بن گیا ہے اگر وہ وقف ہو تو شرعی متولی کو اس میں تصرف کا حق ہے اور اگر وقف نہ ہو تو اس کے مالک کو اس میں تصرف کا حق ہے، لیکن جنگل و چراگاہ کا وہ حصہ جو قدرتی جنگل یا قدرتی چراگاہ کی صورت میں موجود ہے وہ انفال اور عمومی اموال میں سے ہے اور اس کا اختیار قانون کے مطابق، اسلامی حکومت کے پاس ہے۔

س ۱۰۴۰: جن مویشی پیشہ لوگوں کو اپنے جانور چرانے کی اجازت ہے کیا وہ چراگاہ سے ملحق لوگوں کے ذاتی کھیتوں میں داخل ہو کر ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر خود اور اپنے مویشیوں کو وہاں سے سیراب کر سکتے ہیں؟

ج: صرف چراگاہوں میں چرانے کی اجازت رکھنا، دوسرے اشخاص کی ملکیت والی چراگاہوں میں داخل ہونے اور ان کی ملکیت والے پانی سے استفادہ کے جواز کے لئے کافی نہیں ہے، لہٰذا مالک کی اجازت کے بغیر ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

جہاد

س ۱۰۴۱: امام معصوم علیہ السلام کی غیبت کے زمانہ میں ابتدائی جہاد کا حکم کیا ہے؟ اور کیا با اختیار فقیہ جامع الشرائط (ولی فقیہ) کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کا حکم دے؟

ج: بعید نہیں ہے کہ جب مصلحت کا تقاضا ہو تو ولی فقیہ کیلئے جہاد ابتدائی کا حکم دینا جائز ہو بلکہ یہی اقویٰ ہے۔

س ۱۰۴۲: جب اسلام خطرے میں ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر اسلام سے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہونے کا کیا حکم ہے؟

ج: اسلام اور مسلمانوں کا دفاع واجب ہے اور یہ والدین کی اجازت پر موقوف نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود جہاں تک ممکن ہو والدین کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

س ۱۰۴۳: کیا ان اہل کتاب پر جو اسلامی ملکوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں، کافر ذمی کا حکم جاری ہوگا؟

ج: جب تک وہ اس اسلامی حکومت کے قوانین و احکام کے پابند ہیں کہ جس کی نگرانی میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، اور امن و امان کے خلاف کوئی کام بھی نہیں کرتے تو ان کا وہی حکم ہے جو معاہدہ کا ہے۔

س ۱۰۴۴: کیا کوئی مسلمان کسی کافر کو خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہو یا غیر اہل کتاب سے، مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے اور چاہے اسلامی ممالک میں ہو یا غیر اسلامی ممالک میں، اپنی ملکیت بنا سکتا ہے؟

ج: یہ کام جائز نہیں ہے، لیکن جب کفار اسلامی سرزمین پر حملہ کریں اور ان میں سے کچھ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو جائیں تو اسراء کی تقدیر کا فیصلہ حاکم اسلامی کے ہاتھ میں ہے اور عام مسلمانوں کو ان کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔

س ۱۰۴۵: اگر فرض کریں کہ حقیقی اسلام محمدی کی حفاظت ایک محترم النفس شخص کے قتل پر موقوف ہے تو کیا یہ عمل ہمارے لئے جائز ہے؟

ج: نفس محترم کا خون ناحق بہانا شرعی لحاظ سے حرام اور حقیقی اسلام محمدی کے احکام کے خلاف ہے، لہٰذا یہ بے معنی بات ہے کہ اسلام محمدیؐ کا تحفظ ایک بے گناہ شخص کے قتل پر موقوف ہو، لیکن اگر اس سے مراد یہ ہو کہ انسان جہاد فی سبیل اللہ اور اسلام محمدیؐ سے دفاع کے لئے ان حالات میں قیام کرے کہ جن میں اسے اپنے قتل کا بھی احتمال ہو تو اس کی مختلف صورتیں ہیں، لہٰذا اگر انسان یہ محسوس کرے کہ مرکز اسلام خطرے میں ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسلام سے دفاع کرنے کیلئے قیام کرے، اگر چہ اس میں اسے قتل ہو جانے کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی شرائط

س ۱۰۴۶: ایسی جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا کیا حکم ہے جہاں واجب کو ترک کرنے والے یا حرام کو انجام دینے والے کی اہانت ہوتی ہو اور لوگوں کے سامنے اس کی حیثیت گھٹتی ہو؟

ج: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط و آداب کی رعایت کی جائے اور ان کے حدود سے تجاوز نہ کیا جائے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۰۴۷: اسلامی حکومت کے سائے میں، لوگوں پر واجب ہے کہ وہ صرف زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں اور اس کے دوسرے مراحل کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے عہدیداروں پر ہے، تو کیا یہ نظریہ فتویٰ ہے یا حکومت کی جانب سے حکم ہے؟

ج: یہ فقہی فتویٰ ہے۔

س ۱۰۴۸: اگر برائی کا روکنا اس بات پر موقوف ہو کہ برائی اور اس کے انجام دینے والے کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے اور رکاوٹ پیدا کرنا بھی اسے مارنے، قید میں ڈالنے، اس پر سختی کرنے یا اس کے اموال میں تصرف

کرنے۔ اگر چہ اسے تلف کرنے سے ہی ہو۔ پر موقوف ہوتو کیا حاکم کی اجازت کے بغیر نہی از منکر کیا جا سکتا ہے؟

ج: اسکی مختلف صورتیں اور موارد ہیں، عام طور پر جہاں امر بالمعروف اور نہی از منکر برائی انجام دینے والے کی جان و مال میں تصرف پر موقوف نہ ہوں تو وہاں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ تمام مکلفین پر واجب ہے، لیکن جہاں صرف زبانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کام نہ چلے بلکہ اس سے بڑھ کر کسی اقدام کی ضرورت پڑے تو اگر یہ ایسے ملک میں ہو جہاں اسلامی نظام اور حکومت موجود ہو جو اس اسلامی فریضہ کو اہمیت دیتی ہو تو یہ کام حاکم کی اجازت اور وہاں اس امر کے مخصوص عہدیداروں، پولیس اور اس کی صلاحیت رکھنے والی عدالتوں کے ساتھ ہم آہنگی پر موقوف ہوگا۔

س۱۰۴۹: جب بہت ہی اہم امور جیسے کسی شخص کی جان (نفس محترمہ کو) بچانے میں نہی از منکر ایسی مار پیٹ پر موقوف ہو جو زخمی ہونے یا کبھی قتل کئے جانے کا سبب بنے تو کیا ایسے موقعوں پر بھی حاکم کی اجازت شرط ہے؟

ج: اگر نفس محترمہ کا تحفظ اور اسے قتل ہونے سے بچانا، فوری اور ذاتی مداخلت پر موقوف ہوتو یہ جائز ہے بلکہ شرعاً واجب ہے کیونکہ جان (نفس محترمہ کو) بچانا واجب ہے اور یہ حاکم کی اجازت پر موقوف نہیں ہے اور نہ ہی اس بارے میں کسی حکم کی ضرورت ہے مگر یہ کہ نفس محترمہ کا دفاع حملہ آور کے قتل پر موقوف ہوتو اس کی مختلف صورتیں ہیں کہ بسا اوقات ان کے احکام بھی مختلف ہو سکتے ہیں۔

س۱۰۵۰: جو شخص دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہے تو کیا اس کیلئے واجب ہے کہ وہ اس پر قدرت رکھتا ہو؟ اور اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب واجب ہوتا ہے؟

ج: امر و نہی کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اچھائی (معروف) اور برائی (منکر) کو پہچانتا ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ منکر انجام دینے والا شرعی عذر کے بغیر اور جان بوجھ کر اس کو انجام دے رہا ہے۔ ایسی صورت میں اس وقت اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے جب اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اس شخص پر اثر کرنے کا احتمال ہو اور وہ خود اس سلسلہ میں ضرر سے محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ متوقع ضرر کو اور جس چیز کا امر کر رہا ہے یا جس چیز سے منع کر رہا ہے اس کی اہمیت کو آپس میں موازنہ کرے، ورنہ اس پر واجب نہیں ہے۔

س۱۰۵۱: اگر کوئی رشتہ دار گناہوں میں آلودہ ہو اور ان کی پروا نہ کرتا ہو تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر احتمال ہو کہ وقتی طور پر صلہ رحمی ترک کرنے سے وہ گناہ سے کنارہ کش ہو جائے گا تو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں ایسا کرنا واجب ہے، ورنہ قطع رحمی کرنا جائز نہیں ہے۔

س۱۰۵۲: کیا اس خوف کی بنا پر کہ اسے ملازمت سے ہٹا دیا جائے گا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا جا سکتا

ہے مثال کے طور پر اگر وہ دیکھے کہ کسی تعلیمی مرکز کا کوئی عہدیدار کہ جس کا یونیورسٹی کے جوان طلبہ کے ساتھ رابطہ ہے خلاف شرع اعمال کا مرتکب ہوتا ہے یا اس جگہ معصیت کے ارتکاب کا ماحول فراہم کرتا ہے اور اسے یہ خوف ہو کہ اگر نہی از منکر کرے تو اس صورت میں اسے ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

ج: کلی طور پر اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اقدام کرنے سے اپنے آپ پر ضرر کا خوف ہو تو وہاں اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے۔

س ۱۰۵۳: اگر یونیورسٹی کے بعض حلقوں میں نیکیاں متروک اور برائیاں معمول ہوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے حالات مناسب اور فراہم ہوں، لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا غیر شادی شدہ ہو تو کیا اس وجہ سے اس سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ساقط ہوگا یا نہیں؟

ج: جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موضوع موجود ہو اور ان کے شرائط پائے جائیں تو ان کا انجام دینا سب انسانوں کی شرعی، انسانی اور سماجی ذمہ داری ہے۔ اس میں انسان کے شادی شدہ یا کنوارے ہونے جیسے حالات کا کوئی دخل نہیں ہے اور صرف اس بنا پر کہ وہ غیر شادی شدہ ہے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔

س ۱۰۵۴: ایسا شخص جو معاشرے میں خاص مقام رکھتا ہے اور اگر چاہے تو اپنے پر اعتراض کرنے والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے اگر اس کے ارتکاب گناہ اور جھوٹ بولنے کے شواہد موجود ہوں تو کیا ہم اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے سے صرف نظر کر سکتے ہیں؟ یا ضرر کے خوف کے باوجود بھی ہمارے اوپر واجب ہے کہ اس کو اچھائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں؟

ج: اگر خوف ضرر کی وجہ عقلائی ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ آپ سے یہ ذمہ داری ساقط ہے، لیکن کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ واجب کو ترک کرنے والے اور برائی کے ارتکاب کرنے والے کے صرف مقام و مرتبے کو دیکھ کر یا اس کی طرف سے محض معمولی ضرر کے احتمال کی وجہ سے اسے امر بالمعروف اور نہی از منکر کرنے سے منصرف ہو جائے۔

س ۱۰۵۵: بعض موقعوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہوئے یہ اتفاق پیش آتا ہے کہ گناہگار شخص اسلامی احکام و واجبات کی معرفت نہ رکھنے کی وجہ سے اسلام سے بدظن ہو جاتا ہے دوسری طرف اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو وہ دوسروں کے لئے ارتکاب معاصی کا ماحول مہیا کرتا ہے، تو ایسی صورت میں ہمارا کیا فریضہ ہے؟

ج: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنے شرائط کے ساتھ احکام اسلام کے تحفظ اور معاشرہ کی سلامتی کے لئے ایک عام شرعی ذمہ داری ہے اور صرف اس خیال سے کہ اس عمل سے خود وہ شخص یا بعض دیگر لوگ اسلام سے بدظن ہو سکتے ہیں،

اس جیسی اہم ذمہ داری کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

س ۱۰۵۶: اگر مفاسد کو روکنے کے لئے حکومت اسلامی کی طرف سے مامور اشخاص اپنے فرائض کو انجام دینے میں کوتاہی کریں تو کیا اس وقت عام لوگ خود مفاسد کے سد باب کے لئے قیام کر سکتے ہیں؟

ج: وہ امور جو عدلیہ اور امن عامہ کے محکمے کی ذمہ داریوں میں آتے ہیں ان میں دیگر لوگوں کے لئے مداخلت کرنا جائز نہیں ہے، لیکن عام لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط و حدود کے اندر رہ کر اسے انجام دے سکتے ہیں۔

س ۱۰۵۷: کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں عام لوگوں پر واجب ہے کہ صرف زبان سے ہی امر و نہی کریں؟ اور اگر ان کے لئے واجب ہے کہ وہ صرف زبان سے ہی امر و نہی کرنے پر اکتفاء کریں تو یہ توضیح المسائل اور خاص کر تحریر الوسیلہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے تضاد رکھتا ہے اور اگر لوگوں کے لئے جائز ہے کہ ضرورت کے وقت دیگر اقدامات بھی کر سکتے ہوں تو کیا وہ ضرورت کے وقت ان تمام تدریجی مراتب کو اختیار کر سکتے ہیں جو تحریر الوسیلہ میں مذکور ہیں؟

ج: اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اسلامی حکومت کے دور میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراحل میں سے زبانی امر و نہی کے بعد والے مراتب کو انتظامیہ اور عدلیہ کے سپرد کیا جا سکتا ہے خصوصاً ان مواقع پر جہاں برائی کو روکنے کے لئے طاقت کے استعمال کی ضرورت ہو، مثلاً جہاں برائی انجام دینے والے کے اموال میں تصرف کرنا ہو یا اس شخص پر تعزیر جاری کرنی ہو یا اسے قید کرنا ہو وغیرہ تو یہاں پر مکلفین پر واجب ہے کہ وہ صرف زبانی امر و نہی پر اکتفا کریں اور طاقت کے استعمال کی ضرورت پڑنے پر اس امر کو انتظامیہ اور عدلیہ کے سپرد کر دیں اور یہ چیز امام خمینی کے فتاوی کے منافی نہیں ہے، لیکن جس وقت یا جس جگہ پر اسلامی حکومت کا تسلط اور حکمرانی نہیں ہے وہاں پر سب انسانوں پر واجب ہے کہ شرائط کے موجود ہونے کی صورت میں وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تمام مراتب کو ترتیب کے ساتھ انجام دیں یہاں تک کہ مقصد حاصل ہو جائے۔

س ۱۰۵۸: بعض ڈرائیور موسیقی اور گانے کی ایسی کیسٹیں چلاتے ہیں جن پر حرام کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے اور وہ نصیحت کے باوجود ٹیپ ریکارڈر بند نہیں کرتے، آپ بیان فرمائیں کہ ایسے افراد سے کیا سلوک کیا جائے اور کیا زور و طاقت کے ذریعہ سے ایسے افراد کو روکنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: جب نہی عن المنکر کے شرائط موجود ہوں تو برائی سے روکنے کے لئے زبانی نہی سے زیادہ آپ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اور اگر آپ کی بات کا اثر نہ ہو تو آپ پر واجب ہے کہ حرام موسیقی اور گانے کو سننے سے اجتناب کریں اور اگر غیر ارادی طور پر آواز آپ کے کان تک پہنچتی ہو تو آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

س ۱۰۵۹: میں ایک ہسپتال میں نرسنگ کے مقدس پیشے سے وابستہ ہوں اور کبھی کبھار بعض مریضوں کو حرام اور رکیک موسیقی کے کیسٹ سنتے ہوئے دیکھتی ہوں چنانچہ انہیں اس سے باز رہنے کی نصیحت کرتی ہوں اور جب دوبارہ نصیحت کرنے کا بھی اثر نہیں ہوتا تو ٹیپ ریکارڈر سے کیسٹ نکال کر اسے محو کر کے واپس کر دیتی ہوں۔ امید ہے مجھے مطلع فرمائیں کہ کیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

ج: حرام استعمال کو روکنے کی غرض سے کیسٹ سے باطل چیز کو محو کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ فعل کیسٹ کے مالک یا حاکم شرع کی اجازت پر موقوف ہے۔

س ۱۰۶۰: بعض گھروں سے موسیقی کی آوازیں سنائی دیتی ہیں کہ جن کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ جائز ہیں یا نہیں اور بعض اوقات ان کی آواز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ جس سے مؤمنین کو اذیت ہوتی ہے اس سلسلہ میں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: لوگوں کے گھروں کے اندر مداخلت کرنا جائز نہیں ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، موضوع کی تشخیص اور شرائط کے موجود ہونے پر موقوف ہے۔

س ۱۰۶۱: ان عورتوں کو امر و نہی کرنے کا کیا حکم ہے جن کا حجاب ناقص ہوتا ہے؟ اور اگر ان کو زبان سے امر و نہی کرتے وقت اپنی شہوت کے ابھرنے کا خوف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: نہی عن المنکر کرنا، صرف اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنے پر ہی موقوف نہیں ہے اور حرام سے اجتناب کرنا ہر شخص پر واجب ہے اور خاص کر نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے وقت۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا طریقہ

س ۱۰۶۲: بیٹے کا ماں باپ کے سلسلہ میں یا زوجہ کا شوہر کے بارے میں کیا حکم ہے جب وہ اپنے اموال کا خمس و زکوٰۃ ادا نہ کرتے ہوں؟ اور کیا بیٹا والدین کے اور زوجہ شوہر کے اس مال میں تصرف کر سکتے ہیں جس کا خمس یا زکوٰۃ نہ دیا گیا ہو اور وہ حرام سے مخلوط ہو، اور یہ چیز بھی مدنظر رہے کہ ایسے مال سے استفادہ نہ کرنے کے سلسلہ میں روایات میں بہت تاکید وارد ہوئی ہے، کیونکہ حرام مال سے روح آلودہ ہو جاتی ہے؟

ج: جب بیٹا والدین کو اور زوجہ اپنے شوہر کو نیکی ترک کرتے ہوئے اور برائی کو انجام دیتے ہوئے دیکھیں تو انہیں امر بالمعروف اور نہی از منکر کریں بشرطیکہ ان کے شرائط فراہم ہوں، البتہ ان کے اموال میں تصرف کرنے میں کوئی

مضائقہ نہیں ہے مگر جب انہیں یقین ہو کہ جس مال میں وہ تصرف کر رہے ہیں خود اسی میں خمس یا زکوۃ واجب الادا ہے تو ایسی صورت میں ان پر واجب ہے کہ ولی امر خمس و زکوۃ سے اس مقدار میں تصرف کی اجازت لیں۔

س ۱۰۶۳: جو والدین دینی فرائض پر مکمل اعتقاد نہ رکھنے کی بنا پر انہیں اہمیت نہ دیتے ہوں ان کے ساتھ بیٹے کو کیا سلوک روا رکھنا چاہیے؟

ج: بیٹے پر واجب ہے کہ والدین کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے نرم لہجہ میں ان دونوں کو نیکی کی تلقین کرے اور برائی سے منع کرے۔

س ۱۰۶۴: میرا بھائی شرعی اور اخلاقی امور کی رعایت نہیں کرتا اور آج تک اس پر کسی نصیحت نے اثر نہیں کیا ہے، جب میں اس کو اس حالت میں دیکھوں تو میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: جب وہ شریعت کے خلاف کوئی کام کرے تو واجب ہے کہ آپ اس سے ناراضگی کا اظہار کریں اور جس برادرانہ روش کو آپ مفید اور بہتر سمجھتے ہوں اس کے ذریعہ اس کو منع کرنا واجب ہے، لیکن اس سے قطع رحمی کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۶۵: ان لوگوں سے کیسے تعلقات ہونے چاہئیں کہ جو ماضی میں شراب خوری جیسے حرام افعال کے مرتکب ہوئے تھے؟

ج: معیار لوگوں کی موجودہ حالت ہے اگر انہوں نے ان چیزوں سے توبہ کر لی ہے جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے تو ان کے ساتھ معاشرت کا حکم دیگر مؤمنین کی طرح ہے لیکن جو شخص فی الحال حرام کام کا مرتکب ہوتا ہے اسے نہی عن المنکر کے ذریعہ اس کام سے روکنا واجب ہے اور اگر وہ قطع تعلقی اور اس کے ساتھ ترک معاشرت کے علاوہ کسی طرح حرام کام سے باز نہ آئے تو اس وقت نہی از منکر کے عنوان سے اس کا بائیکاٹ اور اس سے قطع تعلقی کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۶۶: اخلاق اسلامی کے خلاف مغربی ثقافت کی پے در پے یلغار اور غیر اسلامی عادتوں کی ترویج کے پیش نظر جیسے بعض لوگ گلے میں سونے کی صلیب پہنتے ہیں، یا بعض عورتیں شوخ رنگ کے مانتو (زنانہ کوٹ) پہنتی ہیں یا بعض مرد اور عورتیں بعض زیورات یا سیاہ چشمے اور ایسی خاص گھڑیاں پہنتے ہیں جو لوگوں کی توجہ کو جذب کرتی ہیں اور جن کو عرف عام میں برا سمجھا جاتا ہے اور بعض لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے بعد بھی اس پر مصر رہتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ کوئی ایسا طرز عمل بیان فرمائیں گے جو ایسے لوگوں کے لئے بروئے کار لایا جا سکے؟

ج: سونا پہننا یا اسے گردن میں آویزاں کرنا مردوں پر ہر صورت میں حرام ہے اور ایسے کپڑے پہننا بھی جائز نہیں ہے جو عرف عام میں سلائی، رنگ یا کسی اور اعتبار سے یلغار کرنے والی غیر مسلم تہذیب کی ترویج اور اس کی تقلید شمار ہو اور اسی طرح ان زیورات کا استعمال بھی جائز نہیں ہے کہ جن کا استعمال دشمنان اسلام و مسلمین کی حملہ آور ثقافت کی تقلید شمار

کیا جائے اوران چیزوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دوسروں پرواجب ہے کہ وہ زبان کے ذریعہ نہی عن المنکر کریں۔

س ۱۰۶۷: ہم بعض اوقات یونیورسٹی کے طالب علموں یا ملازموں کو برا کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ وہ مکرر ہدایت ونصیحت کے بعد بھی اس سے باز نہیں آتے بلکہ اس کے برعکس وہ اپنی برائی کو جاری رکھنے پر مصر رہتے ہیں کہ جو یونیورسٹی کے ماحول کے خراب ہونے کا سبب بنتا ہے۔ان اشخاص کو بعض مؤثر دفتری سزاؤں کو بروئے کار لاکر۔جیسے ان کی فائل میں ثبت کرنا۔روکنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: یونیورسٹی کے داخلی نظام کی رعایت کرتے ہوئے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔عزیز جوانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسئلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو سنجیدگی سے لیں اوراس کے شرائط اورشرعی احکام کو صحیح طریقہ سے سیکھیں۔ اس کوفروغ دیں اورلوگوں کونیکیوں کی طرف ترغیب دلانے اور برائیوں سے بچانے کے لئے اخلاقی اورمؤثر طریقوں کو بروئے کار لائیں،لیکن اس سے ذاتی اہداف حاصل کرنے سے بچیں۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کے سدباب بہترین طریقہ یہی ہے اللہ تعالیٰ آپ کوان کاموں کی توفیق دے جن میں اس کی رضاو خوشنودی ہے۔

س ۱۰۶۸: کیا برائی انجام دینے والے کواس کے فعل پر تنبیہ کرنے کی غرض سے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے؟

ج: سلام کا جواب دیناواجب ہےلیکن اگر عرف میں اس عمل پر نہی اور برائی سے باز رکھنا صدق کرے تو نہی عن المنکر کے قصد سے سلام کا جواب نہ دیناجائز ہے۔

س ۱۰۶۹: اگرکسی ادارے کے منتظم کے نزدیک یقینی طور پر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ان کے ادارے کے بعض ارکان غفلت سے کام لیتے ہیں یا فریضہ صلاۃ کو ترک کرتے ہیں اوران کو وعظ ونصیحت کرنے کا بھی کوئی اثر نہ ہوتو ایسے افراد کے بارے میں ان کا کیا فریضہ ہے؟

ج: انہیں مسلسل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کی تاثیر سے غافل نہیں رہنا چاہیے البتہ شرائط کا خیال رکھتے ہوئے اور جب امر بالمعروف کے اثر کی امید نہ ہوتو اگر قوانین وضوابط کے مطابق انہیں مراعات سے محروم کرناممکن ہو تو ان کے حق میں یہ قانون نافذ کیا جائے اورانہیں بتایا جائے کہ یہ محرومیت ان کے فریضہ الٰہی کی ادائیگی میں سستی اور کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متفرقہ مسائل

س ۱۰۷۰: میری بہن نے کچھ عرصہ سے ایک شخص سے شادی کی ہے جو بے نماز ہے۔ چونکہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہے لہٰذا میں اس سے گفتگو کرنے اور معاشرت پر مجبور ہوں بلکہ بعض اوقات اس کے کہنے پر بعض کاموں میں اس کی مدد بھی کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کیا شریعت کی رو سے میرے لئے اس سے گفتگو، معاشرت اور اس کی مدد کرنا جائز ہے؟ اور اس کے بارے میں میری کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اس سلسلہ میں آپ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے سوائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وہ بھی ان کے شرائط کے ہوتے ہوئے ور اگر آپ کی اس کے ساتھ معاشرت اور اس کی مدد اسے ترک نماز کی مزید ترغیب نہ دلائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۰۷۱: اگر ظالموں اور حاکمِ جور کے پاس علمائے اعلام کی آمد و رفت سے ان کے ظلم میں کمی واقع ہوتی ہو تو کیا ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: اگر ایسے حالات میں عالم پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا ظالم سے رابطہ اسے ظلم سے باز رکھنے کا سبب بنے گا یا کوئی ایسا اہم مسئلہ ہو کہ جس کیلئے ظالم کے ہاں دوڑ دھوپ کرنا ضروری ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

س ۱۰۷۲: میں نے چند سال قبل شادی کی ہے اور میں دینی امور اور شرعی مسائل کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہوں اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہوں، مگر میری زوجہ دینی مسائل کو اہمیت نہیں دیتی، بعض اوقات ہماری باہمی بحث و نزاع کے بعد وہ ایک مرتبہ نماز پڑھ لیتی ہے لیکن اس کے بعد پھر ترک کر دیتی ہے جس کا مجھے بہت دکھ ہوتا ہے ایسی صورت میں میرا کیا فریضہ ہے؟

ج: آپ پر ممکنہ طریقے سے اس کی اصلاح کے اسباب فراہم کرنا واجب ہے اور ایسی تندخوئی سے پرہیز ضروری ہے جس سے بدخلقی اور بدنظمی کی بو آتی ہو، لیکن باور کیجئے کہ دینی محفلوں میں شرکت کرنا اور دیندار گھرانوں کے یہاں آنا جانا اصلاح کے لئے نہایت مؤثر ہے۔

س ۱۰۷۳: اگر ایک مسلمان شخص، قرائن کی رو سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کی زوجہ باوجود اس کے کہ چند بچوں کی ماں ہے پوشیدہ طور پر ایسے افعال کا ارتکاب کرتی ہے جو عفت کے خلاف ہیں، لیکن اس موضوع کو ثابت کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی شرعی دلیل (مثلاً گواہی دینے کیلئے تیار گواہ) نہیں ہے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بچے اسی کے

زیر تربیت ہیں شرعاً اس عورت کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے اور وہ شخص یا اشخاص کہ جو ایسے قبیح عمل اور احکام خدا کے برخلاف افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، اگر پہچان لئے جائیں تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ واضح رہے کہ ان کے خلاف ایسی دلیلیں نہیں ہیں جنہیں شرعی عدالت میں پیش کیا جاسکے؟

ج: سوء ظن اور ظنی قرائن وشواہد سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اگر حرام فعل کا ارتکاب ثابت ہوجائے تو اسے وعظ و نصیحت اور نہی عن المنکر کے ذریعہ روکنا واجب ہے اور اگر نہی عن المنکر کا کوئی اثر نہ ہوتو دلائل کے موجود ہونے کی صورت میں عدلیہ سے رجوع کرسکتا ہے۔

س ۱۰۷۴: کیا لڑکی کے لئے جائز ہے کہ وہ جوان لڑکے کو نصیحت اور راہنمائی کرے اور شرعی مسائل کا خیال رکھتے ہوئے درس وغیرہ میں اس کی مدد کرے؟

ج: مفروضہ صورت میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن شیطانی وسوسوں اور فریب سے پرہیز ضروری ہے اور اس سلسلہ میں شریعت کے احکام ۔ جیسے اجنبی کے ساتھ تنہائی میں نہ ہونا ۔ کی رعایت کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۷۵: مختلف اداروں اور دفاتر کے ان ماتحت ملازمین کی ذمہ داری کیا ہے جو کبھی کبھی اپنے کام کی جگہ پر اپنے افسران بالا کو اداری اور شرعی قوانین کی مخالفت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں؟ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ اگر وہ نہی عن المنکر کرے گا تو اسے افسران بالا کی طرف سے نقصان پہنچے گا تو کیا اس شخص کی ذمہ داری ختم ہوجائے گی؟

ج: اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط موجود ہوں تو انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے ورنہ اس سلسلہ میں ان کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر انہیں ضرر کا خوف ہو تو بھی ان کی ذمہ داری ساقط ہے۔ یہ اس جگہ کا حکم ہے جہاں اسلامی حکومت کا نظام نافذ نہ ہو، لیکن جہاں ایسی اسلامی حکومت ہے جو اس الٰہی فریضہ کو اہمیت دیتی ہے تو اس وقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عاجز شخص پر واجب ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت نے جو مخصوص ادارے قائم کئے ہیں ان کو اطلاع دے اور فاسد ومفسد جڑوں کی بیخ کنی تک چارہ جوئی جاری رکھے۔

س۱۰۷۶: اگر کسی ادارہ کے بیت المال میں مسلسل غبن ہو رہا ہو اور ایک شخص خود کو اس لائق سمجھتا ہو کہ اگر یہ ذمہ داری اس کے سپرد کردی جائے تو اس کی اصلاح کرسکے گا، لیکن یہ ذمہ داری اسے اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک وہ اسے لینے کے لئے بعض مخصوص افراد کو رشوت نہ دے تو کیا بیت المال کو غبن سے بچانے کے لئے رشوت دینا جائز ہے؟ در حقیقت یہ بڑی بدعنوانی کو چھوٹی بدعنوانی کے ذریعہ ختم کرنا ہے؟

ج: جو اشخاص اس بات سے باخبر ہیں کہ شریعت کی مخالفت ہو رہی ہے ان پر واجب ہے کہ وہ نہی عن المنکر کے شرائط و

ضوابط کا لحاظ کرتے ہوئے نہی عن المنکر کریں اور رشوت دینا یا کوئی اور غیر قانونی طریقہ اختیار کرنا اگر چہ مفاسد کو روکنے کیلئے ہی ہو جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر یہ چیزیں اس ملک میں فرض کی جائیں جہاں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں پر کسی کے صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عاجز ہونے کی بنا پر لوگوں کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ان پر واجب ہے کہ متعلقہ محکموں کو اس کی اطلاع دیں اور اس سلسلہ میں چارہ جوئی کرتے رہیں۔

س ۱۰۷۷: کیا منکرات، نسبی امور میں سے ہیں تا کہ یونیورسٹیوں کے موجودہ ماحول کا ان سے فاسد تر ماحول سے موازنہ کیا جا سکے اور اس طرح بعض برائیوں سے نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا جائے اور ان سے نہ روکا جائے، اس لئے کہ ان کو دیگر منکرات کی نسبت حرام اور منکر قرار نہیں دیا جاتا۔

ج: منکرات کے درمیان اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ سب منکر ہیں البتہ ممکن ہے بعض برے افعال کی حرمت دیگر برے افعال کی حرمت سے زیادہ ہو بہر حال جس شخص کیلئے نہی از منکر کے شرائط کا وجود ثابت ہو جائے اس کی یہ شرعی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے اسے ترک کرنا جائز نہیں ہے اور اس سلسلہ میں برے افعال کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نہ ہی یونیورسٹی کے ماحول اور کسی دوسرے ماحول میں فرق ہے۔

س ۱۰۷۸: الکحل والے ایسے مشروبات۔ جو ان غیر ملکی ماہرین کے پاس پائے جاتے ہیں جو اسلامی ممالک کے بعض اداروں میں ملازمت کرتے ہیں اور وہ ان مشروبات کو اپنے گھروں میں یا ان جگہوں پر پیتے ہیں جو ان کے لئے مخصوص ہیں۔ کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح ان کے سؤر کا گوشت لانے اور اسے کھانے کا کیا حکم ہے؟ نیز ان کا عفت اور انسانی اقدار کے خلاف اعمال کا ارتکاب کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور کارخانوں کے ذمہ داروں اور ان کے ساتھ رابطہ رکھنے والوں کا کیا حکم ہے؟ اور اگر متعلقہ ادارے اور کارخانوں کے عہدیدار اطلاع کے بعد بھی اس بارے میں کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ کریں تو ہمیں کیا موقف اختیار کرنا چاہیے؟

ج: ذمہ دار حکام پر واجب ہے کہ ان لوگوں کو کھلے عام شراب خوری اور حرام گوشت کھانے جیسے امور سے منع کریں، لیکن جو امور عفت عامہ کے منافی ہیں انہیں ایسے امور کے انجام دینے کی بالکل اجازت نہیں دینی چاہئے۔ بہر حال متعلقہ حکام کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب چارہ جوئی کریں۔

س ۱۰۷۹: بعض برادران امر بالمعروف اور نہی از منکر اور وعظ و نصیحت کرنے کیلئے ایسے مقامات پر جاتے ہیں جہاں ممکن ہے بے پردہ عورتیں ہوں تو چونکہ وہ امر بالمعروف کرنے کیلئے وہاں گئے ہیں ان کیلئے بے پردہ عورتوں کی طرف دیکھنا جائز ہے؟

ج: پہلی نگاہ اگر بغیر ارادے کے ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے، لیکن جان بوجھ کر چہرے اور کلائیوں تک دونوں ہاتھوں کے

علاوہ باقی جسم پر نظر کرنا جائز نہیں ہے، اگر چہ مقصد امر بالمعروف ہی کیوں نہ ہو۔

س ۱۰۸۰: ان مؤمن جوانوں کا کیا فریضہ ہے جو مخلوط نظام تعلیم والی بعض یونیورسٹیوں میں برے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں؟

ج: ان پر واجب ہے کہ خود کو برائیوں میں ملوث ہونے سے بچاتے ہوئے اگر شرائط موجود ہوں اور وہ قدرت رکھتے ہوں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو انجام دیں۔

حرام معاملات

نجس اشیاء کا کاروبار

س ۱۰۸۱: کیا جنگلی سؤروں کی خرید و فروخت جائز ہے جنہیں شکار کا محکمہ یا علاقے کے کسان اپنے کھیتوں کو محفوظ رکھنے کے لئے شکار کرتے ہیں تا کہ ان کا گوشت پیک کر کے غیر اسلامی ممالک میں برآمد کر دیا جائے؟

ج: انسانی خوراک کی غرض سے سؤر کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اگر چہ غیر مسلم کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر جانوروں کی خوراک یا اس کی چربی سے صابن بنانے جیسے عقلائی اور قابل اعتناء حلال فوائد حاصل کئے جائیں تو اس کی خرید و فروخت بلا مانع ہے۔

س ۱۰۸۲: کیا سؤر کے گوشت کو پیک کرنے والے کارخانے، نائٹ کلب اور بدکاری کے مراکز میں کام کرنا جائز ہے؟ اور اس کام سے حاصل آمدنی کا کیا حکم ہے؟

ج: حرام امور میں نوکری کرنا شرعاً جائز نہیں۔ جیسے سور کا گوشت بیچنا، شراب بیچنا یا نائٹ کلب، فساد و بدکاری کے اڈے، جوا خانے اور شراب خانے جیسے مراکز بنانا اور چلانا حرام ہے ایسے مراکز سے حاصلہ درآمد حرام ہے ان کاموں کے بدلے ملنے والی اجرت کا انسان مالک نہیں ہوتا۔

س ۱۰۸۳: کیا سؤر کا گوشت، شراب، یا کھانے کی کوئی بھی حرام چیز کا ایسے افراد کو فروخت کرنا یا تحفہ دینا جائز ہے جو اس چیز کو حلال سمجھتے ہوں؟

ج: اشیاء خورد و نوش جو حلال نہیں ہیں کھانے پینے کی غرض سے ان کی خرید و فروخت اور انہیں تحفے میں دینا جائز نہیں ہے۔ یا انسان کو علم ہو کہ خریدار ان اشیاء کو کھانے پینے کے لئے لینا چاہتا ہے تب بھی ان کی خرید و فروخت جائز نہیں اگر چہ وہ انہیں حلال ہی کیوں نہ سمجھتا ہو۔

س ۱۰۸۴: ہمارا ایک یوٹیلیٹی اسٹور ہے جس میں کھانے پینے اور استعمال کی دیگر اشیاء فروخت ہوتی ہیں ان اشیاء میں سے بعض چیزیں مردار یا حرام اشیاء سے بنی ہوتی ہیں اس اسٹور سے حاصل شدہ آمدنی کا کیا حکم ہے۔ جسے سال کے اختتام پر شراکت داروں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

ج: ایسی اشیاء جن کا کھانا پینا حرام ہے ان کی خرید و فروخت حرام اور باطل ہے اسی طرح اس سے حاصلہ درآمد بھی حرام ہے اس رقم کو شراکت داروں پر تقسیم کرنا جائز نہیں ہے اگر اسٹور کی رقم مذکورہ رقم سے مخلوط ہو جائے تو اس کا حکم ایسے مال جیسا ہے جو حرام میں مخلوط ہو گیا ہو جس کی مختلف اقسام ہیں جو رسالہ توضیح المسائل میں درج ہیں۔

س ۱۰۸۵ اگر کوئی مسلمان ایک غیر اسلامی ملک میں ہوٹل کھولے جس میں بعض حرام کھانے اور شراب کو فروخت کرنے پر مجبور ہو کیوں کہ اگر وہ ان اشیاء کو فروخت نہیں کرے تو کوئی خریدار اس کے پاس نہیں آئے گا کیونکہ وہاں کے اکثر لوگ عیسائی ہیں جو شراب کے بغیر کھانا نہیں کھاتے اور ایسے ہوٹل میں نہیں جاتے جہاں ان کو شراب پیش نہ کی جائے تو اب اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ مذکورہ تاجر ان حرام اشیاء سے حاصلہ آمدنی کو شرعی حاکم تک پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: غیر اسلامی ممالک میں ہوٹل اور ریسٹورینٹ کھولنا جائز ہے لیکن حرام غذا اور شراب فروخت کرنا جائز نہیں ہے چاہے خریدار ان اشیاء کو حلال سمجھتا ہو۔ شراب اور حرام غذا کی قیمت لینا جائز نہیں ہے اگر چہ حاکم شرع کو دینے کی نیت رکھتا ہو۔

س ۱۰۸۶: وہ سمندری حیوانات جن کا کھانا حرام ہے اگر پانی سے زندہ نکالے جائیں تو کیا وہ مردار کا حکم رکھتے ہیں؟ اور ان کا خریدنا اور بیچنا حرام ہے؟ کیا ان کا انسان کی غذا کے مقصد کے علاوہ فروخت کرنا جائز ہے؟ (مثلاً صنعت، پرندوں اور حیوانات کی غذا کے طور پر استعمال کیا جائے)؟

ج: اگر وہ مچھلی کی اقسام میں سے ہو اور پانی سے زندہ نکالنے کے بعد پانی کے باہر مر جائے تو مردار کے حکم میں نہیں ہے بہر حال وہ چیزیں جن کا کھانا حرام ہے انہیں کھانے کے لئے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر چہ خریدار اسے حلال سمجھتا ہو۔ ہاں اگر کھانے کے علاوہ عقلاء کے نزدیک اس کے دیگر حلال فوائد ہوں جیسے طبی اور صنعتی فوائد یا حیوانات اور پرندوں کی غذا فراہم کرنا وغیرہ ہوں تو ان کا بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔

س ۱۰۸۷: کیا ایسی غذاؤں کی نقل وحمل جائز ہے جس میں غیر شرعی طور پر ذبح کیا ہو گیا گوشت بھی شامل ہو؟ اور کیا مذکورہ غذائیں پہنچانے کے حکم میں اسے حلال سمجھنے والوں اور دوسروں میں فرق ہے یا نہیں؟

ج: غیر شرعی طور پر ذبح شدہ گوشت کو نقل وحمل کرنا اگر کھانے کے لئے ہو تو جائز نہیں، اور ایسے گوشت کے کھانے کو جائز سمجھنے اور نہ سمجھنے والے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۰۸۸: کیا ایسے شخص کو خون فروخت کرنا جائز ہے جو اس سے فائدہ اٹھائے؟

ج: اگر جائز وعقلائی غرض کے لئے ہو تو صحیح ہے۔

س ۱۰۸۹: کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ حرام اشیاء کو یعنی ایسی غذا جو سوٴر کے گوشت یا مردار پر مشتمل ہو یا کافر ملکوں میں الکحل والے مشروبات کو غیر مسلمین کو فروخت کرے؟ اور مندرجہ ذیل صورتوں میں اس کا کا کیا حکم ہے؟

الف: اگر مسلمان ان غذاؤں اور الکحل مشروبات کا نہ تو مالک ہو اور نہ ہی کوئی اجرت اس فروخت کے عوض اسے حاصل ہو بلکہ اس کا کام مذکورہ اشیاء کو حلال چیزوں کے ساتھ گاہک کے سامنے پیش کرنا ہے؟

ب: اگر غیر مسلم کے ساتھ شریک ہو اور مسلمان حلال کا مالک ہو اور غیر مسلم حرام غذاؤں اور الکحل کے مشروبات کا مالک ہو اور دونوں میں سے ہر ایک اپنے مال سے منافع حاصل کریں۔؟

ج: اگر ایسی جگہ کام کرتا ہے جہاں حرام غذا اور الکحل والے مشروبات فروخت کئے جاتے ہیں اور وہ مقرر اجرت لیتا ہو، اب چاہے وہ دوکان مسلمان کی ہو یا غیر مسلمان کی؟

د: اگر ایک مسلمان حرام غذائیں یا الکحل والے مشروبات بیچنے کی جگہ پر ملازم یا شریک کے طور پر کام کرتا ہو لیکن بلا واسطہ طور پر ان اشیاء کی خرید وفروخت سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو اور نہ ہی یہ اشیاء اسکی ملکیت ہوں بلکہ اس کا کام غذاؤں کا فراہم کرنا اور اسے فروخت کرنا ہے۔ اس صورت میں اس کے کام کا کیا حکم ہے؟ جبکہ وہ جانتا ہے کہ مشروبات کے خریدار اسی مقام پر مشروبات نوش نہیں کرتے؟

ج: نشہ آور الکحل والے مشروبات اور حرام غذاؤں کا پیش کرنا اور بیچنا، اس دوکان میں کام کرنا، ان کے بنانے، خریدنے اور بیچنے مین شریک ہونا اور مذکورہ امور انجام دینے میں دوسروں کی اطاعت کرنا شرعاً حرام ہے۔ ایسا شخص چاہے روزانہ کے ملازم کے طور پر ہو یا سرمائے میں شریک ہو۔ اور خواہ فقط الکحل والی نشہ آور مشروبات اور حرام غذائیں پیش کی جاتی اور بیچتی جاتی ہوں یا انہیں حلال غذاؤں کے ساتھ بیچا جاتا ہو اور چاہے انسان اجرت اور منفعت کے لئے یا مفت و بلا معاوضہ کام کرتا ہو اور اس لحاظ سے بھی کوئی فرق نہیں کہ اس کام کا مالک یا شریک مسلمان ہو یا غیر مسلمان نیز یہ چیزیں مسلمان تک پہنچائی جائیں یا غیر مسلمان تک، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حرام غذاؤں کو

کھانے کی غرض سے بنانے، خریدنے اور بیچنے سے مکمل طور پر اجتناب کرے ایسے ہی نشہ آور الکحل مشروبات کے بنانے، خریدنے اور بیچنے سے اجتناب واجب ہے نیز مذکورہ طریقوں سے مال کمانے سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

س ۱۰۹۰: کیا شراب کو لانے، لے جانے والی گاڑیوں کی مرمت سے کسب معاش کرنا جائز ہے؟

ج: اگر گاڑیاں شراب کی حمل ونقل (لانے، لے جانے) کے لئے مخصوص ہوں تو ان کی مرمت کرنا صحیح نہیں ہے۔

س ۱۰۹۱: ایک ایسی تجارتی کمپنی جس کی غذائی اشیاء فروخت کرنے کی متعدد برانچیں ہیں لیکن ان اشیاء خورد ونوش میں سے بعض اشیاء شرعاً حرام ہیں (مثلاً غیر شرعی طریقہ سے ذبح شدہ گوشت جو کہ بیرون ملک سے آیا ہو) اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کمپنی کے مال میں مال حرام بھی شامل ہے کیا اس کمپنی کی دکانوں سے روزمرہ کی ضروری اشیاء خریدنا جائز ہے؟ جبکہ وہاں حلال اور حرام دونوں اشیاء بکتی ہیں اور اگر جائز فرض کر لیں تو کیا ادا شدہ رقم سے باقی پیسے لینا جائز ہیں؟ اور کیا اس باقی واپس کی گئی رقم کے لئے حاکم شرعی سے اجازت کی ضرورت ہے؟ اس لئے کہ یہ مال اب نامعلوم مالک کی ملکیت کا حکم رکھتا ہے اور اگر اجازت لینا ضروری ہو تو کیا آپ ایسے شخص کو اس کی اجازت دیتے ہیں جو اپنی ضرورت کی اشیاء مذکورہ مقامات سے خریدتا ہو؟

ج: کمپنی کے مال میں اجمالی طور پر مال حرام کا علم ہونا اس بات کا سبب نہیں بنتا کہ وہاں سے ضرورت کی اشیاء نہ خریدی جائیں جب تک کہ کمپنی کے تمام اموال خریدار کے لئے مورد ابتلاء نہ ہوں لہٰذا ہر انسان کے لئے ایسی کمپنی سے ضرورت کی اشیاء خریدنے اور اسی طرح باقی ماندہ پیسے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ کمپنی کے تمام اموال خریدار کے لئے محل ابتلاء نہ ہوں اور جب تک اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ بعینہ کمپنی سے خریدی گئی غذاء وسامان میں حرام مال موجود ہے۔ اور ایسی صورت میں باقی ملنے والی رقم اور خریدے گئے سامان میں تصرف کے لئے حاکم شرع کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

س ۱۰۹۲: آیا غیر مسلمین کے مردوں کو جلانے کا کام انجام دینا جائز ہے؟ اور اس کے عوض اجرت لی جاسکتی ہے؟

ج: غیر مسلمین کے مردوں کو جلانے کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا اس کام میں کوئی حرج نہیں اور اجرت لینا بھی جائز ہے۔

کسب معاش کے متفرق مسائل

س ۱۰۹۳: وہ شخص جو کام کرنے پر قادر ہو کیا اس کے لئے دوسروں سے بھیگ مانگ کر زندگی گزارنا صحیح ہے؟

ج: صحیح نہیں ہے۔

س ۱۰۹۴: آیا خواتین کے لئے سونے کی مارکیٹ میں جواہر بیچ کر کسب معاش کرنا جائز ہے؟

ج: حدود شرعیہ کی مراعات کرتے ہو بلا مانع ہے۔

س ۱۰۹۵: کیا گھروں کی آرائش کرنے (ڈیکوریشن) کا کام اگر اسے حرام کاموں کے لئے استعمال کیا جائے صحیح ہے۔ خاص طور پر اگر بعض کمروں کو بت پرستی کے لئے استعمال کیا جائے؟ اور کیا ایسے بڑے ہال تعمیر کرنا صحیح ہے جنہیں احتمالاً رقص وغیرہ جیسے ناجائز کاموں میں استعمال کیا جائے گا؟

ج: اگر حرام کاموں میں استعمال کے لئے نہ ہو تو گھروں کی آرائش کرنے کے کام میں کوئی حرج نہیں ہے۔لیکن بت پرستی والے کمرے کو سجانا، اسے مرتب کرنا اور بت کے رکھنے کی جگہ معین کرنا شرعاً صحیح نہیں ہے اور محض حرام کاموں میں استعمال کے احتمال کی بناء پر۔ بڑے ہال کی تعمیر میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر ہال کی تعمیر کا مقصد ہی حرام کاموں کے لئے ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۹۶: کیا ایسی عمارت تعمیر کرنا جائز ہے جہاں قید خانہ اور پولیس اسٹیشن بھی تعمیر میں شامل ہو اور اس عمارت کو ظالم حکومت کو دے دیا جائے؟ کیا ایسی عمارت کے تعمیراتی کاموں میں شمولیت جائز ہے؟

ج: مذکورہ خصوصیات کے ساتھ عمارت تعمیر کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر اسے ظالم عدالتوں کے لئے نہ بنایا گیا ہو اور نہ ہی اسے لوگوں کو قید کرنے کے لئے تعمیر کیا گیا ہو اور بنانے والے کی نظر میں بھی عام طور پر اسے ان کاموں میں استعمال نہ کیا جاتا ہو، اس صورت میں اس کی تعمیر کرنے پر اجرت لینا جائز ہے۔

س ۱۰۹۷: میرا روزگار تماشا بین لوگوں کے سامنے (Bull fighting) بیل کے ساتھ لڑنا ہے۔لوگ مجھے تماشا دکھانے کے بدلے ہدیہ کے عنوان سے کچھ پیسے دیتے ہیں کیا یہ کام بذاتِ خود جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا حاصل شدہ رقم حلال ہے یا نہیں؟

ج: مذکورہ عمل شرعاً مذموم ہے لیکن اگر تماشا دیکھنے والے اپنی مرضی اور اختیار سے بطور ہدیہ پیسہ دیں اور ان پر اس کی شرط نہ رکھی گئی ہو تو اس صورت میں پیسہ لینا جائز ہے البتہ شرط رکھ کر پیسہ لینا جائز نہیں ہے۔

س ۱۰۹۸: بعض لوگ فوج کا مخصوص (لباس فوجی وردیاں) فروخت کرتے ہیں کیا مذکورہ لباس ان سے خریدنا اور پہننا جائز ہے؟

ج: اگر اس بات کا احتمال ہو کہ انہوں نے یہ وردیاں شرعی طریقہ سے حاصل کی ہیں یا ان کے فروخت کرنے کی اجازت رکھتے ہیں تو اس صورت میں لباس خریدنے اور پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

س۱۰۹۹: پٹاخے وغیرہ کے بنانے، خریدنے، فروخت کرنے اور استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ چاہے وہ باعث تکلیف ہوں یا نہ ہوں۔

ج: اگر دوسروں کے لئے باعث اذیت ہوں یا مال میں اسراف شمار ہوتا ہو تو جائز نہیں ہے۔

س۱۱۰۰ حکومت اسلامی میں پولیس، ٹریفک پولیس، کسٹمز، اور ٹیکس لگانے والے اداروں میں کام کرنے کا حکم کیا ہے؟ کیا وہ چیز جو روایات میں آئی ہے کہ مخبر اور مامور مالیات کی دعا قبول نہیں ہوتی ان لوگوں پر بھی صادق آتی ہے؟

ج: ان کا کام ذاتی طور پر صحیح ہے اگر قانون کے مطابق ہو اور روایات میں جو (غریف وعشار) کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد بظاہر ظالم حکومتوں کی مخبری اور مالی ماموریت انجام دینے والے لوگ ہیں۔

س۱۱۰۱: بعض خواتین بیوٹی پارلر میں کام کر کے کسب معاش کرتی ہیں کیا یہ کام اسلامی معاشرہ میں بے حیائی کی ترویج نہیں ہے اور کیا اسلامی معاشرے کی عفت وحیاء کو اس سے خطرہ نہیں ہے؟

ج: بیوٹی پارلر کا کام بذاتِ خود صحیح ہے۔ اور اجرت لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اگر یہ بناؤ سنگھار نامحرم کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

س۱۱۰۲: کیا کسی کمپنی یا شخص کے لئے مالک اور مزدور کے مابین واسطہ بننا اور ان کے مابین معاملہ طے کروان کے کے بدلے دونوں سے یا ایک سے اجرت لینا صحیح ہے؟

ج: مباح اعمال، کے عوض، اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۱۰۳ کیا دلالی (ایجنٹ) کے عوض، اجرت لینا صحیح ہے؟

ج: ایسے مباح عمل کے بدلے اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں جسے کسی کے کہنے پر انجام دیا جائے۔

واجب اعمال پر اجرت لینا

س۱۱۰۴: وہ اساتذہ جو کہ (کالج و یونیورسٹی کے) شعبہ اسلامیات میں اصول وفقہ پڑھاتے ہیں ان کی تنخواہ کا کیا حکم ہے؟

ج: جن امور کی تعلیم واجبات کفائیہ میں سے ہے ان کی تعلیم وتدریس کا وجوب (کالج اور یونیورسٹی میں فقہ اور اصول کی تدریس کے بدلے) تنخواہ لینے میں مانع نہیں ہے خاص کر جب تنخواہ کالج اور یونیورسٹی میں حاضر اور کلاس سنبھالنے

پر لی جائے۔

س ۱۱۰۵: مسائل شرعیہ کی تعلیم دینے کا کیا حکم ہے؟ کیا علماء دین کا مسائل شرعیہ کی تعلیم کے عوض اجرت لینا صحیح ہے؟

ج: مسائل حرام وحلال کا تعلیم دینا اگر چہ بذاتِ خود فی الجملہ واجب ہے اور اس کے عوض اجرت لینا جائز نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ایسے مقدمات کے عوض جن پر تعلیم دینا متوقف نہیں ہے اور انسان پر شرعاً مذکورہ مقدمات واجب نہیں ہیں مثلاً مخصوص مقام پر حاضر ہونا وغیرہ کے عوض اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۰۶: کیا حکومت کے مراکز اور اداروں میں نماز پڑھانے اور مسائل دینی بیان کرنے کے عوض، تنخواہ لینا جائز ہے؟

ج: آنے جانے کی زحمت اور غیر واجب اعمال کے عوض، اجرت لینے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

س ۱۱۰۷: کیا میت کو غسل دینے کی اجرت لینا صحیح ہے؟

ج: مسلمان کی میت کو غسل دینا عبادت اور واجب کفائی ہے (۲) اور خود عمل کے بدلے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۰۸: کیا عقد نکاح جاری کرنے پر اجرت لینا جائز ہے؟

ج: اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شطرنج اور آلات قمار

شطرنج:

س ۱۱۰۹: اکثر اسکولوں میں شطرنج کھیلنے کا رواج پیدا ہو گیا ہے کیا آپ کی نظر میں شطرنج کھیلنا جائز ہے؟ اور کیا شطرنج کی تعلیم دینا صحیح ہے؟

ج: اگر آج کل شطرنج مکلف کی نظر میں آلات قمار (جوئے) میں سے شمار نہیں کیا جاتا تو شرط باندھے بغیر کسی عقلائی غرض کے لئے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۱۰: تاش وغیرہ جیسے سرگرمی کے اسباب سے کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ کیا ان آلات کے ساتھ محض سرگرمی کی خاطر کسی

قسم کی شرط باندھے بغیر کھیلنا جائز ہے؟

ج: ان آلات سے جو عرف عام میں جوا کھیلنے میں استعمال کئے جاتے ہیں شرط باندھے بغیر محض سرگرمی کے لئے کھیلنا بھی ہر صورت میں حرام ہے۔

س ۱۱۱۱: مندرجہ ذیل مقامات پر شطرنج کا کیا حکم ہے؟

۱۔ شطرنج کے آلات بنانا، فروخت کرنا اور خریدنا۔

۲۔ شرط کے ساتھ اور بغیر شرط کے شطرنج کھیلنا۔

۳۔ شطرنج کی تعلیم کے مراکز کھولنا خاص و عام محافل میں کھیلنا اور لوگوں کو اس کھیل پر ابھارنا۔

ج: اگر مکلف کی نظر میں شطرنج کے اسباب کو آج کل آلات قمار (جوا) میں سے شمار نہیں کیا جاتا تو اس کے بنانے، فروخت کرنے اور خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح بغیر شرط کے کھیلنے اور مذکورہ فرض کے ساتھ تعلیم دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۱۲: آیا کھیلوں کے محکمے کی جانب سے شطرنج کے مقابلوں کی تائید و حمایت سے یہ ثابت نہیں ہوجاتا کہ شطرنج جوئے اور قمار کے آلات میں سے نہیں ہے؟ اور کیا مکلّف اس پر اعتماد کرسکتا ہے؟

ج: احکام کے لئے موضوعات کے تعین کا معیار مکلف کی اپنی تشخیص یا کسی شرعی دلیل کا ہونا ہے۔

س ۱۱۱۳: کفار کے ساتھ غیر اسلامی ممالک میں شطرنج اور بلیرڈ جیسے آلات سے کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ اور بغیر شرط کے ان آلات کو استعمال کرنے کے لئے پیسے دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: جوئے کے آلات اور شطرنج کھیلنے کا حکم گزشتہ مسائل میں بیان ہوچکا ہے اس کھیل کے اسلامی اور غیر اسلامی ملک میں کھیلنے میں کوئی فرق نہیں ہے نہ ہی مسلمان اور غیر مسلمان کے ساتھ کھیلنے میں کوئی فرق ہے۔ جوئے کے آلات کی خرید و فروخت اور آلات کے لئے مال خرچ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

آلاتِ قمار:

س ۱۱۱۴: اگر لوگ فارغ اوقات میں شرط باندھے بغیر تاش کھیلیں ان کے ذہن میں جوئے، بالواسطہ یا بلا واسطہ درآمد کے حصول کا تصوّر بھی نہ ہو بلکہ محض سرگرمی اور مصروفیت کے لئے کھیلتے ہوں تو کیا ان کا یہ عمل حرام ہے اور یہ افراد فعل محرم کے مرتکب ہوئے ہیں؟ نیز محض تفریح کی غرض سے ایسی محفلوں میں جانے کا کیا حکم ہے جہاں تاش کھیلا جارہا ہو؟

ج: تاش سے جو کہ عرفِ عام میں جوئے کے آلات میں سے شمار کیا جاتا ہے جہاں کھیلنا مطلقاً حرام ہے اور ایسی محفل میں اختیاراً شرکت کرنا جائز نہیں ہے کہ جہاں جوا کھیلا جائے یا اس کے آلات سے کھیلا جائے۔

س ۱۱۱۵: کیا شرط لگائے بغیر ایسے تاش استعمال کرنا جائز ہے جو محض فکری نوعیت کے ہوں، اور علمی و دینی معلومات کے حامل ہوں؟ ایسے کاغذی پتوں سے کھیلنے کا کیا حکم ہے جنھیں ایک خاص ترتیب سے ملایا جائے تو بعض شکلیں وجود میں آتی ہیں جیسے موٹر سائیکل یا کار وغیرہ جبکہ ممکن ہے انہیں رقم لگا کر بھی استعمال کیا جائے؟

ج: ایسے پتوں کا استعمال جائز نہیں ہے جنہیں عام طور پر جوئے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ہاں وہ پتے جو عام طور پر جوئے میں استعمال نہیں ہوتے بغیر شرط باندھے ان کے ساتھ کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاش ہو یا غیر تاش ہر وہ چیز جو مکلّف کی نظر میں قمار کے آلات میں سے شمار ہو یا اسے جوئے کے اندر استعمال کیا جاتا ہو اس کے ساتھ کھیلنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور کوئی آلہ بھی جسے عام طور پر آلات قمار میں سے شمار نہ کیا جائے اور جوا کھیلنے والا اس سے قمار کا ارادہ نہ کرے تو ایسی صورت میں اس سے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں۔

س ۱۱۱۶: اخروٹ اور انڈوں وغیرہ سے کھیلنے کا کیا حکم ہے جو کہ شرعاً مالیت کے حامل ہیں؟ کیا بچوں کے لئے ایسے کھیل کھیلنا جائز ہیں؟

ج: اگر کھیل جوئے کے عنوان سے ہو یا شرط باندھ کر کھیلا جائے تو یہ شرعاً حرام ہے اور جیتنے والا جیتی ہوئی چیز کا مالک نہیں بنے گا لیکن اگر کھیلنے والے غیر بالغ ہوں تو وہ شرعی طور پر مکلف نہیں ہیں اور ان پر کوئی حکم نہیں ہے اور وہ بھی جیتی ہوئی چیز نہیں لے سکتے۔

س ۱۱۱۷: کیا آلات قمار کے بغیر کسی کھیل پر پیسوں وغیرہ کی شرط باندھنا جائز ہے؟

ج: کھیلوں پر شرط لگانا اگرچہ بغیر آلاتِ قمار کے ہو جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۱۸: کمپیوٹر پر تاش وغیرہ جیسے آلات قمار کے ساتھ کھیلنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اس کا حکم بھی ویسا ہی ہے جو خود آلات قمار کے ساتھ کھیلنے کا ہے۔

س ۱۱۱۹: (UNO) اونو اور کیرم کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ دونوں چیزیں عام طور پر آلات قمار میں سے شمار کی جائیں تو ان سے کھیلنا بالکل جائز نہیں ہے اگرچہ کھیل بغیر رقم لگائے کھیلا جائے۔

س ۱۱۲۰ اگر بعض آلات ایک ملک میں آلات قمار میں شمار کئے جائیں لیکن دوسرے ملک میں قمار میں سے شمار نہ کئے جائیں تو کیا ان سے کھیلنا جائز ہے؟

ج: دونوں ممالک کے اہل عرف کی رعایت کرنا ضروری ہے اس طرح سے کہ اگر ایک چیز ایک ملک میں آلات قمار میں سے شمار کی جاتی ہے تو یہ اس وقت اس کے حرام ہونے کے لئے کافی ہے کہ جب یہ چیز گزشتہ دور میں دونوں ملکوں میں آلات قمار میں سے شمار کی جاتی تھی۔

موسیقی میں فرق کرنے کا معیار کیا ہے؟ آیا کلاسیکی موسیقی حلال ہے؟ اگر ضابطہ بیان فرما دیں تو بہت اچھا ہوگا۔

ج: وہ موسیقی جو عرف عام میں طرب آور اور لہو (۵) کہلائے اور محافل رقص وسرور سے مناسبت رکھتی ہو وہ حرام ہے اور حرام ہونے کے لحاظ سے کلاسیکی اور غیر کلاسیکی میں کوئی فرق نہیں ہے اب یہ تشخیص دینا کہ کونسی موسیقی طرب آور یا لہوی ہے خود مکلف کا کام ہے مذکورہ صفات کے بغیر بذات خود موسیقی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۲۲: ایسی کیسٹوں کے سننے کا حکم کیا ہے جنہیں سازمان تبلیغات اسلامی یا کسی دوسرے اسلامی ادارے نے مجاز قرار دیا ہو؟ اور موسیقی کے آلات کے استعمال کا کیا حکم ہے جیسے، سارنگی، باجا، گٹار، سِتار، بانسری وغیرہ؟

ج: کیسٹ کے سننے کا جواز خود مکلف کی تشخیص پر ہے لہٰذا اگر مکلّف کے نزدیک متعلقہ کیسٹ کے اندر نہ تو غنا ہو اور نہ ہی لہو ولعب کی محافل سے شباہت رکھنے والی لہوی موسیقی ہو اور نہ ہی اس کے اندر باطل مطالب پائے جاتے ہوں تو اس کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہے سازمان تبلیغات اسلامی یا کسی اور اسلامی ادارے کی جانب سے مجاز قرار دینا شرعی دلیل نہیں ہے لہو اور گناہ کی محافل سے شباہت رکھنے والی طرب آور اور لہوی موسیقی کے لئے موسیقی کے آلات کا استعمال جائز نہیں ہے البتہ معقول مقاصد کے لئے مذکورہ آلات کا جائز استعمال بلا مانع ہے مصادیق کا تعیین خود مکلف کی ذمہ داری ہے۔

س ۱۱۲۳: لہوی، طرب آور موسیقی سے کیا مراد ہے؟ اور طرب آور لہوی موسیقی کو غیر لہوی، غیر مطرب (۶) موسیقی سے کیسے جدا کیا جا سکتا ہے؟

ج: مطرب ولہوی موسیقی وہ ہے جو انسان کو اس کی طبیعی حالت سے خارج کر دیتی ہے کیونکہ اس میں ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو کہ لہو اور گناہ کی محافل سے مناسبت رکھتی ہیں اور مصداق کے تعین کا معیار عرفِ عام ہے۔

گلوکار

س ۱۱۲۴: کیا آلات موسیقی بجانے والے کی شخصیت، بجانے کی جگہ یا اس کا ھدف ومقصد موسیقی کے حکم میں دخالت

رکھتا ہے؟

ج: فقط وہ موسیقی حرام ہے جو کہ مطرب ، لہوی اور لہو و گناہ کی محافل سے متناسب ہو البتہ بعض اوقات آلاتِ موسیقی بجانے والے کی شخصیت ، اس کے ساتھ ترنّم سے پیش کیا جانے والا کلام ، محل یا اس قسم کے دیگر امور ایک موسیقی کو طرب آور ، حرام اور لہوی موسیقی یا کسی اور حرام عنوان کے تحت داخل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں مثال کے طور پر مذکورہ فرض کی بناء پر کوئی فساد پیدا ہو جائے۔

س ۱۱۲۵: کیا موسیقی کے حرام ہونے کا معیار فقط لہو و مطرب ہونا ہے۔ یا یہ کہ ہیجان میں لانا بھی اس میں شامل ہے؟ اور اگر کوئی ساز ، موسیقی سننے والے کو حزن اور گریہ کی طرف لے جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور ان غزلیات کے پڑھنے کا کیا حکم ہے جو کہ راگوں سے پڑھی جاتی ہے اور اس کے ساتھ موسیقی بھی بجائی جاتی ہے۔

ج: معیار یہ ہے کہ موسیقی اور آلات موسیقی بجانے کی کیفیت اس کی تمام طبیعی خصوصیات اور خواص کے ساتھ ملاحظہ کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کیا یہ مطرب اور لہوی موسیقی ہے جو فسق و فجور اور لہو و لعب کی محافل کے مشابہ ہے یا نہیں؟ چنانچہ جو موسیقی بھی طبیعی طور پر لہوی ہو وہ حرام ہے چاہے جوش و ہیجان کا باعث بنے یا نہ بنے نیز سامعین کے لئے موجب حزن و بکاء ہو یا نہ ہو۔ مجالس لہو و لعب کے ساتھ سازگار موسیقی اور غناء کی طرز پر موسیقی کے ساتھ گائے جانے والی غزلوں کا گانا اور سننا حرام ہے۔

س ۱۱۲۶: غناء کسے کہتے ہیں اور کیا فقط انسان کی آواز غناء ہے یا آلات موسیقی کے ذریعے حاصل ہونے والی آواز بھی غناء میں شامل ہے؟

ج: غناء انسان کی اس آواز کو کہتے ہیں جس میں اتار چڑھاؤ اور طرب ہو نیز لہو و لعب اور مجالس گناہ کے متناسب ہو مذکورہ صفات کے ساتھ گانا اور سننا حرام ہے۔ فقط آلات سے پیدا ہونی والی آوازوں کو غناء نہیں کہتے البتہ اگر لہو و لعب طرب آور لہوی موسیقی شمار ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

س ۱۱۲۷: کیا عورتوں کے لئے شادی بیاہ کے دوران برتن اور آلات موسیقی کے علاوہ دیگر وسائل بجانا جائز ہے؟ اگر اس کی آواز محفل سے باہر پہنچ کر مردوں کو سنائی دی جا رہی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جواز کا دار و مدار کیفیت عمل پر ہے کہ اگر وہ طرز شادیوں میں رائج عام روایتی طریقے کے مطابق ہو ، لہو و لعب میں شمار نہ ہو اور کسی فساد کا بھی خدشہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۲۸: شادی بیاہ کے اندر عورتوں کے ڈفلی بجانے کا کیا حکم ہے؟

ج: آلاتِ موسیقی کا لہوی اور مطرب موسیقی بجانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۲۹: کیا گھر میں گانے سننا جائز ہے؟ اور اگر گانا متاثر نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: گانا سننا مطلقاً حرام ہے چاہے گھر میں تنہا سنے یا لوگوں کے سامنے متاثر ہو یا نہ ہو۔

س ۱۱۳۰: بعض نوجوان جو حال ہی میں بالغ ہوئے ہیں انہوں نے ایسے مجتہد کی تقلید کی ہے جو مطلقاً موسیقی کو حرام سمجھتا ہے چاہے یہ موسیقی اسلامی جمہوری کے ریڈیو اور ٹیلیویژن سے نشر ہوتی ہو۔ مذکورہ مسئلہ کا حکم کیا ہے؟ کیا ولی فقیہ کا بعض موارد میں موسیقی کو جائز قرار دینا حکومتی احکام کے حوالے سے مذکورہ موسیقی کے جائز ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا ان پر اپنے مجتہد کے فتوی کے مطابق ہی عمل کرنا ضروری ہے؟

ج: موسیقی سننے کے بارے میں جواز اور عدم جواز کا فتوی حکومتی احکام میں سے نہیں ہے بلکہ یہ فقہی اور شرعی حکم ہے۔ اور ہر مکلف کو مذکورہ مسئلہ میں اپنے مرجع کی نظر کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ ہاں! اگر موسیقی ایسی ہو جو کہ لہو ولعب اور گناہ کی محافل سے مناسبت نہیں رکھتی اور نہ ہی اس پر کسی فساد کا خدشہ ہو تو ایسی موسیقی کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

س ۱۱۳۱: موسیقی اور غناء سے کیا مراد ہے؟

ج: آواز کو اس طرح گلے میں گھمانا کہ محافل لہو ولعب کے عین مطابق ہو اسے غناء کہتے ہیں اس کا شمار گناہوں میں ہوتا ہے یہ سننے اور گانے والے پر حرام ہے۔ لیکن موسیقی اسے کہتے ہیں جو آلات کو ضرب لگانے سے حاصل ہو اگر وہ آواز محافل لہو ولعب کے مطابق ہے تو بجانے اور سننے والے پر حرام ہے ورنہ بذات خود موسیقی جائز ہے اگر مذکورہ صفات کے ساتھ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۳۲: میں ایسی جگہ کام کرتا ہوں جس کا مالک ہمیشہ گانے کے کیسٹ سنتا ہے اور مجھے بھی مجبوراً سننا پڑتا ہے کیا یہ میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر کیسٹوں میں موجود موسیقی لہو ولعب باطل اور گناہ کی محافل سے مناسبت رکھتی ہے اس کا سننا اور کان لگانا صحیح نہیں ہے ہاں اگر آپ مذکورہ جگہ جانے اور کام پر مجبور ہیں تو آپ کے وہاں جانے اور کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن آپ پر واجب ہے کہ گانے کان لگا کر نہ سنیں اگرچہ آواز آپ کے کانوں میں پڑے اور سنائی دے۔

س ۱۱۳۳: وہ موسیقی جو اسلامی جمہوریہ کے ریڈیو اور ٹیلیوژن سے نشر ہوتی ہے کیا حکم رکھتی ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت امام خمینی قدس سرہ نے موسیقی کو مطلقاً حلال قرار دیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: رحیل عظیم الشان حضرت امام خمینی قدس سرہ کی طرف موسیقی کو مطلقاً حلال کرنے کی نسبت دینا جھوٹ اور افترا ہے وہ ایسی موسیقی کو حرام سمجھتے تھے جو مطرب، لہوی، لہو ولعب کی محافل اور گناہ سے مطابقت رکھتی ہو جیسا کہ ہماری رائے بھی یہی ہے لیکن موضوع کی تشخیص نقطہ نظر میں اختلاف کا سبب ہے۔ کیونکہ موضوع کو تشخیص دینا خود مکلف کے اوپر چھوڑ

دیا گیا ہے بعض اوقات بجانے والے کی رائے سننے والے سے مختلف ہوتی ہے لہٰذا جسے خود مکلف لہوی اور لہو ولعب و گناہ کی محافل کے مشابہ موسیقی سمجھتا ہو اس کا سننا اس پر حرام ہے البتہ جن آوازوں کے بارے میں مکلف کو شک ہو وہ حلال ہیں محض ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہو جانا حلال اور مباح ہونے پر شرعی دلیل شمار نہیں ہوتا۔

س ۱۱۳۴: ریڈیو اور ٹیلیویژن سے کبھی کبھی ایسی موسیقی نشر ہوتی ہے جو میری نظر میں لہو لعب اور فسق و فجور کی محافل سے مطابقت رکھتی ہے کیا میرے لئے ایسی موسیقی سے اجتناب واجب ہے؟ اور دوسروں کو روکنا بھی صحیح ہے؟

ج: اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ موسیقی مطرب ولہوی محافل سے مناسبت رکھتی ہے تو آپ کے لئے سننا جائز نہیں لیکن دوسروں کو نہی عن المنکر کے عنوان سے روکنا اس بات پر موقوف ہے کہ وہ بھی مذکورہ موسیقی کو آپ کی مانند حرام موسیقی میں سے قرار دیں۔

س ۱۱۳۵: وہ لہوی موسیقی جو مغربی ممالک میں بنائی جاتی ہے اس کے سننے اور نشر کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ موسیقی جس کا سننا جائز نہیں جو کہ لہوی طرب آور، باطل اور محافل لہو ولعب سے متعلق ہو اس میں زبان اور ملک کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا ایسی کیسٹوں کی خرید وفروخت، ان کا سننا اور نشر کرنا جائز نہیں ہے جو غنا اور حرام لہوی موسیقی پر مشتمل ہوں۔

س ۱۱۳۶: مرد اور عورت میں سے ہر ایک کے گانے کا کیا حکم ہے؟ کیسٹ کے ذریعہ ہو یا ریڈیو کے ذریعہ؟ چاہے موسیقی کے ساتھ ہو یا نہیں؟

ج: غناء مطلقاً حرام ہے اس کا گانا اور سننا جائز نہیں ہے چاہے مرد گائے یا عورت براہ راست ہو یا کیسٹ پر چاہے گانے کے ہمراہ آلات لہو استعمال کئے جائیں یا نہ کیے جائیں۔

س ۱۱۳۷: جائز معقول مقاصد کے لئے مسجد جیسے کسی مقدس مقام پر موسیقی بجانے کا کیا حکم ہے؟

ج: لہوی اور مطرب موسیقی جو کہ مجالس لہو ولعب سے مطابقت رکھتی ہو وہ مسجد سے باہر بھی، مطلقاً جائز نہیں ہے اگر چہ وہ حلال اور معقول مقاصد کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ ان مواقع کی مناسبت سے جن میں انقلابی ترانے پڑھنا مناسب ہے، مقدس مکانات میں موسیقی کے ساتھ ترانہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ یہ امر مذکورہ مکان کے تقدس واحترام کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی مسجد میں نمازیوں کے لئے باعث زحمت ہو۔

س ۱۱۳۸: آیا موسیقی سیکھنا جائز ہے؟ خصوصاً ستار؟ اور اگر موسیقی سیکھنے سے دوسروں کو ترغیب ہو اور شہ ملے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: غیر لہوی موسیقی بجانے کے لئے آلات موسیقی کا استعمال جائز ہے اگر دینی اور انقلابی نغموں کے لئے ہو یا کسی

مفید ثقافتی پروگرام کیلئے ہو اور اسی طرح جہاں بھی مباح عقلائی غرض موجود ہو مذکورہ موسیقی جائز ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کوئی اور فساد لازم نہ آئے اور اس طرح کی موسیقی کو سیکھنا اور تعلیم دینا بذاتِ خود جائز ہے۔

س ۱۱۳۹: ترنّم کے ساتھ شعر وغیرہ پڑھنے کے دوران عورت کی آواز سننے کا کیا حکم ہے چاہے سننے والا جوان ہو یا نہیں؟ مرد ہو یا عورت؟ اور اگر عورت محارم میں سے ہو تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر خاتون کی آواز غناء کی کیفیت نہ رکھتی ہو، اس کا سننا لذت اور برے خیال سے بھی نہ ہو، اس پر کوئی اور فساد بھی مترتب نہ ہوتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مذکورہ صورتوں کے لحاظ سے بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۱۴۰: آیا قومی اور سنتی ایرانی موسیقی حرام ہے یا نہیں؟

ج: وہ موسیقی جو عرف عام میں لہوی موسیقی کہلائے اور محافل لہو ولعب و گناہ سے مناسبت رکھتی ہو وہ مطلقاً حرام ہے چاہے وہ ایرانی ہو یا غیر ایرانی چاہے سنتی ہو یا غیر سنتی۔

س ۱۱۴۱: عربی ریڈیو سے بعض خاص لحن کے ساتھ موسیقی نشر ہوتی ہے، آیا عربی زبان کے شوق کی خاطر اسے سنا جا سکتا ہے؟

ج: لہوی موسیقی جو کہ محافل لہو ولعب اور گناہ سے مناسبت رکھتی ہو مطلقاً حرام ہے اور عربی زبان کے سننے کا شوق شرعی جواز نہیں ہے۔

س ۱۱۴۲: کیا بغیر موسیقی کے گانے کی طرز پر گائے جانے والے اشعار کا دہرانا جائز ہے؟

ج: غناء اور گانا حرام ہے چاہے موسیقی کے آلات کے بغیر ہو اور غناء سے مراد یہ ہے کہ اس طرح آواز کو گلے میں گھمایا جائے جس طرح محافل فسق و فجور میں رائج ہے، البتہ فقط اشعار کے دہرانے میں کوئی حرج نہیں۔

س ۱۱۴۳: موسیقی کے آلات کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے اور ان کے استعمال کی حدود کیا ہیں؟

ج: لہوی اور غیر لہوی موسیقی کے مشترک آلات کی خرید و فروخت حلال مقاصد کے لئے (غیر لہوی موسیقی کی خاطر) جائز ہے نیز ایسی موسیقی کے سننے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۴۴: کیا دعاء، قرآن اور آذان میں غناء جائز ہے؟

ج: غناء سے مراد ایسی آواز ہے جو ترجیع اور طرب پر مشتمل ہو اور لہو ولعب اور فسق و فجور کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو اور وہ مطلقاً حرام ہے حتی، دعاء، قرآن، آذان اور مرثیہ میں ہی کیوں نہ ہو۔

س ۱۱۴۵: آج کل موسیقی بعض نفسیاتی بیماریوں کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہے جیسے غمگین رہنا، اضطراب، جنسی مشکلات اور خواتین میں سرد مزاج ہونا وغیرہ۔ مذکورہ صورت میں موسیقی کیا حکم رکھتی ہے؟

ج: اگر امین اور ماہر طبیب کی رائے ہو کہ مرض کا علاج موسیقی پر متوقف ہے تو مرض کی علاج کی حدّ تک موسیقی کا استعمال جائز ہے۔

س۱۱۴۶: اگر موسیقی سننے کی وجہ سے زوجہ کی طرف رغبت زیادہ ہوجاتی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: زوجہ کی جانب رغبت کا زیادہ ہونا، گانے سننے کا شرعی جواز نہیں ہے۔

س۱۱۴۷: عورتوں کے مجمع میں خاتون کا گانا کیا حکم رکھتا ہے جبکہ موسیقی بجانے والی بھی خواتین ہوں؟

ج: نغمہ اگر ترجیع وطرب اور لہوی حرام وموسیقی کے بغیر ہو تو بذات خود یہ امر جائز ہے۔

س۱۱۴۸: اگر موسیقی کے حرام ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ لہوی ہو اور لہو ولعب اور گناہ کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو تو ایسی آواز اور ترانوں کا کیا حکم ہے جو بعض لوگوں حتیٰ کہ خوب وبد کو نہ سمجھنے والے بچوں میں بھی طرب ایجاد کرے؟ اور آیا ایسے فحش کیسٹ سننا حرام ہے جو عورتوں کے گانوں پر مشتمل ہوں لیکن طرب کا سبب بھی نہ ہوں؟ اور ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو ایسی عوامی بسوں میں سفر کرتے ہیں جن کے ڈرائیور مذکورہ کیسٹ استعمال کرتے ہیں؟

ج: موسیقی کی ہر وہ صورت حرام ہے جس میں آواز کے اندر ترجیع وطرب ہو، کیفیت ومضمون کے لحاظ سے، اور گانے بجانے کے دوران گانے یا بجانے والے کی حالت کی وجہ سے لہو ولعب اور گناہ کی محافل کے مشابہ غنا اور موسیقی شمار ہوتی ہو۔ مذکورہ موسیقی کا سننا حرام ہے حتیٰ ایسے افراد کے لئے جنھیں یہ موسیقی طرب میں نہ لائے اور تحریک نہ کرے اور عوامی بسوں میں سفر کرنے والوں کو لہوی گانے اور موسیقی نشر ہوتے وقت کان لگا کر اور جان بوجھ کر نہیں سننا چاہیے اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے۔

س۱۱۴۹: آیا شادی شدہ مرد کے لئے نامحرم عورت کا گانا سننا جائز ہے تا کہ وہ اپنی زوجہ سے لذت حاصل کر سکے؟ آیا زوجہ کا اپنے شوہر یا شوہر کا اپنی زوجہ کے سامنے گانا صحیح ہے؟ اور آیا یہ کہنا صحیح ہے کہ شارع مقدس نے غناء کو اس لئے حرام کیا ہے کہ غناء کے ہمراہ محافل لہو ولعب ہوتی ہیں اور موسیقی لہو ولعب کے بغیر نہیں ہوتی لہٰذا غناء کی حرمت ان مجالس کی حرمت کا نتیجہ ہے اور مذکورہ مجالس کے ضمن میں غناء بھی حرام ہے۔ جیسے مجسموں کے بنانے اور فروخت کرنے کا پیشہ اس وجہ سے حرام ہے کہ عبادت کے علاوہ اس کا کوئی اور فائدہ نہیں ہے۔ تو کیا اس زمانے میں حرمت کا معیار اور سبب ختم ہوجانے سے حرمت بھی ختم ہوجائے گی؟

ج: ایسی غناء کا سننا مطلقاً حرام ہے جو ترجیع صوت پر مشتمل ہو اور مطرب ہو اور لہو ولعب کی محافل سے مناسبت رکھتی ہو حتیٰ زوج وزوجہ کی غناء ایک دوسرے کے لئے اور بیوی سے لذت کا قصد غناء کو مباح نہیں کرتا اور غناء کی حرمت مجسمہ سازی اور وہ امور جن کی حرمت شریعت مقدسہ میں تعبداً ثابت ہے شیعہ فقہ کے مسلمات میں ہے یعنی ان کی حرمت کا

دارومدار فرضی معیارات اور نفسیاتی واجتماعی اثرات کے اوپر نہیں ہے بلکہ یہ مطلقاً حرام ہے اور اس سے مطلقاً اجتناب واجب ہے جب تک اس پر عنوانِ حرام صادق ہے۔

س ۱۱۵۰: ٹریننگ کالج کے طلباء کے لئے اسپیشل دروس کے دوران انقلابی ترانوں کی کلاس میں شرکت لازمی ہے۔ جہاں وہ موسیقی کے آلات کی تعلیم لیتے ہیں اور مختصر طور پر موسیقی سے آشنا ہوتے ہیں البتہ مذکورہ درس میں اصلی آلہ ارگن ہے۔ اس مضمون کی تعلیم کا کیا حکم ہے جبکہ اس کی تعلیم لازمی ہے؟ مذکورہ آلہ کی خرید وفروخت اور اس کا استعمال ہمارے لئے کیا حکم رکھتا ہے؟ ان لڑکیوں کا کیا حکم ہے جو مردوں کے سامنے پریکٹس کرتی ہیں؟

ج: انقلابی ترانوں، دینی پروگراموں، ثقافتی اور تربیتی سرگرمیوں میں موسیقی کے آلات سے استفادہ کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے۔ مذکورہ اغراض کے لئے موسیقی کے آلات کی خرید وفروخت نیز ان کا سیکھنا اور سکھانا جائز ہے اسی طرح خواتین حجاب اور اسلامی آداب و رسوم کی مراعات کرتے ہوئے معلم کے سامنے کلاس میں شرکت کر سکتی ہیں۔

س ۱۱۵۱: بعض نغمے ظاہری طور پر انقلابی ہیں اور عرفِ عام میں بھی اسے انقلابی سمجھا جاتا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ گانے والے نے انقلابی قصد سے نغمہ گایا ہے یا طرب اور لہو کے ارادے سے، ایسے نغموں کے سننے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ اس بات کا علم بھی ہے کہ گانے والا مسلمان نہیں ہے، لیکن اس کے نغمے ملی اور انقلابی ہوتے ہیں اور ان کے بول جبری تسلّط کے خلاف ہوتے ہیں اور استقامت پر ابھارتے ہیں۔

ج: اگر سامع کی نظر میں گانے کی کیفیت مطربانہ اور لہوی گانے جیسی نہ ہو تو اس کے سننے میں کوئی حرج نہیں ہے اور گانے والے کا قصد، ارادہ اور مضمون کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

س ۱۱۵۲: ایک جوان بعض کھیلوں کے اندر کوچ اور بین الاقوامی ریفری کے طور پر مشغول ہے اس کے کام کا تقاضا یہ ہے کہ وہ بعض اسے کلبوں میں بھی جائے جہاں حرام موسیقی اور غناء بجائی جاتی ہے اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ اس کام سے اس کی معیشت کا ایک حصہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے رہائشی علاقے میں کام کے مواقع بہت کم ہیں کیا اس کے لئے یہ کام جائز ہے؟

ج: اس کے کام میں کوئی حرج نہیں اگرچہ حرام موسیقی اور غناء کا سننا اس کے لئے حرام ہے اضطرار کی کیفیت میں غناء اور حرام موسیقی کی محفل میں جانا اس کے لئے جائز ہے البتہ اسے موسیقی توجہ سے نہیں سننا چاہئے بلا اختیار جو چیز کان میں پڑے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۵۳: آیا توجہ کے ساتھ موسیقی کا سننا حرام ہے؟ یا کان میں آواز کا پڑنا بھی حرام ہے؟

ج: مطرب اور لہوی موسیقی کے کان میں پڑنے کا حکم اسے کان لگا کر سننے کی طرح نہیں ہے سوائے ان مواقع کے جن میں عرف کے نزدیک کان میں پڑھنا بھی کان لگا کر سننا شمار ہوتا ہے۔

س ۱۱۵۴: کیا قراتِ قرآن کے ہمراہ ایسے آلات کے ذریعے موسیقی بجانا جو عام طور پر لہو ولعب کی محافل میں نہیں بجائے جاتے جائز ہے؟

ج: اچھی آواز اور قرآن کریم کے شایان شان صدا کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہتر امر ہے بشرطیکہ حرام غنا کی حدّ تک نہ پہنچے البتہ تلاوت قرآن کے ساتھ موسیقی بجانے کا کوئی شرعی جواز اور دلیل موجود نہیں ہے۔

س ۱۱۵۵: محفل میلاد وغیرہ میں طبلہ بجانے کا کیا حکم ہے؟

ج: مطربانہ اور لہو ولعب کی محافل کے مناسب لہوی اور طرب آور کیفیت سے غناء اور آلات موسیقی بجانا مطلقاً حرام ہے۔

س ۱۱۵۶: موسیقی کے ان آلات کا کیا حکم ہے جو اسکولوں کے طلّاب تعلیمی وتربیتی ادارے تعلیم وتربیت کے تابع ترانہ پڑھنے والے گروہوں میں استعمال کرتے ہیں؟

ج: موسیقی کے ایسے آلات جو عرف عام کی نگاہ میں مشترک اور حلال کاموں میں استعمال کے قابل ہوں انہیں غیر لہوی طریقے سے حلال مقاصد کے لئے استعمال کرنا جائز ہے لیکن ایسے آلات جو عرف کی نگاہوں میں لہو کے مخصوص آلات سمجھے جاتے ہوں ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۵۷: کیا موسیقی کا وہ آلہ جسے ستار کہتے ہیں بنانا جائز ہے اور کیا کسبِ معاش کے لئے اسے پیشہ بنایا جا سکتا ہے، اس کی صنعت کو ترقی دینے اور اسے بجانے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے سرمایہ کاری و مالی امداد کی جاسکتی ہے؟ اور اصل موسیقی پھیلانے اور زندہ رکھنے کے لئے ایرانی سنتی موسیقی کی تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج: قومی اور انقلابی ترانوں میں موسیقی کے آلات کا استعمال جب تک بحد طرب اور لہو نہ ہو اور محافل لہو ولعب سے مناسبت نہ رکھتا ہو تو بذاتِ خود جائز ہے۔ اسی طرح اس کے لئے آلات کا بنانا اور مذکورہ ہدف کے لئے تعلیم و تعلم بھی بذاتِ خود جائز ہے۔

س ۱۱۵۸: کونسے ایسے آلاتِ لہو ہیں جن کا استعمال کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؟

ج: وہ آلات جو عام طور پر لہو ولعب میں استعمال ہوتے ہیں اور جن کی کوئی حلال منفعت نہیں ہے اور آلاتِ لہو میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

س ۱۱۵۹: وہ کیسٹ جو حرام آوازوں پر مشتمل ہے کیا اس کی کاپی کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز ہے؟
ج: جن کیسٹوں کا سننا حرام ہے ان کی کاپی کرنا اور اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

رقص

س ۱۱۶۰: آیا شادیوں میں علاقائی رقص جائز ہے؟ اور ایسی محافل میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر رقص میں ایسی کیفیت پائی جاتی ہو جو کہ شہوت کو ابھارے یا کسی حرام فعل کا سبب بنے یا اس کی وجہ سے کسی فساد کا خدشہ ہو تو جائز نہیں ہے۔ رقص کی محافل میں شرکت کرنا اگر دوسروں کے فعل حرام کی تائید شمار ہو یا فعل حرام کا سبب بنے تو وہ بھی جائز نہیں ہے وگرنہ کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۶۱: کیا خواتین کی محفل میں بغیر موسیقی کی دھن کے رقص کرنا حرام ہے یا حلال؟ اور اگر حرام ہے تو کیا شرکت کرنے والوں پر محفل کو ترک کرنا واجب ہے؟
ج: رقص بطور کلّی اگر شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب بنے یا اس کی وجہ سے کسی فساد کا خدشہ ہو تو حرام ہے۔ فعل حرام پر اعتراض کے طور پر محفل کو ترک کرنا نہی عن المنکر کا مصداق ہو تو واجب ہے۔

س ۱۱۶۲: مرد کا مرد کے ہمراہ اور عورت کا عورت کے ہمراہ یا مرد کا خواتین کے درمیان یا عورت کا مردوں کے درمیان علاقائی رقص کرنے کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر رقص شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب بنے یا فساد کا باعث بنے یا عورت نامحرم مردوں کے درمیان رقص کرے تو مطلقاً حرام ہے۔

س ۱۱۶۳: مردوں کے ساتھ مل کر رقص کرنے کا حکم کیا ہے؟ ٹیلیویژن وغیرہ پر چھوٹی بچیوں کے رقص دیکھنے کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر رقص شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب بنے تو وہ حرام ہے۔ لیکن اگر دیکھنے سے گناہگار انسان کی تائید نہ ہوتی ہو، اس کے لئے مزید جرات کا باعث نہ ہو اور کسی فساد کا بھی خدشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۶۴: عورت کا عورت کے سامنے اور مرد کا مرد کے سامنے رقص کرنے کا حکم کیا ہے؟ اگر شادی میں شرکت کرنا معاشرتی آداب کے احترام کی وجہ سے ضروری ہو اور احتمال ہو کہ وہاں رقص ہوگا تو ایسی شادی میں شرکت کا کیا حکم

ہے؟

ج: بطور کلی اگر رقص شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب بنے یا فساد کا باعث ہو تو وہ حرام ہے۔ ہاں ایسی شادی میں جہاں رقص کا احتمال ہو شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک کہ فعل حرام کو انجام دینے والے کی تائید یا حرام میں مبتلاء ہونے کا سبب نہ بنے۔

س ۱۱۶۵: آیا بیوی کا شوہر کے لئے اور شوہر کا بیوی کے لئے رقص کرنا حرام ہے؟

ج: بیوی کا شوہر کے لئے اور شوہر کا بیوی کے لئے رقص کرنا اگر حرام کا باعث نہ بنے تو کوئی حرج نہیں۔

س ۱۱۶۶: آیا بیٹوں کی شادی میں رقص کرنا جائز ہے؟

ج: اگر رقص حرام کا مصداق ہو تو جائز نہیں ہے۔ اگر چہ ماں باپ کی طرف سے اپنی اولاد کی شادی ہی میں کیوں نہ ہو۔

س ۱۱۶۷: ایک شادی شدہ عورت شادی میں نامحرم مردوں کے سامنے شوہر کی اجازت کے بغیر ناچتی ہے اور یہ عمل چند بار انجام دے اور شوہر کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس پر اثر نہیں کرتا تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج: عورت کا نامحرم کے سامنے رقص کرنا مطلقاً حرام ہے اور عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانا بھی بذاتِ خود حرام ہے اور نشوز (نافرمانی) کا سبب ہے جس کے نتیجے میں عورت نان نفقہ کے حق سے محروم ہو جاتی ہے۔

س ۱۱۶۸: دیہاتوں کے اندر ہونے والی شادیوں میں عورتوں کا مردوں کے سامنے رقص کرنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ اس میں آلاتِ موسیقی بھی استعمال ہوں؟ مذکورہ عمل کے مقابلہ میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: نامحرم کے سامنے رقص کرنا اور ہر وہ رقص جو شہوت کو ابھارے اور فساد کا سبب بنے حرام ہے اور موسیقی کے آلات کا استعمال اور موسیقی کا سننا اگر لہوی اور طرب آور ہو تو وہ بھی حرام ہے، ان حالات میں مکلّفین کی ذمہ داری ہے کہ نہی از منکر کریں۔

س ۱۱۶۹: اچھے برے کی تمیز رکھنے والے بچے یا بچی کا زنانہ یا مردانہ محفل میں رقص کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: غیر بالغ بچہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا مکلف نہیں ہے لیکن بالغ افراد کو انہیں رقص پر نہیں اکسانا چاہیے۔

س ۱۱۷۰: رقص کی تربیت کے مراکز قائم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: رقص کی تعلیم و ترویج کے مراکز قائم کرنا حکومت اسلامی کے اہداف کے منافی ہے۔

س ۱۱۷۱: محرم مردوں کا خواتین کے سامنے اور محرم خواتین کا مردوں کے سامنے رقص کرنے کا کیا حکم ہے؟ چاہے محرمیت سببی ہو یا نسبی؟

ج: وہ رقص جو حرام ہے اس کا مرد اور عورت یا محرم اور نامحرم کے سامنے انجام دینے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۱۷۲: آیا شادیوں میں ڈنڈے سے فرضی لڑائی دکھانا جائز ہے اور اگر اس کے ساتھ آلات موسیقی استعمال کئے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر تفریحی کھیل کی صورت میں ہو اور جان کا خطرہ بھی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن لہوی اور طرب آور طریقے سے آلاتِ موسیقی کا استعمال بالکل جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۷۳: دبکہ کا کیا حکم ہے؟ (دبکہ ایک طرح کا علاقائی رقص ہے جس میں افراد ہاتھ ڈال کر اچھل کر جسمانی حرکات کے ساتھ ملکر زمین پر پاؤں مارتے ہیں تا کہ ایک منظم آواز پیدا ہو)

ج: مذکورہ عمل کا حکم وہی ہے جو رقص کا حکم ہے۔ لہٰذا اگر شہوت کو ابھارے اور لہوی طور پر آلاتِ لہو کے استعمال کے ساتھ ہو یا اس سے کوئی فساد برپا ہو تو وہ حرام ہے وگرنہ کوئی حرج نہیں۔

تالی بجانا

س ۱۱۷۴: میلاد اور شادی وغیرہ جیسے زنانہ جشن میں خواتین کے تالیاں بجانے کا کیا حکم ہے؟ برفرض اگر جائز ہو تو محفل سے باہر نامحرم مردوں کو اگر تالیوں کی آواز پہنچے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: مروجہ انداز سے تالی بجانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ نامحرم تک آواز پہنچ جائے البتہ کوئی اور مفسدہ اس پر مترتب نہیں ہونا چاہیے۔

س ۱۱۷۵: معصومین علیہم السلام کے میلاد یا یوم وحدت و یوم بعثت کے جشنوں میں خوشحالی کے طور پر قصیدہ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک علیہم السلام پر درود پڑھتے ہوئے تالی بجانے کا کیا حکم ہے؟ اس قسم کے جشن کا مساجد، حکومتی اداروں اور اداروں میں قائم نماز خانوں اور امام بارگاہ جیسی عبادت گاہوں میں برپا کرنے کا کیا حکم ہے۔

ج: عام طور پر عید وغیرہ جیسے جشنوں میں داد و تحسین کے لئے تالی بجانے میں کوئی حرج نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ دینی مجلس کی فضاء درود و تکبیر سے معطر ہو بالخصوص ان محافل میں جو مسجد، امام بارگاہوں، نماز خانوں وغیرہ میں انجام پائیں تا کہ تکبیر اور درود کا ثواب بھی حاصل کیا جا سکے۔

فلم اور تصویر

س۱۱۷۶: بے پردہ نامحرم عورت کی تصویر دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ ٹیلی ویژن میں عورت کی تصویر دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا مسلمان اور غیر مسلمان عورت کی تصویر میں فرق ہے؟ کیا براہ راست نشر ہونے والی تصویر اور ریکارڈ شدہ تصویر دیکھنے میں فرق ہے؟

ج: نامحرم کی تصویر کا حکم خود اسے دیکھنے کے حکم جیسا نہیں ہے لہٰذا مذکورہ تصویر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر حصول لذت کے لئے نہ ہو، گناہ میں پڑنے کا خوف نہ ہو اور تصویر بھی اس عورت کی نہ ہو جسے دیکھنے والا جانتا ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ نامحرم عورت کی وہ تصویر جو براہ راست نشر کی جارہی ہو نہ دیکھی جائے لیکن ٹیلی ویژن کے وہ پروگرام جو ریکارڈ شدہ ہوتے ہیں ان میں خاتون کی تصویر لذّت اور حرام میں مبتلاء ہوئے بغیر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۱۷۷: ٹیلیویژن کے ایسے پروگرام دیکھنے کا کیا حکم ہے جو سیٹلائٹ کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں؟ خلیج فارس کے گردونواح میں رہنے والوں کا خلیجی ممالک کے ٹیلیویژن دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ پروگرام جو مغربی ممالک سے سیٹلائٹ کے ذریعہ نشر ہوتے ہیں اور اسی طرح اکثر ہمسایہ ممالک کے پروگرام گمراہ کن، مسخ شدہ حقائق اور لہو وفساد پر مشتمل ہوتے ہیں جس کا دیکھنا غالباً، گمراہی، مفاسد اور حرام میں مبتلاء ہونے کا سبب ہے لہٰذا ان کا دریافت کرنا اور مشاہدہ کرنا جائز نہیں ہے لیکن یہ نشریات قرآنی پروگرام پر مشتمل ہو تو اسے دیکھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۱۷۸: کیا ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعہ طنز و مزاح کے پروگرام سننے اور دیکھنے میں کوئی حرج ہے؟

ج: طنزئیہ اور مزاحیہ پروگرام سننے اور دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس میں کسی مؤمن کی توہین نہ ہو۔ جہاں تک موسیقی کا تعلق ہے تو وہ اگر لہوی وطرب آور اور مجالس لہو ولعب و گناہ کے مشابہ نہ ہو تو اس کا سننا جائز ہے۔

س۱۱۷۹: شادی کے جشن میں میری کچھ تصویریں اتاری گئیں جبکہ میں پورے پردے میں نہیں تھی وہ تصویریں حال حاضر میں دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس موجود ہیں کیا تمام تصویروں کا واپس لینا میرے لئے واجب ہے؟

ج: اگر دوسروں کے پاس تصاویر موجود ہونے میں کسی فساد کا خدشہ نہ ہو اور اگر ہو لیکن آپ کی کوئی مداخلت اور

رضایت انہیں تصویریں دینے میں نہیں تھی یا تصاویر حاصل کرنے میں زحمت ومشقّت پیش آنے کا خدشہ ہوتو ان تمام صورتوں میں آپ پر تصاویر کو حاصل کرنا واجب نہیں ہے۔

س ۱۱۸۰: حضرت امام خمینی رحمۃاللہ علیہ اور شہداء کی تصویروں کو چومنے کا کیا حکم ہے اس لحاظ سے کہ وہ ہمارے نامحرم ہیں؟

ج: بطور کلی نامحرم کی تصویر خود نامحرم کی طرح نہیں ہے۔ لہٰذا احترام، تبرک اور اظہار محبت کے لئے نامحرم کی تصویر کو بوسہ دینا جائز ہے، ہاں قصد لذت اور حرام میں مبتلاء ہونے کا خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔

س ۱۱۸۱: کیا سینما کی فلموں وغیرہ میں برہنہ یا نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر جنہیں ہم نہیں پہچانتے دیکھنا جائز ہے؟

ج: تصویر اور فلم دیکھنے کا حکم نامحرم کو دیکھنے کی طرح نہیں ہے لہٰذا لذت، شہوت اور خوف فساد کے بغیر ہوتو شرعاً اسے دیکھنے میں کوئی مانع نہیں ہے لیکن چونکہ شہوت برانگیز برہنہ تصاویر کو دیکھنا عام طور پر شہوت کے بغیر نہیں ہوتا لہٰذا ارتکاب گناہ کا مقدمہ ہے پس حرام ہے۔

س ۱۱۸۲: کیا شادی کی تقریبات میں شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کے لئے تصویر اتروانا جائز ہے؟ جواز کی صورت میں آیا مکمل حجاب کی مراعات کرنا اس پر واجب ہے؟

ج: بذات خود تصویر کھنچوانے کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے البتہ اگر یہ احتمال پایا جاتا ہو کہ عورت کی تصویر کو کوئی نامحرم دیکھے گا اور عورت کی طرف سے مکمل حجاب کا خیال نہ رکھنا مفسدہ کا باعث بنے گا تو اس صورت حجاب کا خیال رکھنا واجب ہے۔

س ۱۱۸۳: آیا عورت کے لئے مردوں کی کشتی کے مقابلے دیکھنا جائز ہے؟

ج: ان مقابلوں کو اگر کشتی کے میدان میں حاضر ہوکر دیکھا جائے یا ٹی وی سے براہ راست نشر ہوتے ہوئے مشاہدہ کیا جائے یا پھر لذت وفساد کی نگاہ سے دیکھا جائے اور فساد میں پڑنے کا خطرہ ہوتو جائز نہیں ہے اس کے علاوہ دوسری صورتوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۱۸۴: اگر دلہن شادی کی محفل میں اپنے سر پر شفاف وباریک کپڑا اوڑھے تو کیا نامحرم مرد اس کی تصویر کھینچ سکتا ہے یا نہیں؟

ج: اگر نامحرم عورت پر نظر حرام کا سبب نہ بنے تو جائز ہے وگرنہ جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۸۵: بے پردہ عورت کا مردوں کے درمیان تصویر کھینچنے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر احتمال ہو کہ نامحرم انہیں دھونے اور پرنٹ کرتے وقت دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر تصویر کھینچنے والا مصور جو اسے دیکھ رہا ہے اس کے محارم میں سے ہو تو جائز ہے اور اگر تصویر دھونے اور پرنٹ

کرنے والا مصور اسے نہیں پہچانتا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۱۸۶: بعض جوان فحش تصاویر دیکھتے ہیں اور مذکورہ عمل انجام دینے کے لئے خود ساختہ توجیہات پیش کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس طرح کی تصاویر کا دیکھنا انسان کی شہوت ایک حدّ تک کو کم کرتا ہو اور جس کی وجہ سے وہ حرام سے محفوظ رہتا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر تصاویر کا دیکھنا لذت کے لئے ہو یا یہ جانتا ہو کہ تصاویر کا دیکھنا شہوت کو بھڑکانے کا سبب بنے گا تو حرام ہے اور ایک حرام عمل سے بچنا دوسرے حرام کے انجام دینے کا جواز مہیا نہیں کرتا۔

س۱۱۸۷: ایسے جشن میں مووی فلم بنانے کے لئے جانے کا کیا حکم ہے جہاں موسیقی بج رہی ہو اور رقص کیا جا رہا ہو؟ مرد کا مردوں کی تصویر اور عورت کا خواتین کی تصویر کھینچنے کا کیا حکم ہے؟ مرد کے ذریعے شادی کی فلم دھونے کا کیا حکم ہے چاہے اس خاندان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو؟ اور اگر عورت کے ذریعے فلم دھوئی جائے تو کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ فلم میں موسیقی کا استعمال جائز ہے؟

ج: خوشی کے جشن میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مرد کا مردوں اور عورت کا خواتین کی تصویر بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ جب تک غناء اور حرام موسیقی سننے کا سبب نہ بنے اور نہ ہی کسی اور حرام فعل کے ارتکاب کا باعث بنے مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں کی تصویر بنانا اگر لذت آمیز نگاہ یا کسی دوسرے مفسدہ کا باعث بنے تو جائز نہیں ہے۔ اور ایسی موسیقی کا جو لہو ولعب کی محافل جیسی ہوں شادی کی فلموں میں استعمال حرام ہے۔

س۱۱۸۸: اسلامی جمہوریہ کے ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والی ملکی اور غیر ملکی فلموں اور موسیقی کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے انہیں دیکھنے اور سننے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر سامعین اور ناظرین کی تشخیص یہ ہے کہ وہ موسیقی جو ریڈیو یا ٹیلیویژن سے نشر ہوتی ہے طرب آور لہوی ہے اور محافل لہو ولعب اور گناہ سے مناسبت رکھتی ہے اور اس کا سننا حرام ہے اور وہ فلم جو ٹیلیویژن سے دکھائی جا رہی ہے اس کے دیکھنے میں مفسدہ ہے تو ان کے لئے دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ محض ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہونا جواز پر شرعی دلیل نہیں ہے۔

س۱۱۸۹: حکومتی مراکز میں آویزاں کرنے کی غرض سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے منسوب تصاویر چھاپنے اور فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ تصاویر کے چھاپنے میں بذاتِ خود کوئی مانع نہیں ہے، لیکن ایسی کسی چیز پر مشتمل نہیں ہونا چاہیے جو عرف عام کی نگاہ میں موجب ہتک اور اہانت ہو اور ان عظیم ہستیوں کی شان سے منافات رکھتی ہو۔

س ۱۱۹۰: ایسی کتابیں اور اشعار پڑھنے کا کیا حکم ہے جو شہوت کو بھڑکانے کا سبب بنیں؟

ج: ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

س ۱۱۹۱: بعض ٹی وی اسٹیشنز اور سیٹلائٹ چینلز کے ذریعے براہ راست سلسلہ وار ڈرامے نشر کئے جاتے ہیں جو مغرب کے معاشرتی مسائل پیش کرتے ہیں لیکن ان ڈراموں میں مرد و عورت کا اختلاط پر ابھارنا اور زنا کی ترویج جیسے فاسد افکار بھی پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ ڈرامے بعض مومنین پر بھی اثر انداز ہونے لگے ہیں ایسے شخص کا کیا حکم ہے جو ان کو دیکھنے کے بعد متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے؟ اور اگر کوئی اس غرض سے دیکھے کہ دوسروں کے سامنے اس کے نقصان کو بیان کرے یا اس پر تنقید کرے اور لوگوں کے نہ دیکھنے کی نصیحت کرے؟

ج: لذت اور شہوت کی نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اگر دیکھنے سے متاثر ہونے اور فاسد ہونے کا خطرہ ہو تو بھی جائز نہیں ہے ہاں تنقید کی غرض سے اور لوگوں کو اس کے خطرات سے آگاہ کرنے اور نقصانات بتانے کے لئے ایسے شخص کے لئے دیکھنا جائز ہے جو تنقید کا اہل ہو اور اپنے بارے میں مطمئن ہو کہ ان سے متاثر ہو کر کسی فساد میں نہیں پڑے گا

س ۱۱۹۲: ٹیلی ویژن پر اناؤنسر خاتون جو بے پردہ ہوتی ہے اور اس کا سر و سینہ بھی عریاں ہوتا ہے کی طرف نگاہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر حرام میں پڑنے اور فساد کا خوف نہ ہو اور نشریات براہ راست Live نہ ہوں تو فقط دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

س ۱۱۹۳: شادی شدہ فرد کے لئے شہوت انگیز (سکسی) فلمیں دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر دیکھنے کا مقصد شہوت کا ابھارنا ہو یا ان کا دیکھنا شہوت کے بھڑکانے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۹۴: شادی شدہ مردوں کا ایسی فلمیں دیکھنے کا کیا حکم ہے جن میں حاملہ عورت سے مباشرت کرنے کا صحیح طریقہ سکھایا گیا ہے جبکہ اس بات کا علم بھی ہے کہ مذکورہ عمل اسے حرام میں مبتلاء نہیں کرے گا؟

ج: ایسی فلمیں چونکہ ہمیشہ شہوت انگیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں لہٰذا ان کا مشاہدہ جائز نہیں ہے۔

س ۱۱۹۵: مذہبی امور کی وزارت میں کام کرنے والے فلموں، مجلّات اور کیسٹوں کی نظارت کرتے ہیں تا کہ جائز مواد کو ناجائز مواد سے جدا کریں نظارت کے لئے انہیں غور سے سننا اور دیکھنا ہوتا ہے اس نظارت کے لئے کا کیا حکم ہے؟

ج: کنٹرول کرنے والے افراد کے لئے قانونی فریضہ انجام دیتے ہوئے بقدر ضرورت دیکھنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان پر لازم ہے کہ لذت وفساد کی نسبت سے پرہیز کریں نیز جن افراد کو مذکورہ مواد کے کنٹرول پہ تعینات کیا جاتا ہے فکری اور روحانی حوالے سے اعلی حکام کے زیر نظر اور زیر رہنمائی ہونا واجب ہے۔

س ۱۱۹۶: کنٹرول کرنے کے عنوان سے ایسی ویڈیو فلمیں دیکھنے کا کیا حکم ہے جو کبھی کبھی قابل اعتراض مناظر پر مشتمل

ہوتی ہیں تا کہ ان مناظر کا ازالہ کر کے دوسرے افراد کے دیکھنے کے لئے پیش کیا جائے۔

ج: فلم کی اصلاح اور اسے فاسد و گمراہ کن مناظر کے حذف کرنے کے لئے مشاہدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اصلاح کرنے والا شخص ایسا ہونا چاہیے کہ جو خود حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو۔

س۱۱۹۷: آیا شوہر اور بیوی کے لئے گھر میں جنسی فلمیں دیکھنا جائز ہے؟ آیا وہ شخص جس کے حرام مغز کی رگ کٹ گئی ہو وہ مذکورہ فلمیں دیکھ سکتا ہے تا کہ اپنی شہوت کو ابھارے اور اس طرح اپنی زوجہ کے ساتھ مباشرت کے قابل ہو سکے؟

ج: جنسی ویڈیو فلموں کے ذریعہ شہوت ابھارنا جائز نہیں ہے۔

س۱۱۹۸: حکومت اسلامی کی طرف سے قانونی طور پر ممنوع فلمیں دیکھنے کا کیا حکم ہے اگر ان میں کسی قسم کا فساد نہ ہو؟ اور جوان میاں بیوی کے لئے مذکورہ فلمیں دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ممنوع ہونے کی صورت میں انہیں دیکھنے میں اشکال ہے۔

س۱۱۹۹: ایسی فلمیں دیکھنے کا کیا حکم ہے جن میں کبھی کبھی اسلامی جمہوریہ کے مقدسات یا رہبر محترم کی توہین کی گئی ہو؟

ج: ایسی فلموں سے اجتناب واجب ہے۔

س۱۲۰۰: ایسی ایرانی فلمیں دیکھنے کا کیا حکم ہے جو اسلامی انقلاب کے بعد بنائی گئی ہیں اور ان میں خواتین کامل حجاب کے ساتھ نہیں ہوتیں اور کبھی کبھی قابل اعتراض تعلیمات پر مبنی ہوتی ہیں؟

ج: اگر قصد لذت اور حرام میں مبتلاء ہونے کا خوف نہ ہو تو بذاتِ خود ایسی فلمیں دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور فلمیں بنانے والوں پر واجب ہے کہ ایسی فلمیں نہ بنائیں جو اسلام کی گرانقدر تعلیمات کے منافی ہوں۔

س۱۲۰۱: ایسی فلموں کے نشر و اشاعت کا کیا حکم ہے جن کی تائید مذہبی اور ثقافتی امور کی وزارت نے کی ہو؟ اور یونیورسٹی میں ایسی کیسٹوں کے نشر کرنے کا کیا حکم ہے جن کی تائید مذکورہ وزارت خانہ نے کی ہو؟

ج: اگر مذکورہ فلمیں اور کیسٹس مکلف کی نظر میں غناء لہوی اور طرب آور موسیقی پر مشتمل ہوں، جو کہ محافل لہو ولعب اور گناہ سے مطابقت رکھتی ہے تو ان کا نشر کرنا پیش کرنا، سننا اور مشاہدہ کرنا جائز نہیں ہے، اور بعض متعلقہ اداروں کا تائید کرنا مکلف کے لئے شرعی دلیل نہیں ہے جب تک کہ خود اس کی رائے تائید کرنے والوں کی نظر کے خلاف ہے۔

س۱۲۰۲: ایسے مجلّات کی خرید وفروخت اور محفوظ رکھنے کا کیا حکم ہے جن میں خواتین کے لباس اور نامحرم خواتین کی تصاویر ہوتی ہیں اور جن سے کپڑوں کے نمونہ یا ڈیزائن کے طور پر استفادہ کیا جاتا ہے؟

ج: نامحرم کی تصاویر ہونا خرید وفروخت کو ناجائز قرار نہیں دیتا اور نہ ہی نمونے اور ڈیزائن کے عنوان سے استفادہ

کرنے سے روکتا ہے مگر یہ کہ مذکورہ تصاویر پر کوئی مفسدہ مترتب ہو۔

س ۱۲۰۳: کیا ٹیلیویژن فلم بنانے والے آلہ ویڈیو کیمرہ کی خرید وفروخت جائز ہے؟

ج: اگر حرام امور میں استعمال کی غرض سے نہ ہو تو ویڈیو کیمرہ کی خرید وفروخت بذاتِ خود جائز ہے۔

س ۱۲۰۴: فحش ویڈیو فلم اور ویڈیو کی فروخت اور کرائے پر دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ فلمیں برہنہ، شہوت کو ابھارنے اور گمراہ کن فساد پر مشتمل ہوں یا، غناء اور طرب آور موسیقی جو کہ محافل لہو ولعب اور گناہ سے مطابقت رکھتی ہو تو جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ایسی فلموں کا بنانا، خرید وفروخت، کرایہ پر دینا اور اسی طرح ویڈیو کا مذکورہ مقصد کے لئے کرائے پر دینا جائز نہیں ہے۔

س ۱۲۰۵: غیر ملکی ریڈیو سے خبریں اور ثقافتی اور علمی پروگرام سننے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر فساد اور انحراف کا سبب نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

ڈش (سٹیلائٹ) انٹینا

س ۱۲۰۶: کیا ڈش کے ذریعے ٹی وی پروگرام دیکھنا، ڈش خریدنا اور رکھنا جائز ہے؟ اور اگر ڈش مفت میں حاصل ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ڈش، ٹی وی پروگرام دیکھنے کے لئے محض ایک آلہ ہے ٹی وی پروگرام حلال بھی ہوتے ہیں اور حرام بھی اس کا حکم بھی دیگر مشترک آلات جیسا ہے کہ جنھیں حرام مقاصد کے لئے بیچنا خریدنا اور اپنے پاس رکھنا حرام ہے جبکہ حلال مقاصد کے لئے جائز ہے لیکن یہ آلہ جس کے پاس ہو، اس کے لئے حرام پروگراموں میں پڑنے کے لئے میدان فراہم کر دیتا ہے اور بعض اوقات اسے گھر میں رکھنے پر دوسرے مفاسد بھی مترتب ہوتے ہیں لہٰذا اس کی خرید وفروخت اور رکھنا جائز نہیں ہے البتہ اس شخص کے لئے جائز ہے جسے اپنے اوپر اطمینان ہو کہ اس سے حرام استفادہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے گھر میں رکھنے پر کوئی مفسدہ مترتب ہوگا۔

س ۱۲۰۷: آیا جو شخص اسلامی جمہوریہ سے باہر رہتا ہے اس کے لئے اسلامی جمہوریہ کے ٹیلی ویژن پروگرام دیکھنے کے لئے سٹیلائٹ چینلز دریافت کرنے والا ڈش انٹینا خریدنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ آلہ اگرچہ مشترک آلات میں سے ہے اور اس بات کی قابلیت رکھتا ہے کہ اس سے حلال استفادہ کیا جائے

لیکن کیونکہ غالباً اس سے حرام استفادہ کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ اسے گھر میں رکھنے سے دوسرے مفاسد بھی پیدا ہوتے ہیں لہٰذا اس کا خریدنا اور گھر میں رکھنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر کسی کو سو فیصد یقین ہو کہ حرام میں استعمال نہیں کرے گا اور اس کے نصب کرنے سے کوئی خرابی حاصل نہیں ہوگی تو اس کے لئے جائز ہے۔

س ۱۲۰۸: ایسے ڈش انٹینا کا کیا حکم ہے جو اسلامی جمہوریہ کے چینلز کے علاوہ بعض خلیجی اور عربی ممالک کے مفید پروگراموں کے ساتھ تمام مغربی اور فاسد چینلز بھی دریافت کرتا ہے؟

ج: مذکورہ آلہ کے ذریعے ٹیلیویژن پروگرام کا حصول اور استعمال کا معیار وہی ہے جو گذشتہ مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے مغربی اور غیر مغربی چینل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س ۱۲۰۹: علمی اور قرآنی پروگرام وغیرہ سے مطلع ہونے کے لئے جو کہ مغربی ممالک اور خلیج فارس کے نواحی ممالک نشر کرتے ہیں ڈش کے استعمال کا حکم کیا ہے؟

ج: مذکورہ آلے کو علمی، قرآنی وغیرہ پروگراموں کے مشاہدے کے لئے استعمال کرنا بذاتِ خود صحیح ہے۔ لیکن وہ پروگرام جو سیٹلائٹ کے ذریعہ مغربی یا اکثر ہمسایہ ممالک نشر کرتے ہیں غالباً گمراہ کن افکار، مسخ شدہ حقائق اور لہو و فساد پر مبنی ہوتے ہیں اور ہوسکتا ہے قرآنی، علمی پروگرام دیکھنا فساد اور حرام میں مبتلاء ہونے کا سبب بن جائے لہٰذا ڈش کے ذریعے ایسے پروگرام دیکھنا شرعاً حرام ہے۔ ہاں اگر پروگرام فقط علمی اور قرآنی ہوں اور ان کے دیکھنے سے کوئی فساد اور حرام عمل لازم نہ آتا ہو تو جائز ہے البتہ اس سلسلے میں اگر کوئی قانون ہو تو اس کی پابندی ضروری ہے۔

س ۱۲۱۰: میرا کام ڈش کی مرمت کرنا ہے اور گذشتہ چند ایام سے ڈش لگانے اور مرمت کروانے والے لوگوں کا تانتا بندھا ہوا ہے مذکورہ مسئلہ میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ اور ڈش کی خرید و فروخت اور اسپیئر پارٹس بیچنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ آلہ سے حرام امور میں استفادہ کیا جائے جیسا کہ غالباً ایسا ہی ہے یا آپ جانتے ہیں جو شخص اسے حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اسے حرام میں استعمال کرے گا تو ایسی صورت میں اس کا فروخت کرنا، خریدنا، باندھنا، چالو کرنا، مرمت کرنا اور اس کے اسپیئر پارٹس فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

تھیٹر اور سینما

س ۱۲۱۱: کیا فلموں میں ضرورت کے تحت علماء دین اور قاضی کے لباس سے استفادہ کرنا جائز ہے؟ کیا ماضی اور حال

کے علماء پر دینی اور عرفانی پیرائے میں فلم بنانا جائز ہے؟ اس شرط کے ساتھ کہ ان کا احترام اور اسلام کی حرمت بھی محفوظ رہے؟ اور ان کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی اور بے احترامی بھی نہ ہو ایسی فلمیں بنانے کا مقصد یہ ہو کہ ایسی اعلی اقدار کو پیش کیا جائے جو کہ دین حنیف کی علامت ہیں۔ اور عرفان اور ثقافت کے اس مفہوم کو بیان کیا جائے جو ہماری اسلامی امت کا طرہ امتیاز ہے اور اس طرح سے دشمن کی فحش ثقافت سے مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ تصویر کشی، جاذب اور پراثر سینما کی زبان میں ہو جو خصوصاً جوانوں کے لئے پرکشش ہو؟

ج: اس مطلب کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ سینما بیداری اور شعور پیدا کرنے اور تبلیغ کا ذریعہ ہے پس ہر اس چیز کی تصویر کشی کرنا یا پیش کرنا جو نوجوانوں کے فہم و شعور کو بڑھائے اور ثقافت اسلامی کی ترویج کرے، جائز ہے۔ انہی چیزوں میں سے ایک علماء دین کی شخصیت، ان کی وضع و قطع دیگر صاحبان علم و منصب کی شخصیت اور ان کی وضع قطع کا تعارف کرانا ہے۔ لیکن ان کے کردار کا خیال کرتے ہوئے ان کے احترام کو ملحوظ رکھنا اور لباس کی حرمت کا پاس رکھنا واجب ہے اور یہ کہ ایسی فلموں سے اسلام کے منافی مفاہیم کو بیان کرنے کے لئے استفادہ نہ کیا جائے۔

س ۱۲۱۲: ہم نے ایک ایسی فلم بنانے کا ارادہ کیا ہے جس کی داستان غم انگیز اور حماسی ہو جو کربلا کے ہمیشہ زندہ رہنے والے واقعہ کی تصویر پیش کرتی ہو، جو اسلام کی ان اعلیٰ اقدار و مقاصد کو پیش کرتی ہو جن کی خاطر امام حسین شہید ہوئے ہیں البتہ مذکورہ فلم میں امام حسین علیہ السلام کو ایک معمولی اور قابل رؤیت فرد کے طور پر نہیں دکھایا جائے گا بلکہ فلم بندی، ترتیب اور نور پردازی کے تمام مراحل میں ایک نورانی شخصیت کا منظرہ پیش کیا جائے گا کیا ایسی فلم بنانا اور امام حسین علیہ السلام کو مذکورہ طریقے سے پیش کرنا جائز ہے؟

ج: اگر فلم قابل اعتماد تاریخی شواہد کی روشنی میں بنائی جائے اور موضوع کا تقدس محفوظ رہے۔ اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب اور اہل بیت علیہم السلام کا مقام و مرتبہ ملحوظ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن موضوع کے تقدس کو محفوظ رکھنا جیسا کہ محفوظ رکھنے کا حق ہے اور اسی طرح امام اور ان کے اصحاب کی حرمت کو باقی رکھنا بہت مشکل ہے لہٰذا اس میدان میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

س ۱۲۱۳: اسٹیج یا فلمی اداکاری کے دوران مردوں کے لئے عورتوں کا لباس اور عورتوں کے لئے مردوں کے لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟ اور عورتوں کا مردوں کی آواز کی نقل کرنا اور مردوں کا عورتوں کی آواز کی نقل کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اداکاری کے دوران کسی حقیقی شخص کی خصوصیات بیان کرنے کی غرض سے جنس مخالف کے لئے ایک دوسرے کا لباس پہننا یا آواز کی تقلید کرنا اگر کسی فساد کا سبب نہ بنے تو اس کا جائز ہونا بعید نہیں ہے۔

س ۱۲۱۴: اسٹیج شو یا ڈراموں میں خواتین کے لئے میک اپ کا سامان استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ انہیں مرد

مشاہدہ کرتے ہوں؟

ج: اگر میک اپ کا عمل خود انجام دے یا خواتین کے ذریعے انجام پائے یا کوئی محرم انجام دے اور اس میں کوئی فساد نہ ہوتو جائز ہے وگرنہ جائز نہیں ہے البتہ میک اپ شدہ چہرہ نامحرم سے چھپانا ضروری ہے۔

مصوری اور مجسمہ سازی

س ۱۲۱۵: کھلونے، مجسمے، تصاویر اور ذی روح موجودات جیسے نباتات، حیوانات اور انسان کی تصویریں بنانے کا کیا حکم ہے؟ ان کی خرید وفروش گھر میں رکھنے یا نمائش کے طور پر رکھنے کا حکم کیا ہے؟

ج: بے روح اجسام کی مجسمہ سازی، تصویر، اور خاکے بنانے میں مطلقاً کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح ذی روح اجسام کی تصویر اور خاکے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر جسم کی صورت میں نہ ہو یا یہ کہ اگر مجسمہ کی صورت میں ہوتو کامل نہ ہو۔لیکن انسان اور دوسرے حیوانات کا کامل جسم بنانے میں اشکال ہے لیکن مذکورہ اشیاء کی خرید فروخت یا گھر میں رکھنے میں مطلقاً کوئی حرج نہیں ہے نمائش کے طور پر پیش کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۲۱۶: جدید طریقہ تعلیم میں خود اعتمادی کے عنوان سے ایک درس شامل ہے جس کا ایک حصہ مجسمہ سازی پر مشتمل ہے بعض اساتید طالب علموں کو کھلونے بنانے یا کپڑے یا کسی اور چیز کے ذریعے کتے، خرگوش وغیرہ کا مجسمہ بنانے حکم دیتے ہیں اور اس کا عنوان دستی مصنوعات رکھا جاتا ہے۔مذکورہ اشیاء کے بنانے کا کیا حکم ہے؟ استاد کا حکم صحیح ہے؟ کیا مذکورہ اشیاء کے مکمل اجزاء اور نامکمل اجزاء ہونے میں کوئی فرق ہے؟

ج: اگر عرف عام کی نظر میں حیوان کا مجسمہ مکمل اجزاء کا نہ ہو یا طالب علم بالغ نہ ہو اور شرعی طور پر مکلّف ہونے کی عمر میں نہ ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۲۱۷: بچوں اور نوجوانوں کا قرآنی قصّوں کے خاکے بنانے کا کیا حکم ہے؟ مثلاً بچوں سے یہ کہا جائے کہ مثال کے طور پر اصحاب فیل یا حضرت موسیٰ کے لئے دریا کے پھٹنے کے واقعہ کی تصویر بنائیں؟

ج: بذات خود اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حقیقت اور واقعیت پر مبنی ہونا چاہے، غیر واقعی اور ہتک آمیز نہیں ہونا چاہیے۔

س ۱۲۱۸: کیا مخصوص مشین کے ذریعے کھلونا یا انسان وغیرہ جیسے ذی روح موجودات کا مجسمہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر بنانے کے عمل کو خود انسان کی طرف نسبت نہ دی جائے تو مشین سے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ اس میں اشکال ہے۔

س ۱۲۱۹: مجسمے کی طرز کا زیور بنانے کا کیا حکم ہے؟ کیا مجسمہ سازی کے لئے استعمال شدہ مواد بھی حرام ہونے میں مؤثر ہے؟

ج: ذی روح موجودات کا مجسمہ اگر کامل بنایا جائے اور وہ بھی ایک فرد بنائے تو اس میں اشکال ہے اس لحاظ سے اس مواد میں کوئی فرق نہیں ہے جس سے مجسمہ بنایا جاتا ہے نیز زینت کے طور پر یا کسی اور مقصد کے لئے استعمال ہونے میں بھی فرق نہیں ہے۔

س ۱۲۲۰: آیا کھلونوں کے اعضاء مثلاً ہاتھ پاؤں یا سر دوبارہ جوڑنا مجسمہ سازی کے زمرے میں آتا ہے؟ کیا اس پر بھی مجسمہ سازی کا عنوان صدق کرتا ہے؟

ج: مذکورہ اعضاء بنانا یا انہیں دوبارہ جوڑنا، مجسمہ سازی نہیں کہلاتا لہٰذا جائز ہے۔ ہاں مذکورہ اعضاء کو ترکیب کرنے سے ذی روح حیوان مثلاً انسان کی تکمیل ہو جائے تو اسے مجسمہ سازی کا شرعاً حرام عمل قرار دیا جاتا ہے۔

س ۱۲۲۱: جلد کے نیچے خال بنانا (Tatoo) جو کہ بعض لوگوں کے ہاں رائج ہے یعنی انسانی جسم کے بعض اعضاء پر اس طرح مختلف تصاویر بنائی جاتی ہیں کہ وہ محو نہیں ہوتیں، مذکورہ عمل کا کیا حکم ہے؟ اور کیا یہ ایسی رکاوٹ ہے کہ جس کی وجہ سے وضو یا غسل نہیں ہوسکتا۔

ج: جلد کے نیچے خال بنانا حرام نہیں ہے اور وہ اثر جو جلد کے نیچے باقی ہے وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں ہے لہٰذا غسل اور وضو صحیح ہے۔

س ۱۲۲۲: ایک شوہر اور بیوی معروف تصویر بنانے والوں میں سے ہیں۔ ان کا کام تصاویر کی مرمت کرنا ہے۔ ان میں سے بہت سی تصاویر عیسائی معاشرے کی نشاندہی کرتی ہیں۔ بعض پر صلیب منقش ہے یا حضرت مریم یا حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی تصویر ہے مذکورہ اشیاء کو گرجا والے یا مختلف کمپنیاں ان کے پاس لے کر آتی ہیں تا کہ ان کی مرمت کی جائے جبکہ ان میں سے بعض اجزاء پرانے ہونے یا کسی اور وجہ سے ضائع ہو گئے ہوتے ہیں۔ آیا ان کے لئے مذکورہ تصاویر کی مرمت کرنا اور اس عمل کے عوض اجرت لینا صحیح ہے؟ اکثر تصاویر اسی طرح کی ہوتی ہیں اور ان کا یہی واحد پیشہ ہے جس سے وہ اپنی زندگی گزارتے ہیں جبکہ وہ دونوں اسلامی تعلیمات کے پابند ہیں کیا مذکورہ تصاویر کی مرمت اور اس کام کے بدلے اجرت لینا ان کے لئے جائز ہے؟

ج: محض کسی فن پارے کی تعمیر اور مرمت کرنا اگر چہ عیسائی معاشرے کی نشاندہی کرتے ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام و

حضرت مریم علیہا السلام کی تصاویر پر مشتمل ہوں جائز ہے اور مذکورہ عمل کے عوض اجرت لینا بھی صحیح ہے اور اس قسم کے عمل کو پیشہ بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ باطل کی ترویج یا کسی اور برائی کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

جادو، شعبدہ بازی، روح اور جن کا حاضر کرنا

س ۱۲۲۳: شعبدہ بازی سیکھنا اور سکھانا اور مشاہدہ کرنے کا کیا حکم ہے اور ایسے کھیل سیکھنا جو کہ ہاتھ کی صفائی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

ج: شعبدہ کی تعلیم و تعلم حرام ہے لیکن وہ کرتب جو کہ ہاتھ کی تیزی اور چال بازی پر مبنی ہیں اور شعبدہ کی اقسام میں سے نہیں ہیں جائز ہے۔

س ۱۲۲۴: آیا علم جفر، رمل، اور ازیاج وغیرہ جیسے علوم جو کہ غیب کی خبر دیتے ہیں کا سیکھنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ علوم جو آج کل لوگوں کے پاس ہیں اس حدّ تک کہ امور غیبی کے کشف اور خبر دینے کے بارے میں غالب اوقات اطمینان اور یقین کا موجب ہوں قابل اعتماد نہیں ہیں ہاں صحیح طریقے سے علم جفر، و رمل سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر اس کے سیکھنے میں کوئی مفسدہ نہ ہو۔

س ۱۲۲۵: کیا جادو کا سیکھنا اور جادو کرنا جائز ہے؟ اسی طرح روح، ملائکہ اور جن کو حاضر کرنا جائز ہے؟

ج: جادو کا علم شرعاً حرام ہے اور اسی طرح اس کا سیکھنا بھی مگر یہ کہ کسی شرعی عقلائی غرض کے لئے ہو تو جائز ہے۔ لیکن روح، ملائکہ، جن کا احضار کرنا اگر صحیح اور ممکن مان بھی لیا جائے تو اس کے مواقع، وسائل اور مقاصد کے اعتبار سے حکم مختلف ہوگا۔

س ۱۲۲۶: مومنین کا بعض ایسے لوگوں کی طرف علاج کی غرض سے رجوع کرنا جو تسخیر ارواح اور جن کے ذریعہ علاج کرتے ہیں کیا حکم رکھتا ہے جبکہ انہیں یقین ہے کہ وہ فقط عمل خیر انجام دیتے ہیں؟

ج: مذکورہ کام میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کی شرط یہ ہے کہ یہ کام جائز اور شرعی طریقوں سے انجام دیا جائے۔

س ۱۲۲۷: آیا کنکریوں کے ذریعے فال نکالنا جائز ہے اور آیا شرعاً اس کے ذریعے کسب معاش جائز ہے؟

ج: جھوٹی خبر دینا جائز نہیں ہے۔

ہپناٹزم کے ذریعے سلانا

س۱۲۲۸: آیا ہپناٹزم (HYPNOTISM) کے ذریعے سلانا جائز ہے؟

ج: اگر عقلائی غرض کے لئے اور سونے والے کی رضایت سے ہو اور اس کے ہمراہ کوئی حرام کام انجام نہ پائے تو جائز ہے۔

س۱۲۲۹: بعض لوگ ہپناٹزم کے ذریعے دوسروں کو سلاتے ہیں اور اس عمل کو علاج نہیں بلکہ انسان کی روحانی طاقت کے اظہار کے لئے انجام دیتے ہیں، کیا مذکورہ عمل جائز ہے؟ کیا مذکورہ عمل کو ماہرین کے علاوہ دوسرے لوگ بھی انجام دے سکتے ہیں؟

ج: بطور کلی مذکورہ ہپناٹزم کے ذریعہ سلانے کی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے اور حلال، با مقصد، قابلِ اعتناء غرض کے لئے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جسے سلانا چاہتا ہے وہ راضی ہو اور اسے کوئی نقصان بھی نہ ہو رہا ہو۔

لاٹری

س۱۲۳۰: لاٹری کے ٹکٹ خریدنے اور فروخت کرنے کا کیا حکم ہے اور مکلّف کے لئے اس سے حاصل شدہ انعام کا کیا حکم ہے؟

ج: لاٹری کے ٹکٹ خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے جیتنے والا شخص انعام کا مالک نہیں بنتا اور اسے مذکورہ مال کے لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

س۱۲۳۱: وہ ٹکٹ جو (ارمغان بہزیستی) ویلفیر پیکج کے نام سے نشر کئے جاتے ہیں ان کی بابت پیسے دینا اور ان کی قرعہ اندازی میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: لوگوں سے امور خیریہ کے لئے ہدایا جمع کرنے اور اہل خیر حضرات کی ترغیب کی خاطر ٹکٹ چھاپنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے اسی طرح مذکورہ ٹکٹ امور خیریہ میں شرکت کی نیت سے خریدنے میں بھی کوئی مانع نہیں ہے۔

س۱۲۳۲: ایک شخص کے پاس گاڑی ہے جسے وہ لاٹری کی نمائش میں رکھتا ہے، مقابلے میں شرکت کرنے والے افراد

ایک خاص ٹکٹ خریدتے ہیں اور ایک مقررہ تاریخ میں ایک معین قیمت کے تحت ان کی قرعہ اندازی ہوگی معینہ مدت کے بعد جب مطلوبہ تعداد لوگوں کی فراہم ہوجائے تو قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس شخص کے نام قرعہ نکلتا ہے وہ اس قیمتی گاڑی کا مالک بن جاتا ہے تو کیا قرعہ اندازی کے ذریعے مذکورہ طریقے سے گاڑی بیچنا شرعاً جائز ہے؟

ج: قرعہ اندازی کے ذریعے کارفروخت کرنا اس صورت میں جائز ہے کہ جب خرید وفروخت قرعہ اندازی کے بعد انجام پائے لیکن فروخت کرنے والے کا دوسروں کے مال کو لے لینا جنھوں نے قرعہ اندازی میں شرکت کی خاطر مال دیا تھا باطل ہے اور اس پر واجب ہے کہ ان کے مال کو واپس کرے۔

س ۱۲۳۳: کیا عام لوگوں سے فلاحی امور کے لئے ٹکٹ فروخت کر کے چندہ جمع کرنا اور بعد میں حاصل شدہ مال میں سے ایک مقدار کو قرعہ اندازی کے ذریعے جیتنے والوں کو تحفہ کے طور پر پیش کرنا جائز ہے؟ جبکہ باقی مال کو فلاحی امور کے اوپر خرچ کیا جاتا ہے؟

ج: مذکورہ عمل کو بیع کہنا صحیح نہیں ہے ہاں مقاومت اسلامیہ اور امور خیریہ کی مدد کے چندے کے لئے ٹکٹ جاری کرنا صحیح ہے۔ اور قرعہ اندازی کے ذریعہ لوگوں کو انعام دینے کے وعدہ کے ذریعہ چندہ دینے پر ابھارنا بھی جائز ہے۔

س ۱۲۳۴: کیا لاٹری کے ٹکٹ خریدنا جائز ہے؟ جبکہ مذکورہ ٹکٹ ایک خاص کمپنی کی ملکیت ہیں اور ان ٹکٹوں کا ۲۰٪ فائدہ عورتوں کے فلاحی ادارہ کو دیا جاتا ہے؟

ج: لاٹری کے ٹکٹوں کی کوئی قیمت نہیں ہے بلکہ بیچنے والوں کے پاس خریداروں سے مال ہتھیانے کا ایک ذریعہ ہے جیسا کہ خریدار کے نزدیک بھی انعام حاصل کرنے کا ذریعہ ہے لہٰذا یہ ٹکٹ آلہ قمار ہیں بلکہ حقیقتاً جوا ہے ان کی خرید و فروخت اور ان کے ذریعے سے انعام لینا جائز نہیں ہے۔

رشوت

س ۱۲۳۵: بینک سے سروکار رکھنے والے بعض لوگ بینک کے عملہ کو مال کی کچھ مقدار پیش کرتے ہیں تا کہ بنک کا عملہ ان کا کام جلدی اور اچھی طرح انجام دے اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ اگر عملہ مذکورہ عمل انجام نہ دے تو اسے کچھ بھی نہیں دیا جائے گا مذکورہ صورت میں عملے کے مال لینے کا کیا حکم ہے؟

ج: بینک کے عملے کو اس کام کے بدلے میں کچھ نہیں لینا چاہیے جس کے لئے اسے ملازم رکھا گیا ہے اور اس کے عوض وہ

تنخواہ لیتا ہے۔ اسی طرح بینک معاملات انجام دینے والے شخص کا عملہ کو لالچ دینا اور مال وغیرہ دینا تا کہ ان کا کام انجام پا سکے صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عمل فساد کا سبب ہے۔

س۱۲۳۶: اگر کوئی شخص قدر دانی اور شکریہ کے طور پر کسی حکومتی کارندے کو کوئی چیز ہدیہ دے تو اس کا حکم کیا ہے؟ اگر چہ متعلقہ کارندہ کسی توقع کے بغیر کام انجام دیتا ہو؟

ج: دفتری ماحول میں کام نکلوانے کے لئے آنے والوں سے کسی قسم کا ہدیہ لینا نہایت خطرناک کام ہے جتنا ہو سکے اس سے اجتناب کریں یہ آپ کی دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے۔ ہدیہ لینا فقط ایک صورت میں جائز ہے کہ جب دینے والا اصرار کرے اور لینے والا انکار کر رہا ہو لیکن دینے والا آخر کار کسی طرح سے اسے ہدیہ عطا کر دے البتہ وہ بھی کام نبٹا دینے کے بعد کسی سابقہ مذاکرات اور توقع کے بغیر۔

س۱۲۳۷: بینک سے سروکار رکھنے والے لوگ بینک کے عملے کو رواج کے مطابق عید کے تحفہ کے عنوان سے مال دیتے ہیں۔ اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اگر مذکورہ تحفہ نہ دیا جائے تو عملہ اس کے کام کو مطلوبہ طریقے سے انجام نہیں دے گا، ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ تحفہ بینک کی خدمات حاصل کرنے والے افراد کے درمیان عملے کی جانب سے تفریق کا سبب بنتا ہے اور اس کا نتیجہ فساد اور دوسروں کے حقوق کے ضائع ہونے کا سبب ہے تو عملہ کو ہدیہ دینا جائز نہیں ہے اور عملہ کے لئے بھی ہدیہ لینا جائز نہیں ہے۔

س۱۲۳۸: ان تحائف، پیسوں اور کھانے پینے کی چیزوں کا کیا حکم ہے جنہیں دفاتر سے رجوع کرنے والے افراد حکومت کے کارندوں کو اپنی رضا اور خوشی سے دیتے ہیں؟ اور اس مال کا کیا حکم ہے جو عملہ کو رشوت کے طور پر دیا جاتا ہے چاہے دینے والے کو کسی عمل کی توقع ہو یا نہ ہو؟ اور اگر افسر نے رشوت کے لالچ میں کوئی عمل انجام دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: رجوع کرنے والے افراد سے کسی قسم کا کوئی تحفہ قبول نہیں کرنا چاہیے۔ چاہے اس کا کوئی بھی عنوان ہو اس لئے کہ مذکورہ عمل ان کے بارے میں سوءظن، فساد اور لالچی افراد کے لئے دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور قانون شکنی کا سبب بنتا ہے، اور جہاں تک رشوت کا تعلق ہے تو یقیناً لینے والے اور دینے والے دونوں پر حرام ہے، رشوت لینے والے پر واجب ہے کہ اسے واپس کرے اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

س۱۲۳۹: کبھی کبھار دیکھا جاتا ہے کہ بعض افراد دفتروں میں آنے والوں سے رشوت کا تقاضا کرتے ہیں تا کہ ان کا کام انجام دیں آیا مذکورہ افراد کے لئے رشوت دینا جائز ہے؟

ج: دفاتر میں آنے والے افراد کے لئے عملے کے کسی فرد کو غیر قانونی طور پر مال یا کوئی اور خدمات وغیرہ پیش کرنا جائز نہیں ہے۔ جس طرح عملہ کے افراد پر واجب ہے کہ وہ لوگوں کے کام کو طلب مال کے بغیر اور قانونی طریقے سے مال لئے بغیر انجام دیں، عملے کے لئے مذکورہ مال کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کا واپس کرنا واجب ہے۔

س ۱۲۴۰: حصول حق کے لئے رشوت دینے کا کیا حکم ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہے کہ مذکورہ عمل کبھی کبھی دوسروں کے لئے رکاوٹ کا سبب بن جاتا ہے جیسے مذکورہ صاحب حق کو دوسرے پر مقدم کرنا؟

ج: اگر حق ثابت کرنا رشوت پر موقوف نہیں ہے تو رشوت دینا جائز نہیں ہے، اگر چہ دوسروں کے امور میں رکاوٹ کا سبب نہ بنے اور اگر دوسروں کے امور میں بغیر استحقاق کے رکاوٹ ہو تو بدرجۂ اولیٰ جائز نہیں ہے۔

س ۱۲۴۱: اگر کوئی شخص اپنے جائز کام کو انجام دلوانے کے لئے مال دینے پر مجبور ہوتا کہ متعلّقہ دفتر کے افراد اس کا شرعی اور قانونی کام آسانی سے انجام دیں اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر اس نے رقم ادا نہ کی تو اس کا کام انجام نہیں پائے گا تو کیا مذکورہ عمل رشوت کا مصداق ہے؟ کیا یہ عمل حرام ہے؟ کیا مجبوری رشوت کے عنوان کو بدل دیتی ہے؟ یہاں تک کہ مذکورہ عمل حرام نہیں رہتا؟

ج: دفتر کے عملے کو کہ جس کا کام دفتری خدمات انجام دینا ہے کام کے لئے دفاتر میں آنے والے شخص کی طرف سے کسی بھی قسم کا مال یا کوئی اور چیز دینا شرعی اعتبار سے حرام ہے کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ دفتری نظام کا فاسد ہوجانا ہے۔ مجبوری کا گمان اسے جائز قرار نہیں دیتا۔

س ۱۲۴۲: سمگلر لوگ عملے کے افراد کو مال کی پیش کش کرتے ہیں تا کہ قانون کی خلاف ورزی سے چشم پوشی کی جائے اور اگر عملے کا فرد ان کی پیش کش کو قبول نہ کرے تو اسے قتل کی دھمکی دی جاتی ہے ایسی صورت حال میں عملے کے افراد کا فریضہ کیا بنتا ہے؟

ج: سمگلر لوگوں سے چشم پوشی کے عوض کسی قسم کا مال لینا جائز نہیں ہے۔

س ۱۲۴۳: ٹیکس کے انچارج نے حساب کرنے والے کو حکم دیا کہ ایک کمپنی کے ٹیکس میں کچھ تخفیف کرے اس صورت حال میں اس شخص کو اپنے انچارج کی اطاعت کرنا چاہیے؟ اور یہ بھی معلوم ہے کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اسے مشکلات اٹھانا پڑیں گی۔ کیا اس کے لئے حکم کی تعمیل کے عوض، کچھ مال لینے کا حق ہے؟

ج: انچارج کے حکم کو تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کام کے لئے رشوت لینا جائز نہیں ہے۔

خرید وفروخت کا نمائندہ

س ۱۲۴۴: بعض دکان دار اپنی چیزیں فروخت کرنے کے لئے خریدنے والی کمپنی یا اداروں کے نمائندوں کو اشیاء کی اصل قیمت پر اضافہ کئے بغیر فقط روابط بڑھانے کے لئے کچھ مال دیتے ہیں دکان دار اور خریدنے والے نمایندہ کے لئے مذکورہ مال کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس فروخت کرنے والے کے لئے یہ مال دینا جائز ہے؟ اور خریداری کے وکیل کے لئے اس مال کا لینا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: فروخت کرنے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مال دے اور وکیل کے لئے مال لینا جائز نہیں ہے۔ وہ تمام مال جو وکیل لیتا ہے اسے دفتر یا کمپنی کو جس کی طرف سے خریداری کے لئے وکیل تھا۔ دیناواجب ہے۔

س ۱۲۴۵: حکومتی یا پرائیویٹ کمپنی کی طرف سے معین شدہ نمایندہ جو کمپنی کی طرف سے ضروری اشیاء کی خریداری کے لئے نمایندہ ہے آیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بیچنے والے سے خریدی ہوئی اشیاء کے منافع پر کچھ فی صد لینے کی شرط کرے؟ اور کیا مذکورہ منافع لینا جائز ہے؟ اور اگر اس کے انچارج سے مذکورہ عمل انجام دینے کی اجازت ہو تو کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ شرط کا اسے حق نہیں ہے اور ایسی شرط رکھنا صحیح بھی نہیں ہے ہے لہٰذا اس کے لئے اپنے لئے مقررہ فی صد لینا جائز نہیں ہے مافوق انچارج بھی اجازت دینے کا مجاز نہیں ہے اور اس کے اذن اور اجازت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

س ۱۲۴۶: کمپنی یا دفتر کی طرف سے مقرر شدہ خریداری کا نمایندہ اگر کسی شئے کو بازار کی معین قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدے تا کہ فروخت کرنے والا اس کی مالی معاونت کرے تو کیا مذکورہ عمل صحیح ہے؟ اور اس کا بیچنے والے سے رقم لینا صحیح ہے؟

ج: اگر اشیاء کو بازار کی عادلانہ قیمت سے زیادہ قیمت پر خرید لے جبکہ وہ مذکورہ اشیاء کو کم قیمت پر خرید سکتا تھا تو مذکورہ معاملہ جو کہ زیادہ قیمت پر کیا گیا ہے اضافی قیمت کی نسبت سے فضولی (مالک کی اجازت کے بغیر معاملہ کرنا) معاملہ ہے اور قانون کے مطابق موکل کی قانونی اجازت پر موقوف ہے بہرحال اس کے لئے فروخت کرنے والے سے کوئی چیز لینا اپنے لئے جائز نہیں ہے۔

س ۱۲۴۷: اگر کوئی شخص کسی ادارے یا کمپنی کی طرف سے ضروری اشیاء کی خریداری کا نمائندہ ہو اور وہ مختلف اداروں

سے رفت و آمد اور آشنائی کی وجہ سے شرط رکھے کہ اگر میں تم سے اشیاء خریدتا ہوں تو منافع میں سے کچھ فیصد کا شریک قرار پاؤں گا۔

۱)اس شرط کا شرعی حکم کیا ہے؟

۲)اس بارے میں ادارے کے رئیس یا مسئول کی جانب سے اجازت نامہ ہونے کی صورت میں اشکال شرعی حکم کیا ہے؟

۳)اگر مذکورہ شی کی قیمت جو نمائندے کی جانب سے ادارے یا کمپنی کو بتائی گئی ہے بازار کی نسبت زیادہ ہو لیکن اسی کو طے کر لیا جائے تو کیا حکم ہے؟

۴)بعض فروخت کرنے والے، اداروں کی جانب سے خریداری کے نمائندے کو رسید میں درج رقم سے ہٹ کر کچھ حصّہ رقم دیتے ہیں ایسے میں فروخت کرنے والے اور نمائندے کا کیا حکم ہے؟

۵)اگر مذکورہ شخص کمپنی کی نمائندگی کے علاوہ ایک دوسری کمپنی کی طرف سے فروخت کرنے کا نمائندہ ہو اگر وہ اپنی کمپنی کے لیے مذکورہ کمپنی کی مصنوعات خریدے تو اس صورت میں کیا وہ منافع میں سے کچھ فی صد لے سکتا ہے؟

۶)اگر کوئی شخص مذکورہ طریقوں سے نفع حاصل کرتا ہے تو اس نفع کی نسبت اس فرد کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

ج: ۱)شرعی کوئی صورت نہیں اور باطل ہے۔

۲)ادارے کے مسئول یا افسر بالا کی جانب سے اجازت ،شرعی و قانونی کوئی وجہ نہ رکھنے کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔

۳)اگر بازار کی مناسب قیمت سے زیادہ ہو، اور اس سے کم قیمت میں اس شی کا حاصل کرنا ممکن ہو تو اس صورت میں طے شدہ قرارداد نافذ نہیں۔

۴)جائز نہیں ہے اور خریداری کا نمائندہ جو کچھ وصول کرے اسے مربوط ادارے کہ جس کی جانب سے یہ خریداری میں نمائندہ ہے تک پہنچانا ضروری ہے۔

۵)فیصد کا کوئی حصہ دریافت کرنے کا حق نہیں رکھتا، اور جو کچھ دریافت کرے اسے مربوط ادارے کے حوالے کرنا ہوگا اور اگر کوئی قرارداد باندھے جو ادارے کے نفع و نقصان کے خلاف ہو وہ ابتداء سے باطل ہے۔

۶)غیر شرعی درآمد مربوط ادارے کہ جس کی جانب سے یہ خریداری کا نمائندہ ہے کو دینا ضروری ہے۔

طبی مسائل

حمل روکنا

س۱۲۴۸: ۱۔کیا صحت مند خاتون کے لئے وقتی طور پر مانع حمل طریقوں یا مواد کے ذریعے نطفہ نہ ٹھہرنے دینا جائز ہے؟

۲۔وقتی طور پر مانع حمل آلات جنہیں آئی، یو، ڈی (I.U.D) کہا جاتا ہے استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ جس کے مانع حمل ہونے کی کیفیت پوری طرح ابھی تک معلوم نہیں ہوسکی ہے لیکن معروف یہ ہے کہ وہ نطفہ کو ٹھہرنے نہیں دیتا۔

۳۔کیا ایسی بیمار عورت کے لئے دائمی طور پر حمل روکنا جائز ہے جسے جان کا خطرہ ہو؟

۴۔کیا ایسی عورتوں کے لئے دائمی طور پر حمل روکنا جائز ہے جن میں جسمانی اور نفسانی موروثی بیماریوں کے حامل معذور بچے پیدا کرنے کی قابلیت ہو؟

ج: ۱۔شوہر کی اجازت کے ساتھ جائز ہے۔

۲۔اگر نطفے کے ٹھہرنے کے بعد اسقاط کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے یا اگر حرام طور پر لمس کرنے یا نظر کرنے کا سبب ہو تو بھی جائز نہیں ہے۔

۳۔مذکورہ فرض میں منع حمل جائز ہے بلکہ اگر ماں کی جان کے لئے خطرہ ہو تو اختیاری طور پر حاملہ ہونا جائز نہیں ہے۔

۴۔اگر غرض عقلائی اور قابل توجہ ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے ہو تو شوہر کی اجازت کے ساتھ جائز ہے۔

س۱۲۴۹: کیا مرد کے لئے نس بندی کر کے نسل کے اضافہ کو روکنا جائز ہے؟

ج: اگر عقلائی مقاصد کے تحت ہو تو بذاتِ خود مذکورہ عمل میں کوئی حرج نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ قابل توجہ ضرر سے محفوظ رہے۔

س۱۲۵۰: کیا ایسی صحت مند خاتون کے لئے جسے حمل سے کوئی نقصان نہیں ہے، عزل، پیچ نما آلے، دوائیوں اور رحم کے راستے کو بند کر کے منع حمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا شوہر عزل کے علاوہ دوسری راہوں سے منع حمل کے لئے زوجہ کو

مجبور کرسکتا ہے؟

ج: عزل اور دوسری اشیاء کے ذریعہ ذاتی طور پر منع حمل کرنے میں بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے .اور اسی طرح اگر عقلائی غرض کے لئے ہو اور قابل توجہ ضرر سے بھی محفوظ رہنے کا سبب ہو لیکن شوہر کے لئے بیوی کو مذکورہ عمل پر مجبور کرنے کا حق نہیں ہے۔

س۱۲۵۱: کیا حاملہ عورت کے لئے آپریشن کرنا جائز ہے تا کہ آپریشن کے دوران رحم کا راستہ بند کردیا جائے؟

ج: رحم کے بند کرنے کا مسئلہ گزر چکا ہے۔ آپریشن کا جواز ضرورت یا حاملہ عورت کے مطالبہ پر متوقف ہے بہر حال آپریشن کے دوران اور رحم کے راستے کو بند کرنے کے دوران نامحرم کا لمس کرنا اور دیکھنا حرام ہے۔

س۱۲۵۲: بعض میاں بیوی کسی خونی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کے جنین معیوب ہوجاتے ہیں جس کی نتیجے میں وہ بچوں میں بھی بیماری منتقل کردیتے ہیں اس طرح کے والدین کے بچوں میں شدید اور سخت بیماریوں میں مبتلا ہونے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے لہٰذا یہ بچے پیدائش سے لے کر آخری عمر تک بہت ہی مشقت آور صورت میں رہیں گے مثال کے طور پر ہوموفیلیا میں مبتلاء بیمار معمولی سی چوٹ لگنے سے شدید قسم کی خونریزی کے نتیجے میں فوت ہوجائیں گے یا مفلوج ہوجائیں گے۔ اب اس بات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کہ حمل کے ابتدائی، ہفتوں میں اس قسم کی بیماری کی تشخیص ممکن ہے تو کیا ایسے مواقع پر اسقاط حمل جائز ہے؟

ج: اگر بچے کی بیماری کی تشخیص یقینی ہو اور اس قسم کے بچے کی نگہداشت حرج کا باعث تو اس صورت میں روح آنے سے پہلے اسقاط جائز ہے لیکن بنابر احتیاط اس کی دیت ادا کرنا چاہئے۔

س۱۲۵۳: کیا زوجہ کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر منع حمل کے طریقوں کا استعمال کرنا جائز ہے؟

ج: اشکال رکھتا ہے۔

س۱۲۵۴: چار بچوں کے باپ نے منی کی نالی کو بند کروالیا ہے آیا وہ گناہگار ہے اگر اس کی بیوی مذکورہ فعل سے راضی نہ ہو؟

ج: گناہ گار نہیں ہے اور مذکورہ عمل زوجہ کی رضایت پر متوقف نہیں ہے۔

اسقاطِ حمل

س۱۲۵۵: آیا معاشی مشکلات کی وجہ سے حمل ساقط کرنا جائز ہے؟
ج: صرف معاشی مشکلات کی وجہ سے اسقاط حمل جائز نہیں ہے۔

س۱۲۵۶: حمل کے پہلے ماہ میں ڈاکٹر نے خاتون کا معائنہ کرنے کے بعد یہ کہا کہ اگر حمل باقی رہا تو ماں کی جان کو خطرہ ہے اور حمل کے باقی رہنے کی وجہ سے بچہ معذور پیدا ہوگا لہٰذا ڈاکٹر نے حمل کو اسقاط کرنے کا حکم دیا کیا مذکورہ عمل جائز ہے؟ اور آیا حمل میں روح آنے سے پہلے اسقاط کرنا جائز ہے؟
ج: بچے کا معذور ہونا حتیٰ قبل از روح اسقاط کا جواز فراہم نہیں کرتا۔ ہاں! ماں کی جان کا خطرہ اگر اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق ہو تو قبل از روح اسقاط حمل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۲۵۷: اسپیشلسٹ ڈاکٹر جدید آلات کو استعمال کرتے ہوئے اثناء حمل بچے کی بہت سے ناقص اعضاء کی تشخیص پر قادر ہیں پیدائش کے بعد معذور بچے جن مشکلات کا شکار ہوتے اس مسئلہ کو سامنے رکھتے ہوئے کیا ایسے حمل کا ساقط کرنا جائز ہے جس کے ناقص رہنے کی تشخیص مورد اعتماد اسپیشلسٹ ڈاکٹر نے کردی ہو؟ اور کیا اس کے لئے کوئی عمر معین ہے؟
ج: صرف معذور ہونے کی وجہ سے اور یہ کہ زندگی میں کن مشکلات کا سامنا اسے کرنا پڑے گا اسقاط حمل کا جواز نہیں بنتا۔

س۱۲۵۸: کیا مستقر اور ٹھہرے ہوئے نطفے کو علقہ بننے سے پہلے ساقط کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ مذکورہ مدت چالیس روز میں پوری ہوتی ہے بنیادی طور پر درج ذیل مراحل میں سے کون سے مرحلے میں اسقاط حمل جائز ہے؟
۱۔ رحم میں نطفہ ٹھہرنے کے مرحلے میں
۲۔ علقہ
۳۔ مضغہ
۴۔ ہڈی بننے کا مرحلہ قبل از روح
ج: رحم میں نطفے کے ٹھہرنے اور اس کے بعد کے مراحل میں سے کسی مرحلہ میں بھی اسقاط جائز نہیں ہے۔

س۱۲۵۸: بعض شوہروں کو تھیلی سیما کا موروثی مرض ہوتا ہے چنانچہ یہ بیماری ان کی اولاد میں بھی منتقل ہوتی ہے اور اس کا احتمال زیادہ ہے کہ اولاد میں بیماریوں کی شدت زیادہ ہو اور ایسے بچے ولادت سے لے کر اپنی آخری عمر تک مسلسل مشق آور کیفیت میں زندگی بسر کریں گے مثلاً تھیلی سیما کے بیمار کا معمولی سی چوٹ سے بھی اتنا خون بہنے لگتا ہے کہ بعض اوقات موت یا مفلوج ہونے تک نوبت آ پہنچتی ہے سوال یہ ہے کہ کیا حاملگی کے پہلے چند ہفتوں میں اگر اس بیماری کو تشخیص دے دیا جائے تو ایسے مورد میں سقط جنین جائز ہے؟

ج: اگر جنین میں بیماری کی تشخیص قطعی ہو اور ایسے فرزند کا ہونا اور اس کا رکھنا حرج کا سبب ہو تو جائز ہے کہ روح آنے سے پہلے جنین کو ساقط کر دیں لیکن احتیاط کی بنا پر اس کی دیت ادا کی جائے۔

س۱۲۵۹: بذات خود حمل کے اسقاط کا کیا حکم ہے؟ اور اگر حمل کا باقی رکھنا ماں کے لئے جان لیوا ہو تو کیا حکم ہے؟ اور جواز کی صورت میں روح پیدا ہونے سے پہلے اور بعد میں فرق ہے یا نہیں؟

ج: اسقاط حمل شرعاً حرام ہے اور کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر حمل کی بقاء ماں کے لئے خطرناک ہو تو اس حالت میں روح آنے سے پہلے اسقاط میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن روح پیدا ہونے کے بعد جائز نہیں ہے اگر چہ حمل کا باقی رہنا ماں کی جان کے لئے خطرناک ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اگر حمل کے باقی رہنے میں دونوں کی موت کا خطرہ ہو تو اس صورت میں اگر کسی صورت سے بچے کو بچانا ممکن نہ ہو اور تنہا ماں کی زندگی بچائی جا سکتی ہو تو اسقاط جائز ہے۔

س۱۲۶۰: ایک عورت نے زنا کے نتیجے میں حاصل ہونے والے سات ماہ کے بچے کا حمل اپنے باپ کے کہنے پر گرا دیا ہے تو کیا اس صورت میں دیت واجب ہے؟ واجب ہونے کی صورت میں کیا بچے کی ماں پر دیت واجب ہے یا اس عورت کے باپ پر؟

ج: اسقاط حمل جائز نہیں ہے اگر چہ زنا کے ذریعہ ہو اور والد کا مطالبہ، اسقاط کا جواز مہیا نہیں کرتا اور اگر ماں نے خود یا کسی کی مدد سے اسقاط کیا ہو تو اس پر دیت واجب ہے۔ جبکہ مورد سوال صورت میں دیت کی مقدار میں تردد ہے اور احتیاط یہ ہے کہ مصالحہ کیا جائے اور یہ دیت اس وراثت کا حکم رکھتی ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

س۱۲۶۱: ڈھائی ماہ کے حمل کو اگر عمداً اسقاط کر دیا جائے تو دیت کی مقدار کتنی ہے اور یہ دیت کسے دی جائے گی؟

ج: اگر علقہ ہو تو اس کی دیت چالیس ۴۰ دینار ہے اور اگر مضغہ ہو تو ساٹھ ۶۰ دینار ہے اور اگر بغیر گوشت کے ہڈیاں ہوں تو اسّی ۸۰ دینار ہے اور مذکورہ دیت حمل کے وارث کو دی جائے گی اور ارث کے طبقات کی رعایت کی جائے گی۔ لیکن اسقاط کرنے والا وارث، ارث سے محروم رہے گا۔

س۱۲۶۲: اگر حاملہ عورت دانتوں اور مسوڑوں کے علاج پر مجبور ہو اور اسپیشلسٹ کی تشخیص کے مطابق آپریشن کی

ضرورت ہوتو کیا اس کے لئے حمل کو اسقاط کرنا جائز ہے؟ جبکہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ دوران حمل بے ہوشی اور ایکس رے کی وجہ سے بچہ (جنین) معذور ہوجائے گا۔

ج: مذکورہ سبب اسقاط حمل کا جواز فراہم نہیں کرتا۔

س ۱۲۶۳: اگر رحم میں بچہ یقینی موت کے قریب ہوجائے اور اس کے رحم میں باقی رہنے کی وجہ سے ماں کی زندگی بھی خطرہ میں ہوتو کیا حمل کو ساقط کیا جا سکتا ہے؟ اگر خاتون کا شوہر کسی ایسے مجتہد کی تقلید کرتا ہے جو مذکورہ صورت حال میں اسقاط کو جائز نہیں سمجھتا جبکہ خاتون اور اس کے اہل خانہ ایسے مرجع کی تقلید کرتے ہیں جو مذکورہ حالت میں اسقاط کو جائز سمجھتا ہے تو مذکورہ صورت میں شوہر کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: مذکورہ سوال میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ یا بچہ یقیناً مرجائے گا یا بچہ اور ماں دونوں کی یقینی موت ہوجائے تو ایسی صورت میں اسقاط کے ذریعے کم ازکم ماں کی زندگی بچانا ضروری ہے۔ مذکورہ فرض میں شوہر بیوی کو اسقاط سے نہیں روک سکتا، لیکن اسقاط کا عمل تا حدِ امکان اس طرح سے انجام دینا واجب ہے کہ بچے کا قتل کسی کی طرف منسوب نہ ہونے پائے۔

س ۱۲۶۴: کیا ایسے حمل کو اسقاط کرنا جائز ہے جس کا نطفہ غیر مسلم کے وطی بالشبہہ مشتبہ مباشرت یا زنا سے ٹھہرا ہو؟

ج: جائز نہیں ہے۔

مصنوعی حمل

س ۱۲۶۵: آج کل رحم سے باہر ملائے گئے نطفے بعض مخصوص جگہوں پر محفوظ رکھے جاسکتے ہیں تا کہ ضرورت کے وقت انہیں صاحب نطفہ کے رحم میں قرار دیا جائے آیا یہ عمل جائز ہے؟

ج: اس عمل میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۲۶۶: i۔ کیا شرعی طور پر شوہر اور بیوی کے نطفہ کو ٹیوب کے ذریعے پیوندکاری کرنا جائز ہے؟

ii۔ برفرض جواز، کیا مذکورہ عمل کو نامحرم ڈاکٹر انجام دے سکتا ہے؟ آیا پیدا ہونے والا بچہ مذکورہ شوہر اور بیوی کا ہے؟

iii۔ اگر بذات خود یہ عمل جائز نہ ہوتو آیا اگر ازدواجی زندگی مذکورہ عمل پر متوقف ہو تو کیا حکم ہے؟

ج: بذات خود مذکورہ عمل جائز ہے لیکن شرعی طور پر حرام مقدمات سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ لہٰذا نامحرم شخص کے لئے یہ عمل انجام دینا جائز نہیں ہے اگر لمس اور نگاہ حرام کا سبب بنے۔

مذکورہ طریقے سے پیدا ہونے والا بچہ صاحب نطفہ ماں باپ کا ہوگا۔ ج: مذکورہ عمل کا جواز بذات خود بیان ہوگیا ہے۔

س ۱۲۶۷: بعض شوہر اور بیوی، زوجہ کے بیضہ (Ovum) نہ ہونے کی وجہ سے جو کہ پیوند کاری کے لئے ضروری ہوتے ہیں ایک دوسرے سے جدائی کے مرحلے پر پہنچ جاتے ہیں اور نفسیاتی اور ازدواجی مشکلات کا شکار ہوجاتے ہیں کیونکہ مرض کے علاج کا امکان نہیں ہے وہ صاحب اولاد بھی نہیں ہوسکتے ایسی صورت میں کسی اور عورت کے بیضہ (Ovum) لے کر سائنسی طریقے سے شوہر کے نطفے کے ساتھ پیوند کاری کے عمل کے بعد جو کہ رحم کے باہر انجام پایا ہو مذکورہ پیوند کاری شدہ نطفہ، شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھ دیا جائے؟

ج: مذکورہ عمل بذاتِ خود شرعاً جائز ہے لیکن پیدا ہونے والے بچے کا صاحب رحم عورت کا بچہ کہلانا مشکل ہے اور اسے صاحب نطفہ عورت کی طرف نسبت دی جائے گی لہٰذا دونوں شوہر اور بیوی کو نسب کے خاص احکام کے سلسلے میں احتیاط کرنا ہوگی۔

س ۱۲۶۸: اگر شوہر کا نطفہ لیا جائے اور شوہر کے مرنے کے بعد اسے زوجہ کے بیضہ (ovum) کے ساتھ پیوند کاری کی جائے اور زوجہ کے رحم میں رکھ دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

۱۔ مذکورہ عمل صحیح ہے؟

۲۔ مولود شرعاً شوہر کا بچہ کہلائے گا؟

۳۔ مولود صاحب نطفہ کا وارث بنے گا؟

ج: مذکورہ عمل بذاتِ خود صحیح ہے اور بچہ صاحب رحم و نطفہ کا کہلائے گا اور بعید نہیں ہے کہ اسے صاحبِ نطفہ مرد سے بھی ملحق کیا جائے لیکن وارث قرار نہیں پائے گا۔

س ۱۲۶۹: ایک شادی شدہ عورت جو صاحب اولاد نہیں ہوسکتی ایک اجنبی اور نامحرم مرد کے نطفے کے ساتھ عورت کے نطفے کو ملا کر اس کے رحم میں رکھ دیا جائے کیا یہ عمل جائز ہے؟

ج: نامحرم مرد کے نطفے سے پیوند کاری بذاتِ خود جائز ہے لیکن حرام مقدمات مثلاً لمس، نگاہ کرنا وغیرہ سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ بہر حال مذکورہ طریقے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ شوہر کا بچہ نہیں کہلائے گا بلکہ صاحب نطفہ مرد اور صاحب رحم و بیضہ بیوی کا بچہ کہلائے گا۔

س ۱۲۷۰: اگر ایک شادی شدہ عورت جو یائسگی وغیرہ کی وجہ سے نطفہ بنانے کے قابل نہ ہو تو کیا اس شخص کی دوسری

بیوی کے نطفہ کو شوہر کے نطفہ سے ملا کر اس کے رحم میں رکھنا جائز ہے کیا دوسری بیوی کے دائمی یا موقت زوجہ کے لحاظ سے کوئی فرق ہے؟ دونوں میں سے کونسی عورت اس بچے کی ماں ہوگی صاحب نطفہ یا صاحب رحم؟
کیا مذکورہ عمل ایسی صورت میں بھی جائز ہے جہاں بیوی کو سوکن کے نطفہ کی اس لئے ضرورت ہو کہ اس کا اپنا نطفہ اس قدر ضعیف ہو کہ اگر شوہر کے نطفہ سے پیوندکاری ہو بھی جائے تب بھی بچہ معذور پیدا ہوگا؟

ج: ۱۔ مذکورہ عمل شرعی طور پر جائز ہے اور دونوں بیویوں کا دائمی، منقطع اور مختلف ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ بچہ صاحب نطفہ سے ملحق کیا جائے گا اور صاحب رحم سے ملحق ہونا مشکل ہے لہٰذا نسب کے اثرات کے لحاظ سے احتیاط کرنا ضروری ہے۔

۳۔ مذکورہ عمل کا مطلقاً جائز ہونا گزشتہ مسئلہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔

س ۱۲۷۱: کیا مندرجہ ذیل حالات میں زوجہ اور اس کے مردہ شوہر کے نطفہ میں پیوندکاری ہوسکتی ہے؟

۱۔ وفات کے بعد لیکن عدت سے پہلے؟

۲۔ وفات اور عدت گذرنے کے بعد؟

۳۔ اگر پہلے شوہر کی وفات کے بعد شادی کرلے تو اس صورت میں پہلے کے نطفے سے پیوندکاری کرنا جائز ہے؟ اور کیا دوسرے شوہر کے مرنے کے بعد پہلے شوہر کے نطفے سے پیوندکاری کی جاسکتی ہے؟

ج: مذکورہ عمل بذاتِ خود جائز ہے اور اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ عدت کا وقت گزر چکا ہو یا باقی ہو شادی کرے یا شادی نہ کرے اور اگر شادی کرے تو دوسرے شوہر کے حال حیات میں ہونے اور مرنے میں کوئی فرق نہیں ہے ہاں اگر دوسرا شوہر زندہ ہو تو پیوندکاری کا عمل اس کی اجازت اور اذن سے ہونا چاہیے۔

س ۱۲۷۲: اضافی نطفہ کو رحم کے باہر ضائع کرنے کا کیا حکم ہے؟ جنہیں خاص طریقے سے حفظ کیا جاسکتا ہے تاکہ بوقت ضرورت نطفہ کو اس عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے جس کا یہ نطفہ ہو؟ جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ ایسے طریقے سے نطفہ کو محفوظ کرنا بہت مہنگا پڑتا ہے۔

ج: بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے۔

تبدیلی جنس

س ۱۲۷۳: کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر مردانہ ہے لیکن نفسیاتی طور پر ان میں زنانہ خصوصیات اور کامل طور پر زنانہ خواہشات پائی جاتی ہیں اگر وہ اپنی جنس تبدیل نہ کرائیں تو فاسد ہوجائیں گے کیا ایسے اشخاص کا آپریشن کے ذریعے علاج کیا جاسکتا ہے؟

ج: مذکورہ آپریشن میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر واقعی جنس کے انکشاف اور اظہار کے لئے ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کسی اور فعل حرام کا سبب نہ ہو۔

س ۱۲۷۴: خنثیٰ (ہیجڑا) کو مرد یا عورت میں تبدیل کرنے کے لئے آپریشن کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: بذاتِ خود جائز ہے لیکن حرام مقدمات سے دوری کرنا واجب ہے۔

پوسٹ مارٹم اور اعضاء کی پیوند کاری

س ۱۲۷۵: دل اور شریانوں کے امراض کا مطالعہ اور اس سے مربوط مختلف موضوعات پر تحقیق اور ان کے متعلق جدید مسائل کا انکشاف کرنے کے لئے مردہ اشخاص کے دل اور شریانوں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ ان کا معائنہ کیا جائے۔ جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ ایک دن یا چند دن کے تجربے کے بعد انہیں دفن کر دیا جاتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ:

۱۔ اگر مردہ اجساد مسلمانوں کے ہوں تو کیا تشریح کا مذکورہ عمل انجام دینا صحیح ہے؟

۲۔ کیا دل اور شریانوں کو جو کہ جسد سے جدا ہیں الگ دفن کیا جاسکتا ہے؟

۳۔ کیونکہ دل اور شریانوں کو الگ دفن کرنا مشکل ہے لہٰذا کیا انہیں کسی اور جسد کے ساتھ دفن کیا جاسکتا ہے؟

ج: صاحب حرمت انسان کی جان بچانے اور علم طب میں جدید انکشافات جن کی معاشرے کو ضرورت ہے یا کسی ایسے مرض کا پتہ لگانے کے لئے جو انسانیت کے لئے خطرناک ہو میت کی تشریح کرنا جائز ہے لیکن حتیٰ الامکان مسلم میت کے جسد سے استفادہ نہ کرنا واجب ہے۔ اور جدا شدہ اعضاء کو اسی میت کے ساتھ دفن کرنا واجب ہے لیکن اگر اسی

میت کے ساتھ دفن کرنے میں کوئی حرج یا کوئی اور مشکل ہو تو الگ یا کسی دوسری میت کے ساتھ دفن کرنا جائز ہے۔

س ۱۲۷۵: اگر موت کے سبب میں شک ہو تو کیا تحقیق کے لئے جسد کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے؟ مثلاً نہیں معلوم کہ میت نے زہر سے یا گلا گھٹنے وغیرہ سے وفات پائی ہے؟

ج: اگر حق کا واضح ہونا پوسٹ مارٹم پر متوقف ہو تو جائز ہے۔

س ۱۲۷۶: ماں کے پیٹ میں موجود بچے کے مختلف مراحل میں ساقط ہونے والے حمل کا پوسٹ مارٹم کرنے کا کیا حکم ہے؟ یہ ایمبر یالوجی جسمانی ساخت میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے دوسری طرف سے یہ بھی معلوم ہے کہ میڈیکل کالج میں پوسٹ مارٹم کی کلاس ضروری ہے۔

ج: صاحب نفس محترمہ انسان کی جان بچانے، یا ایسے جدید طبی معلومات کے حصول کے لئے جو کہ معاشرے کے لئے ضروری ہوں یا کسی ایسے مرض کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے جو انسانیت کے لئے خطرناک ہو اور یہ معلومات سقط شدہ بچے کے پوسٹ مارٹم پر متوقف ہوں تو پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے لیکن جب تک ممکن ہو مسلمان یا جو شخص مسلمان کا حکم رکھتا ہو اس کے سقط شدہ حمل سے استفادہ نہ کیا جائے۔

س ۱۲۷۷: آیا قیمتی اور نادر پلاٹینم کے ٹکڑے کو بدن سے نکالنے کے لئے قبل از دفن پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ فرض میں ٹکڑا نکالنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میت کے لئے ہتک آمیز نہ ہو۔

س ۱۲۷۸: میڈیکل کالج میں تعلیم اور تعلم کے لئے قبریں کھود کر ہڈیاں حاصل کرنے کا کیا حکم ہے چاہے یہ قبریں مسلمانوں کی ہوں یا غیر مسلمین کی؟

ج: مسلمانوں کی قبروں کو کھودنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر غیر مسلمانوں کی ہڈیاں حاصل نہ کی جاسکیں اور فوری طبی ضروریات کے تحت ہڈیوں کا حصول بہت ضروری ہو تو جائز ہے۔

س ۱۲۷۹: کسی ایسے شخص کے سر پر جس کے بال جل گئے ہوں یا بال نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے جانے سے ہتک محسوس کرتا ہو تو بال اگانا جائز ہے؟

ج: بال اگانے میں بذاتِ خود کوئی حرج نہیں ہے ہاں بالوں کو حلال گوشت جانور یا انسان کا ہونا چاہیے۔

س ۱۲۸۰: اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور ڈاکٹر اس کے علاج سے مایوس ہو جائیں اور یہ کہیں کہ وہ قطعی طور پر مر جائے گا ایسی صورت میں اس کے بدن کے بنیادی اور حیاتی قسم کے اعضاء جیسے، دل، گردہ...وغیرہ کو اس کی وفات سے پہلے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگایا جاسکتا ہے؟

ج: اگر اس کے بدن سے اعضاء نکالنے سے موت واقع ہو تو یہ قتل کے حکم میں ہے اور اگر اعضاء نکالنے سے موت واقع

نہ ہواور اس شخص کی اجازت سے ہوتو جائز ہے۔

س ۱۲۸۱: آیا مردہ شخص کی شریانوں اور رگوں کو کاٹ کر بیمار شخص کے جسم میں لگانے کے لئے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

ج: اگر میت سے اس کی زندگی میں اجازت لے لی ہو یا میت کے اولیاء اجازت دے دیں یا کسی نفسِ محترمہ کی جان بچانا اس پر متوقف ہوتو جائز ہے۔

س ۱۲۸۲: میت کے بدن سے آنکھ کی سیاہ پُتلی لیکر اسے کسی دوسرے شخص کو پیوند کرنے کی کیا دیت ہے؟ جبکہ مذکورہ عمل اکثر اوقات میت کے اولیاء کی اجازت کے بغیر انجام پاتا ہے، اور اگر بالفرض واجب ہوتو آنکھ اور سیاہ پتلی کی کتنی دیت ہے؟

ج: مسلم میت کے بدن سے آنکھ کی سیاہ پتلی نکالنا حرام ہے جو کہ دیت کا سبب ہے اور دیت کی مقدار پچاس دینار ہے لیکن اگر میت سے قبل از موت اجازت لے لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور دیت بھی واجب نہیں ہے۔

س ۱۲۸۳: آیا فوجی ادارے کی جانب سے افراد کی شرمگاہ کا معائنہ جائز ہے؟

ج: دوسروں کی شرمگاہ دیکھنا اور دوسروں کے سامنے شرمگاہ عریاں کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے البتہ اگر قانون کی رعایت یا علاج کی غرض ہوتو جائز ہے۔

س ۱۲۸۴: ایک جنگی مجروح کے خصیتین پر ضرب لگی جس کے نتیجے میں انہیں کاٹ دیا گیا اور وہ شخص عقیم ہو گیا، کیا ایسے شخص کے لئے ہارمونک دوائیوں کا کھانا جائز ہے تاکہ وہ اپنی جنسی قدرت اور ظاہری مردانگی کی حفاظت کر سکے؟ اور اگر مذکورہ نتائج کا واحد راہِ حل جس سے اس میں بچے پیدا کرنے کی قدرت آ جائے خصیتین کی پیوندکاری ہو جو کہ دوسرے شخص سے لئے جائیں تو اس صورت کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر خصیہ کی پیوندکاری ممکن ہو اس طرح سے کہ پیوندکاری کے بعد اس کے بدن کا زندہ جزء بن جائے تو پھر نجاست، طہارت کے لحاظ سے کوئی حرج نہیں اور نہ ہی بچے پیدا کرنے کی قدرت میں کوئی حرج ہے اور بچہ بھی اسی کا کہلائے گا اور اسی طرح جنسی قدرت اور ظاہری مردانگی کی حفاظت کے لئے ہارمونک دوائیاں استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۲۸۵: مریض کی زندگی بچانے کے لئے گردوں کی پیوندکاری کی بہت اہمیت ہے لہٰذا ڈاکٹر گردوں کا بینک بنانے کی فکر میں ہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ بہت سے لوگ اختیاری طور پر اپنے گردے ھدیہ دیں گے یا فروخت کریں گے تو آیا گردوں کا بخشنا یا فروخت کرنا یا اعضاء بدن میں سے کوئی اور عضو اختیاراً بخشنا یا فروخت کرنا جائز ہے؟ اور ضرورت کے وقت اس کا کیا حکم ہے؟

ج: حال حیات میں کسی کا اپنے گردے یا کوئی اور عضو فروخت کرنے یا بخشنے میں کوئی حرج نہیں ہے تا کہ دوسرے مریض استفادہ کریں اس شرط کے ساتھ کہ اس کام سے اسے کوئی قابل توجہ ضرر نہ پہنچ رہا ہو بلکہ جب ایک نفس محترمہ کو بچانا اس پر متوقف ہو لیکن خود اس شخص کو کوئی حرج اور ضرر نہ ہو تو اعضاء دینا واجب بھی ہو جائے گا۔

س۱۲۸۶: بعض افراد سر میں چوٹ لگنے کی وجہ سے لاعلاج ہو جاتے ہیں اور اپنی یادداشت کھو بیٹھتے ہیں اور بے ہوشی ان پر طاری ہو جاتی ہے، سانس لینے کی قدرت بھی نہیں رکھتے اور مادی اور شعاعی اشاروں کا جواب دینے پر بھی قادر نہیں ہوتے اور ایسی صورت میں مذکورہ حالت کے بدل جانے کا احتمال معدوم ہو جاتا ہے، دل کی ڈھڑکن مصنوعی طور پر کام کرتی ہے اور مذکورہ حالت چند گھنٹے، چند دن سے زیادہ باقی نہیں رہتی یہاں تک کہ زندگی ختم ہو جاتی ہے اور ایسی کیفیت کو علم طب میں دماغی موت کہا جاتا ہے جس کے سبب سے شعوری احساس، ارادی حرکت ختم ہو جاتی ہے، جبکہ دوسری طرف بہت سے ایسے مریض ہیں جن کی زندگی دماغی موت والے افراد کے اعضاء سے استفادہ کر کے بچائی جاسکتی ہے، آیا دماغی موت والے مریضوں کے اعضاء سے استفادہ کر کے دوسرے بیماروں کی زندگی بچانا جائز ہے؟

ج: مذکورہ صفات رکھنے والے مریض کے اعضاء سے دوسرے بیماروں کے لئے استفادہ کرنا اگر اس طرح ہو کہ مذکورہ اعضاء نکالنے سے ان کی موت جلدی واقع ہو جائے اور زندگی تمام ہو جائے تو جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر مذکورہ عمل اس کی اجازت سے انجام پائے جو پہلے لی جا چکی ہو یا عضو ایسا ہو جس پر نفس محترمہ کی زندگی کا دارومدار ہو تو جائز ہے۔

س۱۲۸۷: میں اپنے جسم سے وفات کے بعد استفادہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنے اعضاء بخشنا چاہتا ہوں جس کی اطلاع میں نے متعلقہ افراد کو دے دی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ میں مذکورہ خواہش کو وصیت میں تحریر کر دوں اور ورثا کو بتا دوں کیا ایسا کرنا میرے لئے صحیح ہے؟

ج: جسد میت کے بعض اعضاء سے دوسرے شخص کی جان بچانا یا مرض کے علاج کے لئے پیوند کاری کرنا جائز ہے اور وصیت کرنا بلا مانع ہے لیکن ایسے اعضاء مستثنٰی ہیں جنہیں جدا کرنے سے مُثلہ کرنے کا عنوان صادق آتا ہو یا جس کے کاٹنے سے عرفاً میت کی ہتک حرمت ہوتی ہو۔

س۱۲۸۸: خوبصورتی کے لئے پلاسٹک سرجری کا کیا حکم ہے؟

ج: بذاتِ خود جائز ہے۔

طبابت کے مختلف مسائل

س۱۲۸۹: فوجی ادارے کے افراد کی طرف سے آیا شرمگاہ کی تفتیش کرنا جائز ہے؟
ج: دوسرے کی شرمگاہ ظاہر کرنا، نگاہ کرنا اور کسی کو شرمگاہ ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرنا جبکہ کوئی محترم شخص دیکھنے والا موجود ہو تو جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ شرمگاہ ظاہر کرنے کی ضرورت ہو جیسے ختنہ یا علاج کرنا، لیکن مکلف کے ختنہ کے لئے دوسروں پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور ختنہ کرنا خود مکلف کی ذمہ داری ہے اور اسی طرح مرض کے علاج کے لئے شرمگاہ ظاہر کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ بیمار کی زندگی خطرہ میں ہو تو جائز ہے۔
س۱۲۹۰: ڈاکٹر کی طرف سے خواتین کو لمس کرنے یا نگاہ کرنے کے جواز کے ضمن میں لفظ ضرورت کا بار بار ذکر آتا ہے اس ضرورت کے کیا معنی ہیں اور اس کی حدود کیا ہیں؟
ج: علاج کے وقت ضرورت لمس و نظر کے معنی یہ ہیں کہ مرض کی تشخیص اور علاج عرفاً لمس اور نظر کرنے پر موقوف ہو اور ضرورت کی حدود حاجت اور توقف کی مقدار کی حد تک ہیں۔
س۱۲۹۱: آیا لیڈی ڈاکٹر کسی عورت کے مرض کی تشخیص یا تفتیش کے لئے اس کی شرمگاہ دیکھ سکتی ہے۔
ج: ضرورت کے وقت جائز ہے اس کے علاوہ جائز نہیں ہے۔
س۱۲۹۲: علاج کے لئے آیا مرد ڈاکٹر عورت کے جسم کو لمس کر سکتا ہے اور اس پر نظر ڈال سکتا ہے؟
ج: اگر لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرنا میسر نہ ہو تو ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹر کے لئے اگر علاج لمس کرنے اور نگاہ کرنے پر ڈاکٹر کے سامنے بدن عریاں کرنا موقوف ہو تو جائز ہے۔
س۱۲۹۳: ایسی صورت میں جب لیڈی ڈاکٹر آئینہ کے ذریعے خاتون کا معائنہ کر سکتی ہے خاتون کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنا اور شرمگاہ کو لمس کرنا جائز ہے؟
ج: اگر آئینے کے ذریعے معائنہ کا امکان ہو اور لمس کرنے یا بلاواسطہ نگاہ ڈالنے کی ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔
س۱۲۹۴: بلڈ پریشر وغیرہ میں مریض کا بدن لمس کرنا ضروری ہے اگر بلڈ پریشر دیکھنے والا جنس مخالف سے تعلق رکھتا ہو اور مذکورہ عمل طبی دستانے پہن کر انجام دینے کا امکان ہو تو آیا بغیر دستانے کے مذکورہ عمل انجام دینا جائز ہے؟
ج: اگر علاج کے لئے کپڑے یا دستانے پہن کر لمس کرنے کا امکان ہو تو مریض کے بدن کو لمس کرنے کی ضرورت نہیں

ہے جو کہ جنس مخالف سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا جائز نہیں ہے۔

س ۱۲۹۵: آیا ڈاکٹر کسی خاتون کے لئے پلاسٹک سرجری کرسکتا ہے جو کہ خوبصورتی کے لئے ہو اگر چہ لمس اور نظر کا باعث بنے؟

ج: خوبصورتی کے لئے سرجری کرنا کیونکہ کسی مرض کا علاج نہیں ہے لہٰذا نگاہ اور لمس جو کہ حرام ہے جائز نہیں ہے ہاں اگر جلنے کے علاج کی وجہ سے سرجری کی جائے اور اس صورت میں لمس یا نظر کے لئے مجبور ہو تو جائز ہے۔

س ۱۲۹۶: آیا شوہر کے علاوہ عورت کی شرمگاہ پر مطلقاً نظر ڈالنا حرام ہے حتیٰ ڈاکٹر کا نظر کرنا؟

ج: شوہر کے علاوہ حتیٰ ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کا عورت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے ہاں اگر علاج کے لئے مجبور ہو تو جائز ہے۔

س ۱۲۹۷اگر مرد ماہر علاج نسواں ڈاکٹر لیڈی ڈاکٹر سے زیادہ ماہر ہو یا لیڈی ڈاکٹر تک رسائی خواتین کے لئے حرج کی حامل ہو تو کیا مرد ڈاکٹر سے علاج کرانا جائز ہے؟

ج: اگر علاج حرام نگاہ اور لمس پر متوقف ہو تو مرد ڈاکٹر سے علاج کرانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی لیڈی ڈاکٹر تک رسائی سے معذور یا رسائی مشکل ہو جائے جو کہ معالجہ کے لئے کفایت کرتی ہے، تو مرد سے علاج کرانا جائز ہے۔

س ۱۲۹۸: آیا ڈاکٹر کے کہنے پر منی ٹسٹ کے لئے استمناء کرنا جائز ہے؟

ج: اگر علاج اس پر موقوف ہو اور بیوی کے ذریعے منی نکالنا ممکن نہ ہو تو معالجہ کے لئے جائز ہے۔

ختنہ

س ۱۲۹۹ کیا ختنہ کرنا واجب ہے؟

ج: مرد کے لئے ختنہ کرنا بذات خود واجب ہے اور عمرہ اور حج کے طواف کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے اور اگر ختنہ ہونے سے پہلے بالغ ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنا ختنہ خود کرے۔

س ۱۳۰۰: ایک شخص نے ختنہ نہیں کیا لیکن اس کی سپاری مکمل طور پر ظاہر ہے آیا اس پر ختنہ واجب ہے؟

ج: اگر سپاری پر کسی قسم کا کوئی غلاف نہیں ہے جس کا کاٹنا واجب ہو تو ختنہ کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔

س ۱۳۰۱: کیا لڑکیوں کا ختنہ واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

میڈیکل کی تعلیم

س ۱۳۰۲: میڈیکل کالج کے طالب علم کو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی تعلیم کے لئے نامحرم کو لمس اور نگاہ کے ذریعے معائنہ کرنا ہوتا ہے اور مذکورہ عمل تعلیمی پروگرام کا حصہ ہے اور مستقبل میں مریضوں کے علاج کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے اور اگر مذکورہ معائنہ کو ترک کردے تو وہ مستقبل میں بیماروں کے مرض کی تشخیص سے عاجز رہے گا۔ لہٰذا مریض کے صحت یاب ہونے کے دورانیہ میں اضافہ ہوجائے گا یا ہوسکتا ہے بیمار مرجائے۔ مذکورہ معائنوں کی پریکٹس کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر معالجہ کے لئے مہارت حاصل کرنے اور شناخت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۰۳: میڈیکل کالج کے طالب علموں کے لئے نامحرم بیماروں کا حسب ضرورت معائنہ کرنا جائز ہے تو اس صورت میں اس ضرورت کی تشخیص کس کا کام ہے؟

ج: ضرورت کی تعیین حالات کو مدنظر رکھ کر خود طالب علم کا کام ہے۔

س ۱۳۰۴: بعض مواقع پر ہمیں نامحرم کا معائنہ کرنا پڑتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ آیا مستقبل میں ہمیں اس کی ضرورت پڑے گی یا نہیں؟ لیکن مذکورہ مورد میں معائنہ کرنا بھی عام تعلیمی کورس کا حصہ ہے اور طالب علم کی ذمہ داری یا استاد کی طرف سے اسے انجام دینا لازمی ہے اور ہماری نگاہ میں اگر مذکورہ معائنہ انجام نہ دے تو آئندہ اس کی طبابت کا پہلو ضعیف رہے گا آیا ہمارے لئے مذکورہ معائنہ انجام دینا جائز ہے؟

ج: طبی معائنہ کا کورس میں شامل ہونا یا استاد کا طالب علم کے لئے مذکورہ معائنہ کا معین کرنا اس بات کا جواز فراہم نہیں کرتا کہ شریعت کی مخالفت کی جائے بلکہ معیار یہ ہے کہ انسانی زندگی کو نجات دینا تعلیم پر موقوف ہو یا یہ کام ضرورت کا تقاضا ہو۔

س ۱۳۰۵: آیا تعلیم طب کے لئے ضرورت کے تحت نامحرم کے معائنہ کرنے میں اعضاء تناسل اور دوسرے اعضاء بدن میں فرق ہے؟ اور اگر طلباء یہ جانتے ہوں کہ تعلیم کے اختتام پر بیماروں کے معالجہ کے لئے دور دراز علاقوں اور دیہاتوں میں جائیں گے اور وہاں بعض اوقات بچے کی پیدائش کی نگرانی کے لئے مجبور ہونگے یا ولادت کے بعد

کثرت سے خون خارج ہونے کا معالجہ کرنا پڑے گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ اگر مذکورہ خون کا علاج تیزی سے نہ کیا جائے تو زچہ کے لئے جان کا خطرہ ہے اور ایسی صورت میں علاج کی شناخت تعلیم کے دوران پریکٹس اور مشق کے بغیر ممکن نہیں ہے؟

ج: ضرورت کے وقت معائنہ میں اعضاء تناسلیہ اور غیر اعضاء تناسلیہ میں فرق نہیں ہے۔ کلی طور پر معیار یہ ہے کہ انسانی زندگی بچانے کے لئے تعلیم اور پریکٹس کی ضرورت ہے۔ لہٰذا قدر ضرورت پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

س۱۳۰۶: محرم یا نامحرم کے اعضاء تناسلیہ کے معائنے میں معمولاً احکام شرعیہ کا خیال نہیں رکھا جاتا جیسے ڈاکٹر یا اسٹوڈینٹ کا آئینہ کے ذریعے نظر کرنا وغیرہ اور کیونکہ ان کی پیروی کرنا ہمارے لئے ضروری ہے تاکہ تشخیص کی کیفیت سے آگاہ ہوسکیں تو ایسی صورت میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: علم طب سیکھنے کے لئے بذات خود حرام امور انجام دینا اس صورت میں جائز ہیں کہ جب علم طب اور علاج کے طریقوں کی معرفت ان پر متوقف ہو اور طالب علم کو اس بات کا اطمینان ہو کہ مستقبل میں انسانی زندگی بچانے کی قدرت مذکورہ طریقے سے حاصل شدہ معلومات پر متوقف ہے اور اسے اس بات کا بھی اطمینان ہو کہ مستقبل میں بیمار اس کی طرف رجوع کریں گے اور ان کی زندگی بچانے کی ذمہ داری اس کے کاندھوں پر آئے گی۔

س۱۳۰۷: آیا ہمارے کورس میں موجود غیر مسلم مردوں اور عورتوں کی نیم عریاں تصاویر دیکھنا جائز ہے؟

ج: بری نگاہ، لذت اور مفسدے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

س۱۳۰۸: میڈیکل کالج کے طالب علم تعلیم کے دوران انسانی بدن کے اعضاء تناسلی کے مختلف حصوں کی تصاویر اور فلمیں دیکھتے ہیں آیا یہ جائز ہے؟ اور مخالف جنس کی شرمگاہ دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: تصویر اور فلمیں دیکھنا بذات خود جائز ہے۔ اگر قصد لذت اور حرام میں مبتلاء ہونے کا خوف نہ ہو اور جو چیز حرام ہے وہ خود جنس مخالف کے بدن کو دیکھنا ہے اور لمس کرنا ہے اور غیر کی شرمگاہ کی تصویر اور فلم کو دیکھنا مورد اشکال ہے۔

س۱۳۰۹: وضع حمل کے وقت خاتون کی کیا ذمہ داری ہے؟ اور شرمگاہ پر نظر ڈالنے کے حوالے سے نرسوں یا دیگر مدد کرنے والی عورتوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: نرسوں کے لئے وضع حمل کے وقت بلا ضرورت عمداً شرمگاہ پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح ڈاکٹر کے لئے بلا ضرورت مریضہ کے بدن پر نگاہ کرنے اور لمس کرنے سے اجتناب کرنا واجب ہے اور وضع حمل کے وقت خاتون پر لازم ہے کہ وہ اپنے بدن کو اگر قدرت رکھتی ہو اور ہوش میں ہو تو مستور رکھے یا کسی دوسرے سے بدن چھپانے کی درخواست کرے۔

س ۱۳۱۰: تعلیم کے دوران پلاسٹک کے بنے ہوئے مجسم اعضاء تناسلیہ سے استفادہ کیا جاتا ہے اسے دیکھنے اور لمس کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مصنوعی آلہ تناسل کا حکم اصل آلہ تناسل کے حکم جیسا نہیں ہے لہٰذا اسے دیکھنے اور لمس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر لذت کی نیت سے ہو یا جنسی قوت کو ابھارنے کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۱۱: میری تحقیق ان طریقوں کے متعلق ہے جو مغرب کی علمی محافل میں درد کی تسکین کے لئے انجام دیئے جاتے ہیں جیسے موسیقی کے ذریعے علاج کرنا، لمس کے ذریعے معالجہ، رقص کے ذریعے علاج، دواء کے ذریعے اور بجلی کے ذریعے علاج کرنا ہے اور مذکورہ تحقیقات نتیجہ خیز ثابت ہوئی ہیں۔ آیا شرعی طور پر ایسی تحقیقات کرنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ امور میں تحقیقات کرنا جائز ہے اور بیماریوں کے علاج میں مذکورہ امور کی تاثیر کا تجربہ کرنا جائز ہے، ہاں مذکورہ امور شرعی طور پر حرام اعمال میں پڑنے کا باعث نہیں ہونے چاہیں۔

س ۱۳۱۲: آیا نرسوں کے لئے دوران تعلیم تجربہ کی خاطر خاتون کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا جائز ہے؟

ج: فقط تعلیم کے لئے نظر کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر خطرناک بیماریوں کا علاج اور انسانی زندگی کا بچانا ایسے تجربہ پر متوقف ہو جس میں شرمگاہ پر نظر کی جائے تو جائز ہے۔

تعلیم و تعلم اور ان کے آداب

س ۱۳۱۳: کیا روزمرہ پیش آنے والے مسائل شرعیہ کو نہ سیکھنا گناہ ہے۔

ج: اگر نہ سیکھنے کی وجہ سے ترک واجب یا فعل حرام کا مرتکب ہو تو ترکِ واجب اور فعل حرام پر گناہ گار ہوگا۔

س ۱۳۱۴: اگر طالب علم سطحیات تک کے مراحل طے کرلے اور اگر جد و جہد کرلے تو درجہ اجتہاد تک پہنچ سکتا ہے تو کیا ایسے شخص کے لئے تعلیم کا جاری رکھنا واجب عینی ہے۔

ج: علوم دین کا طالب ہونا بذات خود اور اسی طرح تعلیم کو جاری رکھنا یہاں تک کہ درجہ اجتہاد حاصل کرے عظیم فضیلت ہے، لیکن درجہ اجتہاد پر فائز ہونے کی قدرت وصلاحیت کے سبب (علم کو جاری رکھنا) واجب عینی نہیں ہوتا۔

س ۱۳۱۵: اصول دین میں حصول یقین کا کیا طریقہ ہے؟

ج: غالباً برھان و عقلی دلائل سے حاصل ہوتا ہے۔ غایت امر یہ ہے کہ مکلفین کے ادراک وفہم میں اختلاف مراتب کی وجہ سے برہان اور دلیل کا ادراک مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو کسی بھی طریقے سے یقین حاصل ہوجائے تو یہ بہر

حال کافی ہے۔

س ۱۳۱۶: حصول علم میں سستی کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح وقت کا ضائع کرنا؟ آیا وقت کا ضائع کرنا حرام ہے؟

ج: بے کار رہنے اور وقت ضائع کرنے میں اشکال ہے اگر طالب علم طلاب کے لئے مخصوص وظائف سے استفادہ کرتا ہے۔ تو اسے درسی پروگرام کے تحت علم حاصل کرنا چاہیے وگرنہ اس کے لئے مذکورہ وظائف اور عطیات سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۱۷: اکنامکس کی کلاس کے دوران استاد سودی قرض سے متعلق بعض مسائل پر گفتگو کرتا ہے اور تجارت اور صنعت میں سود کے استفادہ کے طریقوں کا مقایسہ کرتا ہے مذکورہ تدریس اور اس پر اجرت لینے کا کیا حکم ہے؟

ج: صرف تدریس اور سودی قرضے سے استفادہ کرنے کے طریقوں کا جائزہ لینا حرام نہیں ہے۔

س ۱۳۱۸: اسلامی جمہوریہ میں ماہرین تعلیم کو دوسروں کو تعلیم دینے کا کونسا صحیح طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ اور وہ لوگ کون ہیں جو حساس ٹیکنیکی علوم اور معلومات حاصل کرنے کے مستحق ہیں؟

ج: کسی شخص کا کوئی بھی علم حاصل کرنا اگر مشروع اور با مقصد ہو اور کسی قسم کا فاسد ہونا یا فاسد کرنا لازم نہ آتا ہو تو بلا مانع ہے مگر یہ کہ حکومت اسلامی نے بعض علوم اور معلومات کے لئے خاص قوانین اور ضوابط بنائے ہوں۔

س ۱۳۱۹: آیا دینی مدارس میں فلسفہ پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

ج: ایسے شخص کے لئے فلسفہ کی تعلیم اور تعلم جائز ہے جو کہ فلسفہ کی تعلیم سے اپنے دینی اعتقادات میں تزلزل نہ آنے سے مطمئن ہو بلکہ بعض موارد میں تعلیم فلسفہ واجب ہے۔

س ۱۳۲۰: گمراہ کن کتابوں کی خرید وفروخت اور مطالعہ کرنا کیسا ہے؟ مثلاً کتاب آیات شیطانیہ؟

ج: گمراہ کن کتابوں کا خریدنا، بیچنا اور رکھنا جائز نہیں ہے ہاں اگر اس کا جواب دینے پر علمی لحاظ سے قادر ہو تو اس مقصد کے لئے جائز ہے۔

س ۱۳۲۱: حیوانات اور انسانوں کے بارے میں ایسے خیالی قصّوں کی تعلیم اور انہیں بیان کرنا کیا حکم رکھتا ہے جن کے بیان کرنے پر فوائد مرتب ہوں؟

ج: اگر قرائن سے معلوم ہو رہا ہو کہ داستان تخیلی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۲۲: ایسی یونیورسٹی یا کالج میں پڑھنے کا کیا حکم ہے جہاں ایسی عورتوں کے ساتھ مخلوط ہونا پڑتا ہے جو پردے کے بغیر آتی ہیں؟

ج: تعلیمی مراکز میں تعلیم و تعلم کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن خواتین اور لڑکیوں پر پردہ کرنا واجب ہے

اور مردوں پر ان کی طرف حرام کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے اختلاط سے بچنا ضروری ہے جو کہ فساد اور حرام میں مبتلاء ہونے کا سبب ہو۔

س ۱۳۲۳: آیا خاتون کا نامحرم مرد سے ایسے مقام پر جو ڈرائیونگ کے لئے مخصوص ہے ڈرائیونگ سیکھنا جائز ہے؟ جبکہ خاتون شرعی پردے اور عفت کی پابند ہو؟

ج: نامحرم سے ڈرائیونگ سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر پردے اور عفت کا خیال رکھا جائے اور فساد میں نہ پڑنے کا اطمینان ہو ہاں اگر کوئی محرم بھی ساتھ ہو تو بہتر ہے بلکہ اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ نامحرم مرد کی بجائے کسی عورت یا اپنے کسی محرم سے ڈرائیونگ سیکھے۔

س ۱۳۲۴: کالج، یونیورسٹی میں جوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم کی وجہ سے آپس میں ملتے ہیں اور کلاس فیلو ہونے کی بنیاد پر درس وغیرہ کے مسائل پر گفتگو کرتے ہیں لیکن بعض اوقات بغیر لذت اور برے قصد کے بغیر ہنسی، مذاق بھی ہو جاتا ہے آیا مذکورہ عمل جائز ہے؟

ج: اگر پردے کی پابندی کی جائے بری نیت بھی نہ ہو اور فساد میں نہ پڑنے کا اطمینان ہو تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۲۵: حالیہ دور میں کس علم کا ماہر ہونا اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہتر ہے؟

ج: بہتر یہ ہے کہ علماء، اساتید اور یونیورسٹیوں کے طلباء اس علم کو اہمیت دیں جو مفید ہو اور مسلمانوں کی ضرورت ہو تا کہ مسلمان غیروں سے بالخصوص اسلام دشمنوں سے بے نیاز ہو سکیں۔ مفید ترین علم کی تشخیص متعلقہ مسؤلین موجودہ شرائط کو مدنظر رکھ کر دیں گے۔

س ۱۳۲۶: گمراہ کن کتابوں اور دوسرے مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟ تا کہ ان کے دین اور عقائد کے بارے میں زیادہ اطلاعات اور معرفت حاصل ہو سکے؟

ج: فقط معرفت اور زیادہ اطلاعات کے لئے جائز ہونا مشکل ہے ہاں اگر کوئی شخص گمراہ کنندہ مواد کی تشخیص دے سکے اور اس کے ابطال اور اس کا جواب دینے پر قادر ہو تو جائز ہے البتہ اس شرط کہ ساتھ کہ اپنے بارے میں مطمئن ہو کہ حق سے گمراہ نہیں ہوگا۔

س ۱۳۲۷: بچوں کو ایسے اسکولوں میں داخلہ دلانے کا کیا حکم ہے جہاں بعض فاسد عقائد تدریس کئے جاتے ہوں اس فرض کے ساتھ کہ بچے ان سے متاثر نہیں ہوں گے؟

ج: اگر دینی عقائد کے فاسد ہونے کا خوف نہ ہو اور باطل افکار کے ترویج کرنے کا امکان نہ ہو اور فاسد اور گمراہ کن

مطالب سے دوری کرنے کا امکان ہوتو جائز ہے۔

س ۱۳۲۸: میڈیکل کا طالب علم چار سال سے میڈیکل کالج میں زیر تعلیم ہے جبکہ اسے دینی علوم کا بہت شوق ہے، آیا اس پر واجب ہے کہ تعلیم جاری رکھے یا اسے ترک کر کے علوم دینی حاصل کرے؟

ج: طالب علم کو اپنے لئے علمی شعبہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے لیکن جو مسئلہ قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ دینی علوم اس لئے قابل اہمیت ہیں کہ اسلامی معاشرے کی خدمت کرنے کی قدرت حاصل ہو جبکہ میڈیکل کی تعلیم بھی امت اسلامی کے لئے علاج، صحت اور ابدان کو نجات دیتی ہے اور اس کی بھی بہت اہمیت ہے۔

س ۱۳۲۹: استاد نے کلاس میں ایک طالب علم کو سب کے سامنے بہت شدت سے ڈانٹا طالب علم بھی ایسا کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج: طالب علم کے لئے اس طرح جواب دینا جو مقام استاد کے لائق نہ ہو جائز نہیں ہے، استاد کی حرمت کا خیال رکھنا چاہیے کلاس کے نظم کو برقرار رکھنا چاہیے البتہ شاگرد قانونی چارہ جوئی کرسکتا ہے اسی طرح استاد پر واجب ہے کہ وہ بھی طالب علم کی حرمت کا دوسرے طلّاب کے سامنے پاس رکھے اور تعلیم و تربیت کے اسلامی آداب کی رعایت کرے۔

طباعت، تالیف اور فن کاری کے حقوق

س ۱۳۳۰: کتب اور مقالات جو باہر سے آتے ہیں اور اسلامی جمہوریہ میں چھپتے ہیں ان کے ناشروں کی اجازت کے بغیر اشاعت مکرر کا کیا حکم ہے؟ اور اگر صحیح ہونا مشکل ہو تو ان کتابوں کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے جن کی طباعت ہو چکی ہے جبکہ انہیں اس موضوع کا علم نہیں تھا؟

ج: اسلامی جمہوریہ سے باہر چھپنے والی کتب کی اشاعت مکرر یا اس معاہدہ کے تابع ہے جو مذکورہ کتب کے بارے میں اسلامی جمہوریہ اور متعلق مما لک میں منعقد ہوا ہے لیکن ملک کے اندر چھپنے والی کتب میں احوط یہ ہے کہ ناشر سے ان کی تجدید طباعت کے لئے اجازت لیکر اس کے حقوق کا خیال رکھا جائے البتہ جو کتب بغیر اجازت کے چھپ چکی ہیں یا ان کی اشاعت مکرر ہو چکی ہے ان کے خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۳۱: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فکری اور فنی امور جب صاحبان فکر سے صادر ہو جائیں تو چھپنے کے بعد ان کی ملکیت نہیں رہتے۔ یہ رائے کس حد تک صحیح ہے؟ آیا مولفین، مترجمین اور فنی امور کے ماہرین کے لئے جائز ہے کہ وہ

اپنے مذکورہ اعمال کے عوض خاص مقدار میں مال کا تقاضا کریں۔ جیسے حق تالیف وغیرہ، اس لئے کہ انہوں نے جدوجہد، وقت اور مال صرف کرنے کے بعد مذکورہ اشیاء تک رسائی حاصل کی ہے؟

ج: اپنے علمی اور معنوی کام کے پہلے یا اصلی نسخہ کے بدلے میں ناشرین سے نشر وطباعت کے لئے جتنا مال چاہئیں مطالبہ اور دریافت کر سکتے ہیں۔

س ۱۳۳۲: اگر مؤلف، مترجم یا فنکار پہلی اشاعت کے عوض مال کی کچھ مقدار وصول کرے اور یہ شرط کرے کہ بعد کی اشاعت میں بھی میرا حق محفوظ رہے گا۔ تو آیا دوسری اشاعت میں اسے مال کے مطالبہ کا حق ہے؟ اور اس مال کے وصول کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: پہلا نسخہ دیتے وقت ناشر سے شرط کرنے کی صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے اور ناشر پر شرط کی پابندی کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۳۳: اگر مصنف یا مولف نے پہلی اشاعت کی اجازت کے وقت اشاعت مکرر کے بارے میں کچھ نہیں کہا تو آیا ناشر کے لئے اشاعت مکرر میں بغیر اجازت اور بغیر اداء مال کے کتاب چھاپنا صحیح ہے؟

ج: اگر گزشتہ معاہدہ فقط پہلی اشاعت کے لئے تھا تو دوسری اشاعت کے لئے بھی احوط یہ ہے کہ اجازت لی جائے۔

س ۱۳۳۴: مصنف کے سفر یا موت کی وجہ سے موجود نہ ہونے کی صورت میں اشاعت مکرر کے لئے کس سے اجازت لی جائے اور کسے رقم دی جائے؟

ج: مصنف کے نمائندے یا شرعی سرپرست یا فوت ہونے کی صورت میں وارث کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

س ۱۳۳۵: آیا اس عبارت کے باوجود کہ (تمام حقوق مولف کے لئے محفوظ ہیں) بغیر اجازت کے کتاب چھاپنا صحیح ہے؟

ج: احوط یہ ہے کہ مولف اور ناشر کے حقوق کی رعایت کی جائے اور طبع جدید میں ان سے اجازت لی جائے۔

س ۱۳۳۶: تواشیح اور قرآن کریم کی بعض کیسٹوں پر یہ عبارت لکھی ہوتی ہے (کاپی کرنے کے حقوق محفوظ ہیں) آیا ایسی صورت میں ٹیپ کر کے دوسرے لوگوں کو دینا جائز ہے؟

ج: احوط یہ ہے کہ اصلی ناشر سے کاپی کرنے کی اجازت لی جائے۔

س ۱۳۳۷: آیا کمپیوٹر کی ڈسک کاپی کرنا جائز ہے؟ بر فرض حرمت آیا یہ حکم ایران میں پروگرام کی جانے والی ڈسک تک محدود ہے یا عمومیت رکھتا ہے؟ اس لئے کہ کمپیوٹر ڈسکوں کی قیمت مواد کی اہمیت کی وجہ سے بہت زیادہ ہوتی ہے؟

ج: ملک کے اندر بننے والی ڈسکوں کے مالکین سے بناء بر احوط اجازت لی جائے اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے

بیرون ملک سے آنے والی ڈسکیں معاہدہ کے تحت ہیں۔

س۱۳۳۸: آیا دکانوں، کمپنی کے نام اور تجارتی مارک ان کے مالکین سے مختص ہیں؟ اس طرح سے کہ دوسروں کے لئے ان ناموں یا مارک کا استعمال کرنا ممنوع ہے؟ مثلاً ایک شخص ایک دکان کا مالک ہے اور اس دکان کا نام اس نے اپنے خاندان کے نام پر رکھا ہوا ہے آیا اسی خاندان کے کسی دوسرے فرد کو مذکورہ نام سے دکان کھولنے کی اجازت ہے؟ یا کسی اور خاندان کے شخص کو مذکورہ نام استعمال کرنے کی اجازت ہے؟

ج: حکومت کی طرف سے تجارتی مراکز اور کمپنیوں کے نام ملکی قوانین کے مطابق ایسے افراد کو عطا کئے جاتے ہیں جو دوسروں سے پہلے مذکورہ عنوان کو اپنے نام کروانے کی سرکاری درخواست دیکر اسے اپنے نام کروالیتے ہے اور سرکاری ریکارڈ میں ان کے نام رجسٹرڈ ہوجاتے ہیں تو ایسی صورت میں دکان یا کمپنی کا مذکورہ عنوان سے اقتباس یا استفادہ بغیر اجازت کے جائز نہیں ہے اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے کہ استعمال کرنے والا شخص اسی خاندان سے تعلق رکھتا ہو یا نہیں۔ اور اگر نام رجسٹرڈ نہ کیا ہو تو دوسروں کے لئے اسی نام سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س۱۳۳۹: کوئی شخص اپنے کاغذات اور کتابیں فوٹو کاپی کرنے کے لئے دکان پر آتا ہے دکاندار جو کہ مومن ہے اس خیال سے کہ یہ کتاب یا مجلہ مومنین کے لئے مفید ہے آیا اس کے لئے کتاب کے مالک سے اجازت لئے بغیر اپنے لیے کتاب یا مجلہ کی فوٹو کاپی کرنا جائز ہے؟ اور اگر دکاندار کو علم ہو کہ صاحب کتاب فوٹو کاپی کرنے سے راضی نہیں ہے تو آیا مسئلہ میں فرق پڑے گا۔

ج: احوط یہ ہے کہ بغیر اجازت فوٹو کاپی نہ کرے اور اگر اس کی عدم رضا کا علم ہو تو احتیاط ترک نہیں ہونی چاہیے۔

س۱۳۴۰: بعض مومنین ویڈیو کیسٹ کرائے پر لاتے ہیں اور جب ویڈیو کیسٹ کو اچھا پاتے ہیں تو دکاندار کی اجازت کے بغیر اس کی نقل کر لیتے ہیں اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ اکثر علماء کے نزدیک حقوق طبع کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیا ان کا یہ عمل جائز ہے؟ اور بر فرض عدم جواز، اگر کوئی ٹیپ کرلے تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوکاندار کو اطلاع دے یا ٹیپ شدہ مواد کا صاف کر دینا کافی ہے؟

ج: احوط یہ ہے کہ بغیر اجازت ٹیپ نہ کیا جائے لیکن اگر بغیر اذن کے ٹیپ کرلے تو محو کرنا کافی ہے اور دوکاندار کو اطلاع دینا ضروری نہیں ہے۔

غیر مسلمین کے ساتھ تجارت

س ۱۳۴۱: آیا اسرائیل سے مال درآمد کرنا اور اس کی ترویج کرنا جائز ہے؟ اور اگر اضطراری طور پر اس کے واقع ہونے کو فرض کرلیں تو آیا مذکورہ مال کا خریدنا جائز ہے؟

ج: غاصب، اسلام اور مسلمین کی دشمن اسرائیلی حکومت سے ایسا کاروبار کرنا جو اس کے نفع میں ہو جائز نہیں ہے۔ اور کسی کے لئے بھی ان کے مال کو درآمد کرنا اور ترویج کرنا جائز نہیں ہے جس کے بنانے اور فروخت کرنے سے اسے فائدہ پہنچے، اور مسلمانوں کے لئے ان اشیاء کا خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے ضرر ہے۔

س ۱۳۴۲: اس ملک کے تاجروں کے لئے جس نے اسرائیل سے بائیکات کو ختم کردیا ہے اسرائیل سے مال درآمد اور اس کی ترویج کرنا جائز ہے؟

ج: ایسی اشیاء جن کے بنانے اور فروخت کرنے سے اسرائیلی ذلیل حکومت کو فائدہ ہو ان کا درآمد کرنا اور ترویج کرنا ممنوع ہے۔

س ۱۳۴۳: آیا مسلمانوں کے لئے ایسے اسلامی ملک سے جہاں اسرائیلی مصنوعات فروخت ہوتی ہیں اسرائیلی مصنوعات خریدنا جائز ہیں؟

ج: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسی مصنوعات کی خریداری سے پرہیز کریں جن کے بنانے اور خریدنے کا فائدہ اسلام اور مسلمین کے ساتھ برسرپیکار دشمن صیہیونیوں کو پہنچے۔

س ۱۳۴۴: آیا اسلامی مما لک میں اسرائیل جانے کے دفاتر کھولنا جائز ہے؟ اور آیا مسلمانوں کے لئے ان دفاتر سے ٹکٹ خریدنا جائز ہے؟

ج: کیونکہ مذکورہ عمل میں اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہے لہٰذا جائز نہیں ہے اور کسی شخص کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ایسا کام کرے جو پست، اسلام دشمن، محارب، حکومت اسرائیل سے بائیکاٹ کے خلاف ہو۔

س ۱۳۴۵: آیا ایسی یہودی، امریکی یا کینڈین کمپنیوں سے ان کی مصنوعات خریدنا جائز ہے جن کے بارے میں یہ احتمال ہو کہ وہ اسرائیل کی مدد کرتی ہیں؟

ج: اگر ان کمپنیوں کی مصنوعات اور ان کی خرید وفروخت اسرائیل کی گھٹیا، غاصب اور اسلام و مسلمین مخالف حکومت کی مدد کے لئے استعمال ہوتیں ہیں تو کسی فرد کے لئے ان کا خریدنا اور استفادہ کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ایسا نہیں تو جائز ہے۔

س۱۳۴۶: اگر مسلمان ملک کے تاجر اسرائیل سے مال درآمد کریں تو آیا خردہ فروش کے لئے مذکورہ مال خریدنا اور فروخت کرنا اور ترویج کرنا جائز ہے؟

ج: کیونکہ اس میں بہت نقصانات ہیں لہٰذا جائز نہیں ہے۔

س۱۳۴۷: اگر کسی اسلامی ملک میں اسرائیلی مصنوعات عام مارکیٹ میں ترویج پا چکی ہوں تو آیا مسلمان جبکہ ضرورت کی اشیاء کسی اور ملک کی بنی ہوئی اشیاء سے خرید سکتا ہے پھر بھی اس کے لیے اسرائیل کی بنی ہوئی مصنوعات خریدنا جائز ہے؟

ج: تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ایسی اشیاء خریدنے اور استعمال سے اجتناب کریں کہ جس کے بنانے اور بیچنے کا فائدہ اسلام و مسلمین سے برسرپیکار صہیونیت کو ہوتا ہو۔

س۱۳۴۸: اگر اس بات کا علم ہو جائے کہ اسرائیلی مصنوعات کو ترکی یا قبرص کے ذریعے اصل محل ساخت کو تبدیل کرنے کے بعد دوبارہ برآمد کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان خریدار کو دھوکا دیا جا سکے کہ مذکورہ مصنوعات اسرائیلی نہیں ہیں اس لئے کہ اگر مسلمان اس امر کو جان لے کہ یہ مصنوعات اسرائیلی ہیں تو انہیں نہیں خریدے گا ایسی صورت حال میں مسلمان کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: مسلمان کے لئے ایسی مصنوعات کا خریدنا، ترویج کرنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

س۱۳۴۹: امریکی مصنوعات کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟ آیا مغربی ممالک جیسے فرانس، برطانیہ سب کا حکم یہی ہے؟ آیا یہ حکم ایران کے لئے ہے یا تمام ممالک کے لئے؟

ج: اگر غیر اسلامی ممالک سے درآمد شدہ مصنوعات کی خریداری اور استفادہ سے کافر، استعمارگر، اسلام و مسلمین کی دشمن حکومت کو تقویت ہوتی ہے یا اس کی مالی امداد ہوئی ہے جس کے ذریعہ وہ اسلامی ممالک پر حملہ کرتے ہوں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی مصنوعات کی خریداری اور استعمال سے اجتناب کریں۔ اور مذکورہ حکم تمام مصنوعات اور تمام کافر اور اسلام و مسلمین کی دشمن حکومتوں کے لئے ہے اور مذکورہ حکم ایران کے مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے۔

س۱۳۵۰: ان لوگوں کی ذمہ داری کیا ہے جو ایسے کارخانوں اور دفاتر میں ہیں جن کا فائدہ کافر حکومتوں کو پہنچتا ہے اور یہ امر ان کے استحکام کا سبب بنتا ہے؟

ج: جائز امور کے ذریعے کسب معاش کرنا بذات خود صحیح ہے اگر چہ اس کا فائدہ غیر اسلامی حکومت کو پہنچے۔ ہاں اگر وہ حکومت مسلمانوں کے ساتھ حالت جنگ میں ہو اور مسلمانوں سے جنگ میں کام لیا جائے تو جائز نہیں ہے۔

ظالم حکومت میں کام کرنا

س ۱۳۵۱: آیا غیر اسلامی حکومت میں کام کرنا جائز ہے؟

ج: یہ اس بات پر منحصر ہے کہ وہ عمل بذات خود جائز ہو۔

س ۱۳۵۲: ایک شخص عربی ملک میں ٹریفک پولیس کے ادارے میں کام کرتا ہے ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کی فائل پر دستخط کرنے کا افسر ہے تا کہ انہیں قید خانے میں ڈال دیا جائے اگر وہ دستخط کر دے تو اس مخالفت کرنے والے شخص کو جیل میں ڈال دیا جائے گا آیا یہ نوکری صحیح ہے؟ اور اس کی تنخواہ کا کیا حکم ہے جو وہ مذکورہ کام کے عوض حکومت سے لیتا ہے؟

ج: معاشرتی قوانین اگر چہ غیر اسلامی حکومت کے ہوں ان کی رعایت کرنا ہر حال میں واجب ہے، مذکورہ عمل کے عوض تنخواہ لینا حلال ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۵۳: امریکہ یا کینیڈا کی شہریت لینے کے بعد آیا مسلمان وہاں کی فوج یا پولیس میں شامل ہوسکتا ہے؟ اور آیا حکومت کے دفاتر جیسے بلدیہ اور دوسرے دفاتر جو کہ حکومت کے تابع ہیں اُن میں نوکری کرسکتا ہے؟

ج: اگر فعل حرام یا ترک واجب اور کسی گناہ کا سبب نہ ہو تو جائز ہے۔

س ۱۳۵۴: آیا ظالم حاکم کی طرف سے منصوب قاضی کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ تا کہ اس کی اطاعت کرنا واجب قرار پائے؟

ج: ایسے شخص کو جو جامع الشرائط نہیں ہے اور ایسے شخص کی طرف سے منصوب بھی نہیں ہے جسے قاضی نصب کرنے کا حق ہے قاضی بننے اور لوگوں کے درمیان قضاوت انجام دینے کا حق نہیں ہے۔ اور لوگوں کا اس کی جانب رجوع کرنا جائز نہیں لیکن ضرورت کی حالت میں صحیح ہے اور اس کا حکم بھی نافذ نہیں۔

لباس کے احکام

س ۱۳۵۵: لباس شہرت کا معیار کیا ہے؟
ج: لباس شہرت ایسے لباس کو کہا جاتا ہے جو رنگت، سلائی، بوسیدگی یا اس جیسے دیگر اسباب کی وجہ سے پہننے والے کے لئے مناسب نہ ہو یعنی لوگوں کے سامنے پہننے سے لوگوں کی توجہ کا سبب بنے اور انگشت نمائی کا باعث ہو۔
س ۱۳۵۶: اس آواز کا کیا حکم ہے جو چلنے کے دوران خاتون کے جوتے کے زمین سے ٹکرانے سے آتی ہے؟
ج: بذات خود جائز ہے ہاں اگر لوگوں کے لئے جالب نظر ہو اور موجب مفسدہ ہو تو جائز نہیں ہے۔
س ۱۳۵۷: آیا لڑکی کے لئے گہرے نیلے رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے؟
ج: بذات خود جائز ہے ہاں اگر لوگوں کے لئے جالب نظر ہو اور موجب مفسدہ ہو تو جائز نہیں ہے۔
س ۱۳۵۸: کیا خواتین کے لئے ایسا لباس پہننا جائز ہے جس سے بدن کا نشیب و فراز نمایاں ہو یا شادیوں میں ایسا باریک لباس پہننا جس سے بدن نمایاں ہو؟
ج: اگر نامحرم کی نظر سے محفوظ ہو اور کوئی مفسدہ کا باعث نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے وگرنہ جائز نہیں ہے۔
س ۱۳۵۹: آیا مومنہ خاتون کے لئے چمکدار کالے جوتے پہننا جائز ہے؟
ج: جوتوں کا کوئی بھی رنگ ہو یا کیسی بھی شکل ہو پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر رنگ یا شکل نامحرم کی توجہ اور انگشت نمائی کا سبب بنے تو جائز نہیں ہے۔
س ۱۳۶۰: آیا خاتون کے لئے اسکارف یا دوپٹہ، شلوار اور قمیص کے لئے فقط سیاہ رنگ اختیار کرنا واجب ہے؟
ج: شکل، رنگ اور طرز سلائی کے اعتبار سے کپڑوں کا وہی حکم ہے جو گزشتہ جواب میں جوتوں کے بارے میں گزر چکا ہے۔
س ۱۳۶۱: آیا خاتون کے لئے جائز ہے کہ لباس اور پردے کے لئے ایسا کپڑا استعمال کرے جو لوگوں کی نظروں کو متوجہ کرنے کا سبب بنے یا جنسی خواہشات کو ابھارے مثلاً اس طرح چادر یا برقعہ پہنے جو لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرے یا کپڑے اور جوراب کا ایسا رنگ انتخاب کرے جو جنسی خواہشات کو ابھارنے کا سبب ہو؟
ج: جو چیز بھی رنگ، ڈیزائن یا پہننے کے انداز سے نامحرم کی توجہ جذب کرنے اور فساد و حرام میں مبتلاء ہونے کا سبب

بنے حرام ہے۔

س ۱۳۶۲: آیا عورت اور مرد کے جنس مخالف سے مشابہت کی نیت کے بغیر گھر کے اندر ایک دوسرے کی مخصوص اشیاء پہننا جائز ہے۔؟

ج: اگر اپنے لیے انہیں لباس قرار نہ دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۶۳: آیا مردوں کا خواتین کے مخصوص پوشیدہ لباس کا فروخت کرنا جائز ہے؟

ج: بذات خود اس کام میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ نظر حرام اور معاشرتی اور اخلاقی برائیوں کا موجب نہ بنے۔

س ۱۳۶۴: آیا باریک جورابیں بنانا۔خریدنا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہے؟

ج: اگر فروخت کرنا اس قصد سے نہ ہو کہ خواتین انہیں نامحرم کے سامنے پہنیں تو ان کے خریدنے اور فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۶۵: ایسے غیر شادی شدہ افراد جو شرعی قوانین اور اخلاقی آداب کا خیال رکھتے ہوں کیا ان کے لئے تجارتی مراکز میں خواتین کا لباس اور آرائش کا سامان فروخت کرنا جائز ہے؟ بعض سرکاری حکام غیر شادی شدہ ہونے کو بعض جگہوں پر ملازمت کے لئے مانع کیوں قرار دیتے ہیں؟

ج: کام کرنے کا جائز ہونا اور کسب حلال شرعاً کسی خاص صنف سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر ایک انسان کے لئے جائز ہے جو شرعی قوانین اور اسلامی آداب کی رعایت کرتا ہو لیکن اگر تجارتی لائسنس دینے یا بعض اداروں میں بعض کاموں کے لئے خاص شرائط ہوں جو کہ مصلحت عامہ کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی ہوں تو ان کی رعایت کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۶۶: مردوں کے لیے ہار یا لاکٹ پہننے کا کیا حکم ہے؟

ج: ہار اگر سونے کا ہو یا خواتین کے لئے مخصوص ہو تو مردوں کے لئے اسے پہننا جائز نہیں ہے۔

مغربی ثقافت کی پیروی

س ۱۳۶۷: آیا ایسا لباس پہننا جس پر غیر ملکی مغربی ثقافت کی پیروی، کفار کے ساتھ مشابہت اور ان کی ثقافت کی ترویج کے الفاظ اور تصاویر چھپی ہوئی ہوں جائز ہے؟ اور آیا مذکورہ لباس پہننا مغربی ثقافت کی ترویج کہلائے گا۔؟

ج: اگر معاشرتی برائیوں کا سبب نہ ہو تو بذات خود جائز ہے اور یہ کہ مذکورہ عمل اسلامی کلچر کی مخالف مغربی ثقافت کی

ترویج شمار ہوتا ہے یا نہیں اس کی تشخیص رائے عامہ (عرف عام) کی ذمہ داری ہے۔

س ۱۳۶۸: غیر ملکی لباس کی خرید وفروخت اور اس کے استعمال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: غیر ملکی لباس کی خرید وفروخت میں کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر ان کا پہننا اسلامی حیاء اور اخلاق کے منافی ہو یا اسلام دشمن مغربی ثقافت کی اشاعت کا سبب ہو تو اس لباس کا خریدنا، فروخت کرنا اور پہننا جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۶۹: بال کاٹنے میں مغربی سٹائل کی تقلید کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ایسی چیزوں کے حرام ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ عمل اعداء اسلام سے مشابہت اور ان کی ثقافت کی ترویج کا سبب ہو اور مذکورہ عمل اشخاص، زمانہ اور ملکوں کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے مغربی ہونا کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

س ۱۳۷۰: آیا اسکول کے اساتذہ کے لئے ایسے شاگردوں کے بال کاٹنا جائز ہیں جو مغربی طرز پر اپنے بال بناتے اور مزین کرتے ہیں جو کہ اسلامی آداب کے خلاف ہے جو کفار سے شباہت کا باعث ہے؟ اس فرض کے ساتھ کہ ہم نے انہیں جتنا بھی وعظ ونصیحت کی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہاں شاگرد اسکول میں اسلامی طرز کا خیال رکھتے ہیں لیکن جیسے ہی اسکول سے خارج ہوتے ہیں بالوں کا اسٹائل تبدیل کر لیتے ہیں؟

ج: اساتذہ کے لئے طلباء کے بال کاٹنا مناسب نہیں ہے بال کاٹنا خود طالب علم کی ذمہ داری ہے اور اگر اسکول کے اساتذہ طالب علم سے کوئی خلاف ادب اور اسلامی ثقافت کے منافی عمل دیکھیں تو پدرانہ وعظ ونصیحت انجام دینا ان کی ذمہ داری ہے اور اگر ضروری ہو تو مذکورہ مسئلہ میں ان کے سرپرست سے مدد لینی چاہیے

س ۱۳۷۱: امریکی لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟

ج: استعماری ممالک کے بنے ہوئے لباس کے پہننے میں اس لئے کہ اعداء اسلام نے بنایا ہے کوئی حرج نہیں ہے ہاں اگر غیر اسلامی اور مخالف ثقافت یا ان کی معیشت کی تقویت کا سبب بنے جسے وہ اسلامی ممالک پر استعمار اور استثمار کے لئے استعمال کرتے ہیں یا اگر اسلامی حکومت کی معیشت کو ضرر پہنچانے کا سبب ہو تو مورد اشکال ہے بلکہ بعض موارد میں جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۷۲: ٹائی لگانے اور گاؤن [1] پہننے کا کیا حکم ہے اور برفرض عدم جواز آیا مذکورہ حکم اسلامی جمہوریہ میں رہنے والوں سے مختص ہے یا دوسرے تمام ممالک میں رہنے والوں کیلئے بھی یہی حکم ہے؟

ج: ٹائی اور ٹائی جیسی اشیاء کا پہننا جائز نہیں ہے اگر غیر مسلمین کی ثقافت اور مخالف مغربی ثقافت کی ترویج کا سبب بنتی

---

[1] لمبا چغہ جو پادری بدن کے علاوہ سر کو ڈھانپنے کے لیے مغرب میں پہنتے ہیں۔

ہوں اور مذکورہ حکم اسلامی حکومت میں رہنے والوں سے مختص نہیں ہے۔

س ۱۳۷۳: ایسی تصاویر، کتب اور مجلّات کا کیا حکم ہے جو صراحت کے ساتھ قبیح اور فحش امور پر مشتمل نہیں ہوتے لیکن اشارتاً نوجوانوں کے درمیان فاسد اور غیر اسلامی ماحول فراہم کرنے میں شریک ہیں؟

ج: مذکورہ اشیاء کی ترویج کرنا، خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے جو جوانوں کے انحراف اور فاسد ہونے کا سبب ہو اور فاسد ثقافتی ماحول مہیا کرے لہٰذا ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۷۴: ہمارے اسلامی معاشرے کے خلاف ثقافتی جنگ میں دور حاضر کی عورت کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: پردے کی پابندی اور ایسے ملبوسات سے اجتناب کرنا جو دشمنوں کی ثقافت کی پیروی کہلائے اہم واجبات میں سے ہے۔

س ۱۳۷۵: عیسائیوں کی عید کی نسبت سے بعض مسلمان جشن مناتے ہیں اور عیسائیوں کی طرح درخت ولادت سجاتے ہیں جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں آیا مذکورہ عمل میں کوئی اعتراض ہے؟

ج: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا جشن منانے میں کوئی حرج نہیں۔

س ۱۳۷۶: آیا ایسا لباس پہننا جائز ہے جس پر شراب کا نعرہ یا اس کی ایڈوٹائزمنٹ تحریر ہو؟

ج: جائز نہیں ہے۔

ہجرت کرنا اور سیاسی پناہ لینا

س ۱۳۷۷: دوسرے ملکوں میں سیاسی پناہ لینے کا کیا حکم ہے؟ آیا سیاسی پناہ کے لئے جھوٹا قصہ گھڑنا جائز ہے؟

ج: غیر اسلامی حکومت میں سیاسی پناہ لینے میں بذات خود کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ مفسدہ کا باعث ہو۔ لیکن جھوٹ اور جعلی قصوں سے کام لے کر سیاسی پناہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے؟

س ۱۳۷۸: آیا مسلمان کے لئے غیر اسلامی ملک کی طرف ہجرت کرنا جائز ہے؟

ج: اگر اس کے بے دین ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور ہاں اپنے دین و مذہب کی حفاظت کے ساتھ اس پر اسلام اور مسلمین کا دفاع کرنا واجب ہے اور بقدر امکان دین اور دین کے احکام کی ترویج کرنا واجب ہے۔

س ۱۳۷۹: آیا ایسی خواتین کا جو دار الکفر میں ایمان لائی ہوں اور معاشرتی اور خاندانی وجوہات کی بنا پر اسلام کے

اظہار سے قاصر ہوں ان پر دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا ضروری ہے؟

ج: اگر اسلامی ممالک کی جانب ہجرت کرنے میں ان کے لئے کوئی حرج ہو تو واجب نہیں ہے لیکن حتی المقدر نماز، روزہ اور دیگر واجبات کی پابندی کی جائے۔

س ۱۳۸۰: ایسے ملک میں رہنے کا کیا حکم ہے جہاں گناہ کے اسباب کثرت سے پائے جاتے ہوں مثلاً بے پردگی، فحش موسیقی کے کیسٹ کا سننا وغیرہ؟ اور ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے جو ابھی شرعاً بالغ ہوا ہو؟

ج: ایسے ممالک میں جہاں گناہ کے اسباب مہیا ہیں وہاں رہنا بذاتِ خود جائز ہے خصوصاً اگر وہاں رہنے کے لئے مجبور ہو لیکن اس پر شرعاً حرام امور سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اسی طرح واجبات شرعیہ کو انجام دینے اور محرمات شرعیہ کو ترک کرنے میں بالغ اور دوسرے مکلفین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جاسوسی، چغل خوری اور اسرار کا فاش کرنا

س ۱۳۸۱: ہمیں مکتوب طور پر ایک شخص کی طرف سے حکومت کا مال غبن کرنے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں تحقیقات کے بعد بعض جرائم کا صحیح ہونا ثابت ہو گیا لیکن جب اس شخص سے تحقیقات کی گئیں تو اس نے جرائم سے انکار کر دیا آیا ہمارے لئے ان معلومات کو کورٹ میں پیش کرنا جائز ہے؟ کیونکہ مذکورہ عمل اس کی عزت کو ختم کر دے گا؟ اور برفرض کہ مذکورہ معلومات کو کورٹ میں پیش کرنا صحیح نہ ہو تو ایسے افراد کی کیا ذمہ داری ہے جو اس مسئلے سے مطلع ہیں؟

ج: بیت المال اور حکومت کے اموال کی حفاظت کرنے والے افسر کو جب اطلاع ہو جائے کہ کسی نے حکومتی مال و دولت کا غبن کیا ہے تو اس شخص کی شرعی اور قانونی طور پر ذمہ داری ہے کہ اس کیس کو متعلقہ ادارے کے سامنے پیش کرے تا کہ حق ثابت ہو سکے اور مجرم کی آبرو کا خوف شرعی طور پر بیت المال کی حفاظت اور اثبات حق سے باز رکھنے کا جواز نہیں ہے مطلع افراد کو چاہیے کہ اپنی معلومات متعلقہ حکام تک پہنچائیں تا کہ وہ تحقیق جرم ثابت ہونے پر مناسب اقدام کریں۔

س ۱۳۸۲: اخباروں اور دیگر مطبوعات میں آئے دن چوروں، دھوکا بازوں، اداروں کے اندر رشوت خور گروہوں، بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والوں کی گرفتاری نیز فساد کے مراکز اور نائٹ کلبوں کی خبریں چھپتی رہتی ہیں کیا اس قسم کی خبریں چھاپنا اور منتشر کرنا ترویج فحشاء کے زمرے میں شمار ہوتا ہے؟

ج: صرف واقعات اور حوادث اخبار میں نشر کرنا اشاعت فحشا نہیں ہے۔

س ۱۳۸۳: کسی تعلیمی ادارہ کے طالب علموں کو آیا اس بات کی اجازت ہے کہ جن منکرات اور برائیوں کا مشاہدہ وہ تعلیمی ادارے میں کرتے ہیں انہیں تربیتی امور کے ذمہ دار افراد تک پہنچائیں تا کہ ان کی روک تھام کی جا سکے؟

ج: اگر جاسوسی اور غیبت نہ کہلائے اور مذکورہ مفاسد مشاہدہ پر مبنی ہوں تو اطلاع دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات واجب ہے جبکہ نہی از منکر کے مقدمات میں سے قرار پائے۔

س ۱۳۸۴: آیا بعض دفاتر کے افسروں کی خیانت اور ظلم کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا جائز ہے؟

ج: مذکورہ مطلب کی صحت پر یقین کرنے کے بعد متعلقہ ادارے کے سامنے اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں تا کہ اس کے بارے میں تحقیق کے بعد اقدام کیا جائے بلکہ بعض اوقات واجب ہے اگر نہی از منکر کے مقدمات میں سے شمار کیا جائے۔ ہاں لوگوں کے سامنے اظہار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ اگر حکومت اسلامی کو ضعیف کرنے کا سبب بنے اور فتنہ اور فساد کا باعث ہو تو حرام ہے۔

س ۱۳۸۵: آیا مومنین کی جاسوسی اور ان کے بارے میں ظالم حکومت کو اطلاعات فراہم کرنا جائز ہے؟ بالخصوص اگر ان کے لئے ضرر اور تکلیف کا پیش خیمہ ثابت ہو؟

ج: مذکورہ عمل شرعاً حرام ہے اور ظالم کے سامنے مؤمنین کی چغلخوری اگر نقصان کا سبب بنے تو خبر دینے والا اس نقصان کا ضامن ہوگا۔

س ۱۳۸۶: کیا لوگوں کے سامنے اپنے ذاتی اسرار اور ذاتی پوشیدہ امور کو بیان کرنا جائز ہے؟

ج: دوسروں کے سامنے اپنے ان ذاتی اور خصوصی امور کو بیان کرنا جائز نہیں ہے جو دوسروں سے بھی مربوط ہوں یا ان کے بیان کرنے سے کسی فساد کا خطرہ ہو۔

س ۱۳۸۷: نفسیاتی ماہرین علاج عام طور پر مریض کے ذاتی اور خاندانی امور کے بارے میں سوال کرتے ہیں تا کہ اس کے مرض کا سبب تلاش کریں اور اس کا علاج کیا جا سکے، آیا بیمار کے لئے جواب دینا جائز ہے؟

ج: اگر کسی تیسرے شخص کی غیبت یا اہانت نہ ہو اور کوئی مفسدہ بھی مترتب نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

س ۱۳۸۸: سیکیورٹی کے بعض افراد کا خیال ہے کہ بعض مراکز اور پارٹیوں میں داخل ہونا چاہیے تا کہ فحشاء اور دہشت گردی کے مقامات کی نشاندہی ہو سکے۔ جیسا کہ تحقیق اور تجسس کا طریقہ ہے۔ مذکورہ عمل کا شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: متعلقہ افسر کی اجازت سے قانونی ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ معصیت اور فعل حرام سے محفوظ رہ کر مذکورہ عمل انجام دینا بلا مانع ہے اور افسروں پر بھی لازم ہے کہ ایسے افراد پر کڑی نگاہ رکھیں جنہیں مذکورہ مراکز اور پارٹیوں میں

داخل ہونے کے لئے انتخاب کیا جاتا ہے اور اچھی طرح ان کے کام کی نظارت کریں۔

س ۱۳۸۹: بعض لوگ اسلامی جمہوریہ میں ہونے والے بعض منفی ظواھر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں "خداوند عالم اسلامی جمہوریہ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے" مذکورہ حکایت اور گفتگو کے سننے کا کیا حکم ہے؟

ج: کسی بھی ایسے کام کو انجام دینا جو کہ اسلامی جمہوریہ کے چہرے کو جو کہ کفر اور عالمی استکبار سے برسر پیکار ہے مسخ کرے اسلام اور مسلمین کے سود میں نہیں ہے بلکہ اعداء اسلام (خدا ان کو رسوا کرے) کے حق میں ہے لہٰذا بلا شک اب ایسا عمل حرام ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کی مذکورہ امر میں مدد کرنا اور اس کی بات سننا جائز نہیں ہے۔

سگریٹ نوشی اور نشہ آور اشیاء

س ۱۳۹۰: عمومی مقامات، حکومتی دفاتر میں سگریٹ نوشی کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر عمومی مقامات اور دفاتر کے داخلی قوانین کے خلاف ہو یا دوسروں کے لئے اذیت و آزار یا ضرر کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۹۱: میرا بھائی نشہ آور اشیاء کے استعمال کا عادی ہے اور منشیات کا سمگلر بھی ہے آیا مجھ پر واجب ہے یا جائز ہے کہ اس کی اطلاع متعلقہ ادارے کو دے دوں تا کہ اسے اس عمل سے روکا جا سکے؟

ج: آپ پر نہی از منکر کے عنوان سے واجب ہے کہ اس کے نشہ کے ترک کرنے، اور نشہ آور اشیاء کے فروخت کرنے سے رک جانے میں اس کی مدد کریں اور اگر متعلقہ ادارے کو اطلاع دینا مذکورہ امر میں معاون ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۳۹۲: آیا انفیہ (نسوار) کا ناک سے کھینچنا جائز ہے؟ اس کے عادی بننے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس کے استعمال میں قابل اعتنا ضرر یا نقصان زیادہ ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے چہ جائیکہ اس کا عادی بن جائے۔

س ۱۳۹۳: آیا تمباکو کی خرید و فروخت اور استعمال جائز ہے؟

ج: تمباکو کی خرید و فروخت بذات خود جائز ہے۔ ہاں اگر اس کے استعمال میں قابل اعتناء ضرر ہو تو اس کا خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۹۴: آیا حشیش پاک ہے؟ آیا اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

ج: حشیش پاک ہے۔ لیکن اس کا استعمال شرعاً حرام ہے۔

س ۱۳۹۵: نشہ آور اشیاء جیسے حشیش، چرس، ہیروئن، مارفین، میری جوانا... کا کھانا، پینا، کھینچنا، انجکشن لگانا، حقہ کے ذریعے استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ اوران کی خرید وفروخت اور دوسرے امور مثلاً منتقل کرنا، محفوظ کرنا اور اسمگلنگ کا کیا حکم ہے۔

ج: نشہ آور اشیاء کا کسی بھی شکل میں استعمال قابل توجہ معاشرتی اور فردی مضرات کا حامل ہے لہٰذا اس کا استعمال حرام ہے اور اسی طرح اس کے ذریعے کسب معاش کرنا چاہے نقل وانتقال محفوظ کرنا وخرید وفروخت وغیرہ سے ہو حرام ہے۔

س ۱۳۹۶: آیا نشہ آور اشیاء کے استعمال سے مرض کا علاج کرنا جائز ہے؟ اور برفرض جواز آیا مطلقاً جائز ہے یا علاج کے اس پر متوقف ہونے کی صورت میں جائز ہے؟

ج: اگر قابل اعتماد ڈاکٹر نے تجویز کیا ہو اور مرض کا علاج کسی طرح بھی اس کے استعمال پر متوقف ہو تو جائز ہے۔

س ۱۳۹۷: خشخاش، بھنگ اور کوکین وغیرہ جن سے چرس، ہیروئن مارفین، حشیش اور کوکائن وغیرہ حاصل کی جاتی ہیں کی زراعت کرنے اور دیکھ بھال کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ اشیاء سے حلال امور میں قابل توجہ استفادہ ممکن ہو تو جائز ہے جیسے بیمار کے لئے دوا بنانے میں وغیرہ

س ۱۳۹۸: نشہ آور اشیاء کے تیار کرنے کا کیا حکم ہے چاہے طبیعی خام مواد سے ہو مثلاً مارفین، ہیروئن، حشیش، میری جوانا وغیرہ یا مصنوعی مواد سے مثلاً I.S.D وغیرہ سے؟

ج: جائز نہیں ہے۔

س ۱۳۹۹: آیا ایسا تمبا کو پینا جائز ہے جس پر ایک قسم کی شراب چھڑکی گئی ہو؟ آیا اس کے دھوئیں کو سونگھنا جائز ہے؟

ج: اگر عرف عام کی نگاہ میں مذکورہ تمبا کو پینا شراب پینا نہ کہلائے یا نشہ آور نہ ہو اور قابل توجہ ضرر کا سبب نہ ہو تو جائز ہے۔ اگرچہ احوط ترک کرنا ہے۔

س ۱۴۰۰: آیا سگریٹ نوشی کا آغاز کرنا حرام ہے؟ آیا ایک ہفتہ یا اکثر مدت تک ترک کرنے کے بعد دوبارہ سگریٹ پینا حرام ہے؟

ج: سگریٹ نوشی پر پڑنے والے ضرر اور نقصان کے لحاظ سے حکم بھی مختلف ہوگا بطور عام اگر تنبا کو نوشی سے بدن کو قابل توجہ نقصان پہنچتا ہے تو جائز نہیں ہے اور اگر انسان کو معلوم ہو کہ تنبا کو نوشی شروع کرنے سے مذکورہ مرحلہ تک پہنچ جائے گا تو بھی جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۰۱: ایسے مال کا کیا حکم ہے جس کا بعینہ حرام ہونا معلوم ہو مثلاً نشہ آور اشیاء کی تجارت سے حاصل شدہ مال؟ اور

اگر اس کے مالک کو علم نہ ہو تو آیا یہ مال مجہول المالک کے حکم میں ہے؟ اور اگر مجہول المالک کے حکم میں ہو تو کیا حاکم شرعی یا اس کے وکیل عام کی اجازت سے اس میں تصرف کرنا جائز ہے؟

ج: عین مال کی حرمت کے علم کی صورت میں اگر مال کے مالک کو جانتے ہوں تو مال کو اس کے مالک شرعی تک پہنچانا واجب ہے اگر چہ مالک کچھ لوگوں میں محدود ہو اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو مالک شرعی کی طرف سے فقراء کو بعنوان صدقہ دینا واجب ہے اور اگر حرام مال حلال مال سے مل گیا ہو اور اس کی مقدار معلوم نہ ہو اور اس کا شرعی مالک معلوم ہو تو اس صورت میں اس مال مخلوط کا خمس نکالنا واجب ہے اور خمس کو ولی امر خمس کو دینا واجب ہے۔

داڑھی مونڈھنا

س ۱۴۰۲: داڑھی کی وہ حد جس کا نہ مونڈنا واجب ہے کیا ہے؟ اور آیا دونوں طرف کے رخسار بھی اس مقدار میں شامل ہیں؟

ج: ریش کا معیار یہ ہے کہ عرفاً یہ کہا جائے کہ اس شخص نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔

س ۱۴۰۳: طول اور عرض کے اعتبار سے ریش کے کیا حدود ہیں؟

ج: اس کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے؟ بلکہ معیار یہ ہے کہ عرف عام کی نظر میں داڑھی کہلائے، ہاں ایک مٹھی سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

س ۱۴۰۴: مونچھ کو بڑھانے اور ریش کی اصلاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: بذات خود اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۰۵: بعض لوگ اپنی ٹھوڑی کے بال نہیں (فرینچ کٹ) مونڈتے اور اطراف کے بال کاٹ دیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

ج: داڑھی کے بعض حصہ کے مونڈنے کا حکم خود داڑھی مونڈنے جیسا ہے۔

س ۱۴۰۶: کیا داڑھی مونڈنا موجب فسق ہے؟

ج: داڑھی مونڈنا علی الاحوط حرام ہے۔ اور مذکورہ عمل پر علیٰ الاحوط احکام فسق جاری ہوتے ہیں۔

س ۱۴۰۷: مونچھوں کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کا بہت لمبا کرنا جائز ہے؟

ج: مونچھیں مونڈنے یا لمبی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں مونچھ کا اتنا لمبا کرنا کہ کھانے اور پینے کے دوران طعام اور پانی سے مس ہو یہ مکروہ ہے۔

س ۱۴۰۸: بلیڈ یا مشین سے داڑھی مونڈنے کا کیا حکم ہے اگر انسان کا شغل مذکورہ عمل کا تقاضا کرتا ہو؟

ج: اگر اس کے عمل پر داڑھی مونڈنا صادق آتا ہو تو علی الاحوط حرام ہے۔ ہاں اس کا مذکورہ شغل اسلامی معاشرے کی ضرورت ہو تو ضرورت کی مقدار تک کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۰۹: میں اسلامی جمہوریہ کی ایک کمپنی میں تعلقات عامہ کا افسر ہوں اور مجھے مہمانوں کے لئے شیو کے آلات خرید کر انہیں دینے ہوتے ہیں تا کہ وہ اپنی داڑھی مونڈ سکیں میری ذمہ داری کیا ہے؟

ج: داڑھی مونڈنے کے آلات کی خریداری اور دوسروں کو پیش کرنا علیٰ الاحوط جائز نہیں لیکن اگر ضرورت پیش آجائے تو اشکال نہیں رکھتا۔

س ۱۴۱۰: اگر داڑھی رکھنا (معاشرے میں) اہانت کا باعث ہو تو داڑھی رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مسلمان کے لئے داڑھی رکھنے میں کوئی اہانت نہیں ہے اور علی الاحوط داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ مگر یہ کہ اس کے رکھنے میں ضرر یا حرج ہو تو مونڈنا جائز ہے۔

س ۱۴۱۱: کیا اگر داڑھی رکھنا جائز مقاصد کے حصول میں رکاوٹ ہو تو داڑھی مونڈنا جائز ہے؟

ج: مکلفین پر حکم الٰہی کا انجام دینا واجب ہے مگر یہ کہ ضرر اور حرج کا سبب بنے تو جائز ہے۔

س ۱۴۱۲: کیا شیونگ کریم کا خریدنا، فروخت کرنا اور بنانا جائز ہے؟ جس کا اصل استعمال شیونگ میں ہوتا ہے اگرچہ کبھی کبھی شیونگ کے علاوہ بھی استعمال کی جاتی ہے؟

ج: اگر مذکورہ کریم کا استعمال شیونگ کے علاوہ قابل توجہ حلال کاموں میں ہوتا ہو تو اس کا بنانا، خریدنا اور فروخت کرنا ان حلال امور کے لئے جائز ہے اور اگر اس کا خریدنا، فروخت کرنا اور بنانا حرام امور کے قصد سے ہو تو علیٰ الاحوط حرام ہے۔

س ۱۴۱۳: داڑھی مونڈنے کے حرام ہونے سے مراد کیا لی گئی ہے؟ کیا کامل طور پر بال اگنے کے بعد مونڈنے کو داڑھی مونڈنا کہتے ہیں؟ یا چہرے پر اگے ہوئے بعض بال کاٹنے کو بھی داڑھی کاٹنا کہا جاتا ہے؟

ج: کلی طور پر جہاں داڑھی مونڈنے کا عنوان صادق آتا ہو وہ علیٰ الاحوط حرام ہے۔ ہاں بعض بال کاٹنے پر داڑھی مونڈنا صادق نہیں آتا ہے۔

س ۱۴۱۴: کیا وہ اجرت جو نائی داڑھی مونڈنے کے عوض لیتا ہے حرام ہے؟ برفرض حرمت اگر مال حلال سے مخلوط

ہوجائے تو کیا اس کے لئے دو دفعہ خمس نکالنا واجب ہے؟ یا واجب نہیں ہے؟
ج: داڑھی مونڈنے کے عوض اجرت لینا علی الاحوط حرام ہے لیکن وہ مال جو حرام سے مخلوط ہو گیا ہے اگر حرام مال کی مقدار معلوم ہو اور اس کا مالک بھی معلوم ہو تو اس پر واجب ہے کہ مال کو اس کے مالک تک پہنچائے اور اس کی رضایت کو حاصل کرے اور اگر محدود اور منحصر افراد میں بھی مالک تک نہ پہنچا سکے تو اس کی طرف سے فقراء کو صدقہ دینا واجب ہے اور اگر مال کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن مالک کو جانتا ہو تو جس طرح سے بھی ہو اس کی رضایت حاصل کرنا واجب ہے، اور اگر نہ مال کی مقدار کا علم ہو اور نہ ہی مالک کا تو اس صورت میں مال کا خمس نکالنا واجب ہے تا کہ اس کا مال پاک ہوجائے۔ اب اگر خمس نکالنے کے بعد مال مخلوط میں سے سالانہ اخراجات کے بعد کچھ مال بچ جائے تو اس پر سالانہ بچت کے عنوان سے خمس نکالنا بھی واجب ہے۔
س ۱۴۱۵: بعض اوقات لوگ میرے پاس شیونگ مشین کی مرمت کرانے آتے ہیں اور کیونکہ داڑھی مونڈنا شرعاً حرام ہے کیا میرے لئے مرمت کرنا جائز ہے؟
ج: مذکورہ آلہ کیونکہ داڑھی مونڈنے کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس کی مرمت کرنا اور اجرت لینا جائز ہے۔ ہاں! اگر داڑھی کاٹنے کے قصد سے مرمت کی جائے تو جائز نہیں ہے۔
س ۱۴۱۶: کیا گالوں کے ابھرے ہوئے حصہ سے دھاگے یا چمٹی کے ذریعے بال مونڈنا حرام ہے؟
ج: اس کے بال مونڈنا اگر بلیڈ کے ذریعے بھی ہو تو جائز ہے۔

محفل گناہ میں حاضر ہونا

س ۱۴۱۷: بعض اوقات اساتذہ یا غیر ملکی یونیورسٹی کی طرف سے اجتماعی دعوت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ ایسی محافل میں شراب ہوتی ہے۔ مذکورہ جشن میں شرکت کا ارادہ رکھنے والے یونیورسٹی کے طلباء کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟
ج: شراب نوشی کی محفل میں جانا جائز نہیں ہے۔ ان کی دعوت میں نہیں جانا چاہیے تا کہ انہیں معلوم ہوجائے کہ آپ لوگ مسلمان ہیں اور شراب نہیں پیتے اور نہ ہی شراب نوشی کی محفل میں شریک ہوتے ہیں۔
س ۱۴۱۸: شادی کے جشن میں شرکت کا کیا حکم ہے؟ جبکہ آج کل جشن شادی میں رقص کرنا معمول ہے آیا اس طرح

کی شرکت پر اسی قوم کے فعل میں داخل ہونے کا عنوان (الداخل فی عمل قوم فھو منھم) صادق آتا ہے ایسی صورت میں محفل کو ترک کرنا واجب ہے؟ یا رقص اور دوسری رسومات میں اگر شریک نہ ہو تو شادی میں جانا صحیح ہے؟

ج: اگر مذکورہ محفل، لہو ولعب اور گناہ کی محفل نہ کہلائے اور نہ ہی وہاں جانے میں کوئی مفسدہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر وہاں جانا اور بیٹھنا عرفاً ناجائز کاموں کی تائید کرنا شمار کیا جائے تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۱۹: ۱۔ ایسی محافل میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے جہاں مرد اور خواتین جدا گانہ طور پر رقص اور موسیقی بجائیں؟

۲۔ آیا ایسے جشن شادی میں شرکت کرنا جہاں رقص و موسیقی انجام دیا جائے جائز ہے؟

۳۔ آیا ایسی محافل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب ہے جہاں پر رقص ہو رہا ہو اور شرکاء میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی کوئی تاثیر بھی نہ ہو؟

۴۔ مرد اور خواتین کے ایک ساتھ مل کر رقص کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: کلی طور پر رقص اگر جنسی شہوت کو ابھارنے کا سبب ہو یا حرام عمل کے ہمراہ انجام پائے یا موجب عمل حرام ہو یا نامحرم مرد اور خواتین کے ساتھ ملکر انجام دیا جائے تو حرام ہے اور مذکورہ عمل کا انجام پانا شادی اور غیر شادی کی کسی محفل کے اعتبار سے فرق نہیں کرتا اور اگر گناہ کی محفل میں شرکت کرنا عمل حرام کے ارتکاب کا سبب ہو جیسے مطرب موسیقی کا سننا جو کہ محفل فسق و فجور و عصیان سے مناسبت رکھتی ہو یا مذکورہ شرکت سے گناہ کی تائید ہوتی ہو تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں احتمال تاثیر نہ ہو تو وجوب امر بالمعروف و نہی عن المنکر ساقط ہے۔

س ۱۴۲۰: اگر کوئی مرد شادی کی محفل میں داخل ہو اور اسی محفل میں ایسی عورت ہو جو پردہ نہیں کرتی اور مذکورہ شخص اس بات کا علم رکھتا ہے کہ مذکورہ خاتون پر نہی از منکر فائدہ مند نہیں تو کیا اس مرد پر محفل کو ترک کرنا واجب ہے؟

ج: محفل گناہ کو ترک کرنا اگر ان کے عمل پر اعتراض کے طور پر ہو اور نہی عن المنکر کا مصداق ہو تو واجب ہے۔

س ۱۴۲۱: آیا ایسی محافل میں شرکت کرنا جائز ہے جہاں فحش گانے کے کیسٹ سننا پڑیں؟ اور ایسی صورت کا کیا حکم ہے جس میں شک ہو کہ مذکورہ آواز غناء ہے یا نہیں جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ ہم انہیں مذکورہ کیسٹ بجانے سے نہیں روک سکتے؟

ج: غناء اور موسیقی کی محفل میں جانا جائز نہیں ہے ایسی موسیقی جو کہ مطرب لہوی اور محفل فسق و فجور سے مناسبت رکھتی ہو جبکہ اس کا وہاں جانا استماع اور تائید کا موجب بھی ہو اگر موسیقی کی حرمت کے بارے میں شک ہو تو اس صورت میں سننے اور شرکت کرنے میں بذات خود کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۲۲: ایسی محفل میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے جہاں انسان بعض اوقات غیر مناسب کلام سنتا ہے؟ مثلاً

علماء دین پر تہمت یا اسلامی جمہوریہ کے عہدے داروں یا مومنین پر بہتان وغیرہ؟

ج: صرف جانا اگر فعل حرام میں مبتلاء ہونے مثلاً استماع غیبت اور برے کام کی ترویج و تائید کا سبب نہ بنے تو بذات خود جائز ہے۔ ہاں نہی عن المنکر ہر حال میں واجب ہے۔

س ۱۴۲۳: بعض غیر اسلامی ممالک میں علمی نشستوں اور کانفرنسوں میں معمولاً مہمانوں کی ضیافت کے لئے شراب استعمال کی جاتی ہے۔ آیا ایسی کانفرنس اور نشست میں شرکت کرنا جائز ہے؟

ج: شراب نوشی کی محفل میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ شرکت کے لئے مجبور ہو اور اس صورت میں قدر ضرورت پر اکتفا کرنا واجب ہے۔

دعا اور استخارہ

س ۱۴۲۴: آیا دعا لکھنے کے عوض پیسے دینا اور لینا جائز ہے؟

ج: ماثور و منقول دعاؤں کی کتابت کے عوض پیسے دینے اور لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۲۵: ایسی دعاؤں کا کیا حکم ہے جن کے لکھنے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ دعائیں قدیم دعاؤں کی کتابوں سے لی گئی ہیں؟ آیا مذکورہ دعائیں شرعاً معتبر ہیں؟ اور ان سے استفادہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ دعائیں ائمہ علیہم السلام سے مروی ہوں یا ان کا مضمون صحیح ہے تو ان سے طلب برکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح مشکوک دعاؤں سے اس امید کے ساتھ کہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے نقل ہوئی ہیں طلب برکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۲۶: آیا استخارے پر عمل کرنا واجب ہے؟

ج: استخارہ پر عمل کرنا شرعاً واجب نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ استخارے کی مخالفت نہ کی جائے۔

س ۱۴۲۷: اس قول کی بناء پر کہ عمل خیر کے انجام دینے میں استخارے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو مذکورہ عمل کی کیفیت یا دوران عمل پیش آنے والی متوقع مشکلات کے بارے میں استخارہ کرنا جائز ہے؟ اور آیا استخارہ غیب کی معرفت کا ذریعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا؟

ج: استخارہ مباح اعمال میں تردد اور حیرت دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اب یہ تردد خود عمل میں ہو یا کیفیت عمل

میں لہٰذا وہ اعمال نیک جن میں کوئی تردد نہیں ہے ان میں استخارے کی گنجائش نہیں ہے اور استخارہ کسی عمل اور شخص کے مستقبل کی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

س ۱۴۲۸: آیا طلاق دینے اور نہ دینے کے لئے قرآن سے استخارہ کرنا صحیح ہے؟ اور اس صورت کا کیا حکم ہے جب کوئی شخص استخارہ کرے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے؟

ج: قرآن اور تسبیح سے استخارہ کرنا کسی خاص موضوع سے مختص نہیں ہے کسی بھی مباح کام میں استخارہ حیرت اور تردد کو دور کرنے کے لئے ہے جب انسان کسی امر کا فیصلہ نہ کر سکے لہٰذا اس صورت کے علاوہ استخارہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور استخارے پر شرعاً عمل کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اس کی مخالفت نہ کرے۔

س ۱۴۲۹: آیا تسبیح اور قرآن کے ذریعہ زندگی کے اہم مسائل میں استخارہ کرنا جائز ہے مثلاً شادی وغیرہ؟

ج: جس مسئلہ میں انسان کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اس مسئلہ میں پہلے اچھی طرح غور و فکر کرے یا پھر تجربہ کار اور بااعتماد افراد سے مشورہ کرے اگر مذکورہ امور سے اس کی حیرت برطرف نہ ہو تو استخارہ کر سکتا ہے۔

س ۱۴۳۰: ایک مسئلہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ استخارہ کرنا صحیح ہے؟

ج: استخارہ کیونکہ تردد برطرف کرنے کے لئے ہے لہٰذا ایک بار تردد برطرف ہونے کے بعد دوبارہ استخارے کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر موضوع تبدیل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۳۱: کبھی کبھی مساجد اور اہلبیت علیہم السلام کے مزاروں پر زیارت کی کتابوں میں بعض چیزیں لکھی ہوئی ملتی ہیں مثلاً امام رضا علیہ السلام کا معجزہ اور اس طریقے سے مذکورہ مکتوب کو لوگوں کے درمیان پھیلایا جاتا ہے اور اس کے آخر میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ جو بھی اسے پڑھے اتنی مرتبہ اسے تحریر کرے اور تقسیم کرے تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی؟ آیا یہ امر صحیح ہے؟ اور آیا پڑھنے والے پر لکھنے والے کے بیان شدہ امر پر عمل کرنا واجب ہے؟

ج: ایسی چیزوں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور مذکورہ طریقے کے مطابق پڑھنے والے کے لئے عمل کرنا لازم نہیں ہے۔

دینی رسومات کا احیاء

عزاداری کی رسومات

س ۱۴۳۲: ملک کے مختلف علاقوں کی مساجد اور امام بارگاہوں خصوصاً دیہاتوں میں شبیہ خوانی کی رسومات انجام دی جاتی ہیں اس لئے کہ مذکورہ عمل قدیم رسومات میں سے ہے اور کبھی کبھی اس عمل کا لوگوں کے دل پر مثبت اثر بھی ہوتا ہے مذکورہ رسومات کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر شبیہ خوانی، جھوٹ، اباطیل اور مفسدہ پر مشتمل نہ ہو اور عصری تقاضوں کے لحاظ سے مذہب حق کے لئے بدنامی کا سبب نہ بنے تو جائز ہے اس کے باوجود بہتر یہ ہے کہ وعظ ونصیحت، مرثیہ خوانی اور ماتم حسینی کی مجالس برپا کی جائیں۔

س ۱۴۳۳: مجالس اور جلوس کے دوران ڈھول، دف اور باجا بجانے کا کیا حکم ہے؟ اور ایسی زنجیر مارنے کا کیا حکم ہے جس میں چھریاں لگی ہوئی ہوں؟

ج: اگر مذکورہ زنجیریں مارنا لوگوں کی نظر میں مذھب کی بدنامی کا سبب بنے یا قابل توجہ بدنی ضرر کا باعث ہو تو جائز نہیں ہے۔ ہاں ڈھول، دف، اور باجا اگر متعارف طریقے سے بجایا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۴۳۴: ایام عزا میں بعض مساجد میں متعدد علَم نکالے جاتے ہیں جو گراں بہا چیزوں سے بہت زیادہ مزین ہوتے ہیں جسے دیکھ کر دین دار لوگ کبھی کبھی سوال کرتے ہیں کہ اس کا فلسفہ کیا ہے اور بعض اوقات مسجد کے تبلیغی پروگراموں میں خلل بلکہ مسجد کے مقاصد سے تضاد کا سبب بنتی ہے مذکورہ علَم کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

ج: اگر امام حسین علیہ السلام کی مجالس عزا کے شعائر سے ٹکرائے، یا مذہب کی بدنامی کا باعث ہو یا اس کا مسجد میں رکھنا عرفاً مسجد کی شان کے خلاف ہو یا نمازیوں کے لئے باعث مزاحمت ہو تو اس میں اشکال ہے بلکہ بعض حالات میں جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۳۵: اگر کوئی شخص سید الشہداء کے لئے "علَم" کی نذر کرے تو آیا امام بارگاہ کی انتظامیہ اس کے قبول کرنے سے انکار کر سکتی ہے؟

ج: ناذر کا نذر کرنا امام بارگاہ کی انتظامیہ پر لازم نہیں کرتا کہ وہ "علَم" کو قبول کریں۔ لہٰذا اگر انکے پاس علَم رکھنے کی جگہ

نہ ہو، تاکہ محفوظ رہے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتے ہیں۔

س ۱۴۳۶: سید الشہداؑ کی مجالس عزا کی رسومات میں "علَم" رکھنے یا جلوس میں لیکر چلنے کا کیا حکم ہے؟

ج: بذات خود جائز ہے لیکن مذکورہ امور کو جزء دین شمار نہ کیا جائے۔

س ۱۴۳۷: اگر مجالس عزا میں شرکت کرنے سے بعض واجبات ترک ہوجاتے ہوں مثلاً صبح کی نماز قضا ہوجاتی ہو تو آیا دوبارہ ایسی مجالس میں شرکت نہیں کرنا چاہئے یا یہ کہ ان مجالس میں شرکت نہ کرنا اہل بیت علیہم السلام سے دوری کا سبب ہے؟

ج: واضح ہے کہ واجب نماز مجالس عزاء اہل بیت علیہم السلام میں شرکت کی فضیلت پر مقدم ہے اور ماتم حسینی میں شرکت کے بہانے نماز کا ترک کرنا جائز نہیں ہے لیکن اس طرح سے شرکت کی جاسکتی ہے کہ نماز سے مزاحمت پیدا نہ ہو۔

س ۱۴۳۸: بعض دینی انجمنوں میں ایسے مصائب پڑھے جاتے ہیں جو کسی معتبر "مقتل" میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ ہی کسی عالم اور مرجع سے سنے گئے ہیں اور جب ان مصائب کے پڑھنے والوں سے ان کے ماخذ کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب دیتے ہیں کہ "اہل بیت نے اس طرح ہمیں سمجھایا ہے یا اس طرح ہماری ہدایت کی ہے" اور یہ کہ کربلا کا واقعہ فقط کتب مقاتل اور قول علماء میں نہیں پایا جاتا بلکہ ذاکر اور خطیب کے لئے بعض اوقات الہام اور مکاشفہ کے ذریعے امر واضح ہوجاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس طرح مذکورہ واقعات کا نقل کرنا صحیح ہے؟ اور صحیح نہیں ہے تو سننے والوں کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: مذکورہ طور پر بغیر کسی مستند روایت یا ثابت شدہ تاریخ کے ماخذ کے واقعات نقل کرنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے ہاں اگر بیان حال کے عنوان سے نقل کیا جائے اور اس کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو تو نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور سامعین کی ذمہ داری نہی از منکر کرنا ہے اگر نہی از منکر کا موضوع اور شرائط موجود ہوں۔

س ۱۴۳۹: امام بارگاہ کی عمارت سے کئی لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے قرأت، قرآن، مجالس عزا کی اتنی اونچی آواز آتی ہے کہ شہر کے باہر تک سنی جاسکتی ہے اور ہمسائیوں کا سکون ختم ہوجاتا ہے جبکہ امام بارگاہ کی انتظامیہ اور ذاکرین اس عمل پر اصرار کرتے ہیں، مذکورہ عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: اگرچہ مجالس عزا و مذہبی پروگراموں کا انعقاد مستحبات مؤکدہ اور بہترین کاموں میں سے ہے لیکن مجالس عزاء برپا کرنے والوں پر واجب ہے کہ ہمسائیوں کی مزاحمت اور اذیت سے حتی المقدور اجتناب کریں چاہے وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کم کرنے یا اس کا رخ امام بارگاہ کے اندر کی طرف تبدیل کرنے کے ذریعے ہو۔

س ۱۴۴۰: جلوس عزا کا محرم کی راتوں میں آدھی رات تک مستمر رہنے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ ڈھول اور بانسری کا استعمال

بھی کیا جاتا ہے؟

ج: سید الشہداء علیہ السلام اور آپ کے اصحاب علیہم السلام کے جلوس نکالنا اور اس جیسے دینی مراسم میں شرکت کرنا مطلوب اور اچھا کام ہے بلکہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کا عظیم ترین ذریعہ ہے لیکن ہر ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہیے جو کہ دوسروں کے لئے موجب اذیت ہو یا بذات خود حرام ہو۔

س ۱۴۴۱: عزاداری میں آلات موسیقی کا کیا حکم ہے؟ مثلاً آرگن (موسیقی کا آلہ ہے جو کہ پیانو سے شباہت رکھتا ہے) اور دف وغیرہ؟

ج: آلات موسیقی کا استعمال عزاداری سید الشہداء میں مناسب نہیں لیکن اس کے باوجود عزاداری کو اسی طرح انجام دینا چاہیے جیسے کہ قدیم زمانہ سے رائج ہے۔

س ۱۴۴۲: کچھ عرصے سے ایک چیز معروف ہوئی ہے کہ بدن کے گوشت میں سوراخ کر کے تالا لگاتے ہیں یا وزن کے باٹ معلق کرتے ہیں اور مذکورہ عمل کو عزاداری سید الشہداء علیہ السلام سمجھ کر انجام دیتے ہیں؟ کیا حکم ہے؟

ج: ایسے اعمال کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے جو کہ لوگوں کی نظر میں مذہب کی توہین کا باعث ہوں۔

س ۱۴۴۳: ائمہ علیہم السلام کے مقدس روضوں پر بعض لوگ چہرے کے بل گرتے ہیں اور اپنا سینہ اور چہرہ رگڑتے ہیں اور چہرے پر خراش لگاتے ہیں یہاں تک کہ خون بہنے لگتا ہے اور پھر اس حالت میں ائمہ علیہم السلام کے حرم میں داخل ہوتے ہیں، مذکورہ عمل کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ اعمال کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے جو کہ ائمہ علیہم السلام کے لئے اظہار غم، عزاداری اور اظہار ولایت کا غیر متعارف طریقہ ہے، بلکہ اگر قابل توجہ بدنی ضرر یا لوگوں کی نظر میں مذہب کی توہین کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۴۴: بعض علاقوں میں خواتین دستر خوان ابو الفضل علیہ السلام کے نام سے رسومات انجام دیتی ہیں تا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کا پروگرام انجام دیا جائے اور اس پروگرام میں شادی کے گانے گاتی ہیں اور تالی بجاتی ہیں اور پھر ناچنے لگ جاتی ہیں مذکورہ امور انجام دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ محافل اور رسومات اگر جھوٹ اور باطل مفاہیم پر مبنی نہ ہوں اور مذہب کی توہین کا سبب بھی نہ ہوں تو جائز ہیں لیکن رقص اگر ایسی کیفیت کا ہو جو جنسی شہوت کو ابھارے یا فعل حرام کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۴۵: مجالس امام حسین علیہ السلام کے عنوان سے جمع شدہ مال میں سے باقی ماندہ مال کہاں پر خرچ کرنا واجب ہے؟

ج: باقی ماندہ مال دینے والوں کی اجازت سے نیک اعمال میں خرچ کیا جا سکتا ہے یا آئندہ سال کی مجالس عزاء میں خرچ کرنے کے لئے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

س۱۴۴۶: ایام محرم میں عطیات جمع کرنا اور اس کی کچھ مقدار قاری کو کچھ مقدار مرثیہ خوان اور کچھ مقدار خطیب کو دینا اور باقی ماندہ مال کو مجالس عزاء پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر عطیات دینے والوں کی اجازت سے ہو تو جائز ہے۔

س۱۴۴۷: آیا خواتین کے لئے پردے اور ایسے لباس کے ساتھ جو ان کے بدن کو مستور رکھے ماتمی جلوس میں شرکت کرنا جائز ہے؟

ج: عورتوں کے لئے دستوں میں شرکت کرنا مناسب نہیں ہے۔

س۱۴۴۸: اگر ماتم ائمہ علیہم السلام میں قمہ زنی سے کوئی شخص مر جائے تو آیا مذکورہ عمل خودکشی کہلائے گا؟

ج: اگر عام طور پر اس سے موت واقع نہ ہوتی ہو تو خودکشی نہیں ہے۔ لیکن اگر ابتدائے عمل سے جان کا خوف ہو اور قمہ زنی سے موت واقع ہو جائے تو خودکشی کا حکم رکھتی ہے۔

س۱۴۴۹: آیا خودکشی سے مرنے والے شخص کی مجلس فاتحہ میں شرکت کرنا جائز ہے؟ اور ان کی قبروں پر فاتحہ قرأت کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ عمل بذات خود جائز ہے۔

س۱۴۵۰: ائمہ علیہم السلام کی ولادت اور عید بعثت پر ایسے مرثیے اور قصیدے پڑھنے کا کیا حکم ہے جو سامعین کے لئے گریہ کا سبب ہوں؟ اور حاضرین پر پیسے نچھاور کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: دینی عیدوں کی محافل میں مراثی اور قصیدے پڑھنا جائز ہے اور اسی طرح مال نچھاور کرنا جائز ہے بلکہ اگر مومنین کے دلوں میں خوشحالی اور فرح و سرور کے اظہار کی خاطر ہو تو ثواب کا باعث ہے۔

س۱۴۵۱: آیا خاتون کا مجالس عزاء سے خطاب کرنا جائز ہے جبکہ اسے علم ہو کہ نامحرم اس کی آواز سنیں گے؟

ج: اگر لہوی کیفیت سے نہ ہو اور نہ ہی مردوں کے لئے اس کی آواز سے حرام میں مبتلاء ہونے کا خوف ہو تو مذکورہ عمل بذات خود جائز ہے۔

س۱۴۵۲: عاشورا کے دن بعض رسومات انجام دی جاتی ہیں، مثلاً سر پر تلوار مارنا آگ پر چلنا جو کہ جانی اور بدنی ضرر کا سبب بنتی ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مذاہب کے علماء اور پیروکاروں یا باقی دنیا کے عام افراد کے سامنے مذہب اثنا عشری کو بدنما کرتی ہیں اور کبھی کبھی مذہب کی توہین کا باعث بھی ہوتی ہیں۔ آپ کی نظر مبارک کیا ہے؟

ج: مذکورہ امور میں سے جو چیز انسان کے لئے موجب ضرر ہو یا دین اور مذہب کی توہین کا سبب بنے وہ حرام ہے اور مومنین کا اس سے اجتناب کرنا واجب ہے اور مذکورہ امور میں سے اکثر چیزیں مذہب اہل بیت کے لئے بدگوئی اور

توہین کا باعث ہیں اور یہ ضرر عظیم اور بڑا خسارہ ہے اور یہ ایک واضح امر ہے۔

س ۱۴۵۳: کیا چھپ کر شمشیر زنی کرنا جائز ہے یا آپ کا فتوی عمومیت کا حامل ہے؟

ج: شمشیر زنی عرف عام میں اظہار غم اور حزن کا مظہر شمار نہیں کی جاتی، ائمہ اور ان کے بعد والے دور میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور نہ ہی امام علیہ السلام کی طرف سے مذکورہ عمل کی خاص یا عام طور پر تائید ملتی ہے۔ اس کے باوجود آج کل مذکورہ عمل مذہب کے لئے توہین اور بدنامی کا سبب بھی ہے لہٰذا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۵۴: جانی اور بدنی ضرر کے لئے شرعی طور پر کیا ضابطہ ہے؟

ج: ضابطہ وہ قابل توجہ ضرر ہے جو عقلاء کے نزدیک بحیثیت عقلاء معتبر ہے۔

س ۱۴۵۵: جسم پر زنجیر (بغیر چھریوں کے) مارنے کا کیا حکم ہے جیسا کہ بعض مسلمان انجام دیتے ہیں؟

ج: اگر متعارف طریقے سے اور اس طرح ہو کہ عرفی طور پر حزن و غم کے مظاہر میں سے شمار کیا جائے اور مذہب حق کی توہین کا سبب بھی نہ ہو تو جائز ہے وگرنہ جائز نہیں ہے۔

ایام عید اور ولادت

س ۱۴۵۶: آیا یوم غدیر خم کے علاوہ صیغہ اخوت پڑھنا جائز ہے؟

ج: عقد اخوت کا غدیر خم کے مبارک دن کے ساتھ مختص ہونا معلوم نہیں ہے اگر چہ اسی دن پر اکتفا کرنا بہتر اور احوط ہے۔

س ۱۴۵۷: آیا عقد اخوت کا مشہور صیغے کے مطابق جاری کرنا ضروری ہے؟ یا کسی زبان میں بھی ہو صحیح ہے؟

ج: روایات میں نقل شدہ صیغے کی رعایت کرنا اگر چہ بہتر ہے لیکن اس کا متعین ہونا یقینی نہیں ہے۔

س ۱۴۵۸: عید نوروز کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ آیا عید نوروز کا دوسری عیدوں جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرح عید ہونا شرعاً ثابت ہے جن عیدوں میں لوگ جشن مناتے ہیں؟ یا یہ کہ نوروز جمعہ اور دوسرے مبارک ایام وغیرہ کی طرح ایک مبارک دن ہے؟

ج: نوروز کے دینی عید ہونے کے بارے میں معتبر روایات وارد نہیں ہوئی ہیں اور نہ ہی بالخصوص شرعاً مبارک ایام میں سے قرار دیئے جانے پر کوئی معتبر نص ہے ہاں مذکورہ روز جشن اور ملنے ملانے اور صلہ رحمی وغیرہ انجام دینے میں کوئی

حرج نہیں ہے۔

س۱۴۵۹: نوروز کی فضیلت اور اعمال کے بارے میں جو نقل ہوا ہے آیا وہ صحیح ہے؟ اور کیا ان اعمال کو بقصد استحباب انجام دینا صحیح ہے؟ مثلاً (نماز، دعا و.....)۔

ج: استحباب کا قصد کرنا مورد تامل اور اشکال ہے ہاں قصد رجاء مطلوبیت سے انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احکام تجارت و معاملات

ذخیرہ اندوزی اور اسراف

س۱۴۶۰: کن چیزوں کی شرعاً ذخیرہ اندوزی کرنا حرام ہے؟ اور آیا آپ کی نظر میں ذخیرہ اندوزی کرنے والوں پر مالی تعزیر (مالی جرمانہ) کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: جن اشیاء میں ذخیرہ اندوزی حرام ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے اور مشہور فقہا کی بھی یہی رائے ہے وہ غلات اربع (گندم، جو، خرما، کشمش) اور سمن و زیت (گھی اور تیل) ہیں جن کی ضرورت معاشرے میں مختلف طبقات کو ہوتی ہے۔ لیکن اسلامی حکومت مصلحت عامہ کے تحت لوگوں کی تمام ضروریات زندگی پر ذخیرہ اندوزی کو ممنوع قرار دے سکتی ہے، اور اگر حاکم شرع مناسب سمجھے تو ذخیرہ اندوزوں پر مالی تعزیرات لاگو کر سکتا ہے۔

س۱۴۶۱: کہا جاتا ہے کہ ضرورت سے زیادہ بجلی استعمال کرنا اسراف کے زمرے میں شمار نہیں ہوتا کیا یہ بات درست ہے؟

ج: بیشک ہر چیز کا ضرورت سے زیادہ استعمال اور خرچ کرنا حتیٰ بجلی اور بلب کی روشنی اسراف شمار کیا جاتا ہے وہ قول جو صحیح ہے وہ یہ کہ رسول اللہ نے فرمایا "لا سرف فی خیر" کار خیر میں اسراف نہیں ہوتا۔

شرائطِ عقد Contract

س ۱۴۶۲: کیا خرید وفروخت معاطاتی ایسے دوسرے تمام معاملات عقدی معاملہ کی طرح لازم (نافذ) ہیں؟
ج: لزوم (نفوذ) کے اعتبار سے عقدی اور معاطاتی معاملے میں کوئی فرق نہیں ہے۔
س ۱۴۶۳: اگر مکان اور زمین کا معاملہ (فروخت یا مصالحہ کے ذریعے) خاندان کے افراد کے درمیان عام وثیقہ پر انجام پائے جبکہ نہ اسے اسٹامپ پیپر پر لکھا گیا ہو اور نہ ہی کسی عالم دین نے صیغہ جاری کیا ہو۔ آیا اس جیسے معاملے کو قانونی اور شرعی اعتبار سے صحیح کہا جا سکتا ہے؟
ج: معاملہ شرعی طور پر انجام پانے کے بعد صحیح اور لازم ہے۔ اور قانونی تحریر کا نہ ہونا یا کسی عالم دین کا صیغہ جاری نہ کرنا معاملے کی صحت کے لئے مضر نہیں ہے۔
س ۱۴۶۴: ایک قانونی اسناد کی حامل جائیداد کو عام وثیقہ تحریر کے ذریعہ شرعاً خریدنا جائز ہے؟ جبکہ قانونی طور پر خریدار کے نام سند تحریر نہ گئی ہو۔
ج: بنیادی طور پر خرید وفروخت کے انجام پانے کے لئے سرکاری وقانونی سند اور رجسٹری کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ معیار یہ ہے کہ مالک، کے وکیل یا مالک کے سرپرست کی طرف سے خرید وفروخت کے ذریعہ شرعاً صحیح طور پر نقل و انتقال انجام پا جائے۔ اگر چہ اس خرید وفروخت کے بارے میں بالکل کوئی وثیقہ تحریر نہ کیا گیا ہو۔
س ۱۴۶۵: آیا خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان ایک سادہ وثیقہ تحریر کرنا معاملہ انجام پانے کے لئے کافی ہے اور اسے معاملے کی سند قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور آیا دونوں کا قصد فروخت کرنا اور فروخت کرنے والے کا بعد میں قانونی سند بنانے کا پابند ہونا اور خریدا ہوا مال خریدار کی تحویل میں دے دینا معاملہ صحیح ہونے کے لئے کافی ہے؟
ج: فقط قصدِ فروخت کرنا یا سادہ تحریر لکھنا معاملہ انجام پانے اور مال کے خریدار کی ملکیت میں جانے کے لئے کافی نہیں ہے اور جب تک معاملہ صحیح شرعی طریقے سے انجام نہ پائے خریدار کے نام قانونی سند بنانا اور مالک کی جانب سے مال کی تحویل کا تقاضا ضروری نہیں ہے۔
س ۱۴۶۶: اگر دو شخص خرید وفروخت کے بارے میں گفتگو کریں اور خریدار فروخت کرنے والے کو کچھ بیعانہ بھی دے دے اور ایک وثیقہ بھی تحریر کریں جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ اگر کسی ایک نے معاملہ تمام کرنے سے انکار کر دیا تو دوسرا شخص اس کے اتنا (فلاں) مبلغ ادا کر دے گا۔ آیا فقط مذکورہ مکتوب کو سندِ فروخت سمجھا جائے گا یعنی دونوں کی گفتگو

اور خرید وفروخت کا ارادہ کرنا معاملہ کے طے پانے اور اس کے آثار مترتب ہونے کے لئے کافی ہے تا کہ جب بھی معاملہ کو یقینی بنانے سے گریز کرے تو دوسرا اسے شرط پر عمل کرنے کا پابند بنا سکے؟

ج: فقط گفتگو و قصدِ فروخت کرنا اور وثیقہ تحریر کرنے کے ساتھ وعدہ کرنا معاملہ انجام پانے کے لئے کافی نہیں ہے اور مذکورہ شرط کی کوئی حیثیت نہیں ہے جب تک کہ شرط عقد اور معاملہ کے ضمن میں نہ ہو یا جب تک شرط پر موقوف عقد منعقد نہ ہو جائے اور جب تک معاملہ اور نقل و انتقال صحیح شرعی طریقے سے انجام نہ پائے دونوں کو ایک دوسرے پر گفتگو اور وعدے کی وجہ سے کوئی حق نہیں ہے۔

خریدار اور فروخت کرنے والے کی شرائط

س ۱۴۶۷: اگر کسی شخص کو حکومت یا حاکم کے حکم سے اپنی زمین یا گھر کے سامان کو فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے تو آیا ایسے شخص کے لئے جو یہ جانتا ہے کہ وہ فروخت کرنے پر مجبور ہے مذکورہ اشیا خریدنا جائز ہے؟

ج: اگر زمین اور گھر کا سامان فروخت کرنے کے لئے مجبور کرنا برحق ہو اور مجبور کرنے والا شرعاً حق اجبار رکھتا ہو تو اس صورت میں دوسروں کے لئے مذکورہ اشیاء خریدنا جائز ہے۔ وگرنہ مذکورہ خریداری مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی۔

س ۱۴۶۸: زید نے عمر کو اپنا مال واسباب فروخت کر دیا اور قیمت وصول کر لی۔ اس کے بعد عمر نے وہی سامان خالد کو فروخت کر دیا اور قیمت وصول کر کے اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر لیا اس کے بعد زید اپنے مال میں ممنوع التصرف کر دیا گیا اور اس کے مال کو قرقی کر دیا گیا۔ آیا مذکورہ حکم اس مال واسباب پر بھی جاری ہوگا جو اس نے ممنوع التصرف ہونے سے پہلے فروخت کر دیا تھا؟ تو کیا بنابرایں اس کا فروخت کرنا باطل تھا؟

ج: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فروخت کرنے والا بیچنے کے وقت بحکم حاکم ممنوع التصرف تھا، یا مال ہاتھ میں ہونے کے باوجود وہ مال کا مالک نہیں تھا بلکہ حاکم مذکورہ مال کو قرق کرنے کا حقدار تھا تو اس صورت میں بعد میں قرقی کا حکم مذکورہ مال کے لئے بھی ہوگا۔ لہٰذا اس کی سابقہ فروخت باطل ہو جائے گی۔ مذکورہ صورت کے علاوہ اس کی سابقہ فروخت شرعاً صحیح ہے اور اس صورت میں بعد میں قرقی کا حکم سابقہ فروخت کو شامل نہیں ہوگا۔ لہٰذا قرقی کے حکم سے پہلے مال کا فروخت کرنا صحیح ہے۔

س ۱۴۶۹: معاشرتی تعلقات کی پیچیدگی اور لوگوں کے اقتصادی اور معاشرتی مسائل بعض اوقات انہیں ایسے معاملات

انجام دینے پر پر مجبور کر دیتے ہیں جو غیر عادلانہ، ظالمانہ یا کم از کم عرفاً قابل مذمت ہوتے ہیں۔ آیا مذکورہ اضطرار شرعی طور معاملات کے باطل ہونے کا سبب ہے یا نہیں؟

ج: فقہی لحاظ سے رضا اور دلی رغبتکے ساتھ جو معاملہ انجام دیا جائے اس کے صحیح و نافذ ہونے میں اضطرار مانع نہیں ہے اس صورت میں مذکورہ اضطرار معاملے کے صحیح اور نافذ ہونے کے لئے مضر نہیں ہے لیکن اخلاقی اور انسانی لحاظ سے خریدار پر یہ فرض ہے کہ وہ مضطر کے حالات سے فائدہ نہ اٹھائے اور حکومت کا بھی فرض ہے کہ ایسے قوانین وضع کرے جو عمومی طور پر اضطراری اسباب کا سد باب کر سکیں۔

بیعِ فضولی

س ۱۴۷۰: میں نے اپنے بھائی سے زرعی زمین کا کچھ حصہ بیع الشرط کے طور پر خریدا ہے لیکن بھائی صاحب نے مذکورہ زمین دوبارہ کسی اور شخص کو فروخت کر دی آیا دوسری بار فروخت کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر پہلی مرتبہ معاملہ شرعاً صحیح طریقے سے انجام پا گیا تھا تو دوبارہ فروخت کرنے کا اسے حق نہیں ہے جب تک کہ وہ پہلے معاملے کو فسخ نہ کرے اور اگر مجدداً معاملہ انجام دیا گیا تو وہ پہلے خریدار کی اجازت پر متوقف ہوگا اور فضولی کہلائے گا۔

س ۱۴۷۱: رعایتی طور پر گھر بنانے والی ایک کمپنی کے اعضاء نے اپنے طور پر قیمت ادا کر کے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا لیکن قانونی وثیقہ کمپنی کے نام تحریر کیا گیا۔ چند روز قبل کمپنی کی نئی بننے والی کمیٹی کے اعضاء نے مذکورہ زمین سابقہ افراد کی اجازت کے بغیر اصلی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کر دی ہے آیا یہ معاملہ درست ہے؟

ج: اگر زمین بعض معین افراد نے اپنے مال سے اپنے لئے خریدی تھی تو ان کی ملکیت ہے اور کسی کا اس میں کوئی حق نہیں ہے کمپنی کی مینجمنٹ کمیٹی کا زمین کو فروخت کرنا فضولی ہے۔ ہاں اگر زمین کمپنی کے سرمایہ سے خریدی گئی تھی جو کہ ایک حقوقی شخصیت ہے اور کمپنی کے لئے خریدی گئی تھی۔ تو مذکورہ زمین کمپنی کی ملکیت ہے اور اس صورت میں کمیٹی کمپنی کے قوانین کے مطابق اس میں تصرف کر سکتی ہے۔

س ۱۴۷۲: ایک شخص نے سفر کے دوران اپنے بھائی کو خود اس کے اپنے اوپر یا کسی اور شخص پر گھر فروخت کرنے کے لئے اپنا قانونی وکیل بنایا لیکن سفر سے واپسی پر اس نے گھر فروخت کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور خود جا کر اس کی اطلاع زبانی طور پر اپنے بھائی کو دی۔ لیکن اس کے بھائی نے اس قانونی وکالت سے استفادہ کرتے ہوئے گھر کو اپنے

نام کروالیا اور موکل کو قیمت دیئے بغیر اور گھر کو تحویل میں لیے بغیر قانونی وثیقہ اپنے نام تحریر کرلیا۔ آیا مذکورہ معاملہ صحیح ہے؟

ج: اگر ثابت ہو جائے کہ وکیل نے معزول ہونے کی اطلاع کے بعد اگر چہ یہ اطلاع شخصی طور پر خود موکل نے دی ہو گھر اپنے لئے فروخت کیا ہے تو مذکورہ معاملہ فضولی ہے اور موکل کی اجازت پر متوقف ہے۔

س ۱۴۷۳: اگر مالک نے اپنا مال کسی کو فروخت کر دیا اور پھر اسی چیز کو ایک دوسرے شخص کو فروخت کر دیا جبکہ اسے پہلا معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں تھا۔ آیا فروخت صحیح ہے؟ اور اگر مذکورہ مال مالک کے پاس ہو تو دوسرے خریدار کو فروخت کی بناء پر مالک سے مال کا مطالبہ کرنا صحیح ہے؟

ج: مال کو فروختِ اول کے بعد دوبارہ خریدار اول کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا فضولی ہے اور خریدارِاول کی اجازت پر متوقف ہے پہلے خریدار کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ مال کو جہاں بھی ملے اٹھالے جب تک کہ اس نے دوسرے معاملے سے اظہار رضایت نہ کیا ہو اور دوسرے خریدار کو مالک سے مال کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

س ۱۴۷۴: ایک شخص نے دوسرے کے مال سے کچھ جائیداد خریدی ہے آیا مذکورہ جائیداد صاحب مال کی ملکیت ہے یا خریدار کی؟

ج: اگر جائیداد دوسرے شخص کے عین مال سے خریدی گئی ہے اور صاحب مال نے معاملہ کی اجازت بھی دے دی ہو تو یہ معاملہ خود اسی کی جانب سے انجام پائے گا خریدار کا اس میں کسی قسم کا حق نہیں ہوگا اور اگر صاحب مال اجازت نہ دے تو مذکورہ معاملہ باطل ہے۔ ہاں اگر خریدار نے زمین اپنے لئے اور اپنے ذمہ پر خریدی ہو اور پھر دوسرے شخص کے مال سے قیمت ادا کی ہو تو اس صورت میں زمین خریدار کی ہوگی۔ لیکن خریدار فروخت کرنے والے کا مقروض ہے اور صاحب مال کے مال کا ضامن بھی ہے جو کہ اس نے فروخت کرنے والے کو ادا کیا ہے فروخت کرنے والے پر واجب ہے۔ غصب شدہ قیمت جو اس نے وصول کی ہے اسے اصل مالک تک پہنچائے۔

س ۱۴۷۵: اگر کوئی شخص دوسرے کا مال فضولتاً فروخت کر دے اور حاصل شدہ قیمت کو اپنی ضروریات میں استعمال کر لے پھر ایک طویل مدت کے بعد صاحب مال کو اس کے بدلے میں مال دینا چاہتا ہے۔ آیا اس پر ویسی رقم دینا واجب ہے جو اس نے مال فروخت پر حاصل کی تھی؟ یا اس وقت کی قیمت ادا کرنا ہے؟ یا معاوضہ دینے کے وقت کی قیمت ادا کرنا ہوگی؟

ج: اگر مالک معاملہ کی اجازت کے بعد قیمت وصول کرنے کی اجازت بھی دے دے تو فضولی پر وصول شدہ قیمت مالک کو ادا کرنا واجب ہے اگر مالک معاملہ کی اجازت نہ دے تو فضولی کو مع الامکان عین مال کا مالک کو واپس کرنا

واجب ہے۔اور اگر عین مال واپس کرنا ممکن نہ ہو تو عوض کے طور پر اسکی مثل یا قیمت ادا کرے گا اور احوط یہ ہے کہ روز فروخت اور روز ادا کی قیمت پر مالک سے مصالحہ کرے۔

اولیائے تصرف

س۱۴۷۶: اگر والد اپنے چھوٹے بچوں کے لئے کوئی جائیداد خریدے اور صیغۂ شرعی کو جاری کرلے تو آیا والد کا بعنوان سرپرست قبضہ لینا معاملہ صحیح ہونے کے لئے کافی ہے؟

ج: صحیح طریقے سے خریداری تمام ہونے کے بعد والد کی طرف سے بعنوان سرپرست قبضہ لینا بچوں کے لئے معاملہ کے انجام پانے اور اس کے آثار مرتب ہونے کے لئے کافی ہے۔

س۱۴۷۷: میرے سرپرست نے میرے بچپن میں میری زمین فروخت کردی اور خریدار سے بیعانہ لے لیا مجھے نہیں معلوم کہ ان کے مابین معاملہ تمام ہو گیا تھا یا نہیں۔ہاں زمین خریدار کے قبضے میں ہے اور وہ اس میں تصرف کرتا ہے۔ آیا مذکورہ معاملہ صحیح ہے اور مجھ پر نافذ ہے یا مالک اصلی ہونے کے عنوان سے مجھے زمین واپس لینے کا حق ہے؟

ج: اگر ثابت ہوجائے کہ اس وقت ولی نے بعنوان سرپرست زمین فروخت کی تھی تو معاملہ شرعاً صحیح ہے اور آپ کے لئے حال حاضر میں زمین واپس لینا جائز نہیں ہے۔جب تک برحق طور پر معاملے کا فسخ کرنا ثابت نہ ہوجائے۔

س۱۴۷۸: اگر میت کے ارث میں سے کچھ نقد مال بچ جائے اور (سرپرست) قیم مال اپنے پاس رکھ لے اور اس مال سے کوئی کام انجام نہ دے تو آیا قیم کو بنیک کا ۱۳ فیصد منافع یا بازار اور عرف عام کے مطابق منافع بچوں کو ادا کرنا چاہئے؟ اور اگر قیم مذکورہ مال سے تجارت کرلے اور منافع بھی حاصل ہو لیکن منافع کی مقدار معلوم نہ ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج: قیم فرضی منافع کا ضامن نہیں ہے۔ہاں اگر بچوں کے مال سے تجارت کرے تو تمام منافع بچوں کے لیے ہے اور قیم (سرپرست) فقط اس صورت میں اجرت مثل کا حقدار ہے جب شرعاً بچوں کے مال سے تجارت کرنے کا حق رکھتا ہو۔

س۱۴۷۹: آیا کسی زندہ شخص کی طرف سے جو کہ ممنوع التصرف نہیں ہے اس کے داماد یا بچوں کا اس کی املاک و اموال فروخت کرنا جائز ہے؟ جبکہ وہ اجازت اور وکالت کے حامل بھی نہ ہوں؟

ج: مالِ غیر کو بغیر اجازت کے فروخت کرنا فضولی ہے اور مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔اگر چہ فروخت کرنے والا

اس کا داماد اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا جب تک مالک کی اجازت حاصل نہ ہو خرید وفروخت موثر نہیں ہوگی۔

س ۱۴۸۰: ایک شخص کا دماغ کام کرنا چھوڑ گیا اور وہ حواس کھو بیٹھا۔ اس حالت میں اس کی اولاد کا اس کے مال میں تصرف کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح ایک فرزند کا دوسری اولاد اور حاکم شرعی کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اختلال حواس اس درجے کا ہو کہ عرف کے نزدیک مجنون کہلائے تو اس صورت میں حاکم شرعی کو ولایت حاصل ہے اور کسی کا بھی یعنی اس کی اولاد کا حاکم شرعی کے اذن کے بغیر مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اجازت سے قبل تصرف کیا تو غاصب ہے اور موجب ضمان ہے اور خرید وفروخت کے معاملات فضولی ہیں جو اجازت پر متوقف ہیں۔

س ۱۴۸۱: ایک شخص نے شہید کی بیوہ سے شادی کی ہے اور اس کے یتیموں کی تربیت کا کفیل ہے آیا اس کے لئے یا اس کی اولاد یا شہید کی بیوہ کے لئے ان اشیا سے استفادہ کرنا جائز ہے جنہیں شہید فاؤنڈیشن کے شہید کی اولاد کو عطا کردہ مال سے خریدا گیا ہے؟ اور اسی طرح شہید فاؤنڈیشن کی طرف سے مقرر کردہ ماہانہ اور (شہید کی اولاد کے لئے) دیئے گئے سامان اور مالی امداد کو کیسے استعمال کیا جائے؟ آیا ان اشیا کو الگ رکھا جائے اور فقط شہید کی اولاد پر خرچ کیا جائے؟

ج: وہ اموال جو شہید کے بچوں کے اخراجات کے لئے ہوں یا ان کی مصلحت کی خاطر دوسروں کے استعمال کے لئے ہوں ان میں تصرّف کے لئے بچوں کے شرعی ولی سے اجازت لینا ضروری ہے۔

س ۱۴۸۲: ان اشیاء کا کیا حکم ہے جنہیں شہید کے دوست شہید کی اولاد کے لئے تحفے کے طور پر لاتے ہیں؟ آیا مذکورہ اشیا شہید کے چھوٹے بچوں کے مال کا حصہ قرار پائیں گی؟

ج: اگر تحائف شہید کی اولاد کے لئے ہوں تو ان کے شرعی سرپرست کے قبول کرنے کے بعد ان کا مال کہلائیں گے اور ان میں تصرف کے لئے ان کے ولی شرعی سے اجازت لینا ضروری ہے۔

س ۱۴۸۳: میرے والد ایک تجارتی دکان کے مالک تھے ان کی وفات کے بعد ہمارے چچا نے اس پر قبضہ کر لیا اور ہمیں کرایہ کے عنوان سے ماہانہ ایک معین رقم دینے لگے۔ کچھ مدت بعد میری والدہ (قیمہ) نے کچھ رقم ایک چچا سے قرض لی تو انہوں نے ماہانہ رقم ادا کرنے کی بجائے قرض کے بدلے شمار کرنا شروع کر دی۔ اس کے بعد انہوں نے مذکورہ دکان کو، ("مالِ اطفال کا بلوغ تک محفوظ رکھنا" کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے) میری والدہ سے خرید لیا اور مذکورہ خرید وفروخت قانونی طور پر گذشتہ حکومت (شاہی حکومت) کے دور میں بعض حکومتی افراد کے ذریعے

انجام پائی۔ حال حاضر میں (بعد از انقلاب) ہماری کیا ذمہ داری ہے؟ آیا گذشتہ تصرفات اور خرید و فروخت صحیح ہیں؟ یا ہمیں شرعاً معاملہ کو فسخ کرنے کا حق ہے اور آیا وقت گذرنے سے حق طفل ساقط ہوجاتا ہے۔

ج: دکان کا کرایہ پر دینا اور کرایہ کی رقم کو قرض کے بدلے لے لینا صحیح ہے اور اسی طرح دکان کا فروخت کرنا صحیح ہے۔ ہاں اگر شرعی اور قانونی طریقے سے ثابت ہوجائے کہ بچوں کا حصہ فروخت کرنا اس وقت بچوں کے لئے مصلحت آمیز نہیں تھا یا بچوں کا قیم فروخت کرنے کا حق نہیں رکھتا تھا اور یہ کہ بچوں نے بھی مذکورہ معاملے کو بلوغ کے بعد صحیح شمار نہیں کیا تو اس فرض پر کہ معاملے کا باطل ہونا ثابت ہوجائے تو وقت کا گزرنا بچوں کے حق کو ساقط نہیں کرتا۔

س ۱۴۸۴: میرا شوہر ایک ٹریفک کے حادثہ میں انتقال کر گیا۔ گاڑی کا ڈرائیور شوہر کا دوست تھا۔ اس حادثہ کے بعد میں بچوں کی قانونی اور شرعی قیم بن گئی۔

i) آیا مجھ پر ڈرائیور سے دیت کا مطالبہ کرنا واجب ہے؟ یا اس سے انشورنس کی رقم مطالبہ کرنا میرے لئے واجب ہے؟

ii) آیا میرے لئے بچوں کے والد کی مجالس عزاء میں بچوں کا مال خرچ کرنا جائز ہے؟

iii) آیا میرے لئے بچوں کے حق الدیہ سے دستبردار ہونا جائز ہے؟

iv) اور اگر میں بچوں کے حق سے دست بردار ہوگئی اور وہ بالغ ہونے کے بعد مذکورہ عمل سے راضی نہ ہوئے تو آیا میں دیت کی ضامن ہوں؟

ج: (i) اگر ڈرائیور یا کوئی اور شخص شرعاً دیت کا ضامن ہو تو بچوں کی سرپرست ہونے کے اعتبار سے بچوں کا شرعی حق محفوظ کرنے کے لئے دیت کا مطالبہ کرنا لازم ہے۔ اور اسی طرح اگر قانونی طور پر انشورنس کی رقم بچوں کے لئے ہے تو اس کا مطالبہ بھی لازم ہے۔

(ii) بچوں کے والد کی مجالس ترحیم میں بچوں کا مال ارث خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مذکورہ مال والد ہی سے منتقل ہوا ہو۔

(iii)، (iv) بچوں کے حق سے تمھارا دستبردار ہونا کیوں کہ ان کی مصلحت کے خلاف ہے جائز نہیں اور وہ بالغ ہونے کے بعد دیت کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

س ۱۴۸۵: میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں عدالت کے فیصلے کے مطابق ان کا دادا ان کا ولی اور قیم بن گیا۔ اب اگر ایک بچہ بالغ ہوجائے تو آیا وہ باقی بھائیوں کا سرپرست بن جائے گا؟ اور اگر ایسا نہ ہو تو آیا میں حق رکھتی ہوں کہ اولاد کی سرپرست بن جاؤں؟ اور یہ کہ ان کا دادا عدالت کے فیصلے کے مطابق ارث کا

چھٹا حصہ لینا چاہتا ہے حکم شرعی کیا ہے؟

ج: بچوں کے بالغ ہونے تک عدالتی فیصلے کے بغیر بھی ولایت اور سرپرستی کا حق دادا کو ہے لیکن اس کا بچوں کے مال میں تصرف کرنا بچوں کی مصلحت اور فائدہ میں ہونا چاہئے۔ لہٰذا اگر دادا بچوں کی مصلحت کے برخلاف کوئی کام انجام دے تو عدالت کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور وہ بچہ جو رشید اور بالغ ہوجائے گا دادا کی سرپرستی اور ولایت سے خارج ہوجائے گا اور خود اپنے نفس کا مالک قرار پائے گا۔ ہاں والدہ اور بالغ ہونے والے بچے کو دوسرے بچوں پر حق ولایت نہیں ہے اور کیونکہ میت کے مال میں سے دادا کا چھٹا حصہ ہے لہٰذا اس کے لئے چھٹا حصہ لینا بلا مانع ہے۔

س ۱۴۸۶: ایک شادی شدہ خاتون قتل ہوگئی اس کے تین بچے ماں، باپ اور شوہر بقید حیات ہیں۔ عدالت نے شوہر کے بھائی کو خاتون کا قاتل قرار دیا اور مقتول کے اولیاء کو دیت دینے کا حکم دیا۔ لیکن بچوں کا والد جو کہ ان کا ولی شرعی ہے یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا بھائی قاتل نہیں ہے لہٰذا وہ اولاد اور اپنے لئے دیت لینے سے انکار کر رہا ہے آیا ایسا کرنا اس کے لئے جائز ہے؟

ii)) آیا بچوں کے باپ اور دادا کے ہوتے ہوئے کسی اور کو اس مسئلہ میں مداخلت کا حق ہے؟ اور یہ وہ کہ مقتولہ کی اولاد کے لئے ان کے چچا سے دیت پر اصرار کرے؟

ج: اگر بچوں کے والد کو یقین ہے کہ اس کا بھائی جس پر قتل کا الزام ہے اس کی زوجہ کا قاتل نہیں ہے اور دیت ادا کرنے کا حقیقی مقروض وہ نہیں ہے تو اس کے لئے دیت کا مطالبہ کرنا اور بچوں کے لئے دیت لینا جائز نہیں ہے۔

دادا اور باپ کے ہوتے ہوئے جنہیں بچوں پر ولایت حاصل ہے کسی اور کو ان کے امور میں مداخلت کا حق نہیں ہے۔

س ۱۴۸۷: اگر مقتول کے فقط چھوٹے بچے ہوں اور حاکم شرعی کی طرف سے منصوب شدہ سرپرست مقتول کے خون کے ورثا میں سے نہیں تھا۔ آیا مذکورہ شخص کے لئے قاتل کو معاف کرنا یا قصاص کو دیت میں تبدیل کرنا جائز ہے؟

ج: اگر شرعی ولی کی جانب سے منصوب شدہ قیم کو اختیارات واگذار کر دیئے گئے ہوں تو وہ بچوں کے فائدے اور نقصان کی رعایت کرتے ہوئے قاتل کو معاف یا قصاص کو دیت میں تبدیل کر دے۔

س ۱۴۸۸: چھوٹے بچے کی کچھ رقم بینک میں ہے۔ بچہ کا سرپرست مذکورہ مال میں سے کچھ رقم بچے کی طرف سے تجارت کرنے کے لئے لینا چاہتا ہے تا کہ بچے کے اخراجات مہیا ہوسکیں آیا ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: بچے کے ولی اور سرپرست کے لئے بچے کی طرف سے خود یا کسی اور قابل اعتماد امین شخص کے ذریعے بچے کی مصلحت میں مضاربہ انجام دینا جائز ہے اور اگر وہ شخص امانتدار نہ ہو تو سرپرست بچے کے مال کا ضامن ہے۔

س ۱۴۸۹: اگر مقتول کے بعض وارث یا تمام ورثاء نابالغ ہوں اور حاکم ان کے حق کا مطالبہ کرنے کا ولی ہو تو اگر حاکم

مجرم کے تنگدست ہونے کا یقین کر لے تو اس صورت میں کیا حاکم دیت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے حق قصاص کو معاف کرسکتا ہے؟

ج: اگر اس صورت میں حاکم شرع بچوں کی مصلحت اس میں جانے کہ حق قصاص کو دیت میں تبدیل کر دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔

س ۱۴۹۰: آیا حاکم شرعی بچے کے جبری شرعی ولی کو اس صورت معزول کرسکتا ہے جب اس کے لیے ثابت ہو جائے کہ ولی نے بچے کے مال کو نقصان پہنچایا ہے۔

ج: اگر حاکم کے لئے شواہد اور قرائن کے ذریعے آشکار ہو جائے کہ جبری شرعی ولی کی ولایت اور تصرفات کا استمرار بچے کے مال کے لئے نقصان دہ ہے تو حاکم پر ولی کو عزل کرنا واجب ہے۔

س ۱۴۹۱: ولی کی جانب سے بچے کے حق میں کئے جانے والے ہبہ، بلا معاوضہ صلح یا اس قسم کے دیگر نفع بخش امور کے قبول کرنے سے انکار کرنا آیا بچے کو نقصان پہچانے یا اس کے فائدہ و مصلحت کو نظر انداز کرنے کے زمرے میں شمار ہوگا؟

ج: ہبہ اور صلح غیر معوض کا قبول نہ کرنا بچے کو نقصان پہنچانے یا اس کی مصلحت کو مدنظر نہ رکھنے کے مترادف نہیں ہے اور صرف ایسا کرنا بذات خود بلا مانع ہے۔ اس لئے کہ ولی پر بچے کے لئے تحصیل مال واجب نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ مذکورہ انکار بچے کی مصلحت میں ہو۔

س ۱۴۹۲: اگر حکومت شہداء کی اولاد کے لئے کوئی زمین یا مال مختص کرے اور وہ اشیاء ان کے نام کر دی جائیں لیکن بچوں کے ولی نے کاغذات پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ آیا حاکم بچوں کے لئے ولی ہونے کے لحاظ سے مذکورہ عمل انجام دے سکتا ہے؟

ج: اگر بچوں کے لئے تحصیل اموال کرنا ولی کے دستخط پر موقوف ہو تو ولی پر دستخط کرنا واجب نہیں ہے۔ اور ولی شرعی کے ہوتے ہوئے حاکم کو ان پر ولایت حاصل نہیں ہے۔ ہاں اگر بچوں سے مختص مال کی حفاظت کرنا دستخط کرنے پر موقف ہو تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیئے اور اگر وہ انکار کرے تو حاکم اس پر لازم قرار دے گا کہ وہ دستخط کرے یا خود حاکم مذکورہ عمل ولی ہونے کے ناطے انجام دے گا۔

س ۱۴۹۳: آیا بچے کا ولی ہونے کے لئے عدالت شرط ہے؟ اگر بچے کا ولی فاسق ہو اور بچے کے فاسد اور اس کے مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو اس صورت میں حاکم کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: دادا اور باپ کے ولی ہونے میں عدالت شرط نہیں ہے۔ لیکن جب بھی حاکم کے لئے قرائن اور احوال سے معلوم ہو

جائے کہ وہ دونوں بچے کے لئے مضر ہیں انہیں معزول کر دے گا اور انہیں بچے کے مال میں تصرف کرنے نہیں دے گا۔

س ۱۴۹۴: اگر قتل عمد میں مقتول کے اولیاء بچے یا مجنون ہوں تو کیا قہری ولی (باپ یا دادا) یا عدالت کی جانب سے منتخب شدہ قیم قصاص یا دیت کے مطالبہ کا حق رکھتا ہے؟

ج: بچے یا مجنون اولیاء کی ولایت کی مجموعی دلیلوں سے استفادہ ہوتا ہے کہ شارع مقدس کی طرف سے ان کے لیے ولایت کا قرار دینا مولی علیہ (جن کے وہ ولی ہیں) کی مصلحت کی خاطر ہے لہٰذا اس مسئلے میں ان کے شرعی ولی کو ان کے فائدے اور نقصان کا لحاظ کرتے ہوئے اقدام کرنا چاہئے اور وہ قصاص یا دیت یا کسی چیز کے عوض میں عفو یا بغیر عوض کے عفو کا انتخاب کر سکتا ہے واضح ہے کہ صغیر اور مجنون کی مصلحت کی تشخیص تمام پہلوؤں من جملہ سن بلوغ سے ان کا نزدیک یا دور ہونے کو مدنظر رکھ کر کی جائے۔

س ۱۴۹۵: اگر ایک بالغ شخص مجروح کر دیا جائے تو آیا باپ، دادا کے لئے دیت کا مطالبہ کرنا اور مجروح کے لئے وصول کرنا جائز ہے؟ جبکہ اس سے اجازت بھی نہ لی گئی ہو؟ یعنی کیا مجرم پر دونوں میں سے کسی ایک کے مطالبہ پر مجروح کی دیت دینا واجب ہے؟

ج: بالغ و عاقل مجروح پر دونوں کو ولایت حاصل نہیں ہے لہٰذا اس کی اجازت کے بغیر دیت کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۴۹۶: آیا بچوں کے ولی کو ولی ہونے کی بناء پر بچوں کے مورث کی ثلث سے زیادہ وصیت کی اجازت دینا جائز ہے؟

ج: شرعی ولی بچوں کے فائدے اور نقصان کی رعایت کرتے ہوئے اجازت دے سکتا ہے۔

س ۱۴۹۷: آیا باپ کو بچے پر ولایت میں ماں کی نسبت اولویت حاصل ہے؟ اور اگر باپ یا دادا کو اولویت حاصل نہ ہو اور والدین مساوی طور پر بچے پر حق رکھتے ہوں تو اختلاف کے وقت ماں اور باپ میں سے کس کا قول مقدم کیا جائے گا؟

ج: مختلف حقوق کے حوالے سے جواب مختلف ہوگا۔ بچے پر ولایت باپ اور دادا کا حق ہے ماں دو سال تک لڑکے پر اور سات سال تک لڑکی پر حضانت کا حق رکھتی ہے اس کے بعد حق حضانت باپ کا حق ہے۔ بچے کی طرف سے اطاعت اور تنگ نہ کرنے میں والدین مساوی ہیں بچے کو والدہ کا زیادہ خیال رکھنا چاہئے کیونکہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جنت ماں کے پاؤں تلے ہے۔

س۱۴۹۸: میرا شوہر شہید ہو گیا ہے اور اس کے دو بچے ہیں میرے شوہر کے بھائی اور ماں نے دونوں بچوں کو تمام ساز و سامان کے ساتھ مجھ سے چھین لیا ہے اور انہیں واپس دینے سے انکار کر رہے ہیں۔ اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ میں ان بچوں کی وجہ سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گی۔ ان کی اور ان کے مال کی سرپرستی کرنا کس کا حق ہے؟

ج: شرعی طور پر بالغ ہونے تک یتیم بچوں کی حضانت کرنا ماں کا حق ہے۔ اور بچوں کے مال پر حق ولایت والد کی طرف سے معین کردہ شرعی قیم کا ہے اگر والد نے کوئی قیم معین کیا ہو تو اور اگر وصی مقرر نہ کیا ہو تو حاکم شرعی ولی ہے اور بچوں کے چچا اور دادی کو نہ حضانت کا حق ہے نہ ہی ان پر اور ان کے مال پر ولایت حاصل ہے۔

س۱۴۹۹: نابالغ بچوں کے بعض اولیاء میت کی زوجہ کے شادی کر لینے کے بعد اسے اور اس کے بچوں کو جن کی وہ حضانت کر رہی ہے گھر اور ضروری اشیاء سے جو کہ ان کے والد نے بطور ارث اور ان کے حصے کے عنوان سے چھوڑا ہے استفادہ کرنے سے روک دیتے ہیں۔ آیا کوئی شرعی طریقہ ہے جس کے ذریعے ان پر لازم قرار دیا جائے کہ وہ بچوں کے حصہ کو ان کی والدہ کی تحویل میں دے دیں جن کی وہ حضانت کر رہی ہے یا نہیں؟

ج: شرعی ولی کے اقدامات کا بچوں کی مصلحت میں ہونا ضروری ہے اور مصلحت کی تشخیص بھی اسی پر ہے چنانچہ اگر مصلحت کے خلاف عمل کرے اور اختلاف کا سبب قرار پائے تو حاکم شرع کی جانب رجوع کیا جائے۔

س۱۵۰۰: آیا بچوں کے قیم کے ساتھ معاملہ کرنا صحیح ہے؟ جبکہ مذکورہ معاملہ سے بچوں کی منفعت بھی محفوظ ہے؟

ج: بچوں کی مصلحت و مفاد کی رعایت کرتے ہوئے کوئی اشکال نہیں رکھتا۔

س۱۵۰۱: دادا، چچا، ماموں اور بیوی کے ہوتے ہوئے کسی اور کو بچوں پر ولایت اور قیمومت کا حق ہے؟

ج: یتیم اور اس کے مال پر حق ولایت دادا اور حق حضانت ماں کا حق ہے جبکہ چچا اور ماموں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

س۱۵۰۲: کیا اٹارنی جنرل یا وکیل عام کی اجازت سے یتیم کے مال کو ماں کے ہاتھ میں دیا جا سکتا ہے جبکہ اس کے عوض ماں نے حضانت کو قبول کیا ہے اور اس صورت میں ان کے دادا کو ذاتی طور پر مداخلت کا حق نہ ہو بلکہ وہ فقط نظارت کر سکتے ہوں؟

ج: دادا کی موافقت کے بغیر جو کہ بچوں کا شرعی ولی ہے یتیموں کے مال کو ماں کے اختیار میں قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر دادا کے ہاتھ میں مال کا رہنا بچوں کے لئے نقصان کا باعث ہے تو حاکم کو حق حاصل ہے کہ دادا کو اموال میں تصرف کرنے سے روک کر کسی اور ذی صلاحیت آدمی کو ولایت تفویض کر دے وہ چاہے ماں ہو یا کوئی اور۔

س۱۵۰۳: آیا بچے کے ولی پر بچے کو ملنے والی دیت لینا واجب ہے؟ دیت سے بچے کے حصے میں حاصل ہونی والی رقم سے بچے کے حق میں فائدہ حاصل کرنا اگرچہ وہ بینک میں رکھنے سے ہی کیوں نہ ہو واجب ہے؟

ج: ولی پر مجرم سے بچے کے لئے دیت لیناواجب ہے اگر دیت کا سبب جراحت ہواور بچے کے بالغ ہونے تک دیت کا حفظ کرنا واجب ہے لیکن مال دیت سے تجارت کرنا اس پر واجب نہیں ہے اور نہ ہی بنک میں اکاؤنٹ کھولنا واجب ہے تا کہ بینک سے نفع حاصل ہو ہاں اگر بچے کے فائدہ کے لئے مذکورہ عمل انجام دینا چاہے تو جائز ہے۔

س ۱۵۰۴: اگر کمپنی کے شرکاء میں سے ایک شریک مر جائے اور اس کے چھوٹے بچے ہوں تو وہ کمپنی کے باقی اعضاء کے ساتھ اپنے حصے کے مطابق شریک ہو جائیں گے ایسی صورت میں باقی شرکاء کے لئے مال میں تصرف کرنے کی نسبت سے کیا ذمہ داری ہے؟

ج: بچوں کے حصے کی بابت انہیں ان کے شرعی ولی کی طرف رجوع کرنا چاہئے یا اٹارنی جنرل یا حاکم شرع کی طرف رجوع کرنا چاہئے جو ان کا سرپرست اور قانونی ذمہ دار ہے۔

س ۱۵۰۵: کیا دادا کے شرعی ولی ہونے کی وجہ سے تمام ارث کا مال اس کے حوالے کرنا واجب ہے؟ تا کہ وہ مذکورہ مال کی حفاظت کرے اور اگر ایسا کرنا واجب ہو تو بچے اپنی ماں کے ساتھ کہاں رہیں گے؟ اور کہاں سے کھائیں گے؟ جبکہ وہ ابھی چھوٹے ہیں اور زیر تعلیم ہیں اور ان کی والدہ فقط گھر کا کام کرتی ہے۔

ج: بچوں پر ولایت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بچوں کے بالغ ہونے تک انہیں اموال سے محروم رکھا جائے اور تمام اموال ولی کی تحویل میں دے دیا جائے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ولی ان کی سرپرستی کرے ان کے مال کی دیکھ بھال کرے اور ان کے مال میں تصرف کرنا ولی کی اجازت پر موقوف ہے ولی پر واجب ہے کہ وہ ان کی حاجت کے مطابق ان پر خرچ کرے اور اگر ولی کی نظر میں مصلحت یہ ہو کہ مال کو والدہ یا بچوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے تا کہ وہ استفادہ کر سکیں تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

س ۱۵۰۶: باپ اپنے عاقل و بالغ فرزند کے مال میں کس حد تک تصرف کر سکتا ہے اور اگر وہ ایسے مال میں تصرف کرے جو کہ اس کا نہیں تھا تو آیا ضامن ہے؟

ج: باپ کو عاقل و بالغ فرزند کے مال میں بغیر اجازت تصرف کا حق نہیں ہے اور اگر بغیر اجازت تصرف کرے تو حرام ہے اور ضامن بھی ہے سوائے ان موارد کے جنھیں مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

س ۱۵۰۷: ایک مومن اپنے یتیم بھائیوں کی کفالت کرتا ہے اس کے پاس یتیموں کا کچھ مال تھا، اس نے مذکورہ مال سے ان کے لئے بغیر سند اور تحریری معاہدے کے ایک زمین خریدی اس امید کے ساتھ کہ بعد میں سند وغیرہ مل جائے گی۔ یا یہ کہ وہ اس زمین کو زیادہ قیمت میں فروخت کر دے گا۔ لیکن اب اسے خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ کہیں اس زمین پر کوئی اور دعویٰ نہ کر دے یا کوئی بڑا آدمی اس پر قبضہ نہ کر لے اور اگر وہ زمین کو حال حاضر میں فروخت کر دیتا ہے تو

قیمت خرید سے کم قیمت وصول ہوگی۔ ایسی صورت میں اگر کم قیمت پر زمین کو فروخت کرے یا کوئی غاصب، زمین غصب کر لے تو کیا وہ ضامن ہوگا؟

ج: اگر وہ یتیموں کا شرعی سر پرست تھا اور اس نے زمین ان کے فائدے کے لئے خریدی تھی تو اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے اور اگر وہ شرعی سر پرست نہیں تھا تو مذکورہ زمین خرید نا فضولی کہلائے گا لہٰذا ولی شرعی کی اجازت یا یتیموں کے بالغ ہونے کے بعد ان کی اجازت پر موقوف ہے اور اس صورت میں مالِ یتیم کا ضامن بھی ہے۔

س ۱۵۰۸: آیا والد بچوں کے مال میں سے قرض لے سکتا ہے؟ اور کیا کسی اور کو بھی بچوں کے مال میں سے قرض دے سکتا ہے؟

ج: بچوں کی مصلحت و مفاد کی رعایت کرتے ہوئے اشکال نہیں رکھتا۔

س ۱۵۰۹: اگر بچے کو کپڑے یا کھلونے ہدیہ کے طور پر ملیں بعد میں بچہ بڑا ہو جانے یا کسی اور وجہ سے ان سے استفادہ ممکن نہ ہو تو آیا ولی شرعی مذکورہ اشیاء کو صدقہ کے طور پر دے سکتا ہے؟

ج: بچے کے ولی کے لئے بچے کی مصلحت کے مطابق تصرف کرنا جائز ہے۔

خرید و فروخت ہونے والی اشیاء کی شرائط

س ۱۵۱۰: کیا انسان کسی خاص عضو کے محتاج انسان کو اپنے جسم کے اعضاء فروخت کر سکتا ہے مثلاً گردہ وغیرہ؟

ج: اگر مذکورہ عضو کاٹنے میں عضو دینے والے کی زندگی کو یا کسی اور قابل توجہ ضرر کا خطرہ نہ ہو تو اہداء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر کوئی دو صحیح و سالم گردوں کا مالک ہے تو وہ اپنا ایک گردہ دے سکتا ہے اور اس کے عوض رقم لینا بھی بلا مانع ہے۔

س ۱۵۱۱: ایسی اشیاء جن کی عام لوگوں کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے جبکہ ایک خاص طبقے کے نزدیک اس کی بہت زیادہ قیمت ہے مثلاً حشرات اور زنبور وغیرہ جن پر یونیورسٹی اور تحقیقی مراکز میں تحقیقات کی جاتی ہیں آیا ایسی اشیاء پر مالیت رکھنے والی اشیاء کے احکام جاری ہوں گے یعنی ملکیت، خرید و فروخت اور ضائع کرنے کی صورت میں ضمانت وغیرہ؟

ج: کسی شئے کی مالیت کے لئے عرفاً یہ کافی ہے کہ عقلاء اس شئے میں اظہار رغبت کریں اور شرعی طور پر حلال اور قابل

توجہ اغراض کے لئے استعمال کریں۔ اگرچہ اس چیز کو ایک خاص طبقہ فائدے کی نگاہ سے دیکھے لہٰذا ایسی چیز مالیت کی حامل ہے اور اس کے عوض رقم دینا جائز ہے اور مذکورہ شے پر مالیت رکھنے والی دوسری تمام اشیاء کے احکام جاری ہوں گے جیسے جواز ملکیت، خرید وفروخت، ضمان و یا ضائع کرنے پر مورد ضمان ہونا وغیرہ لیکن وہ اشیاء جن کی شرعاً کوئی مالیت نہیں ہے ان پر مذکورہ احکام جاری نہیں ہوں گے اور زنبور اور حشرات کے معاملے میں احوط یہ ہے کہ مال کو مذکورہ اشیاء پر حاصل حق یا اس سے دستبردار ہونے کے بدلے قرار دیا جائے۔

س ۱۵۱۲: فروخت ہونے والی شئے کے لئے عینی (جسمانی) ہونے کی شرط کی بناء پر جیسا کہ اکثر فقہاء کی رائے یہی ہے آیا فنی علوم کا فروخت کرنا صحیح ہے؟ جیسا کہ آج کل ملکوں کے درمیان ٹیکنالوجی کے تبادلے کے معاہدے اسی بنیاد پر ہوتے ہیں؟

ج: فروخت ہونے والی شے کا عینی (جسمانی) ہونا اختلافی ہے لہٰذا بعض فقہاء عین ہونے کو شرط قرار نہیں دیتے اور فنی علوم سے استفادہ کرنا اس کے خریدنے وغیرہ کے ذریعے مالک بننے پر موقوف نہیں ہے بلکہ فنی علوم کے مطابق بنی ہوئی مصنوعات کو خرید کر یا مذکورہ علوم کے بارے میں تدوین شدہ کتب یا اس فن کے ماہر سے تعلیم لے کر بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح مذکورہ علوم کو مصالحہ بالعوض کے ذریعے مبادلہ کیا جا سکتا ہے اور مذکورہ طریقے شرعاً جائز ہیں۔

س ۱۵۱۳: کسی ایسے شخص کو زمین یا کوئی اور چیز فروخت کرنے کا کیا حکم ہے جو کہ چوری کرنے میں مشہور ہو؟ اس لئے کہ احتمال ہے جو رقم وہ بعنوان قیمت فروخت کرنے والے کو دینا چاہتا ہے وہ چوری کی ہو؟

ج: ایسے شخص کے ساتھ جو حرام کے ذریعے کسب مال کرنے میں معروف ہو فقط اسی وجہ سے لین دین کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر فروخت کرنے والے کو یقین ہو جائے کہ جو مال اس نے معاوضہ کے عنوان سے دیا ہے وہ مال حرام ہے تو فروخت کرنے والے کا لینا جائز نہیں ہے۔

س ۱۵۱۴: میرے پاس ایک زرعی زمین کا ٹکڑا تھا جو کہ بعنوان مہر مجھے ملا تھا چند روز قبل میں نے اسے فروخت کر دیا۔ لیکن اب ایک شخص دعویٰ کر رہا ہے کہ یہ زمین ۲۰۰ سال سے زیادہ عرصے سے وقف ہے۔ میرا فروخت کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟ میرے شوہر کی کیا ذمہ داری ہے جس نے مذکورہ زمین بعنوان مہر مجھے دی تھی؟ اس شخص کی کیا ذمہ داری ہے جس نے مجھ سے زمین خریدی ہے؟

ج: جب تک زمین کے وقف ہونے کا مدعی شرعی عدالت میں یہ ثابت نہیں کرتا کہ مذکورہ زمین وقف ہے اور وہ بھی ایسا وقف جس کا فروخت کرنا ممنوع ہے اس وقت تک وہ تمام معاملات جو زمین پر انجام پائے ہیں صحیح ہیں۔ اور اگر برفرض مذکورہ دونوں امر ثابت ہو جائیں تو تمام معاملات باطل ہو جائیں گے اور آپ پر واجب ہے کہ اس کی رقم خریدار

کو واپس کردیں اور زمین وقف پر پلٹ جائے گی اور آپ کا شوہر آپ کے مہر کا ضامن ہے۔

س۱۵۱۵: خلیجی ممالک میں ایرانی جزیروں سے مویشی لائے جاتے ہیں اور یہاں کے تاجر یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ مویشیوں کا ایران سے برآمد کرنا ممنوع ہے لہٰذا انہیں اسمگل کر کے لایا جاتا ہے بنابرایں کیا ان مویشیوں کا ان ممالک کے بازار سے خریدنا جائز ہے؟

ج: غیر قانونی طور پر مویشیوں کو ملک سے باہر لے جانا اگرچہ حکومت اسلامی کے قوانین کے خلاف ہے اور شرعاً ممنوع ہے۔

س۱۵۱۶: ایسا شخص جسے بزنس چیمبر ہاؤس سے مال درآمد کرنے کا جواز مل گیا کیا وہ اس کے ذریعے کوئی کام کئے بغیر اسے آزاد بازار میں فروخت کرسکتا ہے؟

ج: مذکورہ عمل بذات خود صحیح ہے۔

س۱۵۱۷: ایسا مال جسے قانونی طور پر نیلام عام کے ذریعے فروخت ہونا ہے اگر نیلام کے لئے رکھا جائے اور قیمت لگانے والا قیمت بیان کردے لیکن خریدار نہ ہونے کی وجہ سے آیا مذکورہ شے کو کم قیمت پر فروخت کیا جاسکتا ہے؟

ج: قیمت لگانے والے ماہر کا قیمت لگانا فروخت کرنے کے لئے معیار نہیں ہے لہٰذا اگر مال قانونی اور شرعی، صحیح طریقے سے نیلام کیا جائے تو سب سے زیادہ قیمت دینے والے کو فروخت کرنا صحیح ہے۔

س۱۵۱۸: ہم نے نامعلوم مالک کی زمین پر گھر تعمیر کئے ہیں آیا گھر کی عمارت کو فروخت کرنا جائز ہے؟ جبکہ خریدار راضی ہو اور یہ بھی جانتا ہو کہ زمین نامعلوم مالک کی ہے اور یہ کہ فروخت کرنے والا فقط عمارت کا مالک ہے؟

ج: اگر نامعلوم مالک کی زمین پر حاکم شرع کی اجازت سے عمارت تعمیر کی گئی ہے تو عمارت کے مالک کے لئے زمین کے بغیر فقط عمارت فروخت کرنا جائز ہے اور اگر خریدار اس صورت حال کا علم نہ رکھتا ہو تو اسے زمین کے بارے میں بتانا واجب ہے۔

س۱۵۱۹: میں نے ایک شخص کو اپنا گھر فروخت کیا اور اس نے قیمت کے ایک حصے کے عوض مجھے ایک چیک دیا لیکن بینک نے اس کے اکاؤنٹ میں رقم نہ ہونے کی وجہ سے چیک کو کیش نہیں کیا جبکہ روز بروز پیسے کی قیمت گر رہی ہے اور خریدار سے چیک کی رقم لینے میں قانونی مراحل طے کرتے کرتے کچھ مدت گذر جائے گی۔ آیا مجھے مذکورہ ایام گذرنے کے بعد فقط چیک کی رقم لینا چاہئے یا چیک کی رقم وصول کرنے کے دن تک پیسے کی قیمت کم ہونے کی شرح کا مطالبہ کرنا بھی میرا حق ہے۔

ج: بیچنے والے کو مال کی قیمت سے زیادہ مطالبہ نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر قیمت کے دیر سے ملنے کی وجہ سے اسے

نقصان ہوا ہے جس کا ذمہ دار خریدار ہے اور جس کی وجہ سے پیسے کی قیمت کم ہوئی ہے تو احوط یہ ہے کہ خریدار کو بیچنے والے کے ساتھ کم شدہ قیمت پر مصالحت کرنا چاہئے۔

س ۱۵۲۰: میں نے ایک شخص سے رہائشی فلیٹ خریدا جسے ایک خاص معین مدت میں میری تحویل میں دینا تھا اور ہم نے معاہدے Contract کے دوران اس بات پر اتفاق کیا کہ گھر کی ۱۵٪ قیمت مزید بڑھ سکتی ہے لیکن بیچنے والے نے اب اپنی طرف سے ۳۱٪ قیمت کے اضافے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ۳۱٪ قیمت مزید ادا کرنے پر گھر آمادہ کر کے دے گا آیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: اگر معاہدہ کرتے وقت پوری قیمت معین نہیں کی گئی تھی اور تعین قیمت کو قبضہ لینے والے دن تک موخر کر دیا گیا تھا تو معاملہ باطل ہے اور بیچنے والا فروخت کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور جتنی چاہے قیمت لے سکتا ہے۔ اور دونوں کا قبضہ دینے والے دن کی قیمت پر پہلے سے راضی ہو جانا معاملے کے صحیح ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔

س ۱۵۲۱: میں نے پلاسٹک کی ایک فیکٹری کا پانچواں حصہ بطور مشاع ایک معین قیمت پر خریدا اور اس قیمت کا ایک چوتھائی حصہ میں نے نقداً دے دیا اور تین چوتھائی رقم کے برابر تین چیک دے دیئے۔ جن میں سے ہر چیک ایک چوتھائی قیمت کی برابر تھا جبکہ فیکٹری، رقم اور چیک ابھی تک بیچنے والے کے ہاتھ میں ہیں۔ آیا شرعی طور پر معاملہ پورا ہو گیا ہے اور آیا میرے لئے بیچنے والے سے اپنے حصے کا منافع کا مطالبہ کرنا جائز ہے؟

ج: معاملہ کے صحیح ہونے کے لئے بیچنے والے کا تمام قیمت وصول کرنا اور خریدار کا مذکورہ شے کو قبضہ میں لینا شرط نہیں ہے۔ لہٰذا اگر مالک شرعی یا اس کے وکیل یا اس کے ولی سے پانچواں حصہ صحیح طریقے سے خرید لیا گیا ہے تو خریدار پانچویں حصے کا مالک ہے اور اس پر ملکیت کے آثار جاری ہوں گے اور اسے فیکٹری کی آمدنی سے اپنے حصے کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

معاملے کے دوران شرائط

س ۱۵۲۲: ایک شخص نے اپنا باغ دوسرے شخص کو اس شرط پر فروخت کیا کہ جب تک وہ زندہ ہے باغ کے فوائد اسی کی ملکیت رہیں گے کیا مذکورہ شرائط کے ساتھ معاملہ صحیح ہے؟

ج: اگر کسی چیز کی شرعاً و عرفاً ایک مدت تک فوائد کے بغیر مالیت ہو تو اس کا فروخت کرنا بلا مانع ہے اگر چہ مدت مذکور کے

اختتام کے بعد اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے لیکن اگر مدت کی مقدار کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے اصل قیمت معلوم نہ ہو سکے جیسا کہ مذکورہ سوال میں مثال کو بیان کیا گیا تو معاملہ غرر (دھوکہ) کی وجہ سے باطل ہے۔

س ۱۵۲۳: اگر معاملے کے دوران خریدار بیچنے والے سے اس شرط پر کوئی شیئ خریدے کہ اگر اس نے فروخت شدہ شے معینہ مدت کے بعد دی تو اسے ایک معین رقم خریدار کو دینی ہوگی۔ کیا شرعاً فروخت کرنے والا مذکورہ شرط کا پابند ہے یانہیں؟

ج: مذکورہ شرط صحیح ہے لہٰذا اگر فروخت کرنے والا فروختہ شدہ چیز معینہ مدت تک دینے میں تاخیر کرے تو مذکورہ شرط پر عمل کرنا واجب ہے اور خریدار کے لئے بھی مطالبہ کرنا جائز ہے۔

س ۱۵۲۴: اگر کوئی شخص اس شرط پر تجارتی مرکز فروخت کرے کہ اس کی چھت فروخت کرنے والے کی ملکیت رہے گی اور اس کے اوپر عمارت بنانے کا حقدار رہے گا کیا مذکورہ شرط کے ساتھ خریدار کو چھت پر کوئی حق ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہے کہ اگر مذکورہ شرط نہ ہوتی تو خرید وفروخت ہی انجام نہ پاتی۔

ج: معاملے کے دوران چھت کو استثنیٰ کرنے کے بعد خریدار کا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

س ۱۵۲۵: ایک شخص نے نامکمل گھر اس شرط پر خریدا کہ فروخت کرنے والا گھر خریدار کے نام کرتے وقت کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا لیکن وہ اب گھر کے نام کرانے کے عوض کچھ رقم مانگ رہا ہے کیا وہ اس مطالبہ کا حقدار ہے؟ اور کیا خریدار پر رقم دینا واجب ہے؟

ج: فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ جن شرائط کے تحت معاملہ انجام پایا تھا ان پر عمل کرے اور گھر تحویل دینے کے ساتھ ساتھ اس کے نام بھی کروائے اور جن شرائط پر معاملہ انجام پایا تھا اس سے زیادہ کسی چیز کے مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔ ہاں اگر اس نے خریدار کے کہنے سے کوئی کام انجام دیا ہو جس کی عرفاً قیمت ہے اور یہ عمل معاملہ کے دوران متفق علیہ شرائط سے جدا ہو تو خریدار مطلوبہ رقم کا حقدار ہے۔

س ۱۵۲۶: ایک زمین معین قیمت پر فروخت ہوئی اور اس کی تمام قیمت دے دی گئی اور عقد کے دوران یہ طے پایا کہ خریدار فروخت کرنے والے کو سرکاری کاغذات اس کے نام کراتے وقت ایک معین رقم دے گا اور یہ تمام شرائط ایک سادے کاغذ پر تحریر کی گئیں لیکن فروخت کرنے والا اب مذکورہ رقم سے بہت زیادہ رقم کا مطالبہ کر رہا ہے کیا اس کے لئے ایسا مطالبہ کرنا جائز ہے؟

ج: خرید وفروخت شرعی طور پر صحیح انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ معاملہ اور ان تمام شرائط پر عمل کرے جو عقد کے دوران معین کی گئی تھیں اور اسے مقررہ مبلغ سے زیادہ رقم کے مطالبے کا حق نہیں ہے۔

س ۱۵۲۷: اگر خریدار اور فروخت کرنے والا معاملے کے وثیقہ کی تدوین کرتے وقت اس بات پر اتفاق کریں کہ دونوں مذکورہ معاملے سے روگردانی نہیں کریں گے اور اگر خریدار نے معاملہ پر دستخط کرنے کے بعد روگردانی کی تو اس کا دیا ہوا بیعانہ فروخت کرنے والا واپس نہیں کرے گا اور اگر فروخت کرنے والے نے دستخط کرنے کے بعد روگردانی کی تو بیعانہ واپس کرنے کے ساتھ رقم کی ایک معین مقدار بھی خریدار کو خسارے کے عنوان سے دے گا۔ آیا مذکورہ طریقہ سے خیار شرط اور اقالہ کرنا صحیح ہے؟ اور کیا مذکورہ شرط کے ذریعے حاصل شدہ مال دونوں کے لئے حلال ہے؟

ج: مذکورہ شرط اقالہ اور خیار شرط اور فسخ نہیں ہے بلکہ روگردانی کی صورت میں رقم ادا کرنے کی شرط ہے اور ایسی شرط کا جب تک عقد کے ضمن میں ذکر نہ ہو تو اس کا معاملے کے وثیقہ کی تدوین کے وقت ذکر کرنا یا تحریر کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے۔ ہاں اگر مذکورہ شرط کو عقد کے ضمن میں ذکر کیا جائے اور دستخط کرنے یا مذکورہ شرط کی بنا پر معاملہ انجام پائے تو یہ شرط صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور مذکورہ شرط کی وجہ سے حاصل ہونے والی رقم لینا بھی صحیح ہے۔

س ۱۵۲۸: خرید و فروخت کے کاغذات میں یہ عبارت تحریر کی جاتی ہے۔" اگر دونوں میں سے ایک نے معاملے کو فسخ کیا تو مثلاً اتنی رقم بعنوان جرمانہ دوسرے کو دینی ہوگی" اب سوال یہ ہے۔

i) آیا مذکورہ عبارت خیار فسخ کو بیان کرتی ہے؟

ii) کیا اس جیسی شرط صحیح ہے یا نہیں؟

(iii) اگر مذکورہ شرط باطل ہو تو عقد بھی باطل ہو جائے گا یا نہیں؟

ج: یہ شرط خیار فسخ نہیں ہے بلکہ معاملہ کرنے سے روگردانی کی صورت میں مقررہ رقم ادا کرنے کی شرط ہے۔ ہاں اگر مذکورہ شرط عقد لازم کے دوران رکھی جائے یا اس کی بنا پر عقد انجام دیا جائے تو شرط صحیح ہے۔ لیکن ایسی شرط کی مدت کو معین کرنا ضروری ہے جو کہ قیمت میں مداخلت رکھتی ہے ورنہ شرط باطل ہے۔

خرید و فروخت کے متفرقہ احکام

س ۱۵۲۹: بعض لوگ اپنی بعض جائیداد کو فروخت کرتے ہیں تا کہ دوبارہ زیادہ قیمت پر اسی چیز کو خرید لیں کیا یہ خرید و فروخت صحیح ہے؟

ج: اس جیسا بناوٹی معاملہ کیونکہ سودی کے حصول کے لئے حیلہ کے طور پر انجام دیا جاتا ہے لہذا حرام اور باطل ہے ہاں

اگر شرعی طور پر صحیح اور حقیقی طور پر اپنے مال کو فروخت کرے اور پھر (کسی وجہ سے) دوبارہ اسے نقد یا ادھار خریدنے پر تیار ہو جائے چاہے اسی قیمت پر خریدے یا زیادہ قیمت ادا کرے تو جائز ہے۔

س ۱۵۳۰: بعض تاجر دوسرے بعض تاجروں کی طرف سے نیابت میں بینک کی قابل اعتماد چٹھی LC کے ذریعے مال درآمد کرتے ہیں اور مال کے وصول کرنے کے بعد بینک کو قیمت ادا کر دیتے ہیں لیکن یہ عمل اصلی صاحب مال کی طرف سے انجام دیتے ہیں اور مذکورہ معاملے میں مقررہ فی صد کمیشن لیتے ہیں۔ کیا یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر مذکورہ تاجر نے مال اپنے لئے درآمد کیا ہو اور پھر اسے خریدار کو مال کی قیمت کے مقررہ فی صد منافع پر فروخت کر دے تو معاملہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر درآمد ایسے شخص کے لئے انجام پائی ہو جس نے بعنوان جعالہ مال طلب کیا ہو اور فعل و عمل کی اجرت کی مذکورہ فی صد مقدار کو معین کیا ہو تو بھی معاملہ صحیح ہے۔ لیکن اگر مذکورہ درآمد بعنوان وکیل انجام پائی ہو اور وکالت کی اجرت مورد نظر ہو تو اس صورت میں وکالت کی اجرت کا معلوم ہونا وکالت کی صحت کے لئے ضروری ہے۔

س ۱۵۳۱: پہلی زوجہ کی وفات کے بعد میں نے گھر کا کچھ سامان فروخت کر دیا اور کچھ پیسے ملا کر دوسرا سامان خرید لیا آیا میرے لئے مذکورہ سامان سے دوسری بیوی کے گھر میں استفادہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر فروخت شدہ سامان آپ کی ملکیت تھا تو اس کی قیمت سے خریدا ہوا سامان بھی آپ کی ملکیت ہے۔

س ۱۵۳۲: ایک شخص نے ایک تجارتی مرکز کو کرائے پر لیا جسے اس کے مالک نے بلدیہ کی اجازت کے بغیر تعمیر کیا تھا اب بلدیہ تعمیراتی قوانین کی مخالفت کرنے پر جرمانہ ادا کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ آیا مذکورہ جرمانہ ادا کرنا مالک پر واجب ہے جس نے بلا اجازت عمارت تعمیر کی ہے یا کرایہ دار پر؟

ج: مالک پر تعمیراتی قوانین کی مخالفت پر جرمانہ ادا کرنا واجب ہے۔

س ۱۵۳۳: میں نے ایک جائیداد کسی شخص سے خریدی اور ایک دوسرے شخص کو فروخت کر دی لیکن فروخت کرنے والے نے مجھ سے تحریر شدہ وثیقہ چھین لیا اور زمین کو دوبارہ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا اور کیونکہ میں مذکورہ وثیقہ کے چھینے جانے کو ثابت نہیں کر سکا تو آیا وہ معاملہ صحیح ہے جو میں نے انجام دیا ہے یا وہ معاملہ صحیح ہے جو اس نے انجام دیا ہے؟

ج: مالک کی طرف سے شرعی طور پر صحیح فروخت کے ثابت ہو جانے کے بعد خریدار اس شے کے امور کا مالک ہے اور وہ اسے جسے چاہے فروخت کر سکتا ہے اور پہلے فروخت کرنے والے کو اس شے میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر وہ کسی اور کو مذکورہ شے فروخت کر بھی دے تو یہ معاملہ فضولی کہلائے گا اور پہلے خریدار کی اجازت کا محتاج ہے۔

س ۱۵۳۴: میں نے اپنے بھتیجے سے وعدہ کیا تھا کہ وہ جب بھی تمام قیمت مجھے ادا کر دے گا میں اپنی زمین کا ایک حصہ اسے فروخت کر دوں گا لیکن بعض دفتری مشکلات کی وجہ سے میں نے فروخت سے پہلے ہی زمین اس کے نام کرا دی اور اس نے خود اقرار کیا تھا کہ میں زمین کا مالک نہیں ہوں لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد زمین اس کے نام ہونے کی وجہ سے زمین کا مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ آیا مجھے اس کے مطالبے کا مثبت جواب دینا چاہئے؟

ج: جب تک صحیح شرعی طریقے سے خرید و فروخت انجام نہ پا جائے مدعی کا مذکورہ زمین میں کوئی حق نہیں ہے اور زمین اس کے نام کرتے وقت اس کا یہ صریحاً اقرار کرنا کہ زمین میری ملکیت نہیں ہے مذکورہ تحریر سے استفادے کے حق کو سلب کر لیتا ہے۔

س ۱۵۳۵: یہاں پر ایک شخص کی زمین تھی ہمارے دفتر کی کواپیریٹو سوسائٹی نے اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی پلاٹنگ کر کے دفتر کے ملازمین میں تقسیم کرنا شروع کر دیا اور اس کے بدلے کچھ رقم بھی لے لی اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ مذکورہ رقم ہم نے زمین کے مالک کو دے دی ہے اور زمین کے مالک کو راضی کر لیا ہے لیکن ایک شخص نے خود مالک سے یہ سننے کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ راضی نہیں ہے جبکہ مذکورہ زمین پر مسجد اور مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ بنا برایں مندرجہ ذیل سوالات پیش آتے ہیں۔

(i) آیا مسجد کی زمین اور اس کی تعمیرات کے جاری رکھنے کے لئے زمین کے مالک سے اجازت لینا ضروری ہے؟

(ii) اس زمین کی نسبت سے جس پر ملازمین نے مکانات تعمیر کر لئے ہیں ان کی کیا ذمہ داری ہے؟

ج: اگر ثابت ہو جائے کہ کواپیریٹو سوسائٹی کے نمائندوں نے (جو کہ مالک سے زمین خریدنے پر مامور تھے) صحیح طریقے سے مالک کے ساتھ معاملہ انجام دیا ہے اور مالک کی رضایت حاصل کر لی ہے تو ان کا مالک سے زمین خریدنا صحیح ہے۔ اور اسی طرح اگر وہ زمین تقسیم کرتے وقت اس بات کا دعویٰ کریں کہ انہوں نے زمین کے مالک سے شرعی طریقے سے زمین حاصل کی ہے تو جب تک ان کے جھوٹ بولنے کا علم نہ ہو جائے ان کا عمل صحت کا حامل ہے اور زمین کی تقسیم بھی صحیح ہے اور آثار ملکیت بھی حاصل ہیں اور جنہوں نے زمین مذکورہ سوسائٹی سے لے لی ہے ان کا اس میں تصرف کرنا بھی صحیح ہے اور اسی طرح شرکاء کی اجازت سے مسجد تعمیر کرنا بھی صحیح ہے اور جب تک ان لوگوں کے جھوٹ کا علم نہ ہو جائے جنھوں نے صحیح طریقے سے زمین کے حصول کا دعوی کیا ہے سابق مالک کے عدم رضایت کے دعویٰ کا کوئی اثر نہیں ہے۔

س ۱۵۳۶: ایک شخص نے شہید کی زوجہ سے کہا کہ وہ شہداء کی اولاد کو دیئے جانے والے کوپن حاصل کر لے جس کے

ذریعے گاڑی حاصل کی جاتی ہے تاکہ وہ شخص اپنے لئے مذکورہ کوپن کے ذریعے گاڑی خرید لے۔ شہید کی زوجہ نے بچوں کی سرپرست ہونے کی وجہ سے قبول کرلیا اب گاڑی خریدنے کے بعد شہید کے فرزند دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ گاڑی ہماری ہے کیونکہ یہ شہداء کے کوپن کے ذریعے خریدی گئی ہے۔ کیا یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

ج: اگر گاڑی فروخت کرنے والے نے کوپن دیکھ کر خود خریدار کو گاڑی فروخت کی ہے اور خریدار نے بھی گاڑی اپنے مال سے اپنے لئے خریدی ہے تو گاڑی اسی کی ملکیت ہے لیکن خریدار شہداء کے کوپن کی قیمت کا ضامن ہے۔

س ۱۵۳۷: میں نے ایک زمین وکیل کی حیثیت سے سادہ وثیقہ پر ایک شخص کو فروخت کی اور قیمت کا ایک حصہ لے لیا اور یہ طے پایا کہ خریدار جب تمام قیمت ادا کردے گا تو میں زمین اس کے نام کردوں گا ابھی تک زمین فروخت کرنے والے موکل کے نام ہے اور خریدار کے نام نہیں ہوئی ہے اس عرصے میں خریدار نے مذکورہ زمین پر متعدد تجارتی مرکز قانونی اجازت کے بغیر تعمیر کئے جس کی وجہ سے مذکورہ زمین پر مختلف ٹیکس لگا دیئے گئے مثلاً کرائے پر دینے اور تعاونی ٹیکس وغیرہ۔ ۱۲ سال قبل میں نے یہ زمین سادہ وثیقہ کے ذریعے جب فروخت کی تھی تو یہ خالی زمین تھی اور مذکورہ وثیقہ میں مکتوب ہے کہ جب زمین خریدار کے نام کی جائے گی تو تمام اخراجات خریدار ہی ادا کرے گا۔ آیا مذکورہ ٹیکس فروخت کرنے والے کے ذمہ ہے یا خریدار کے؟

ج: خود زمین یا زمین فروخت کرنے کی وجہ سے جو ٹیکس لگائے گئے ہیں ان کا ادا کرنا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری ہے اور جو ٹیکس زمین پر تعمیرات کی وجہ سے لگائے گئے ہیں تو وہ زمین پر تعمیرات کرنے والے خریدار کو ادا کرنے ہیں جس نے مذکورہ زمین پر تجارتی مراکز تعمیر کیے ہیں اور اگر ضمن عقد میں یہ شرط قبول کرلی گئی ہو کہ ٹیکس ایک طرف کے ذمہ ہے تو اس شرط پر عمل کریں گے۔

س ۱۵۳۸: ایک شخص نے ایک گھر قیمت اور معاملہ کی شرائط طے ہوجانے کے بعد نقد اور قسطوں پر خرید لیا اور پھر انہی خریدی ہوئی شرائط پر مذکورہ گھر ایک اور شخص کو فروخت کردیا اس شرط پر کہ باقی قسطیں دوسرا خریدار ادا کرے گا۔ آیا ایسی صورت میں پہلے فروخت کرنے والے کو معاملے کی شروط سے پلٹ جانے کا حق ہے؟ اور یہ کہ گذشتہ معاہدہ کالعدم قرار پاسکتا ہے؟

ج: معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے کو معاملے اور اس کی شرائط سے روگردانی کا حق نہیں ہے اور اسی طرح خریدار کا کسی اور شخص کو تمام اقساط ادا کرنے سے پہلے گھر کا فروخت کرنا بلا مانع ہے۔ لیکن اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے ذمہ کی قسطوں کو دوسرے خریدار کے حوالے کردے۔ ہاں اگر فروخت کرنے والا قبول کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۵۳۹: ایک دکاندار نے قرعہ کے ذریعہ ایک ٹیلیویژن کو فروخت کے لئے پیش کیا اور مذکورہ قرعہ میں ۱۳۰ افراد میرے ساتھ شریک تھے۔ قرعہ میرے نام نکل آیا اور میں نے ٹیلی ویژن خرید لیا۔ آیا مذکورہ طریقے سے خریدنا صحیح ہے؟ اور کیا اس سے استفادہ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر قرعہ نکلنے کے بعد خرید و فروخت انجام پائے تو مذکورہ طریقے سے خریدنا صحیح ہے اور استفادہ کرنا بھی جائز ہے۔

س ۱۵۴۰: ایک شخص نے کسی کو اپنا پلاٹ فروخت کر دیا خریدار نے مذکورہ پلاٹ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا اب اس بات کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ آج کل جدید قوانین کے مطابق ہر معاملے پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ آیا پہلے بیچنے والے پر واجب ہے کہ زمین پہلے خریدار کے نام کرائے اور پھر پہلا خریدار دوسرے خریدار کے نام کرائے یا اس کے لئے جائز ہے کہ دوسرے خریدار کے نام کرادے تاکہ پہلا خریدار ٹیکس دینے سے معاف ہو جائے؟ اور اگر پہلے خریدار کے نام کرادے تو پہلے خریدار کو جو ٹیکس دینا پڑے گا آیا وہ (پہلا فروخت کرنے والا) اس کا ضامن ہے؟ اور آیا اس پر پہلے خریدار کے اس مطالبہ پر عمل کرنا واجب ہے کہ زمین بغیر واسطے کے دوسرے خریدار کے نام کرادی جائے۔

ج: اگر قانون کی خلاف ورزی نہ ہو تو پہلے فروخت کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ زمین پہلے خریدار کے نام کرائے یا دوسرے خریدار کے نام اور اسے اس بات کا بھی حق ہے کہ وہ۔ ملکی قانون کی پابندی کرتے ہوئے اس معاونت پر حق زحمت کا خریدار سے مطالبہ کرے اگر زمین پہلے خریدار کے نام کرائے تو پہلے خریدار سے لئے جانے والے ٹیکس کا ضامن نہیں ہے اور نہ ہی بلا واسطہ دوسرے خریدار کے نام زمین کرانا اس پر لازم ہے۔

احکام خیارات

خیار مجلس

س ۱۵۴۱: ایک شخص نے کسی سے کچھ جائیداد خریدی اور بیچنے والے کو بیعانہ بھی دے دیا۔ تین گھنٹے بعد فروخت کرنے والے نے معاملہ کو فسخ کر دیا اور مذکورہ جائیداد خریدار کے حوالہ نہیں کی، حکم کیا ہے؟

ج: اگر فسخ دونوں کی جدائی کے بعد انجام پایا ہو یا کسی خیار فسخ کے شرعی اسباب کے بغیر انجام دیا گیا ہو تو مذکورہ فسخ باطل

ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اور اگر دونوں کے خرید و فروخت کی جگہ چھوڑنے سے قبل یا کسی اور سبب خیار کے تحت فسخ انجام پایا ہو تو فسخ صحیح ہے اور نافذ ہے۔

خیار عیب

س ۱۵۴۲: اگر سرکاری دفاتر جائیداد کو خریدار کے نام کرنے سے انکار کر دیں تو آیا مذکورہ انکار فسخ کا جواز فراہم کرتا ہے؟

ج: اگر معاملے کے بعد واضح ہو جائے کہ مذکورہ شے سرکاری طور پر دوسرے کے نام قابل نقل نہیں تھی اور یہ ممنوعیت عرفاً عیب شمار کی جائے تو خریدار کو حق خیار ہے۔

س ۱۵۴۳: اگر معاملہ انجام پانے کے دوران معلوم ہو کہ مذکورہ شے سرکاری طور پر خریدار کے نام نہیں ہو سکتی تو آیا معاملہ باطل ہو جائے گا؟

ج: مذکورہ علم معاملے کے باطل ہونے کا سبب نہیں بنتا اور خریدار کے علم کے سبب اسے حق فسخ بھی نہیں ہے۔

خیار تاخیر

س ۱۵۴۴: ایک شخص نے کسی سے اپنے ذمہ معینہ قیمت پر ایک گھر خریدا لیکن تاخیر قیمت کی شرط کے بغیر دو سال تک اس نے قیمت ادا نہیں کی اور فروخت کرنے والے نے بھی گھر خریدار کے حوالے نہیں کیا۔ کیا مذکورہ معاملہ باطل ہے؟

ج: خریدار کی طرف سے قیمت ادا کرنے میں اور گھر تحویل لینے میں تاخیر سے معاملہ باطل نہیں ہوتا اگر چہ اس نے فروخت کرنے والے کے ساتھ اسے شرط نہ بھی قرار دیا ہو لیکن فروخت کرنے والے کو ایسے معاملے میں تین دن گذر جانے کے بعد خیار فسخ ہے۔

خیارِ شرط

س ۱۵۴۵: میں نے ایک رہائشی گھر ایک شخص کو غیر قابل فسخ (عقد لازم) کے تحت فروخت کیا اور یہ طے پایا کہ اگر

خریدار وعدہ کے مطابق سرکاری دفتر میں گھر رجسٹری کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا اور باقی قیمت ادا نہیں کی تو فروخت کرنے والے کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ معاملے کو فسخ کر دے اور مذکورہ گھر کو اس دن کی قیمت پر کسی دوسرے شخص کو فروخت کر دے گا اب کیونکہ خریدار وعدے کے مطابق سرکاری دفتر میں حاضر نہیں ہوا تو میں نے معاملہ فسخ کر دیا اور گھر ایک دوسرے شخص کو فروخت کر دیا ہے۔ آیا یہ معاملہ شرعاً صحیح ہے؟

ج: معاملہ کا فسخ کرنا اور فسخ کے بعد دوسرے شخص کو فروخت کرنا جائز ہے جیسا کہ دونوں نے عقد لازم کے دوران مذکورہ شرط پر اتفاق کیا تھا۔

خیارِ رویت

س ۱۵۴۶: اگر زمین فروخت کرنے والا خریدار کو یہ بتائے کہ زمین کا رقبہ اتنے مربع میٹر ہے اور اس کے مطابق کاغذات تحریر کر لئے گئے لیکن اس کے بعد خریدار نے مشاہدہ کیا کہ زمین فروخت کرنے والے کے بتائے ہوئے رقبہ سے بہت کم ہے کیا یہ معاملہ شرعاً صحیح ہے؟ اور آیا خریدار کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

ج: اگر خریدار نے فروخت کرنے والے کے کہنے پر اعتماد کر کے زمین خریدی تو معاملہ صحیح ہے۔ لیکن خریدار کو وصف کے تبدیل ہونے کی وجہ سے معاملہ کو فسخ کرنے کا حق ہے۔ اور اگر ہر میٹر زمین معین شدہ قیمت میں خریدی اس گمان کے ساتھ کہ زمین کا رقبہ اتنی ہی مقدار کا ہے اور وہ کم نکلا تو موجودہ مقدار کی زمین پر معاملہ صحیح ہے اور خریدار کو زمین کی مساحت کے کم ہونے کی نسبت سے قیمت واپس لینے کا حق ہے یا اگر چاہے تو معاملہ فسخ کر دے اور تمام قیمت واپس لے سکتا ہے۔

خیارِ غبن

س ۱۵۴۷: اگر خریدار مقررہ وقت پر قیمت ادا نہ کرے یہاں تک کہ اس شے کی قیمت معاملہ کے دن سے بڑھ جائے تو اس صورت میں کیا فروخت کرنے والے کے لئے خیار غبن ثابت ہو جائے گا؟ یا قیمت کے ادا کرنے کا وقت گزر جانے سے خیار تاخیر ثابت ہوگا؟

ج: خیار غبن کا معیار یہ ہے کہ معاملے کے دن عادلانہ قیمت کے لحاظ سے غبن حاصل ہو مثلاً اگر فروخت کے دن متاع

کواس کی اصلی قیمت سے اس قدر کم قیمت پر فروخت کرے جو کہ قابل درگزر نہ ہو، لیکن معاملے کے ہوجانے کے بعد قیمت کا بڑھ جانا غبن کا معیار نہیں ہے جو کہ سبب خیار ہے اور اسی طرح سے فقط مؤجل قیمت کے وقت کا گزر جانا فروخت کرنے والے کے لئے باعث خیار نہیں ہے۔

س۱۵۴۸: میں نے ایک زمین کسی قیمت پر فروخت کی۔ اس کے بعد ایک شخص نے آکر کہا کہ تم مغبون ہوئے ہو۔ آیا اس کے کہنے سے میرے لئے خیار غبن ثابت ہوجائے گا؟

ج: جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ آپ نے مذکورہ زمین علم نہ ہونے کی وجہ سے اس دن کے مارکیٹ ریٹ سے اتنی کم قیمت پر فروخت کی ہے جو درگزر کے قابل نہیں ہے تو خیار غبن کا حق اس کے لئے ثابت نہیں ہے۔

س۱۵۴۹: ایک شخص نے معین مساحت کی زمین فروخت کی بعد میں معلوم ہوا کہ زمین کا رقبہ زیادہ ہے۔ آیا فروخت کرنے والے کو زمین کی زیادہ مقدار کے مطالبے کا حق ہے؟

ج: اگر معین قیمت پر تمام زمین اس خیال سے فروخت کرے کہ اس کا اتنا رقبہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ زمین کا رقبہ زیادہ تھا۔ بنابرایں زمین کی واقعی قیمت اس کی اداشدہ قیمت سے زیادہ ہے تو اس صورت میں بیچنے والے کو خیار غبن کا حق حاصل ہے اور معاملہ فسخ کرسکتا ہے لیکن اگر اس نے ہر میٹر زمین خاص قیمت پر فروخت کی ہو تو اسے زائد مقدار کے مطالبے کا حق ہے۔

س۱۵۵۰: اگر فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان اس بنیاد پر معاملہ انجام پائے کہ خریدار چند ایام تک قیمت ادا نہیں کرے گا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ وہ مغبون ہے یا نہیں ہے؟ آیا مذکورہ معاملہ شرعاً صحیح ہے؟ اور برفرض صحت آیا اسے فسخ کرنے کا حق ہے؟

ج: ایک خاص مدت تک قیمت کی تاخیر کے ساتھ معاملہ کرنا صحیح ہے تا مغبون ہونے یا نہ ہونے کا انکشاف ہوسکے۔ لیکن جب تک غبن ثابت نہ ہوا سے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے۔

س۱۵۵۱: ایسے معاملے کا کیا حکم ہے جس میں مغبون ہونے والا شخص مسلمان نہ ہو؟

ج: مغبون کے لئے خیار غبن ثابت ہے اور مسلمان وغیر مسلمان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س۱۵۵۲: میں نے ایک گھر کسی کو فروخت کیا خریدار نے قیمت ادا کرنے اور گھر قبضے میں لینے کے بعد اعلان کیا کہ مغبون ہے اور معاملہ فسخ کردیا لیکن خریدار نے اس وقت سے اب تک مختلف بہانوں سے گھر خالی نہیں کیا اور مجھ سے قیمت واپس نہیں لی۔ یہاں تک کہ دوسال بعد اس نے دعویٰ کیا ہے کہ آدھے گھر میں اس نے معاملہ فسخ کردیا تھا اور اب آدھے گھر کی قیمت واپس مانگ رہا ہے۔ آیا شرعاً اس کے آدھے گھر خریدنے کا دعویٰ کرنا صحیح ہے۔ اور یہ بات بھی

معلوم ہے کہ وہی مغبون ہونے کا دعویٰ دار ہے اور اسی نے معاملہ کو فسخ کیا ہے؟

ج: جہاں غبن ثابت ہو جائے وہاں مغبون کو تمام معاملے میں فسخ کا حق حاصل ہے اور دیا ہوا مال واپس لے سکتا ہے البتہ اسے آدھے گھر میں معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی ادا کردہ قیمت سے زیادہ مطالبہ کرنے کا حق ہے۔

س ۱۵۵۳: دو افراد کے مابین معاملہ انجام پایا اور ایک سادہ وثیقہ تحریر ہو گیا دونوں نے دوران عقد شرط کی کہ جس نے بھی معاملے سے روگردانی کی وہ دوسرے شخص کو ایک مقررہ رقم ادا کرے گا اب ایک شخص غبن کی وجہ سے معاملے سے روگردانی کر رہا ہے۔ کیا اسے معاملہ فسخ کرنے کا حق ہے؟ اور اگر غبن کی وجہ سے معاملہ فسخ کر دے تو آیا اس پر شرط کے مطابق عمل کرنا واجب ہے؟

ج: دونوں طرف سے روگردانی کی صورت میں مقررہ رقم جدا ادا کرنے کی شرط اگر چہ بذات خود صحیح ہے اور اس شرط کا پورا کرنا بھی واجب ہے نیز اگر شرط عقد کے ضمن میں کی جائے یا معاملہ مذکورہ اسی شرط کی بنا پر واقع ہو تو شرط پر عمل کرنا ایسی صورت میں واجب ہے۔ لیکن مذکورہ شرط پر عمل کرنا اس صورت کو شامل نہیں ہے جہاں خیار غبن کی وجہ سے معاملہ فسخ کر دیا جائے البتہ اگر شرط فسخ کی صورت میں بھی جاری ہو تو شرط پر عمل کرنا لازم ہے۔

س ۱۵۵۴: مجھے گھر خریدنے کے ایک ہفتے بعد معلوم ہوا کہ میں مذکورہ معاملے میں مغبون ہو گیا ہوں۔ میں نے فروخت کرنے والے کی طرف رجوع کیا لیکن اس نے معاملہ فسخ کرنے اور قیمت واپس دینے سے انکار کر دیا اور گھر میرے قبضے اور استعمال میں رہا۔ اس کے بعد گھر کی قیمت میں اضافہ ہو گیا تو مالک نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ معاملہ فسخ کر دے اور گھر خالی کر دیا جائے۔ میں نے اس کے مطالبے کا مثبت جواب دینے سے اس وقت تک کے لئے انکار کر دیا جب تک وہ میری ادا کردہ قیمت سے زیادہ قیمت مجھے واپس نہ کرے لیکن اس نے زیادہ قیمت واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا غبن کے انکشاف کے بعد میرا مالک کی طرف رجوع کرنا معاملے کے فسخ ہونے کا سبب ہے؟ اور زیادہ کے قیمت کی زیادتی کے مقابلے میں میرا قبول فسخ کرنا معاملہ فسخ ہونے کے لئے کافی ہے؟

ج: صاحب خیار کا دوسرے شخص کی طرف فسخ کے بارے میں صرف گفتگو کے لئے رجوع کرنا یا اضافی قیمت پر گھر واپس کرنے پر اظہار رضایت کرنا معاملے کو فسخ نہیں کرتا۔ لیکن کیونکہ صاحب خیار کا فسخ کرنا دوسرے شخص کی موافقت کرنے پر موقوف نہیں ہے اور نہ ہی اس کے گھر واپس کرنے پر موقوف ہے لہٰذا اگر غبن کی اطلاع پانے کے بعد آپ نے واقعاً معاملہ فسخ کر دیا تھا تو وہ فسخ صحیح ہے اور آپ فسخ کے بعد گھر کے مالک نہیں ہیں بلکہ گھر فروخت کرنے والے کے حوالے کرنا واجب ہے۔

خیاری معاملہ

س ۱۵۵۵: اگر ایک شخص نے کوئی شئ خیاری معاملے کے ساتھ فروخت کی۔ آیا فروخت کرنے والے یا خریدار کے لئے مذکورہ شئے کو پہلے خریدار کی تحویل میں دینے سے پہلے کسی اور شخص کو فروخت کرنا جائز ہے؟

ج: جب تک کہ فروخت کرنے والا معاملہ فسخ نہ کرے مذکورہ شئے خیاری معاملہ کے بعد خریدار کی ملکیت ہے۔ لہٰذا فروخت کرنے والے کے لئے سابقہ معاملے کو فسخ کرنے سے پہلے دوسرے شخص کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر فروخت کرنے والا فسخ نہ کرے تو خیار کی مدت گزرنے کے بعد خریدار کے لئے کسی دوسرے شخص کو مذکورہ شئے فروخت کرنا جائز ہے۔ اگرچہ خریدار اُس شئے کو دوسرے شخص کے قبضہ اور اختیار میں نہ بھی دے۔

شرط کی مخالفت کرنے کا خیار

س ۱۵۵۶: ایک شخص نے دوسرے شخص سے کچھ سامان اس شرط پر خریدا کہ دو ماہ کے دوران اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی اور یہ کہ مذکورہ مدت میں خریدار کو معاملہ فسخ کرنے کا خیار ہوگا۔ لیکن خریدار نے سات ماہ بعد مال واسباب کو واپس کیا اور فروخت کرنے والے نے اس شرط پر قبول کرلیا کہ مقررہ وقت سے فسخ میں تاخیر کرنے کی وجہ سے جو خسارہ ہوا ہے اسے قیمت میں کچھ فی صد کمی کرکے خسارے کی مقدار کے مطابق لے لے گا کیونکہ اگر فسخ مقررہ وقت پر انجام پاتا تو فروخت کرنے والا اسے کسی اور کو فروخت کر دیتا اور اس کی قیمت سے کسی اور تجارت میں استفادہ کرتا۔ اب سوال یہ ہے آیا خیار کی مدت گذرنے کے بعد خریدار کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہے؟ اور فروخت کرنے والے پر قبول کرنا واجب ہے؟ اور آیا فروخت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ فسخ کو مذکورہ شرط یعنی قیمت میں ایک خاص فی صد کمی کے ساتھ قبول کرے؟

ج: خیار کی مدت گزرنے کے بعد صاحب خیار کو فسخ کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی سامان کے واپس کرنے کا حق ہے اسی طرح فروخت کرنے والے کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔ ہاں دونوں اقالہ کرنے پر توافق کرسکتے ہیں لیکن فروخت کرنے والے کو قیمت کی خاص فی صد کمی پر اقالہ قبول کرنے کا حق نہیں ہے اور اگر قیمت کی خاص فیصد کمی پر

اقالہ کیا تو اقالہ باطل ہے۔

س۱۵۵۷: آیا فروخت کرنے والے یا خریدار کی طرف سے معاملے کی غرض یا مقصد پورا نہ ہونے کے بہانے معاملہ فسخ کرنا جائز ہے؟

ج: اغراض و مقاصد کا پورا نہ ہونا جب تک عقد کے دوران بصورت شرط ذکر نہ کیا جائے یا معاملہ کا انجام پانا اس پر موقوف نہ ہو اس وقت تک شرعاً فسخ کا حق نہیں ہے۔

س۱۵۵۸: میں نے اپنی دکان عام وثیقہ کی تحریر کے ذریعے چند شرائط کے ساتھ فروخت کی ان شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ خریدار تمام ٹیکس ادا کرے گا لیکن اب وہ انکار کر رہا ہے، آیا مجھے معاملہ فسخ کرنے کا حق ہے؟

ج: خریدار کا ٹیکس کے محکمہ کو رقم ادا نہ کرنا اور ٹیکس کے محکمہ کا فروخت کرنے والے کو ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہرانا فروخت کرنے والے کے لئے خیار فسخ کا باعث نہیں بنتا ہاں اگر عقد کے دوران صریح طور پر شرط کی ہو کہ اگر خریدار نے ٹیکس ادا نہ کیا تو فروخت کرنے والے کو حق فسخ ہوگا تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو فسخ کرنے کا حق ہے۔

س۱۵۵۹: ایک شخص نے پلاٹ اس شرط پر خریدا کہ اگر سرکاری طور پر زمین اس کے نام نہ ہو سکے یا اس بات کا انکشاف ہو جائے کہ مذکورہ پلاٹ بلدیہ کے پروجیکٹ میں شامل ہے تو وہ فسخ کرنے کا حقدار ہوگا۔ اور کیونکہ خریدار بلدیہ سے تعمیر کی اجازت نہیں لے سکا ہے لہٰذا فروخت کرنے والے سے فسخ اور قیمت کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے اور اس بات کا مطالبہ بھی کر رہا ہے کہ اگر آج سے دو سال تک بلدیہ اسے تعمیرات کی اجازت دے دے تو فروخت کرنے والا سابقہ قیمت پر اسے دوبارہ مذکورہ زمین کو فروخت کر دے۔ آیا اس کی جانب سے مذکورہ شرط کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر چہ خریدار کو متفق علیہ شرائط کے مطابق جس پر دونوں نے اتفاق کیا ہے فسخ کرنے کا حق ہے لہٰذا وہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے اور فروخت کرنے والے سے قیمت کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے لیکن فسخ کے دوران کسی قسم کی شرط کرنے کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔

س۱۵۶۰: بیچنے والے اور خریدار کے درمیان خریدار کی طرف سے فروخت کرنے والے کے حق میں معینہ شرائط پر معاملہ انجام پا گیا اور خریدار نے بیچنے والے کو بیعانہ کے طور پر کچھ قیمت بھی ادا کر دی لیکن بعد میں خریدار نے باقی شرائط پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ کیا خریدار کو یہ حق ہے کہ وہ فروخت کرنے والے کو معاملہ اتمام کرنے پر مجبور کرے؟

ج: فروخت کرنے والے نے جب تک شرط پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ فسخ نہیں کیا ہے اس وقت تک خریدار کے حق کا خیال رکھنا ضروری ہے اور خریدار بھی اسے مجبور کر سکتا ہے البتہ اگر وہ خریدار کی جانب سے بعض شرائط پر عمل

نہ کرنے کی وجہ سے فسخ کرنا چاہے تو معاملہ فسخ کر سکتا ہے اور اس صورت میں خریدار فروخت کرنے والے کو مجبور نہیں کر سکتا لیکن ادا شدہ قیمت واپس لے سکتا ہے۔

خیارات کے متفرق احکام

س ۱۵۶۱: آیا کسی حق کا مطالبہ نہ کرنا یا مطالبہ کرنے میں دو سال تک تاخیر کرنا شرعی طور پر حق کو ساقط کر دیتا ہے؟
ج: حق کا مطالبہ نہ کرنا یا مطالبہ کرنے میں تاخیر کرنا حق کو ساقط نہیں کرتا۔ ہاں اگر حق ایک معین مدت تک ہو تو اس مدت کے گزرنے کے بعد حق ساقط ہو جاتا ہے۔
س ۱۵۶۲: ایک شخص نے زمین فروخت کی جس کی کچھ قیمت ادھار تھی۔ فروخت کرنے والے نے نقد حصے کی رقم لے لی اور زمین خریدار کے حوالے کر دی بعد میں ایک اور شخص اسی زمین کو مذکورہ قیمت سے زیادہ پر خریدنے کے لئے تیار ہو گیا آیا فروخت کرنے والے کے لئے جائز ہے کہ سابقہ معاملے کو فسخ کر دے اور زمین کو زیادہ قیمت پر ایک دوسرے خریدار کو فروخت کر دے؟
ج: صحیح طور پر معاملہ انجام پانے کے بعد فروخت کرنے والے پر معاملے کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور معاملے کو فسخ کرنا اور دوسرے شخص کو فروخت کرنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ حق فسخ کا حامل ہو تو فسخ کر سکتا ہے۔
س ۱۵۶۳: میں نے ایک شخص کو اس شرط پر زمین فروخت کی کہ وہ چار سال کے دوران اس کی قیمت ادا کر دے گا لیکن میں معاملے کے دوران ہی معاملے سے ناراضی ہو گیا تھا۔ ایک سال گزرنے کے بعد میں نے خریدار سے زمین واپس کرنے کا مطالبہ کیا لیکن اس نے زمین واپس دینے سے انکار کر دیا۔ آیا مذکورہ معاملے سے روگردانی کا کوئی طریقہ ہے؟
ج: معاملہ سے فقط ناراضی ہونے پر شرعی لحاظ سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا صحیح طور پر معاملہ انجام پانے کے بعد معاملہ شرعی طور پر نافذ ہے اور خریدار مذکورہ شے کا مالک ہے اور فروخت کرنے والے کو زمین واپس لینے کا حق نہیں ہے ہاں اگر اسے اسباب خیار میں سے کوئی بھی خیار حاصل ہے تو معاملہ کو فسخ کرنے کے بعد زمین واپس لے سکتا ہے۔
س ۱۵۶۴: ایک شخص نے اپنی جدا شدہ زمین جس کی سرکاری سند بھی موجود تھی سادہ وثیقہ کے ذریعے تمام خیارات کو ساقط کر کے فروخت کی لیکن سرکاری سند کو استعمال کرتے ہوئے اس نے زمین کو دوبارہ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا آیا مذکورہ زمین کا دوبارہ معاملہ کرنا صحیح ہے؟

ج: معاملے کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد جبکہ تمام خیارات بھی ساقط کئے جا چکے ہیں فروخت کرنے والے کا دوبارہ کسی دوسرے شخص کو زمین فروخت کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ مذکورہ معاملہ فضولی ہے اور سابقہ خریدار کی اجازت پر موقوف ہے۔

س ۱۵۶۵: ایک شخص نے کارخانے سے کچھ مقدار سیمنٹ خریدا اور اس کی شرط یہ تھی کہ تدریجاً سیمنٹ اس کے حوالے کر دیا جائے گا جبکہ اس نے سیمنٹ کی تمام قیمت کارخانے کو ادا کر دی۔ خریدار کے کچھ مقدار میں سیمنٹ لینے کے بعد بازار میں سیمنٹ کی قیمت میں بہت اضافہ ہوگیا۔ آیا کارخانے کو یہ حق ہے کہ معاملہ فسخ کر دے اور سیمنٹ کی باقی مقدار ادا کرنے سے انکار کر دے؟

ج: معاملہ کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد، چاہے معاملہ نقد ہو یا ادھار یا سلف فروخت کرنے والے کے لئے یک طرفہ طور پر معاملہ فسخ کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر فروخت کرنے والا خیارات شرعیہ میں سے کسی خیار کا حامل ہے تو معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

س ۱۵۶۶: میں نے ایک گھر سادہ وثیقہ تحریر کے ذریعے اس شرط پر خریدا کہ قیمت کا کچھ حصہ نقد اور کچھ مقدار تین ماہ کے دوران ادا کر کے گھر سرکاری طور پر میرے نام کر دیا جائے گا۔ لیکن میں مذکورہ مدت میں باقی قیمت ادا نہ کر سکا اور فروخت کرنے والے نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہاں تک کہ چار ماہ بعد میں نے اس کی طرف رجوع کیا تا کہ بقیہ قیمت ادا کر کے گھر قبضہ میں لے لوں لیکن فروخت کرنے والے نے گھر کا قبضہ دینے سے انکار کر دیا اور اس بات کا دعویٰ کیا کہ تعین شدہ مدت ختم ہونے کے بعد اس نے معاملہ فسخ کر دیا تھا۔ آیا باقی قیمت مقررہ مدت میں ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے فسخ کرنے کا حق ہے؟ جبکہ یہ بات بھی معلوم ہے کہ اس نے وصول شدہ رقم بھی واپس نہیں کی اور مذکورہ مدت میں گھر کرایہ پر دے دیا اور اس کا کرایہ بھی وصول کر لیا۔

ج: فقط باقیماندہ قیمت کا وقت مقررہ پر ادا نہ کرنا فروخت کرنے والے کے لئے حق فسخ کا سبب نہیں بنتا۔ لہٰذا اگر معاملہ صحیح شرعی طور پر انجام پا گیا تھا لیکن گھر مالک کے قبضے میں رہا اور اس نے گھر کرایہ پر دے دیا در حالیکہ اسے فسخ کا حق بھی حاصل نہیں تھا تو اس کا کرایہ پر دینا فضولی ہے اور خریدار کی اجازت پر موقوف ہے اور اس پر واجب ہے کہ گھر خریدار کے حوالے کرنے کے ساتھ کرایہ کی رقم بھی خریدار کو ادا کرے اگر خریدار کرائے کے عقد پر راضی ہو جائے اور اگر کرائے کے عقد پر راضی نہ ہو تو اسے مدت تصرف کے عوض اجرت مثل کے مطالبے کا حق ہے۔

س ۱۵۶۷: آیا فروخت کرنے والا حق خیار ثابت نہ ہونے کے باوجود معاملے کو فسخ کر سکتا ہے؟ اور کیا معاملہ انجام پانے کے بعد قیمت میں اضافہ کر سکتا ہے؟

ج: مذکورہ امور میں سے کسی چیز کا حق نہیں ہے۔

س۱۵۶۸: ایک شخص نے ایک گھر کسی سے خریدا جو کہ اس نے گھر بنانے والی کمپنی (ادارہ مسکن) سے خریدا تھا۔ جب معاملہ انجام پا گیا اور فروخت کرنے والے نے قیمت وصول کر لی تو مذکورہ ادارہ نے اعلان کیا کہ پہلے سے ادا شدہ قیمت کے علاوہ مزید رقم بھی ادا کی جائے لہٰذا خریدار نے فروخت کرنے والے کو اطلاع دی کہ وہ اضافہ شدہ مبلغ ادا کرے ورنہ وہ معاملہ فسخ کر دے گا اور اپنی رقم واپس لے لے گا۔لیکن فروخت کرنے والے نے اضافی مبلغ ادا نہیں کیا جس کی وجہ سے کمپنی نے یہ فیصلہ کیا کہ مذکورہ گھر ایک اور شخص کو دے دیا جائے۔اب سوال یہ ہے کہ خریدار ادا شدہ رقم کس سے لے؟ کمپنی سے؟ فروخت کرنے والے سے؟ یا اس شخص سے جسے کمپنی نے گھر دینے کا فیصلہ کیا ہے؟

ج: اگر شرط یا دیگر کسی سبب کی وجہ سے معاملہ فسخ ہوجائے تو خریدار کا فروخت کرنے والے سے پیسوں کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔

س۱۵۶۹: ایک شخص نے حیوان خریدا اور اسے اس نیت سے بازار لے گیا کہ اگر کوئی خریدار مل گیا تو اسے فروخت کر دے گا ورنہ معاملہ فسخ کر دے گا۔آیا اس طرح اس کے لئے حق فسخ ثابت ہوجاتا ہے؟

ج: خریدار نہ ہونے کی وجہ سے فسخ کی نیت کرنا خیار کے ثابت ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اور اسی طرح خریدار کے نہ ہونے پر خیار کی شرط کو معلق کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں فروخت شدہ شے کیونکہ حیوان ہے لہٰذا خریدار کو تین دن تک حق خیار ہے۔

س۱۵۷۰: چند افراد نے مل کر کچھ زمین ایک شخص سے خریدی اور چند قسطوں میں اس کی قیمت کا ایک حصہ ادا کر دیا باقی قیمت کی ادائیگی مذکورہ زمین کے قانونی طور پر ان کے نام کرنے سے مشروط تھی۔لیکن فروخت کرنے والا ٹال مٹول سے کام لینے لگا۔ یہاں تک کہ مذکورہ زمین کو ان کے نام کرنے سے انکار کر دیا اور معاملہ کو فسخ کرنے کا دعویٰ کرنے لگا۔آیا مذکورہ معاملہ صحیح ہے یا اس کی طرف سے معاملہ فسخ کرنا جائز ہے؟

ج: اگر خیار کے اسباب میں سے کوئی سبب موجود نہ ہوا ہو جیسے خیار شرط یا خیار غبن وغیرہ تو اس صورت میں فسخ صحیح نہیں ہے بلکہ انجام شدہ معاملہ ہی صحیح شمار کیا جائے گا اور اس پر واجب ہے کہ وہ قانونی طور پر مذکورہ زمین کو خریداروں کے نام کرے۔

س۱۵۷۱: ایک شخص نے کچھ ساز وسامان کسی سے خریدا اور قیمت کا ایک حصہ ادا کرنے کے بعد اسی ساز وسامان کو کچھ منافع کے ساتھ کسی اور شخص کو فروخت کر دیا۔لیکن دوسرے خریدار کو جب معلوم ہوا کہ پہلے خریدار نے منافع حاصل کیا ہے تو اس نے معاملہ سے اظہار ندامت کیا۔کیا اس کے لئے معاملہ کو فسخ کرنا جائز ہے؟

ج: معاملے سے نادم ہونا یا خریدار کو اس بات کا علم ہو جانا کہ سابقہ خریدار نے مذکورہ ساز و سامان کو کم قیمت پر خریدا تھا خیار کا باعث نہیں ہوتا اور نہ ہی فسخ کے حق کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا اگر دوسرے خریدار کو کسی ایسی چیز کا حق ہو جو خیار کا باعث ہو تو وہ فسخ کر سکتا ہے اور اگر نہیں تو حق فسخ نہیں رکھتا۔

اشیائے فروخت کے ملحقات

(وہ اشیاء جو کہ مبیع میں شامل ہیں)

س ۱۵۷۲: ایک شخص نے اپنا گھر فروخت کر دیا اور گھر فروخت کرنے کے بعد گیزر اور فانوس وغیرہ گھر سے اتار لیا۔ حکم بیان فرمائیں۔

ج: اگر مذکورہ اشیاء وغیرہ عرف عام میں گھر فروخت کرنے کے تابع شمار نہیں کی جاتیں تو ان کا اتار لینا جائز ہے۔ ہاں اگر فروخت کرنے والے سے شرط کی ہو کہ مذکورہ اشیاء گھر میں باقی رہیں گی تو لینا جائز نہیں ہے۔

س ۱۵۷۳: میں نے ایک شخص سے اس کا گھر گیراج اور تمام ساز و سامان کے ساتھ خریدا لیکن اس نے فقط گھر میرے حوالے کیا اور وثیقہ سے وہ عبارت حذف کر دی جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گیراج بھی معاملہ میں شامل ہے۔ جبکہ اس نے وثیقہ میں مذکورہ امور اور گیراج کے عوض قیمت وصول کی تھی۔ مذکورہ مسئلہ کا حکم کیا ہے؟

ج: بیچنے والے پر واجب ہے کہ فروختہ شدہ شے کو تمام لواحق کے ساتھ تحویل دے اور اس میں فرق نہیں ہے کہ مذکورہ ملحقات کے عوض قیمت دی جائے یا ان لواحق کو فروختہ شدہ اشیاء میں ضم کئے جانے کی شرط کی گئی ہو اور خریدار فروخت کرنے والے کو مذکورہ عمل پر مجبور کر سکتا ہے۔

س ۱۵۷۴: میں نے ایک عمارت کی پہلی منزل خریدی جس میں کولر لگا ہوا تھا جس کا پانی سطح زمین (Ground flour) کی ٹونٹی سے پائپ کے ذریعے سے اوپر آتا تھا اور مذکورہ پائپ دیوار کی جانب سے کولر تک پہنچتا تھا لیکن اب سطح زمین پر رہنے والے مالک نے پانی کاٹ دیا ہے کیونکہ زمینی طبقے سے استفادہ کرنا اس کے لئے مخصوص ہے۔ حکم کیا ہے؟

ج: اگر معاملہ کے دوران پانی کے پائپ سے استفادہ کرنا ذکر نہ کیا گیا ہو جو کہ زمینی طبقہ میں موجود ہے تو آپ مالک کو مجبور کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

متاع، تحویل دینا اور قیمت قبضہ میں لینا

س۱۵۷۵: میرے ایک عزیز کا ایک گردہ فیل ہو گیا ہے۔ ایک شخص نے معینہ مبلغ کے عوض گردہ اھداء کرنے کا اعلان کیا لیکن طبی معائنہ کے بعد یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس کا گردہ مریض کے پیوند کاری کے لئے مناسب نہیں ہے۔ آیا مذکورہ شخص مریض سے طی شدہ رقم کا مطالبہ کرسکتا ہے؟ چاہے یہ رقم چند دن تک طبی معائنہ کروانے کے عوض ہو؟

ج: اگر مذکورہ مبلغ گردے کے عوض ہو اور گردے کا غیر مناسب ثابت ہونا گردے کے کاٹنے اور مریض کے تحویل میں لینے کے بعد ہو تو اسے مذکورہ تمام قیمت کے مطالبے کا حق ہے۔ چاہے بیمار اس گردے سے استفادہ نہ کر سکے۔ اور اگر گردہ کاٹنے سے پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ گردہ غیر مناسب ہے اور مریض اسے اطلاع بھی دے دے تو اسے مریض سے کسی رقم کے مطالبہ کا حق نہیں ہے۔

س۱۵۷۶: میں نے اپنا رہائشی گھر ایک سادہ سند کے ساتھ فروخت کر دیا اور قیمت کا کچھ حصہ خریدار سے لے لیا باقی رقم سرکاری سند تحریر کرتے وقت ادا ہونی ہے لیکن میں اب اپنا گھر فروخت کرنے پر نادم ہوں جبکہ خریدار گھر خالی کرنے کے لئے اصرار کر رہا ہے۔ حکم بیان فرمائیں؟

ج: اگر شرعاً صحیح طور پر معاملہ انجام پا گیا تھا اور فروخت کرنے والا حق فسخ کا حامل نہیں تھا تو اس کے فقط نادم ہونے یا گھر کے نیاز مند ہونے کی وجہ سے گھر تحویل دینے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔

س۱۵۷۷: میں نے محکمہ معدنیات سے پتھر خریدنے کی اجازت حاصل کی لیکن پتھر تحویل میں لینے کے بعد اس بات کا انکشاف ہوا کہ محکمہ معدنیات نے پتھروں کی قیمت معین نہیں کی۔ میں نے محکمے سے رابطہ کیا تو جواب دیا گیا۔ ہم قطعی قیمت کا بعد میں اعلان کر دیں گے جو کہ گذشتہ قیمت سے بہت زیادہ نہیں ہوگی۔ لیکن جب انہوں نے اصلی قیمت کا اعلان کیا تو اعلان شدہ قیمت گذشتہ قیمت سے بہت زیادہ تھی اور میرے لئے وہ قیمت قابل قبول نہیں تھی۔ ایسی صورت حال میں حکم کیا ہے؟ جبکہ میں پتھر کاٹ کر فروخت کر چکا ہوں۔

ج: معاملہ کی صحت کے لئے قیمت کا اس طرح معین ہونا جس سے ضرر اور جہالت رفع ہو جائے ضروری ہے اور فروختہ شدہ شے کا معین ہونا بھی لازم ہے۔ لہٰذا اگر پتھر خریدنے کے دن صحیح شرعی طور پر معاملہ انجام نہ پایا ہو تو خریدار مذکورہ پتھروں کے کاٹنے اور فروخت کرنے کی اس قیمت کا ضامن ہے جس دن اس نے انہیں فروخت کیا ہے۔

س۱۵۷۸: ایک شخص نے اپنی بیٹی سے ایک مکان خریدا جو اس کے شوہر کے اختیار میں تھا۔ باپ نے بیٹی کو قیمت ادا کر دی لیکن بیٹی کے شوہر نے اپنی بیوی کو معاملہ ختم نہ کرنے کی صورت میں طلاق کی دھمکی دی اور اذیت کرنا شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے بیٹی فروختہ شدہ جائیداد کو باپ کی تحویل میں نہ دے سکی۔ آیا فروخت شدہ شے کا تحویل میں دینا یا قیمت کا خریدار کو واپس کرنا فروخت کرنے والی کی ذمہ داری ہے یا اس کے شوہر کی ذمہ داری ہے؟

ج: فروخت کرنے والی پر واجب ہے کہ جائیداد کو تحویل میں دے یا ادا شدہ قیمت واپس کرے۔

س۱۵۷۹: میں نے ایک سادہ تحریر کے ساتھ ایک گھر اس شرط پر خریدا کہ فروخت کرنے والا سرکاری دفتر میں آ کر گھر کو قانونی طور پر میرے نام کر دے گا۔ لیکن فروخت کرنے والے نے اس شرط پر عمل نہیں کیا اور گھر میری تحویل میں دینے اور میرے نام کرنے سے انکار کر دیا۔ آیا مجھے گھر کا مطالبہ کرنے کا حق ہے؟

ج: آپ حضرات کے مابین جو چیز انجام پائی ہے وہ اگر فقط خرید و فروخت کا وعدہ اور گفتگو تھی تو اس صورت میں مالک پر وعدہ کا وفاء کرنا اور گھر فروخت کرنا اور آپ کے نام کرانا لازم نہیں ہے اور اگر جو چیز آپ کے مابین انجام پائی ہے اور جسے آپ نے تحریر کیا ہے وہ معاملے کا سادہ وثیقہ ہو اور شرعاً صحیح طریقے سے خرید و فروخت انجام پا گئی ہو تو فروخت کرنے والے کو معاملے سے انکار کرنے اور وفاء نہ کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ مالک پر شرعی طور پر واجب ہے کہ گھر آپ کے قبضہ میں دے دے اور اس پر لازم ہے۔ گھر آپ کے نام منتقل Transfer کرنے کے تمام امور کو انجام دے اور خریدار کو بھی مطالبہ کا حق ہے۔

س۱۵۸۰: بیچنے والے اور خریدار کے مابین تجارتی معاملے کے مطابق، خریدار بیچنے والے کو ہر ہفتے حاصل شدہ مال کی کچھ قیمت ادا کرتا رہا اور ادا شدہ مبلغ کو تحریر کرتا رہا اور اسی طرح بیچنے والا خریدار کی تحریر پر دستخط کے علاوہ اپنے پاس بھی حاصل شدہ رقم کو تحریر کرتا رہا۔ چار مہینے بعد دونوں نے خریدار کی ادا شدہ قیمت کا حساب کیا جو کہ متعدد بار ادا کی گئی تھی۔ مذکورہ ادا شدہ رقم کی مقدار میں اختلاف ہو گیا۔ خریدار دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے مذکورہ مقدار ادا کر دی ہے لیکن مالک انکار کر رہا ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ مورد اختلاف رقم کی مقدار دونوں کی تحریر میں موجود نہیں ہے، حکم کیا ہے؟

ج: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خریدار نے مال کی قیمت ادا کر دی ہے تو اس پر کوئی شے واجب نہیں ہے اور اگر ثابت نہ ہو سکے تو فروخت کرنے والے کا قول قبول کیا جائے گا جو کہ رقم وصول کرنے کا منکر ہے۔

نقد اور ادھار معاملہ

س۱۵۸۱: ایک سال تک ادھار اجناس اصلی قیمت سے زیادہ قیمت پر لینے کا کیا حکم ہے؟ اور چیک کو معینہ مدت کے لئے کم یا زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: نقد اجناس ایک خاص قیمت اور وہی اجناس بطور ادھار زیادہ قیمت پر خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے لیکن چیک کا کم یا زیادہ قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ وہ شخص جس نے چیک دیا ہے اور چیک میں مندرج مبلغ اس کے ذمہ ہے اسے فروخت کرنا جائز ہے۔

س۱۵۸۲: اگر کار فروخت کرنے والا یہ کہے کہ اس کار کی نقد قیمت اتنی ہے اور دس مہینے میں بطور قسط اسی کار کی قیمت اتنی ہے خریدار نے جب اس ادھار اضافی قیمت کو ملاحظہ کیا تو وہ ایک چوتھائی زیادہ نکلی اور اس طرح قسطی قیمت پر معاملہ انجام پا گیا۔ اب اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ خریدار کے ذہن میں یہ چیز آئی ہے کہ وہ نقد قیمت سے زائد قیمت ادا کرے گا اور یہ اضافی قیمت فروخت کرنے والے کے لئے منافع ہے اور یہ کہ مذکورہ معاملہ سودی ہے۔ کیا مذکورہ معاملہ سودی اور باطل ہے؟ یا باطل نہیں ہے؟

ج: ادھار کی صورت میں مذکورہ معاملہ صحیح ہے قیمت کا قسطوں میں ادا کرنا بھی صحیح ہے اور مذکورہ معاملہ سودی بھی نہیں ہے۔

س۱۵۸۳: خرید و فروخت کے عقد میں متاع اور قیمت کو مندرجہ ذیل طرز پر مؤجل بیان کیا گیا۔ مال کی قیمت ایک سال کے دوران اقساط کی صورت میں ادا کی جائے گی اور سال کے ختم ہونے پر خریدار کی طرف سے قیمت کی پہلی قسط ادا کرنے پر مال اس کے قبضہ میں دے دیا جائے گا۔ لیکن صورت حال اب یہ ہے کہ قیمت کی پہلی قسط کی ادائیگی میں مذکورہ وقت سے بہت تاخیر ہوگئی ہے آیا بیچنے والا خیار تاخیر کا حق رکھتا ہے۔

ج: ادھار مال کی قیمت کی ادائیگی میں تاخیر فروخت کرنے والے کے لئے خیار کا باعث نہیں بنتی لیکن اگر مال کلی اور مؤجل ہو اور معاملہ بعنوان بیع سلم انجام پایا ہو تو ایسی صورت میں قیمت کی ادائیگی نقد ہونی چاہئے ورنہ معاملہ بنیادی طور پر ہی باطل قرار پائے گا۔

س۱۵۸۴: اگر متعارف وقت سے قیمت کی پہلی قسط ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے جیسا کہ فروخت کرنے والا دعویدار

ہے اور قیمت کی ادائیگی کا کوئی وقت بھی معین نہیں تھا اور قیمت کی ادائیگی میں تاخیر پر فروخت کرنے والے کے لئے خیار کی شرط بھی نہیں کی گئی تھی۔ آیا مذکورہ تاخیر کی وجہ سے بیچنے والے کو خیار حاصل ہے؟

ج: ادھار معاملے میں قیمت کی ادائیگی کا وقت مقرر کرنا ضروری ہے۔لہٰذا اگر ادھار معاملہ قسطوں کی ادائیگی کا وقت مقرر کئے بغیر انجام پائے تو وہ معاملہ ابتداء سے ہی باطل ہے۔ ہاں اگر وقت مقرر ہو اور خریدار ادائیگی میں تاخیر کر دے تو مذکورہ تاخیر کی وجہ سے فروخت کرنے والے کو خیار حاصل نہیں ہوگا۔

س ۱۵۸۵: ٹیکنیکل کالج ایک زمین پر اس شرط پر تعمیر کیا گیا کہ اس زمین کی قیمت تعلیم و تربیت کی وزارت ادا کرے گی لیکن عمارت کے تعمیر ہونے کے بعد مذکورہ وزارت نے زمین کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا اور اسی وجہ سے زمین کے مالکوں نے اعلان کیا کہ وہ اس عمل سے راضی نہیں ہیں اور مذکورہ عمارت غصبی ہے اور اس میں نماز پڑھنا باطل ہے۔ مذکورہ مسئلہ کا حکم کیا ہے؟

ج: زمین کے مالکوں کا کالج تعمیر کرنے کے لئے اپنی رضایت سے زمین دینے کے فیصلے کے بعد زمین وزارت تعلیم و تربیت کو دینا تا کہ مذکورہ وزارت سے زمین کی قیمت وصول کریں تو اس صورت میں زمین پر انہیں کوئی حق نہیں ہے اور زمین غصبی نہیں کہلائے گی۔ ہاں انہیں وزارت تعلیم و تربیت سے زمین کی قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔ بنا بر ایں مذکورہ عمارت میں نماز پڑھنا اور لیکچر دینا صحیح ہے اور مذکورہ اعمال گذشتہ مالکوں کی رضا پر موقوف نہیں ہیں۔

بیع سلف

س ۱۵۸۶: میں نے ہاؤسنگ سوسائٹی سے ایک رہائشی فلیٹ بعنوان سلف خریدا اور کچھ رقم قسطوں پر ادا کر کے رسید لے لی اور ابھی بھی کچھ رقم قرض ہے۔لیکن اس کے بعد ہاؤسنگ سوسائٹی نے میرا رہائشی گھر بینک کو فروخت کر دیا اور یہ قرار پایا کہ میں ان سے ایک اور گھر آج کی قیمت کے مطابق خریدوں جو کہ گذشتہ قیمت سے چار گنا زیادہ ہے۔ مذکورہ مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: سلف خرید و فروخت کے ذریعے قسطوں پر گھر خریدنا بنیادی طور پر باطل ہے۔ اس لئے کہ سلف معاملے میں معاملہ کے وقت ہی نقداً تمام قیمت ادا کرنا معاملہ کی صحت کے شرائط میں شامل ہے۔ ہاں! اگر بعنوان سلف معاملہ کے وقت نقداً تمام قیمت ادا کر دی گئی ہو تو بیچنے والے پر واجب ہے کہ مذکورہ گھر کو خریدار کے حوالے کرے اور فروخت کرنے

والا مذکورہ شے کے علاوہ کسی اور شے یا مال کے خریدار سے لے لینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی اسے حق ہے کہ وہ فروخت شدہ شے کے علاوہ کوئی اور چیز اسے دے اور نہ ہی خریدار کو متبادل شے کو قبول کرنا چاہئے اگر چہ وہ مذکورہ قیمت کے برابر ہو اور اگر زیادہ ہو تو بطریق اولٰی قبول کرنے کا حقدار نہیں ہے۔

س۱۵۸۷: میں نے ایک زیر تعمیر رہائشی گھر قسطوں پر خریدا اور اس کے مکمل ہونے اور اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اسے ایک اور شخص کو فروخت کر دیا۔ آیا مذکورہ خرید و فروخت صحیح ہے؟

ج: اگر خریدا ہوا گھر ایک جزئی اور معین شدہ گھر تھا اور آپ نے اسے قسطوں پر ادھار خریدا تھا اور فروخت کرنے والے نے مذکورہ گھر کو تکمیل کرنا تھا۔ تو اس صورت میں تکمیل سے پہلے اس کا فروخت کرنا اور خریدار کا مذکورہ گھر تکمیل کرنے والے سے لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر خریدا ہوا گھر کلی (غیر معین) تھا اور آپ نے اس گھر کو سلف معاملہ کے ذریعہ قسطوں پر خریدا تھا اور فروخت کرنے والے کو مذکورہ گھر تکمیل کر کے مقررہ وقت پر آپ کی تحویل میں دینا تھا تو مذکورہ معاملہ ابتداء ہی سے باطل ہے۔ لہٰذا مذکورہ گھر کا کسی دوسرے شخص کو فروخت کرنا بھی باطل ہے۔

س۱۵۸۸: میں نے تہران کی بین الاقوامی کتابوں کی نمائش سے بعض کتابیں بعنوان سلف خریدیں اور انہوں نے مجھ سے آدھی قیمت وصول کر لی ہے اور آدھی قیمت کتابیں وصول کرتے وقت ادا کی جائے گی اور کتابیں دینے کی مدت بھی معین نہیں ہے آیا مذکورہ معاملہ صحیح ہے۔

ج: اگر ادا شدہ قیمت بیعانہ کے عنوان سے دی گئی ہو اور معاملہ کتابوں کے تحویل دیتے وقت اور باقیماندہ قیمت ادا کرتے وقت انجام دیا جائے تو صحیح ہے۔ لیکن اگر خرید و فروخت ابتدا میں کچھ مقدار قیمت ادا کرتے وقت انجام دی جائے اور ادھار قیمت ادا کرنے کے لئے بھی وقت مقرر نہیں کیا گیا، یا معاملہ بعنوان سلف انجام پایا ہو اور قیمت بھی معاملے کے وقت نقد ادا نہ کی گئی ہو تو معاملہ باطل ہے۔

س۱۵۸۹: ایک شخص نے کچھ ساز و سامان اس شرط پر خریدا کہ مذکورہ ساز و سامان کچھ مدت کے بعد اس کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور اسی معینہ مدت کے بعد مذکورہ سامان کی قیمت کم ہو گئی آیا خریدار مذکورہ سامان کا ہی مستحق ہے۔ یا مذکورہ شے کی قیمت لینا واجب ہے؟

ج: اگر معاملہ صحیح شرعی طور پر انجام دیا گیا ہو تو خریدار عین سامان کا مستحق ہے ہاں اگر اس کی مالیت بالکل ختم ہو جائے یہاں تک کہ سامان کا ضیاع کہلائے تو معاملہ فسخ ہو جائے گا اور فروخت کرنے والے پر واجب ہے کہ خریدار کو ادا شدہ قیمت واپس کرے۔

سونے اور کرنسی کی خرید وفروخت

س ۱۵۹۰: اگر سونے کی آج کے ریٹ کے مطابق بطور نقد ایک معین قیمت پر فروخت ہوتی ہے تو آیا اس کا آج کی قیمت سے زیادہ قیمت پر ادھار فروخت کرنا جبکہ دونوں خریدار وفروخت کرنے والے راضی ہوں جائز ہے؟ اور آیا اس معاملے سے حاصل شدہ منافع حلال ہے یا نہیں؟

ج: خرید وفروخت کے معاملے میں قیمت کا تعین نقد ہو یا ادھار۔ دونوں خریدار اور فروخت کرنے والے کی صوابدید پر منحصر ہے۔ بنا برایں مذکورہ معاملہ اور اس معاملے میں منافع لینا صحیح ہے۔ ہاں سونے کو سونے کے عوض فروخت کرنے میں زیادہ لینا یا ادھار فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

س ۱۵۹۱: سونے کو ڈھالنے کے عمل کا کیا حکم ہے؟ اور اگر اس کی خرید وفروخت کی جائے تو اس کی کیا شرط ہے؟

ج: سونا ڈھالنے کا عمل اور سونا فروخت کرنا صحیح ہے۔ ہاں اگر سونے کو سونے کے مقابلے میں خرید وفروخت کیا جائے تو شرط یہ ہے کہ نقد ہو اور عوض اور معوض کی مقدار مساوی ہونا چاہئے اور معاملے کے وقت ہی قبض اور اقباص کا انجام پانا ضروری ہے۔

س ۱۵۹۲: آیا کاغذی نوٹوں کو بطور ادھار زیادہ قیمت کے بدلے فروخت کیا جا سکتا ہے؟

ج: اگر مذکورہ معاملہ سنجیدگی اور عقلائی غرض کے ساتھ انجام پائے مثلاً نوٹ نئے اور پرانے ہونے کے لحاظ سے مختلف ہوں یا مخصوص علامتوں کے حامل ہوں یا ان کی قیمت ایک دوسرے سے مختلف ہو تو صحیح ہے لیکن اگر معاملہ بناوٹی اور ربا سے فرار کے لیے ہو اور حقیقت میں فائدے تک رسائی چاہتا ہو تو شرعاً حرام اور باطل ہے۔

س ۱۵۹۳: بعض افراد ٹیلیفون کے لیے استعمال ہونے والے سکے زیادہ قیمت پر فروخت کرتے ہیں، مثلاً پچاس روپے کا نوٹ لے کر ۳۵ روپے کے سکے دیتے ہیں۔ مذکورہ طریقے سے پیسہ خرید وفروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: دھات کے بنے ہوئے نقدی کے سکے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا تا کہ ان سے ٹیلی فون وغیرہ کے استعمال میں استفادہ کیا جا سکے جائز ہے۔

س ۱۵۹۴: اگر کوئی شخص قدیم کرنسی کو مروجہ کرنسی کی قیمت کے عوض خرید یا فروخت کرے اور اس بات سے غافل ہو کہ قدیم کرنسی کی قیمت جدید کرنسی کی نصف قیمت ہے اور پھر اس کے خریدار نے مذکورہ قدیم کرنسی کو جدید کرنسی کی قیمت پر

کسی اور شخص کو فروخت کر دیا تو اس صورت میں آیا غبن کرنے والے کا مغبون ہونے والے کو غبن کے بارے میں اطلاع دینا ضروری ہے؟ اور کیا مذکورہ غبنی خرید و فروخت جائز ہے اور کیا مذکورہ معاملے سے حاصل شدہ مال میں تصرف کرنا جائز ہے؟ یا مذکورہ مال مجہول المالک کے حکم میں ہے یا حلال مال کے حرام مال سے مخلوط ہو جانے کے حکم کا حامل ہے؟

ج: خریدار اور فروخت کرنے والے کے اتفاق کرنے پر قدیم کرنسی کو جدید کرنسی کے عوض اگرچہ بہت کم قیمت پر خریدا جائے جائز ہے اور خرید و فروخت صحیح ہے اور اگر فروخت شدہ شے کی بازار میں قیمت ہو اگرچہ وہ جدید کرنسی سے بہت کم ہو اور معاملہ غبنی ہو تب بھی معاملہ صحیح ہے اور غبن کرنے والے کا مغبون کو غبن کی اطلاع دینا بھی ضروری نہیں ہے۔ اور مذکورہ غبنی معاملے سے حاصل شدہ مال بھی غبن کرنے والے کی دوسرے اموال کی طرح ملکیت ہے اور جب تک مغبون معاملے کو فسخ نہیں کرتا اس کا مذکورہ مال میں تصرف کرنا جائز ہے۔

س۱۵۹۵: بعض کاغذی نوٹوں کو اس عنوان سے خرید و فروخت نہیں کیا جاتا کہ وہ مالیت کے حامل ہیں یا مالیت کا نشان ہیں بلکہ اس لئے خرید و فروخت کیا جاتا ہے کہ وہ خاص قسم کے کاغذی نوٹ ہیں۔ مثلاً سبز رنگ کے ایک ہزار تومان کے نوٹ کو جس پر امام خمینی قدس سرہ کی تصویر بنی ہوئی ہے زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مذکورہ نوٹوں کو حقیقی اور عقلائی غرض کے مطابق خرید و فروخت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ظاہری طور پر معاملہ ادھار ہو تا کہ قرضی سود سے فرار کیا جائے تو یہ معاملہ باطل اور حرام ہے۔

س۱۵۹۶: کرنسی تبدیل کرنے کے کام کا کیا حکم ہے؟ اور نادر کرنسی کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

ج: مذکورہ عمل انجام دینا بذات خود جائز ہے۔

س۱۵۹۷: حکومت کی طرف سے جاری شدہ قرضی ٹکٹ خریدنے کا کیا حکم ہے؟ اور آیا مذکورہ ٹکٹ شرعاً خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج: اگر مذکورہ عوامی ٹکٹ چھاپنے اور فروخت کرنے سے حکومت کا عوام سے قرض لینا مقصود ہو تو عوام کا ٹکٹ خرید کر حکومت کو قرض دینا صحیح ہے۔ اور اگر خریدار ٹکٹ فروخت کر کے اپنا مال واپس لینا چاہے تو کسی دوسرے شخص یا حکومت کو اسی قیمت پر یا حکومت کو کم قیمت پر بھی فروخت کرے تو اپنی ادا کردہ قیمت واپس لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تجارت کے مختلف مسائل

س۱۵۹۸: بعض کارخانوں میں دوسرے کارخانوں کے بنے ہوئے پرزے جوڑ کر آلات بنائے جاتے ہیں اور پھر انہیں غیر ملکی معروف کمپنی کے نام سے بازار میں فروخت کر دیا جاتا ہے آیا مذکورہ عمل دھوکہ بازی شمار کیا جائے گا؟ اور اگر دھوکا بازی کہلائے تو خریدار کو اس بات کا علم نہ ہونے کی صورت میں ان آلات کی خرید وفروخت صحیح ہے یا باطل ہے؟

ج: اگر مذکورہ پرزے اس قابل ہیں کہ خریدار ان کی شناخت کر سکتا ہے تو مذکورہ عمل پر دھوکا بازی کا عنوان منطبق نہیں ہوتا لیکن غلط بیانی سے کام لینا جھوٹ اور حرام ہے اور اگر مذکورہ اشیاء کو غلط اوصاف کے ساتھ فروخت کیا جائے تو خرید وفروخت صحیح ہے ہاں اگر خریدار حقیقت سے آگاہ ہو جائے تو اسے معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

س۱۵۹۹: آیا کارخانے اور دکان کے مالکوں کے لئے جائز ہے کہ اپنے کارخانے یا دکّان پر غیر ملکی زبان میں بورڈ لگائیں؟ یا خریداروں کی جلبِ توجہ کے لئے بچوں کے کپڑوں پر غیر ملکی حروف لکھیں یا غیر ملکی تصویریں چھاپیں؟

ج: اگر خریدار کے لئے دھوکے کا سبب اور غیر ملکی ثقافت کے فروغ کا باعث نہ ہوں تو جائز ہے۔

س۱۶۰۰: غیر مسلمین کے ساتھ مالی یا علمی فوائد کے حصول کے لئے دھوکہ بازی، جھوٹ وغیرہ سے کام لینے کا کیا حکم ہے جب وہ اس سے لاعلم ہوں؟

ج: معاملات میں جھوٹ، دھوکہ بازی اور بد دیانتی سے کام لینا بالکل جائز نہیں ہے۔ اگرچہ غیر مسلم کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

س۱۶۰۱: چیزوں کی خرید وفروخت میں کس قدر منافع لینا جائز ہے؟

ج: بذات خود منافع کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے لہٰذا جب تک ظلم کی حد تک نہ پہنچ جائے تو جائز ہے۔ لیکن بہتر بلکہ مستحب یہ ہے کہ اتنا منافع لے جو کہ اس کے اخراجات کے لئے کافی ہو۔

س۱۶۰۲: ایک شخص کئی لوگوں سے پانی خرید کر مختلف قیمتوں پر فروخت کرتا ہے۔ مثلاً ایک شخص سے خریدے ہوئے حصے کو دس ہزار تومان اور اسی مقدار کے پانی کو دوسرے شخص کے حصے سے پندرہ ہزار تومان میں فروخت کرتا ہے جبکہ پانی کے مذکورہ تمام حصے ایک ہی کاریز چشمے یا کنویں سے حاصل کئے ہیں۔ آیا ہم پانی کی مختلف قیمت پر اعتراض

کرنے کا حق رکھتے ہیں؟

ج: اگر فروخت کرنے والا پانی کا مالک یا شرعاً صاحب حق ہے اور اس نے پانی کے ہر حصہ کو طرف مقابل سے اتفاق شدہ قیمت پر فروخت کیا ہے تو دوسروں کو قیمت کے اختلاف پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔

س ۱۶۰۳: اگر میں مرکز تعاون (یوٹیلیٹی اسٹور) سے کوئی چیز حکومت کی مقرر کردہ کم قیمت پر حاصل کروں تو آیا میں مذکورہ مال کو آزاد مارکیٹ میں مہنگی قیمت پر فروخت کرسکتا ہو یہاں تک کہ اگر قیمت فروخت تین گنا ہو جائے؟

ج: اگر حکومت کی طرف سے کوئی ممنوعیت نہ ہو اور قیمت میں اضافہ خریدار کے لئے بحد ظلم تک نہ پہنچ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

س ۱۶۰۴: میں الیکٹرونک آلات اسمبل کرتا ہوں کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں جس قیمت پر چاہوں فروخت کروں؟ ایسی قیمت جو بازار میں ضرورت، طلب ورسد کے مطابق ہو؟

ج: اگر حکومت کی طرف سے اس کی کوئی قیمت مقرر نہیں ہے لہٰذا جس قیمت پر بھی خریدار اور فروخت کرنے والا اتفاق کریں صحیح ہے۔

س ۱۶۰۵: اسلام میں سرمایہ داری کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی کیا حدود ہیں؟ کیا فقراء اور مساکین کے حقوق ادا کرنے کے بعد بھی انسان بہت امیر انسان بن سکتا ہے؟ کیا اسلام کا سرمایہ داری سے جنگ کرنا ایسے انسان سے جنگ کرنا ہے جو خمس اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتا یا ایسے لوگوں کو بھی شامل ہے جو خمس اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں؟ اور بنیادی طور پر کیا کوئی انسان مالی شرعی حقوق اداء کرنے کے ساتھ ساتھ بڑی ثروت جمع کرسکتا ہے؟

ج: ثروت مند لوگوں کے مال میں حقوق شرعیہ فقط خمس اور زکوٰۃ تک محدود نہیں ہیں اور اسلام کثرت مال کا مخالف نہیں ہے اگر مال شرعی طریقے سے تمام مالی حقوق اداء کرنے کے ساتھ ساتھ جمع کیا جائے اور اسلام و مسلمین کے فائدے میں ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس طریقے سے بھاری ثروت حاصل کرنا بھی بلا مانع ہے۔

س ۱۶۰۶: ہمارے ہاں یہ رائج ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اپنی گاڑی خریدنے کے لئے کہتا ہے اور دوسرا شخص مثلاً دس لاکھ روپے میں گاڑی خرید لیتا ہے اب یہ شخص پہلے آدمی سے کہتا ہے کہ گاڑی کی قیمت گیارہ لاکھ اور اضافی قیمت دلالی کی محنت کا عوض شمار کرتا ہے کیا مذکورہ خرید و فروخت صحیح ہے؟

ج: اگر دوسرا شخص پہلے شخص کا گاڑی خریدنے میں وکیل تھا اور خریداری موکل کے لئے تھی تو اسے اضافی قیمت لینے کا حق نہیں ہے ہاں اسے وکالت کی رائج اجرت لینے کا حق ہے اور اگر اس نے اپنے مال سے اپنے لئے گاڑی خریدی تھی اور پھر اس نے گاڑی ایسے شخص کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا جس نے اس سے گاڑی خریدنے کا تقاضا کیا تھا تو اس

صورت میں دونوں کے مابین طی پانے والی قیمت پر گاڑی فروخت کرسکتا ہے البتہ گاڑی کی قیمت خرید کے بارے میں جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے لیکن جھوٹ بولنا معاملے کے صحیح ہونے پر اثرانداز نہیں ہوتا۔

س۱۶۰۷: بعض دوست موٹر مکینک کا کام کرتے ہیں اوران کے پاس گاڑیوں کے تاجر آتے ہیں اوران سے صحیح طریقے سے مرمت نہیں کرواتے اس گمان کے ساتھ کہ گاڑی کا ظاہری طور پر اچھا ہونا گاڑی کو خریدار کے سامنے پیش کرنے کے لئے کافی ہے، کیا ان دوستوں کے لئے مرمت کرنا صحیح ہے؟

ج: اگر دھوکے بازی کا سبب ہو اور انہیں علم ہو کہ گاڑی کا مالک ان عیوب کو خریدار سے مخفی رکھے گا تو مرمت کرنے والے کے لئے مذکورہ کام جائز نہیں ہے۔

سود کے احکام

س۱۶۰۸: ایک ڈرائیور نے ٹرک خریدنے کا ارادہ کیا اور ایک شخص کی طرف رجوع کیا اس شخص نے مذکورہ قیمت اسے دے دی اور ڈرائیور نے وکیل کی حیثیت سے اس کے لئے ٹرک خرید لیا۔ اس کے بعد اس شخص نے اسی ڈرائیور کو وہ ٹرک قسطوں پر فروخت کر دیا۔ مذکورہ مسئلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر خرید وفروخت صاحب مال کے وکیل کی حیثیت سے انجام پائی ہو تو اگر دونوں معاملوں میں حقیقتاً خرید وفروخت انجام پائی ہو اور مذکورہ عمل سود سے فرار کے لئے نہ ہو تو صاحب مال کا قسطوں پر اسی وکیل کو ٹرک فروخت کرنا صحیح ہے۔

س۱۶۰۹: قرضی سود کیا ہے اور آیا وہ فیصد مقدار جو کہ بینک سے منافع کے عنوان سے لی جاتی ہے سود شمار کی جائے گی؟

ج: قرضی سود یہ ہے کہ قرض لینے والا قرض کی مقدار سے بڑھکر ایک خاص اور زیادہ مقدار قرض دینے والے کو دیتا ہے ہاں اگر بینک کے پاس مال بطور امانت رکھے اور صاحب مال کی طرف سے بینک صحیح شرعی عقد کے ذریعہ کام کرنے سے حاصل شدہ منافع عطا کرے تو وہ سود نہیں ہے اور مورد اشکال نہیں ہے۔

س۱۶۱۰: سودی کاروبار کا معیار کیا ہے؟ اور آیا یہ صحیح ہے کہ سود فقط قرض میں صادق آتا ہے نہ کسی اور جگہ؟

ج: سود کبھی مکیل (پیمانہ دار) اور موزون (وزن دار) خرید وفروخت میں ہوتا ہے اور کبھی قرض میں اور جو سود قرض میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قرض دینے والے کے لئے عرفاً عینی یا حکمی طور پر زیادہ مال واپس دینے کی شرط کی جائے جو کہ اس کے لئے منافع شمار کیا جائے اور وہ سود جو کہ خرید وفروخت میں ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی ایک جنس کو ویسی ہی جنس کے عوض

کمی یا زیادتی کے ساتھ فروخت کیا جائے۔

س ۱۶۱۱: جس طرح بھوکے انسان کی جان بچانے کے لئے اتنی مقدار میں مردار کھانا جائز ہے جس سے وہ بھوک مٹا کر جان بچا سکتا ہے اگر مردار کے علاوہ کوئی اور شئے نہ ہو اس طرح اگر کوئی شخص کسی بھی کام کی قدرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے اضطراری کیفیت میں سود کھانا جائز ہے؟ اور یہ کہ اس کے پاس قلیل مال ہے جسے وہ سودی معاملے میں استعمال کرتا ہے تا کہ اس سے حاصل شدہ منافع سے زندگی گذار سکے؟

ج: سود حرام ہے اور اضطرار کی حالت میں مردار کھانے کو سود کھانے سے قیاس کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ شخص ابھی ایسی حالت میں ہے کہ مردار کھانے کے علاوہ کسی اور شے سے جان نہیں بچا سکتا لیکن ایسا شخص جو کام نہیں کر سکتا وہ اپنے سرمایے کو عقود اسلامی میں سے کسی ایک عنوان مثلاً مضاربہ کے تحت رکھ سکتا ہے۔

س ۱۶۱۲: خرید و فروخت کے بعض معاملات میں ڈاک کے ٹکٹ معین شدہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک ٹکٹ جس کی قیمت ۲ روپے ہے اسے ۳ روپے میں فروخت کیا جاتا ہے آیا مذکورہ خرید و فروخت صحیح ہے؟

ج: مذکورہ معاملے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس جیسے اضافے کو سود شمار نہیں کیا جاتا۔ جیسا کہ خرید و فروخت میں وہ زیادتی جو کہ سود کہلاتی ہے اور معاملے کو باطل کر دیتی ہے وہ دو ایسی چیزیں ہیں جو ہم جنس ہوں اور مقدار کے اعتبار سے ایک زیادہ ہو اور ناپ تول کے ذریعے خریدی اور فروخت کی جاتی ہوں۔

س ۱۶۱۳: آیا سود کا حرام ہونا تمام افراد اور کمپنیوں کے لئے ایک جیسا ہے یا بعض خاص موارد میں استثنا بھی پایا جاتا ہے؟

ج: سود عام طور پر حرام ہے ہاں باپ اور بیٹے، میاں اور بیوی اور مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان سود کا لین دین جائز ہے۔

س ۱۶۱۴: اگر کسی مال کی خرید و فروخت معین قیمت پر انجام پا جائے لیکن دونوں طرف اس پر اتفاق کریں کہ اگر خریدار نے قیمت کے عنوان سے ایسا چیک دیا جو کہ مؤجل ہو تو ایسی صورت میں خریدار کچھ مزید رقم فروخت کرنے والے کو ادا کرے گا۔ آیا ان دونوں کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج: اگر معین قیمت پر مال فروخت کر دیا گیا اور اضافی قیمت اصلی رقم کی تاخیر کی وجہ سے اضافہ کی جارہی ہے تو مذکورہ اضافی قیمت سود ہے اور شرعاً حرام ہے اور دونوں کے توافق کرنے سے مذکورہ اضافہ حلال نہیں ہو جاتا ہے۔

س ۱۶۱۵: اگر کسی شخص کو قرض لینے کی ضرورت ہو اور کوئی اسے قرض حسنہ دینے والا نہ ہو تو آیا وہ مندرجہ ذیل طریقے

سے قرض لے سکتا ہے کہ کوئی چیز ادھار طور پر اس کی واقعی قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدے اور پھر اسی چیز کو فروخت کرنے والے کو کم قیمت پر اسی وقت فروخت کر دے مثلاً ایک کلوگرام زعفران ایک سال کے ادھار پر ایک معین قیمت پر خریدے اور اسی وقت اسی فروخت کرنے والے کو بطور نقد دو سوم قیمت خرید پر فروخت کر دے؟

ج: اس جیسے معاملات قرضی سود سے فرار کا بہانہ ہیں جو کہ شرعاً باطل اور حرام ہے۔

س۱۶۱۶: میں نے مال سے فائدہ کے حصول کے لئے اور سود سے فرار کے لئے مندرجہ ذیل معاملہ انجام دیا:
میں نے ایک گھر ۵۰۰۰۰۰ روپے کا خریدا جبکہ اس کی قیمت اس سے زیادہ تھی اور معاملے کے دوران یہ شرط بھی کی کہ اگر فروخت کرنے والے نے پانچ مہینے تک معاملہ فسخ کرنا چاہا تو وہ لی ہوئی قیمت واپس کرنے کے بعد ایسا کرسکتا ہے۔ معاملے کے انجام پانے کے بعد میں نے وہی گھر فروخت کرنے والے کو ۱۵۰۰۰ روپے ماہانہ کرایہ پر دے دیا۔ اب چار مہینے گذرنے کے بعد مجھے حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ معلوم ہوا کہ سود سے فرار کرنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ کی نظر میں مسئلہ کا حکم کیا ہے؟

ج: اساسی طور پر مذکورہ معاملہ جسے شرعاً معاملہ خیاری کہا جاتا ہے صحیح ہے اور پھر خود فروخت کرنے والے کو کرایہ پر دینا بھی صحیح ہے۔ البتہ ایسا کرنا وہاں صحیح ہے جہاں خریدار اور فروخت کرنے والے، کرایہ دار اور کرایہ پر دینے والے نے حقیقی طور پر خرید و فروخت کا عمل انجام دیا ہو اور کرایہ پر دیا ہو لیکن اگر دونوں نے حقیقی معنی میں خرید و فروخت کا قصد نہ کیا ہو بلکہ ظاہری طور پر معاملہ فروخت کرنے والے کے حصول قرض اور خریدار کے حصول فائدہ کے لئے انجام دیا گیا ہو تو ایسا معاملہ جو کہ قرضی سود سے فرار کے لئے انجام دیا گیا ہو حرام ہے اور شرعاً باطل ہے اور اس صورت میں خریدار کو فقط اپنا اصلی مال واپس لینے کا حق ہے جو کہ اس نے فروخت کرنے والے کو قیمت کے عنوان سے ادا کیا تھا۔

س۱۶۱۷: سود سے فرار کے لئے کسی شے کا مال کے ساتھ ضم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: سودی قرض کے جائز ہونے کا باعث نہیں ہے اور کسی شے کے ضم کرنے سے حلال نہیں ہوتا۔

س۱۶۱۸: آیا ایسی پنشن لینے میں کوئی حرج ہے جسے ملازم نوکری کے طویل دورانیہ میں اپنی تنخواہ کے ایک مقدار حصہ کو پنشن اکاؤنٹ میں ڈالتا رہا ہے تا کہ بڑھاپے میں اس کے کام آئے لیکن حکومت مذکورہ تنخواہ کے ساتھ کچھ اضافی رقم بھی ریٹائرڈ ہونے والے کو دیتی ہے؟

ج: پنشن لینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ اضافی رقم جو کہ حکومت ادا کرتی ہے اس رقم کا منافع نہیں ہے جسے اس کی تنخواہ سے کاٹا گیا تھا اور اسے سود نہیں کہا جاتا۔

س۱۶۱۹: بعض بینک اس گھر کی مرمت کے لئے جس گھر کے قانونی کاغذات ہوں بعنوان جعالہ قرض دیتے ہیں لیکن

شرط یہ ہوتی ہے کہ قرض دار جب معین مدت میں قسطوں میں رقم ادا کرے گا تو ایک خاص مقدار رقم اضافی طور پر بھی ادا کرے گا۔ آیا مذکورہ صورت میں قرض لینا صحیح ہے؟ اور جعالہ کی کیفیت کیا ہوگی؟

ج: اگر گھر کے مالک کو مرمت کے لئے دی گئی رقم قرض کے عنوان سے دی گئی ہے تو جعالہ کا عنوان بے معنی ہے اور قرض میں زائد رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ مذکورہ قرض بہرحال صحیح ہے اور اگر گھر کا مالک جعالہ قرار دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اگر بینک گھر کی مرمت کرائے اور جعالہ وہ تمام رقم ہو جس کا تقاضا بینک گھر کی مرمت کے عوض قسطوں کی ادائیگی پر کرے نہ فقط وہ رقم جسے بینک نے مرمت کے لئے خرچ کیا ہو۔

س ۱۶۲۰: آیا کوئی شے بطور ادھار نقد قیمت سے زیادہ قیمت پر خریدنا جائز ہے؟ اور آیا یہ سود کہلائے گا یا نہیں؟

ج: کسی شے کا بطور ادھار نقد قیمت سے زیادہ قیمت پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے اور نقد و ادھار قیمت کے مابین فرق سود نہیں کہلاتا۔

س ۱۶۲۱: ایک شخص نے اپنا گھر خیاری معاملے کے تحت فروخت کیا لیکن وہ خریدار کو حاصل شدہ قیمت ادا نہ کر سکا۔ تاکہ معاملہ فسخ کیا جائے یہاں تک کہ معینہ مدت آ گئی۔ ایسی صورت حال میں ایک شخص ثالث نے بعنوان جعالہ خریدار کو قیمت ادا کر دی تاکہ فروخت کرنے والا معاملہ فسخ کر سکے اور مذکورہ شخص قیمت کے علاوہ فروخت کرنے والے سے بعنوان حق جعالہ کچھ حاصل کر لے۔ مذکورہ مسئلہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟

ج: اگر ایک تیسرا شخص بیچنے والے کی طرف سے قیمت ادا کرنے اور فسخ کرنے کے لئے وکیل ہو اس طرح سے کہ اس نے پہلے فروخت کرنے والے کو قرض دیا اور پھر مذکورہ رقم خریدار کو فروخت کرنے والے کی طرف سے ادا کر دی اور اس کے بعد اس نے معاملہ فسخ کر دیا تو اس کا یہ عمل صحیح ہے۔ اور اس صورت میں مذکورہ وکالت کے عوض جعل لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اگر اس نے خریدار کو جو قیمت ادا کی ہے وہ فروخت کرنے والے کو بعنوان قرض دی ہے تو اس صورت میں اسے فروخت کرنے والے سے فقط ادا کردہ قیمت کے مطالبہ کا حق ہے۔

حقِ شفعہ

س ۱۶۲۲: کیا دو اشخاص پر وقف شدہ چیز پر حق شفعہ ثابت ہوتا ہے جب دونوں میں سے ایک شخص ایسے مقام پر اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کر دے جہاں اسے وقف فروخت کرنے کا حق ہے؟ اسی طرح کیا حق شفعہ اجارہ کی متعلقہ

شیء پر ثابت ہوجائے گا دو اشخاص نے مشترکہ طور ایک زمین یا جائیداد یا وقف کو اجارہ کیا ہو اور پھر ان میں سے ایک اپنا حق تیسرے شخص کو منتقل کردے اور یہ عمل کرایہ یا صلح کسی بھی طرح انجام پایا ہو؟

ج: حق شفعہ کسی شے کی اشتراکی ملکیت میں ہوتا ہے جہاں ایک شریک اپنا حصہ ایک تیسرے شخص کو فروخت کردے۔ لہٰذا اگر وقف دو اشخاص پر ہو اور ایک شخص اپنا حصے تیسرے شخص کو فروخت کردے جبکہ فروخت جائز ہو تو اس صورت میں حق شفعہ نہیں ہے اور اسی طرح کرایہ پر لی ہوئی جگہ میں ایک شخص اپنا حق کسی تیسرے شخص کو منتقل کردے تو بھی شفعہ کا حق نہیں ہے۔

س ۱۶۲۳: حق شفعہ کے باب میں موجودہ فقہی تحریروں کے الفاظ و معانی اور مدنی قوانین سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ دو شریک میں سے کوئی ایک اگر شخص ثالث کو اپنا حصہ فروخت کردے تو دوسرے کو شفعہ کا حق ہے بنابرایں آیا کسی ایک شریک کا کسی خریدار کو اس بات پر ابھارنا کہ وہ دوسرے شریک کا حصہ خرید لے اور یہ کہ وہ اپنا حق شفعہ استعمال نہیں کرے گا حق شفعہ کو ساقط کردیتا ہے۔

ج: شریک کا کسی تیسرے شخص کو حصہ کی خریداری پر ابھارنا حق شفعہ کے ثابت رہنے سے منافات نہیں رکھتا۔ بلکہ اگر وہ حق شفعہ کے استعمال نہ کرنے کا وعدہ بھی کرے جبکہ معاملہ انجام پارہا ہو تب بھی معاملے کے انجام پانے کے بعد حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ معاملہ انجام پانے سے پہلے کسی عقد لازم کے دوران پابند ہوجائے کہ وہ حق شفعہ استعمال نہیں کرے گا تو حق شفعہ ساقط ہوجائے گا۔

س ۱۶۲۴: کیا صحیح ہے کہ شریک اپنا حصہ فروخت کرنے سے پہلے دوسرے شریک کے حق شفعہ کو ساقط کردے؟ جبکہ اسقاط حق شفعہ ان امور میں سے ہے جو ابھی ثابت ہی نہیں ہوئے جسے اسقاط مالم یجب کہتے ہیں۔

ج: شریک کا تیسرے شخص کو اپنا حصہ فروخت کرنے سے پہلے حقِ شفعہ کو اسقاط کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر شریک عقد لازم کے دوران حق شفعہ اسقاط کرنے پر پابند ہوجائے تو شریک کے اپنا حصہ کسی تیسرے شخص کو فروخت کرنے کی صورت میں حق شفعہ ساقط ہوجاتا ہے۔

س ۱۶۲۵: ایک شخص نے دو منزلہ گھر کا ایک طبقہ کرایہ پر لیا جس کے مالک دو بھائی تھے جو کہ کرایہ دار کے مقروض تھے اور دو سال سے مسلسل اصرار کرنے کے باوجود اس کا قرض ادا نہیں کر رہے تھے اور مذکورہ عمل کرایہ دار کے لئے حق تقاص کا شرعی جواز پیدا کرتا ہے۔ گھر کی قیمت قرض کی رقم سے زیادہ ہے۔ اب اگر وہ قیمت میں اپنے قرض کی مقدار تقاص کرے تو ان دونوں کا شریک ہوجائے گا۔ آیا ایسی صورت میں باقی رقم کی نسبت سے اسے حق شفعہ حاصل ہے یا نہیں؟

ج: مذکورہ سوال میں حق شفعہ کا جواز نہیں ہے۔ اس لئے کہ حق شفعہ اس جگہ ہے جہاں کسی شریک نے اپنا حصہ ایک تیسرے شخص کو فروخت کیا ہو اور یہ شخص قبل از فروخت مذکورہ شے میں اس کا شریک بن چکا ہو، نہ یہ کہ دو میں سے ایک شریک کا حصہ خریدنے یا تقاص کی صورت میں حصہ کا مالک اور شریک بننے کی صورت میں بھی حق شفعہ کا حامل ہو۔ اسکے علاوہ حق شفعہ وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرے اور وہ شے ان دو کی ملکیت ہو نہ دو سے زیادہ افراد کی۔

س ۱۶۲۶: ایک جائیداد آدھی آدھی دو اشخاص کی ملکیت تھی اور ملکیت کی سند دونوں کے نام تھی۔ دونوں نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی تحریر کے ذریعے اسے تقسیم کر لیا اور دونوں حصوں کی حدود معین ہوگئیں۔ آیا ایسی صورت میں اگر ایک شریک اپنا حصہ تیسرے شخص کو فروخت کر دے تو دوسرے شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہے؟ جبکہ تقسیم عمل میں آ چکی تھی۔ ہاں جائیداد کی فقط سند مشترک ہے۔

ج: ہمسائیگی، سابقہ اشتراک اور سند میں شریک ہونے کی بنا پر حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا ایسی صورت میں جبکہ فروختہ شدہ حصہ فروخت کے وقت دوسرے شریک کے حصہ سے واضح طور پر جدا ہو گیا ہو۔

جدید سوالات

اہلسنت کے مقدسات کی توہین

س: بعض سٹلائٹ اور انٹرنیٹ ذرائع ابلاغ پر زوجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز اور ناپسندیدہ کلمات اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے بارے میں عفت اور کرامت کے منافی الزامات عائد کئے گئے ہیں ان کے بارے میں جناب عالی کا فتوی کیا ہے؟
آپ پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ اس قسم کی توہین آمیز حرکات کی وجہ سے تمام اسلامی مذاہب اور مکتب اہلبیت علیہم السلام کے پیروکاروں میں زبردست بے چینی، نگرانی اور نفسیاتی دباؤ قائم ہو گیا ہے۔
ج) اہلسنت برادران کے مقدسات کی توہین اور اہانت حرام ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ پر الزام اس سے کہیں زیادہ سخت و سنگین ہے اور یہ امر تمام انبیاء علیہم السلام کی ازواج بالخصوص پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے لئے ممنوع اور ممتنع ہے۔

فوٹو اور فلم دیکھنا

س ۱: کیا مرد لذت کے قصد و ارادے سے اپنی ہمسر کے فوٹو اور فلم دیکھ سکتا ہے؟
س ۲: اگر ہمسر انتقال کر گئی ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟
ج: ہمسر کے فوٹو اور فلم دیکھنا مطلقاً جائز ہے۔

ایسی دوا سے علاج کرنا جو جلد مرنے کا سبب بنے۔

س: اگر کوئی شخص وقتی طور پر جلدی شفا حاصل کرنے یا درد دور کرنے کے لئے ایسی دوا کا استعمال کرے جو جلد مرنے کا سبب بن جائے تو اس کے استعمال کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر جلد مرنے کا سبب بنے تو علاج نہیں ہے بہر صورت اگر عقلائی اعتبار سے اس میں قابل توجہ ضرر نہ ہو تو علاج کے لئے فی نفسہ کوئی اشکال نہیں ہے۔

نماز کے الفاظ میں تبدیلی

س: اگر ہم نماز کے سلام میں کلمہ "ایھا النبی" کی جگہ "یا ایھا النبی" کہیں تو کیا اس میں اشکال ہے یا نہیں؟

ج: اگر سہوا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن عمدا نماز میں کسی چیز کا اضافہ کرنا درست نہیں ہے۔

مدارس میں بچوں کو حرام غذا پیش کرنے کے سلسلے میں والدین کی ذمہ داری

س ۱: میں جاپان میں رہتا ہوں میری چھ سالہ بچی ہے جو جاپانی مدرسے میں پڑھتی ہے جاپانی مدارس میں بچوں کو غذا دی جاتی ہے جس میں سور کا گوشت بھی ہوتا ہے چونکہ اپنے بچے کی غذا کو دوسرے بچوں کی غذا سے الگ کرنا مشکل کام بھی ہے اور بچے کے نفسیات پر اس کے منفی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں اور ابھی بچی نابالغ بھی ہے میرا سوال یہ ہے کہ اس صورت میں ذمہ داری کیا ہے؟ کیا حتماً اس کی غذا کو ہم الگ کر دیں اگر چہ ایسا کرنا مشکل بھی ہو؟ یا یہ کہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے وہ اپنی کلاس کے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا سکتی ہے اگر چہ غذا میں سور کا گوشت ہی کیوں نہ ہو؟

س ۲: احکام کی بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ بچوں کو نجس شئے کھلانے میں کوئی اشکال نہیں ہے اگر وہ مضر نہ ہو تو کیا میرا پہلا سوال بھی اسی قسم سے ہے؟

ج: بچوں کو نجس شئے اور سور کا گوشت کھلانا حرام ہے اگر تم خود ایسا کام نہیں کرتے ہو تو منع کرنا بھی تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔

نماز کے سلام میں اشتباہ کی بنا پر سجدہ سہو۔

س: ۹ سال کی عمر سے ۲۳ سال تک میری یہ عادت تھی کہ نماز کے سلام میں" السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ" سے قبل کے صحیح سلاموں کی جگہ یہ کہا کرتی تھی السلام علیک یا ابا عبداللہ، ۲۳ سال کی عمر میں ایک شخص نے مجھے سلام کا صحیح طریقہ بتایا وہ نمازیں جو میں پڑھ چکی ہوں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ معظم لہ کے مقامی نمائندے سے میں نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ نمازیں صحیح ہیں کیونکہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ پر نماز تمام کرنا کافی ہے لیکن نماز میں جو مطلب اضافی ادا کیا گیا ہے اس کے عوض ہر نماز کے لئے ایک سجدہ سہو بجالانا چاہیے لہٰذا میں آپ سے براہ راست پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کی نظر میں کیا ایسا ہی ہے اور کیا سجدہ سہو ۱۴ سال کی نمازوں کے لئے زیادہ نہیں ہے اس کے علاوہ ہر روز میں کتنے سجدہ سہو بجالاؤں ان سجدوں کی وجہ سے میرے گھٹنوں میں درد ہو گیا ہے اب میں کیا کروں؟

ج: مذکورہ صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اگرچہ احوط ہے۔

گھریلو امور انجام دینے میں عورتوں کی ذمہ داری

س: ہم دوبئی میں رہتے ہیں یہاں مردوں نے تمام گھریلو ذمہ داریاں عورتوں پر ڈال دی ہیں اور گھر میں عورتوں کے لئے سرگرمی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے مرد خواتین کے لئے تفریح کے مواقع بھی فراہم نہیں کرتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: عورتوں کو گھریلو امور انجام دینے پر مجبور کرنا مردوں کے لئے جائز نہیں ہے شوہر دار عورتیں اپنے ذاتی امور میں آزاد ہیں اور شوہر داری کے علاوہ ان پر کوئی مزید ذمہ داری نہیں ہے۔

پردے کی پابندی

س: اگر بیوی پردے کی پابندی نہ کرتی ہو تو کیا شوہر اس کو لڑائی جھگڑے یا مار پیٹ کے ذریعہ پردہ کرواسکتا ہے؟

ج: واجب پردہ کرانے اور تمام شرعی تکالیف کی رعایت کروانے میں شوہر کو لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ کا حق حاصل

نہیں ہے شوہر صرف نرمی کے ساتھ زبانی طور پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرسکتا ہے۔

نماز جمعہ میں خطبہ ایک شخص اور نماز دوسرا شخص پڑھائے

س: کیا نماز جمعہ میں خطبہ ایک شخص اور نماز جمعہ دوسرا شخص پڑھا سکتا ہے؟
ج: صحیح اور مجزی نہیں ہے بلکہ خطبہ اور نماز جمعہ پڑھانے والا ایک ہی شخص ہونا چاہیے۔

کھڑے ہوکر پانی پینا

س: کھڑے ہوکر پانی پینے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟
ج: رات میں کھڑے ہوکر پانی پینا مکروہ ہے۔

اہل کتاب کے ساتھ دائمی شادی

س: کیا اہل کتاب کے ساتھ دائمی شادی جائز ہے؟
ج: جائز نہیں ہے۔

منافع پر قرضہ لینا

س: بینک میں جاری اکاؤنٹ کے مالک کے اپنے حساب میں کافی مقدار میں مبلغ موجود ہے اور وہ اپنے حساب سے مبلغ نکال سکتا ہے البتہ اگر اکاؤنٹ میں کوئی مبلغ یا اعتبار نہ بھی ہو تو بھی اکاؤنٹ کے مالک کو بینک مشخص مقدار میں مبلغ نکالنے کی اجازت دیتا ہے اور یہ معاملہ اطمینان کے ساتھ مشتری کے ساتھ انجام پاتا ہے (مشتری کی توجہ مبذول کرنے کے لئے) اور پھر بینک حساب سے نکالے گئے مبلغ پر مدت کے اعتبار سے منافع لگاتا ہے اس معاملے کو اضافی رقم نکالنا کہیں گے کیا اس صورت میں حساب سے زیادہ مقدار میں مبلغ نکالنا جائز ہے؟ کس حالت میں جائز ہے؟

ج: اگر بینک سے اصل مبلغ کا نکالنا قرض کے طور پر اور منافع ادا کرنے کے ہمراہ ہوتو وہ سود اور حرام ہے لیکن اصل مبلغ حلال ہے اور اس مبلغ میں تصرف کرنے میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے لیکن حرام سے بچنے کے لئے سود ادا کرنے کی نیت نہ کرے اگر چہ اسے معلوم ہے کہ وہ اس سے سود ضرور وصول کریں گے۔

شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد بیوی اور شوہر کا رابطہ

س: میں نے ۵ سال پہلے دین اسلام قبول کیا تھا لیکن میری بیوی اور بچے عیسائی فرقے (مورمن) پر باقی ہیں اور میں بھی اسلام قبول کرنے سے پہلے اسی فرقے پر اعتقاد رکھتا تھا اسلامی عبادات و مطالعہ میں زیادہ توجہ کے باعث اہل خانہ کے ساتھ میری کشیدگی میں اضافہ ہوجاتا ہے البتہ میں خانوادگی روابط پر بھی کافی توجہ دیتا ہوں لیکن اس کے باوجود کامیابی بہت کم ہوتی ہے اب میں کیا کروں؟ کیا طلاق دینا گناہ ہوگا؟ کیا طلاق نہ دینا گناہ ہوگا؟

ج: اگر آپ اور آپ کی بیوی اس سے قبل عیسائی مذہب پر تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے آئین کے مطابق آپ نے شادی کی تو آپ کے اسلام قبول کرنے اور آپ کی بیوی کے عیسائیت پر باقی رہنے کے بعد آپ کا ازدواجی رشتہ اپنی جگہ پر باقی ہے اور ایک دوسرے سے الگ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بہر صورت طلاق کا اختیار شوہر کے ہاتھ میں ہے۔

غیر مسلم ممالک کے انتخابات میں شرکت

س ۱: کیا کافر ملک کے قومی انتخابات میں ووٹ ڈالنا جائز ہے؟

س ۲: اگر جائز ہے تو کیا ایسے نمائندے کو ووٹ دیا جاسکتا ہے کہ جس کی بعض موضوعات (عراق سے انخلاء۔۔۔) میں مسلمان حمایت کرتے ہیں نہ کسی دوسرے شخص کو؟

ج ۱، ۲: قومی انتخابات میں شرکت کرنے اور ووٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سلسلے میں مسلم اور غیر مسلم نمائندوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

غیر مسلم کا ذبیحہ

س: میں نے سنا ہے کہ یہودی کے ہاتھ سے ذبح ہونے والے جانور کا گوشت کھانا جائز ہے کیا یہ صحیح ہے؟
ج: غیر مسلم کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اگر چہ اس نے تذکیہ کے تمام شرائط کا لحاظ کیوں نہ کیا ہو۔

آئینے کے سامنے نماز پڑھنا

س: کیا آئینے کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟
ج: اگر آئینہ اس طرح نصب ہو کہ نماز کی حالت میں اس میں تصویر دکھائی دیتی ہو اور ذہن مشغول ہوتا ہو تو آئینے کو سامنے سے ہٹا دینا چاہیے یا اس پر کپڑا ڈال دینا چاہیے۔

فوٹو کے سامنے نماز پڑھنا

س: ایسی جگہ نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے جہاں فوٹو نصب ہوں اگر چہ وہ انسان کے سامنے نہ ہوں؟
ج: فوٹو کسی کا بھی ہو اگر سامنے نہ ہو تو نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے

حق الناس کا مفہوم

س: حق الناس کیا ہے؟ اگر صاحبان حق الناس موجود نہ ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟
ج: حق الناس کسی دوسرے شخص کا وہ مال ہے جو قرض لینے یا ضائع کرنے یا کسی جرم کی بنا پر دیہ کے طور پر انسان کی گردن پر عائد ہوتا ہے اگر صاحبان حق تک وہ مال (مستقبل میں یا کسی اور ذریعہ سے) پہنچانا مشکل ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے کر ان کے حق کی مقدار میں صدقہ دینا چاہیے

والدین کی مخالفت

س: کون سے امور میں ماں باپ کی روش کے ساتھ مخالفت حرام ہے؟
ج: اگر والدین سے متعلق امور میں ان کی روش کے ساتھ مخالفت مراد ہے تو ان کے امور میں مداخلت کا حق نہیں ہے لیکن اگر والدین کی روش کی مخالفت آپ کے امور سے متعلق ہے تو صرف مخالفت حرام نہیں ہے لیکن والدین کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔

غیبت اور اس کی حدود

س: مندرجہ ذیل مسائل کے پیش نظر غیبت کی وضاحت کیجئے؟
۱: اگر گفتگو دو افراد کے درمیان کسی تیسرے شخص کے بارے میں کسی معلوم مسئلے کے سلسلے میں ہو۔
۲: اگر گفتگو کسی شخص کی اچھائیوں کے بارے میں ہو۔
۳: اگر والدین اپنے فرزند کی تربیت کے سلسلے میں کسی آشنا شخص کی رفتار کے بارے میں بحث و گفتگو کریں۔
ج: کلی طور پر مؤمن کی عدم موجودگی میں اگر ایسی گفتگو کی جائے جو حقیقت پر مبنی ہو لیکن اگر وہ اس پر آگاہ اور باخبر ہو جائے تو ناراحت ہوگا یا گفتگو اس کے عیب تلاش کرنے کے سلسلے میں ہو یا عرف عام میں اسے عیب جوئی میں شمار کیا جاتا ہو تو اس قسم کی گفتگو غیبت میں شمار ہوتی ہے جو جائز نہیں ہے اور طرفین کے لئے مسئلہ پر آگاہ ہونا یا بچوں کی تربیت وغیرہ کے لئے غیبت کا جواز پیدا نہیں ہوتا البتہ کسی شخص کی اچھائیوں کے بارے میں گفتگو کرنا غیبت میں شمار نہیں ہوتا اور اسی طرح مشورے کے لئے کسی بات سے آگاہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

احتیاط واجب

س: جن مسائل میں آپ احتیاط واجب کی بنا پر حکم صادر فرماتے ہیں ان میں مکلف کی تکلیف کیا ہے؟ کیا آپ کا مقلد اس مسئلہ میں ایسے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے جس نے اس مسئلہ میں واضح فتوی دیا ہو نیز جواز کی صورت میں کیا

مکلف کے مرجع کے بعد والے مرجع کا اعلم ہونا ضروری ہے اگر ایسا ہے تو اس کا تعیّن کیسے ہوگا؟
ج: ایسے مجتہد کی طرف رجوع کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے جس نے اس مسئلہ میں احتیاط نہیں کی ہے لیکن احتیاط کی بنا پر الاعلم فالاعلم کی ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور اس کا تعیّن کرنا خود مکلف کی ذمہ داری ہے۔

خاص مسائل میں دوسرے مراجع کی طرف رجوع کرنے کی شرائط

س: اگر مقلد مرجع تقلید سے سوال کرے لیکن وہ بعض دلائل کی بنا پر جواب نہ دے سکے اور دیگر مراجع نے بھی مختلف جوابات دیئے ہوں تو کیا وہ اپنی عقل کی طرف رجوع کر کے اقدام کر سکتا ہے؟
ج: مذکورہ صورت میں عقل کی طرف رجوع کرنے کا مقام نہیں ہے بلکہ احتیاط کرنا چاہیے اور اگر احتیاط ممکن نہ ہو تو مراجع میں بعد والے اعلم مرجع کے فتوی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

اعلم کو پہچاننے کے طریقے

س: دو بالغ اور عادل افراد نے میرے لئے ایسے شخص کے حوالے سے نقل کیا ہے جس کے بارے میں مجھے اطمینان ہے کہ اس نے بھی اس سلسلے میں تحقیق کی ہے کہ فلاں اعلم ہے اور تم اس کی تقلید کر سکتے ہو تو کیا اس طرح تقلید کرنا صحیح ہے؟
ج: اگر وہ افراد عادل اور اس سلسلے میں ماہر ہوں تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

تقلید میں تعدد

س۔ کیا بعض مسائل میں ایک مرجع اور بعض دیگر مسائل میں کسی دوسرے مرجع کی تقلید کی جا سکتی ہے؟
ج۔ تقلید میں ابتدائی طور پر تعدد میں کوئی اشکال نہیں ہے اگر مراجع میں سے ہر ایک کی اعلمیت ان مسائل میں ثابت ہو جائے جن میں مکلف مرجع کی تقلید کرنا چاہتا ہے تو بنا بر احتیاط، فتوی کے اختلاف کی صورت میں مقلد کے لئے مبتلا بہ مسائل میں تقلید میں تعدد واجب ہے۔

دوسرے مرجع کی طرف عدول

س۔ اگر میں اپنے مرجع کو بدلنا چاہوں تو مجھے کون سے مراحل طے کرنا چاہئیں؟
ج۔ احتیاط واجب کی بنا پر زندہ مجتہد کی تقلید سے دوسرے کی طرف عدول جائز نہیں ہے مگر یہ کہ دوسرے مجتہد کی اعلمیت کا یقین یا احتمال پیدا ہو جائے تو اس صورت میں بنا بر احتیاط عدول واجب ہے۔

رہبر معظم کے مقلدین کی تکلیف

س۔ میں سن بلوغ تک پہنچ گیا ہوں اور رہبر معظم کی تقلید کرنا چاہتا ہوں میں اس سلسلے میں کیا کروں؟
ج۔ کتاب استفتا آت کے جوابات (جو سوال و جواب کی شکل میں عبادات اور معاملات کے احکام پر مشتمل ہے) مناسک حج اور راہنمای فتاوی (جس میں بعض ایسے موارد کی نشاندہی کی گئی ہے جن میں رہبر معظم کے فتوی اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی میں فرق ہے) زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں اور سب کے پاس موجود ہیں اور جن مسائل میں آپ کو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور رہبر معظم کے فتوی کے اختلاف کا علم نہیں ہے ان میں آپ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیح المسائل کی طرف مراجعہ کر سکتے ہیں یا پھر تحریری، زبانی یا انٹرنیٹ کے ذریعہ فتوی معلوم کر سکتے ہیں

ولایت فقیہ

س۔ کیا ولی فقیہ اس مجتہد کو کہا جاتا ہے جس کی مکلف تقلید کرتا ہے یا حاکم مجتہد کو کہا جاتا ہے؟ کلی طور پر ولایت فقیہ سے مراد کیا ہے؟
ج۔ جامع شرائط ولی فقیہ سے مراد یہ ہے کہ دین مبین اسلام جو آخری آسمانی دین ہے اور جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا یہ دین حکومت اور معاشرے کے نظام کو چلانے کا دین ہے لہذا اسلامی معاشرے کے تمام طبقات کے لئے رہبر، ولی امر اور حاکم کا ہونا ضروری ہے تا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ سکے اور سماج اور معاشرے میں عدالت برقرار کر سکے طاقتور افراد کی طرف سے کمزور افراد پر ظلم و تعدی کی روک تھام کر سکے اور

معاشرے وسماج کے لئے سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی ترقی کے وسائل فراہم کر سکے

س ۲۔ اگر ولی فقیہ کسی مسئلہ میں حکم دے تو کیا دوسرے مراجع کے مقلدین اپنے مراجع کے فتوی کا حوالہ دیکر ولی فقیہ کے حکم پر عمل نہ کرنے کے مجاز ہیں

ج۔ شیعہ مذہب کے اصولوں کے مطابق تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ولی فقیہ کے ولائی امر ونہی کی اطاعت کریں اور ولی فقیہ کے حکم کا اتباع مقلدین کے علاوہ فقہاء عظام کو بھی شامل ہوتا ہے

سن بلوغ

س۔ لڑکے اور لڑکیوں کے بالغ ہونے کا سن کونسا ہے؟

ج۔ لڑکیاں ۹ سال قمری کے مکمل ہوجانے پر بالغ ہوجاتی ہیں اور لڑکے ۱۵ سال قمری کے مکمل ہوجانے پر بالغ ہوجاتے ہیں لیکن اگر کوئی اس سن تک پہنچنے سے قبل مجنب ہوجائے یا اس کے زیر ناف (سخت) بال نکل آئیں تو وہ بالغ اور مکلف شمار ہوگا (اگرچہ وہ مذکورہ سن بلوغ تک نہ بھی پہنچا ہو)

ابتدائی تقلید

س۔ کیا جو شخص سن تکلیف تک پہنچ گیا ہے وہ مردہ مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے؟

ج۔ احتیاط واجب کی بنا پر ابتدائی طور پر مردہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہے

احتیاط واجب اور دوسرے مجتہد کی طرف رجوع

س۔ کیا احتیاط واجب کے موارد میں دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے؟

ج۔ احتیاط واجب کے معنی یہ ہیں کہ مقلد اسی احتیاط پر عمل کر سکتا ہے یا ایسے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے جو دوسروں سے اعلم ہو

ہاتھ اور پاؤں سے جدا ہونے والی کھال

س۔کیا بدن یا ہونٹ سے جدا ہونے والی کھال نجس ہے؟
ج۔وہ نازک اور معمولی پوست جو ہونٹوں، ہاتھوں، پاؤں یا بدن کے دوسرے حصوں سے الگ ہوجاتی ہے وہ پاک ہے۔

مشکوک رطوبت

س۔انسان سے (عمداً یا سہواً) تحریک ہونے کے بعد جو رطوبت نکلتی ہے کیا وہ پاک ہے یا نہیں؟ اور یہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے یا نہیں؟
ج۔اگر مذکورہ رطوبت کے منی ہونے کے بارے میں شک ہو تو جاننا چاہیے کہ مردوں میں منی کا نکلنا اگر تین علامتوں (شہوت کا احساس، اچھل کر نکلنا اور نکلنے کے بعد بدن کا سست ہونا) کے ہمراہ ہو تو وہ رطوبت منی کے حکم میں ہوگی اور اس صورت میں غسل جنابت واجب ہوگا؛ اور عورتوں سے جو رطوبت لذت جنسی کے اوج پر پہنچنے کے بعد خارج ہوتی ہے وہ منی کے حکم میں ہوگی اور اس کے علاوہ انسان کے ذمہ کوئی اور چیز نہیں ہے

لباس دھونے والی مشینوں کے احکام

س۔کیا لباس دھونے والی مشینوں کے ذریعہ نجس کپڑے پاک ہوجاتے ہیں؟
ج۔اصل نجاست برطرف کرنے کے بعد مشین کے اندر ٹوٹی سے متصل پانی اگر کپڑوں اور مشین کے تمام حصوں تک پہنچ جائے اور پھر اس سے خارج اور الگ ہوجائے تو اس صورت میں کپڑے پاک ہوجائیں گے

جدید آلات کے ذریعہ مرغوں کا ذبح کرنا

س۔ان مرغوں کے ذبح کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جن پر مشین کی سرعت کی بنا پر ہر ایک کے لئے بسم اللہ نہیں کہا جاتا ہے؟

ج۔مرغوں کا وہ گروپ جن کو بسم اللہ کہنے کے بعد ایک ساتھ ذبحہ کیا جاتا ہے ان کے لئے ایک بسم اللہ کہنا کافی ہے اسی طرح دوسرے گروپوں کے لئے بسم اللہ کی تکرار کرنا چاہیے

س۔کیا "بسمہ تعالیٰ" لفظ جلالہ کا حکم رکھتا ہے؟

ج۔لفظ جلالہ کا حکم نہیں رکھتا ہے

س۔کیا (ا۔۔۔) لفظ جلالہ کا حکم رکھتا ہے؟

ج۔ہمزہ اور چند نقطے (ا۔۔۔) لفظ جلالہ کے حکم میں نہیں ہیں

جمہوری اسلامی ایران کے آرم (Logo) کو چھونا

س۔کیا جمہوری اسلامی ایران کے پرچم کے نشان کو چھونا جائز ہے؟

ج۔اگر عرف میں پرچم کا نشان اسم جلالہ شمار ہوتا ہوتو اس کو طہارت کے بغیر چھونا جائز نہیں ہے

وسواس

س۔میں ۲۳ سالہ جوان ہوں اور کئی سال سے سخت وسواس میں مبتلا ہوں بالخصوص طہارت، نجاست، لباس اور گھر وغیرہ کے متعلق۔۔۔کئی بار ڈاکٹر کے پاس علاج کرانے کے لئے گیا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے اس سلسلے میں میری راہنمائی فرمائیں؟

ج: شرعی نقطہ نظر سے تمام اشیاء پاک ہیں مگر یہ کہ ان کی نجاست پر کوئی دلیل موجود ہو اگر کسی چیز کے نجس ہونے کے بارے میں معمولی شک و تردد ہو تو شرعی لحاظ سے وہ چیز نجس نہیں ہوگی

وہ لوگ جو نجاست کے متعلق سخت نفسیاتی احساسات کے شکار ہیں (ان کو فقہی اصطلاح میں وسواسی کہا جاتا ہے) اگر یہ لوگ کسی چیز کی نجاست کے بارے میں کبھی یقین بھی پیدا کر لیں تو انہیں عدم نجاست کا حکم کرنا چاہیے لیکن وہ چیزیں جن کی نجاست کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور دوسرے افراد بھی اس کی نجاست کے سرایت کرنے کا یقین کریں تو ایسے موارد میں نجاست کا حکم کر سکتے ہیں مذکورہ افراد میں یہ حکم اس وقت تک رہے گا جب تک ان میں یہ حساسیت بالکل ختم نہیں ہو جاتی۔

مختصر سوانح حیات

حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای مدظلہ العالی

قائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای کے والد حجۃ الاسلام والمسلمین حاج سید جواد حسینی خامنہ ای مرحوم تھے۔ قائد انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمٰی خامنہ ای اٹھائیس صفر تیرہ سو اٹھاون ہجری قمری کو مشہد مقدس میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے خاندان کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ کے والد سید جواد خامنہ ای کی زندگی دینی علوم کے دیگر اساتذہ اور علمائے دین کی مانند انتہائی سادہ تھی۔ ان کی شریک حیات اور اولاد نے بھی قناعت اور سادہ زندگی گزارنے کے گہرے معنی ان سے سیکھے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے۔

قائد انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای اپنی اور اپنے اہل خانہ کی زندگی اور حالات کے بارے میں اپنی بچپن کی یادوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے والد ایک مشہور عالم دین تھے لیکن بہت ہی پارسا اور گوشہ نشین...

ہماری زندگی تنگ دستی میں بسر ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ہمارے گھر میں رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا اور ہماری والدہ بڑی مشکل سے ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کرتی تھیں اور... وہ رات کا کھانا بھی کشمش اور روٹی ہوتی تھی۔

لیکن جس گھر میں سید جواد کا خاندان رہتا تھا اس کے بارے میں قائد انقلاب اسلامی کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

میرے والد صاحب کا گھر کہ جہاں میری پیدائش ہوئی اور میرے بچپن کے چار پانچ سال وہیں گزرے، ساٹھ ستر میٹر کا ایک گھر تھا جو مشہد کے ایک غریب علاقے میں واقع تھا۔ اس گھر میں صرف ایک ہی کمرہ اور ایک تنگ و تاریک سرداب (تہہ خانہ) تھا۔ جب کوئی مہمان ہمارے والد سے ملنے کے لیے آتا ہمارے والد چونکہ عالم دین

تھے اس لیے عام طور پر لوگ ان سے ملنے کے لیے آتے تھے تو ہم سب گھر والوں کو سرداب (تہہ خانہ) میں جانا پڑتا اور مہمان کے جانے تک وہیں پر رہتے۔ بعد میں میرے والد کے کچھ عقیدت مندوں نے ہمارے گھر کے ساتھ والی زمین خرید کر میرے والد صاحب کو دے دی اور پھر ہمارا گھر تین کمروں کا ہو گیا۔

قائد انقلاب اسلامی نے ایک غریب لیکن دیندار، پاکیزہ اور علم دوست گھرانے میں تربیت پائی اور چار سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی سید محمد کے ہمراہ مکتب بھیج دیے گئے تا کہ قرآن پڑھنا سیکھ لیں۔ اس کے بعد دونوں بھائیوں نے تازہ قائم ہونے والے اسلامی اسکول دار التعلیم دیانتی میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

دینی درسگاہ میں

آپ ہائی اسکول کے بعد دینی درسگاہ میں داخل ہو گئے اور اپنے والد اور اس وقت کے دیگر اساتذہ سے عربی ادب اور مقدمات (قواعد) کی تعلیم حاصل کی۔ آپ دینی درسگاہ میں داخلے اور دینی تعلیم کے انتخاب کے محرک کے بارے میں کہتے ہیں:

> اس نورانی راستے کے انتخاب میں بنیادی عنصر اور محرک میرے والد کا عالم دین ہونا تھا اور میری والدہ کی خواہش تھی۔

آپ نے جامع المقدمات، سیوطی اور مغنی کی مانند عربی ادب کی کتابیں مدرسۂ سلیمان خان اور مدرسۂ نواب کے اساتذہ سے پڑھیں اور آپ کے والد بھی اپنے بچوں کی تعلیم پر نظر رکھتے تھے۔ اسی دوران آپ نے کتاب معالم بھی پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے شرائع الاسلام اور شرح لمعہ اپنے والد سے اور ان کے بعض حصے آقا میرزا مدرس یزدی مرحوم سے پڑھے اور رسائل و مکاسب حاج شیخ ہاشم قزوینی سے اور فقہ و اصول کے دروس سطح اپنے والد سے پڑھے۔ آپ نے حیرت انگیز طور پر صرف ساڑھے پانچ سال کے عرصے میں مقدمات اور سطح کے کورس مکمل کر لئے۔ آپ کے والد سید جواد مرحوم نے ان تمام مراحل میں اپنے چہیتے بیٹے کی ترقی و پیشرفت میں اہم کردار ادا کیا۔ قائد انقلاب اسلامی نے منطق اور فلسفہ میں کتاب منظومہ سبزواری پہلے آیت اللہ میرزا جواد آقا تہرانی مرحوم اور بعد میں شیخ محمد رضا ایسی سے پڑھی۔

نجف اشرف کی دینی درسگاہ میں

حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای، کہ جنہوں نے اٹھارہ سال کی عمر میں مشہد میں عظیم مرجع آیت اللہ العظمیٰ میلانی مرحوم سے فقہ اور اصول کا درس خارج پڑھنا شروع کیا تھا، سن 1957 میں مقدس مقامات کی زیارت کے لیے نجف اشرف تشریف لے گئے اور سید محسن حکیم مرحوم، سید محمود شاہرودی، میرزا باقر زنجانی، سید یحییٰ، یزدی اور میرزا حسن بجنوردی سمیت نجف اشرف کے عظیم مجتہدین کے دروس میں شرکت کی۔ آپ کو یہاں درس وتدریس اور تحقیق کا معیار پسند آیا اور نجف میں تعلیم جاری رکھنے کے اپنے فیصلے سے اپنے والد کو آگاہ کیا لیکن وہ راضی نہ ہوئے چنانچہ آپ کچھ عرصے کے بعد مشہد واپس لوٹ آئے۔

قم کی دینی درسگاہ میں

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ سن 1958 سے لے کر سن 1964 تک قم کی دینی درسگاہ میں فقہ، اصول اور فلسفہ کی اعلیٰ تعلیم میں مشغول رہے اور آیت اللہ العظمیٰ بروجردی، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مرتضیٰ حائری یزدی اور علامہ طباطبائی جیسے عظیم اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ 1964 میں قائد انقلاب اسلامی کو اپنے والد سے خط وکتابت کے بعد پتہ چلا ان کے والد کی ایک آنکھ کی بینائی موتیا کے مرض کی وجہ سے جا چکی ہے آپ کو یہ خبر سن کر بہت دکھ پہنچا۔ آپ قم کی عظیم درسگاہ میں رہ کر اپنی تعلیم کو جاری رکھنے اور مشہد واپس جا کر اپنے والد کی دیکھ بھال کرنے کے سلسلے میں شش وپنج کا شکار ہو گئے۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای اس نتیجے پر پہنچے کہ انہیں اللہ کی رضا کیلئے مشہد واپس جانا چاہیے اور اپنے والد کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

> میں مشہد گیا اور خدا نے مجھے بہت زیادہ توفیقات عنایت فرمائیں۔ بہرحال میں اپنے کام اور ذمہ داریوں میں مشغول ہو گیا۔ اگر مجھے زندگی میں کوئی توفیق حاصل ہوئی ہے تو میرا یہ خیال ہے کہ وہ اس نیکی کا صلہ ہے جو میں نے اپنے والد اور والدہ کے ساتھ کی تھی۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای نے اس دوراہے پر صحیح راستے کا انتخاب کیا۔ آپ کے بعض اساتذہ اور ساتھی افسوس کرتے تھے کہ کیوں آپ نے اتنی جلدی قم کو چھوڑ دیا اگر وہ وہاں رہ جاتے تو آئندہ یہ بن جاتے وہ بن جاتے... لیکن مستقبل نے ظاہر کر دیا کہ ان کا فیصلہ صحیح تھا اور الٰہی فیصلے نے لوگوں کے اندازوں سے کہیں بہتر ان کی تقدیر لکھی تھی۔ کیا کوئی یہ سوچ سکتا تھا کہ یہ پچیس سالہ باصلاحیت عالم دین جو اپنے والدین کی خدمت کے لیے قم چھوڑ کر مشہد

واپس چلا گیا تھا، پچیس سال بعد ولایت امر مسلمین کے اعلیٰ مقام ومرتبے پر پہنچ جائے گا؟

آپ نے مشہد میں بھی اپنی اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور تعطیلات، جدوجہد، جیل اور سفر کے علاوہ 1968 تک مشہد کے عظیم اساتذہ خصوصاً" آیت اللہ میلانی سے باقاعدہ طور پر تعلیم حاصل کی۔ اسی طرح سن 1964 سے کہ جب آپ مشہد میں مقیم تھے، تعلیم حاصل کرنے اور بوڑھے اور بیمار والد کی دیکھ بھال اور خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نوجوان طلبہ کو فقہ واصول اور دینی علوم کی دیگر کتابیں بھی پڑھاتے تھے۔

سیاسی جدوجہد

حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای بقول خود ان کے، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی، اصولی، سیاسی اور انقلابی شاگردوں میں سے ہیں لیکن ان کے ذہن میں طاغوت کے خلاف دشمنی اور سیاست وجدوجہد کی پہلی کرن عظیم مجاہد اور شہید راہ اسلام سید مجتبیٰ نواب صفوی نے ڈالی۔ جب نواب صفوی چند فدائیان اسلام کے ساتھ سن 1952 میں مشہد گئے تو انہوں نے مدرسہ سلیمان خان میں احیائے اسلام اور احکام الٰہی کی حاکمیت کے موضوع پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور شاہ اور برطانیہ کے مکر وفریب اور ملت ایران سے ان کے جھوٹ کا پردہ چاک کیا۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای ان دنوں مدرسہ سلیمان خان کے نوجوان طالب علم تھے، نواب صفوی کی جوشیلی تقریر سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ آپ کہتے ہیں: اسی وقت نواب صفوی کے ذریعے میرے اندر انقلاب اسلامی کا جھما کہ ہوا چنانچہ مجھے اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ پہلی آگ نواب صفوی مرحوم نے میرے اندر روشن کی۔

امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کے ہمراہ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای سن 1962 سے کہ جب آپ قم میں تھے اور محمد رضا شاہ پہلوی کی اسلام مخالف اور امریکہ نواز پالیسیوں کے خلاف امام خمینی کی انقلابی اور احتجاجی تحریک شروع ہوئی، سیاسی جدوجہد میں شامل ہو گئے اور بے پناہ نشیب وفراز، جلاوطنی، قید وبند اور ایذاؤں کے باوجود سولہ سال تک جدوجہد کرتے رہے اور کسی مقام پر بھی نہیں گھبرائے۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پہلی ذمہ داری یہ سونپی کہ وہ ماہ محرم میں علمائے کرام کے تبلیغی مشن اور شاہ کی امریکی پالیسیوں کو آشکارہ کریں، ایران کے حالات اور قم کے واقعات کے بارے میں ان کا پیغام آیت اللہ میلانی اور خراسان کے علماء تک پہنچائیں۔ آپ نے یہ ذمہ داری بخوبی نبھائی اور خود بھی تبلیغ کے لیے بیرجند شہر گئے اور

وہاں تبلیغ کے ضمن میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کے تناظر میں پہلوی حکومت اور امریکہ کا پردہ چاک کیا چنانچہ آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور ایک رات قید رکھنے کے بعد اگلے دن آپ کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ آپ منبر پر نہیں جائیں گے اور پولیس کی نگرانی میں رہیں گے۔ پندرہ خرداد کے واقعے کے بعد آپ کو بیر جند سے مشہد لا کر فوجی جیل میں ڈال دیا گیا اور وہاں دس روز تک کڑی نگرانی میں رکھا گیا اور سخت ایذائیں دی گئیں۔

دوسری گرفتاری

جنوری سن 1963ء بمطابق رمضان تیرہ سوتراسی ہجری قمری کو حضرت آیت اللہ العظمٰی خامنہ ای اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت کرمان گئے۔ کرمان میں دو تین دن ٹھہرنے، تقریریں کرنے اور اس شہر کے علماء اور طلبہ سے ملاقات کرنے کے بعد زاہدان چلے گئے۔ آپ کی جوشیلی اور ولولہ انگیز تقریروں خصوصاً چھ بہمن کو شاہ کے جعلی ریفرنڈم اور انتخاب کی سالگرہ کے دن آپ کی تقریر کو عوام نے بے حد پسند کیا۔ پندرہ رمضان کو امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے روز پہلوی حکومت کی شیطانی اور امریکی پالیسیوں کا پردہ چاک کرنے والی آپ کی جوشیلی اور ولولہ انگیز تقریریں اپنے عروج پر پہنچ گئیں چنانچہ شاہ کی خفیہ ایجنسی ساواک نے آپ کو راتوں ورات گرفتار کر کے ہوائی جہاز کے ذریعے تہران روانہ کر دیا۔ رہبر بزرگوار حضرت آیت اللہ العظمٰی خامنہ ای کو تقریباً دو ماہ تک قزل قلعہ نامی جیل میں قید تنہائی میں رکھا گیا۔ دوران قید آپ نے مختلف قسم کی ایذائیں اور توہین آمیز سلوک برداشت کیا۔

تیسری اور چوتھی گرفتاریاں

مشہد اور تہران میں آپ کے تفسیر و حدیث کے دروس اور اسلامی افکار و نظریات کا انقلابی نوجوانوں نے زبردست خیر مقدم کیا۔ آپ کی ان سرگرمیوں سے شاہ کی خفیہ ایجنسی ساواک بھڑک اٹھی اور آپ کو گرفتار کرنا چاہا لہٰذا آپ نے سن 1966 میں تہران میں روپوشی کی زندگی اختیار کر لی تاہم ایک سال بعد یعنی 1967 میں آپ گرفتار کر لیے گئے۔ رہائی کے بعد آپ کی انقلابی سرگرمیوں کے باعث ساواک نے آپ کو ایک بار پھر سن 1970 میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

پانچویں گرفتاری

حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای مدظلہ العالی ساواک کے ہاتھوں اپنی پانچویں گرفتاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

سن 1969 سے ایران میں مسلح تحریک کے آثار محسوس کیے جا رہے تھے۔ خفیہ اداروں کی میرے بارے میں حساسیت بھی بڑھ گئی تھی انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس قسم کی تحریک کا مجھ جیسے افراد سے تعلق نہ ہو۔ سن 1971 میں ایک بار پھر مجھے جیل میں ڈال دیا گیا۔ جیل میں ساواک کے تشدد آمیز سلوک سے واضح طور پر ظاہر ہوتا تھا کہ اسے مسلح تحریک کے اسلامی فکر کے مراکز سے جڑے ہونے پر سخت تشویش ہے اور وہ اس بات کو قبول کرنے پر تیار نہیں تھے کہ مشہد اور تہران میں میرے نظریاتی اور تبلیغی مشن کا اس تحریک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رہائی کے بعد میرے تفسیر کے عام دروس اور خفیہ کلاسوں کا دائرہ مزید بڑھ گیا۔

چھٹی گرفتاری

1971 اور 1974 کے برسوں کے دوران حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کے تفسیر اور انقلابی نظریات کے دروس اور تقاریر مشہد مقدس میں واقع مسجد کرامت، مسجد امام حسین اور مسجد میرزا جعفر میں انجام پاتی تھیں جن میں انقلابی اور روشن فکر نوجوانوں اور طلبہ سمیت ہزاروں لوگ جوق در جوق شرکت کرتے تھے اور اسلام کے حقیقی نظریات سے آگاہ ہوتے تھے۔ آپ کے نہج البلاغہ کے درس کا رنگ ہی کچھ اور تھا آپ کے نہج البلاغہ کے دروس فوٹو کاپی ہو کر لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے۔ نوجوان اور انقلابی طلبہ جو آپ سے درس حقیقت اور جدوجہد کا سبق لیتے تھے، ایران کے دور و نزدیک کے شہروں میں جا کر لوگوں کو ان نورانی حقائق سے آشنا کر کے عظیم اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار کرتے۔ ان سرگرمیوں کے باعث 1974 عیسوی میں ساواک نے مشہد میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کے گھر پر دھاوا بول دیا اور آپ کو گرفتار کر کے آپ کی بہت سی تحریروں اور نوٹس کو ضبط کر لیا۔ یہ آپ کی چھٹی اور سخت ترین گرفتاری تھی۔ آپ کو 1975 کے موسم خزاں تک قید میں رکھا گیا۔ اس عرصے کے دوران آپ کو ایک کوٹھڑی میں سخت ترین حالات میں رکھا گیا اور خود آپ کے بقول صرف وہی ان حالات کو سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے ان حالات کو دیکھا ہے۔ جیل سے رہائی کے بعد آپ مشہد مقدس واپس آ گئے اور ماضی کی طرح علمی، تحقیقی اور انقلابی عمل کو آگے بڑھایا۔ البتہ آپ کو پہلے کی طرح کلاسوں کی تشکیل کا موقع نہیں دیا گیا۔

شہر بدری

ظالم پہلوی حکومت نے سن 1977 کے اواخر میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کو گرفتار کر کے تین سال کے لیے ایران شہر شہر بدر کر دیا۔ سن 1978 کے وسط میں ایران کے مسلمان اور انقلابی عوام کی جدوجہد کے عروج پر پہنچنے کے بعد آپ شہر بدری سے آزاد ہو کر مشہد مقدس واپس آ گئے اور سفاک پہلوی حکومت کے خلاف عوام کی جدوجہد کی اگلی صفوں میں شامل ہو گئے۔

راہ خدا میں انتھک جدوجہد اور سختیاں برداشت کرنے کا نتیجہ یعنی ایران کے عظیم اسلامی انقلاب کی کامیابی اور ظالم پہلوی حکومت کا سقوط اور اس سرزمین میں اسلام کی حاکمیت کے قیام کا مشاہدہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کیا۔

کامیابی سے قبل

اسلامی انقلاب کی کامیابی سے قبل امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی پیرس سے تہران واپسی سے پہلے ان کی طرف سے شہید مطہری، شہید بہشتی، ہاشمی رفسنجانی وغیرہ کی مانند مجاہد علما اور افراد پر مشتمل کمیٹی شورائے انقلاب اسلامی قائم کی گئی۔ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای بھی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اس کمیٹی کے رکن بنے۔ شہید مطہری نے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام آپ تک پہنچایا۔ رہبر کبیر انقلاب اسلامی امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ملتے ہی آپ مشہد سے تہران آ گئے۔

کامیابی کے بعد

حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای نے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد بھی اپنی انقلابی اور اسلامی سرگرمیاں بدستور جاری رکھیں اس دوران آپ مختلف عہدوں پر فائز رہے اور متعدد اہم کارنامے انجام دینے میں کامیاب ہوئے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

☆ 1970 میں امریکہ اور سابق سوویت یونین سمیت شیطانی اور بڑی طاقتوں کے اکسانے اور ان کی فوجی مدد سے ایران کی سرحدوں پر صدام کی جارحیت اور ایران کے خلاف عراق کی مسلط کردہ جنگ شروع ہوتے ہی دفاع مقدس کے محاذوں پر فوجی لباس میں دشمن کے خلاف نبرد آزما ہوئے

☆ فروری 1979 میں اپنے ہم خیال مجاہد علماء اور ساتھیوں کے تعاون سے جمہوری اسلامی پارٹی کی بنیاد رکھی۔

☆ 1979 میں نائب وزیر دفاع بنے۔

☆1979 میں ہی پاسداران انقلاب اسلامی فوج کے سربراہ مقرر ہوئے۔
☆1979 میں ہی بانی انقلاب اسلامی کی جانب سے دارالحکومت تہران کے امام جمعہ منصوب ہوئے
☆1979 میں پارلیمنٹ مجلس شورای اسلامی میں تہران کے نمائندے بنے
☆1980 میں اعلی دفاعی کونسل میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے نمائندے مقرر ہوئے
☆1981 میں تہران میں واقع مسجد ابوذر میں انقلاب دشمن منافقین کے ناکام قاتلانہ حملے میں شدید زخمی ہوئے

صدر مملکت

ایران کے دوسرے صدر محمد علی رجائی کی شہادت کے بعد 1981 میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای ایک کروڑ ساٹھ لاکھ سے زائد ووٹ حاصل کر کے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق سے اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر منتخب ہوئے۔ اسی طرح 1985 میں آپ دوسری بار صدر منتخب ہوئے۔

1981 میں ثقافتی انقلابی انجمن کے سربراہ بنے
1987 میں تشخیص مصلحت نظام کونسل کی سربراہی سنبھالی
1989 میں آئین پر نظر ثانی کرنے والی کونسل کے سربراہ مقرر ہوئے

امت کی قیادت وولایت

رہبر کبیر انقلاب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد جون 1989 میں ماہرین کی کونسل نے اس اعلیٰ عہدے اور عظیم ذمہ داری کے لیے آپ کو منتخب کیا۔ یہ انتخاب انتہائی مبارک اور صحیح تھا چنانچہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ نے نہایت مہارت سے ملت ایران بلکہ مسلمانان عالم کی قیادت وراہنمائی کی اور یہ عظیم اور الہی فریضہ آج بھی بخوبی نبھا رہے ہیں۔

تصنیفات وتالیفات

1۔ طرح کلی اندیشہ اسلامی در قرآن
2۔ از ژرفای نماز

3- گفتاری در باب صبر
4- چہار کتاب اصلی علم رجال
5- ولایت
6- گزارش از سابقہ تاریخی واوضاع کنونی حوزہ علمیہ مشہد
7- زندگی نامہ ائمہ تشیع (غیر مطبوعہ)
8- پیشوای صادق
9- وحدت وتحزب
10- ہنر از دیدگاہ آیت اللہ خامنہ ای
11- درست فہمیدن دین
12- عنصر مبارزہ در زندگی ائمہ علیہم السلام
13- روح توحید، نفی عبودیت غیر خدا
14- ضرورت بازگشت بہ قرآن
15- سیرت امام سجاد علیہ السلام
16- امام رضا علیہ السلام وولایت عہدی
17- تہاجم فرہنگی (قائد انقلاب کے پیغامات اور تقریروں پر مشتمل کتاب)
18- حدیث ولایت (آپ کے پیغامات اور تقریروں پر مشتمل مجموعہ، اس کی اب تک نو جلدیں چھپ چکی ہیں)

تراجم

1- صلح امام حسن علیہ السلام، تصنیف آل یاسین۔
2- آئندہ در قلمرو اسلام، تصنیف سید قطب۔
3- مسلمانان در نہضت آزادی ہندوستان، تصنیف عبد الرحیم نمری نصری۔
4- ادعانامہ علیہ تمدن غرب، تصنیف سید قطب۔

برچسب ھا: زندگی نامہ سید علی خامنہ ای

فہرست کتاب